تالیف

مولانا محمد ہارون معاویہ

فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی
واستاذ مدرسہ عربیہ قاسم العلوم میرپورخاص

تقریظ

حضرت مولانا محمد اسلم صاحب شیخوپوری طال اللہ بقاءہ

کتب خانہ اشرفیہ

مثالی جواہر پارے

شگفتہ کلیاں، نکھرے جواہرات، پرکشش نکات، فکر انگیز و سبق آموز واقعات اور تاریخ اسلام کے تابندہ ستاروں کے روشن نقوش، ہزاروں کتابوں میں بکھرے موتیوں کا مثالی کشکول، جس میں ایک سے دس تک کے عدد کو بطور خاص ملحوظ رکھا گیا ہے۔

اہل ذوق حضرات کے لئے خاص تحفہ

تالیف
مولانا محمد ہارون معاویہ
فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی
واستاذ مدرسہ عربیہ قاسم العلوم میرپور خاص

تقریظ
حضرت مولانا محمد اسلم صاحب شیخوپوری طال الله عمرہ

کتب خانہ اشرفیہ
قاسم سینٹر دوکان نمبر ۳۳ اردو بازار کراچی، فون ۲۲۱۳۰۵۸

نام کتاب .... مثالی جواہر پارے

تالیف .... مولانا محمد ہارون معاویہ

اشاعت اوّل ...... رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ

استدعا: اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشر ہونے کے ناطے اگر سہواً کوئی غلطی رہ گئی ہو تو مطلع فرمادیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ازالہ کیا جائے گا۔ جزاک اللہ خیراً کثیراً

منجانب: احباب کتب خانہ اشرفیہ کراچی

فہرست مضامین

ایک کا عدد

دو کا عدد

تین کا عدد

چار کا عدد

پانچ کا عدد

چھ کا عدد

سات کا عدد

آٹھ کا عدد

نو کا عدد

دس کا عدد

انتساب

حضور سرورِ کائنات، فخرِ مجسم، شافع محشر، ساقی کوثر حضرت محمد عربی مصطفیٰ ﷺ کے نام، جو باعثِ تخلیق کائنات بن کر دنیا میں تشریف لائے اور اپنی ضوفشانیوں سے دنیا کے گھٹا ٹوپ اندھیروں کو اجالوں سے روشن کر گئے۔

رخِ مصطفیٰ کو دیکھا تو دیوں نے جلنا سیکھا
یہ کرم ہے مصطفیٰ کا کہ شبِ غم نے ڈھلنا سیکھا
یہ زمیں رکی ہوئی تھی یہ فلک تھما ہوا تھا
چلے جب مرے محمد ؐ تو دنیا نے چلنا سیکھا

محمد ہارون معاویہ

عرضِ مؤلف

محترم قارئین! بندہ عاجز کی نئی کتاب بنام ''مثالی جواہر پارے'' آپ کے ہاتھوں میں ہے جیسا کہ آپ کو اندازہ ہوگیا ہوگا، کہ یہ کتاب ایک کشکول میں جمع کئے ہوئے ان بکھرے جواہرات پر مشتمل ہے جو ہزاروں کتابوں کے لاکھوں صفحات میں سے اخذ کر کے ایک لڑی میں پرو دیئے گئے ہیں۔

محترم قارئین! بندہ عاجز پر یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور کرم ہے کہ سالہا سال سے میرے اکثر شب و روز دینی و تحقیقی کتابوں کے مطالعے و جستجو میں صرف ہو رہے ہیں، اس کتاب کی ترتیب تک بحمد اللہ میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے سینتیس (۳۷) ضخیم تالیفات تیار کر چکا ہوں، اس دوران ہزاروں کتابوں کے لاکھوں صفحات نظر سے گزرے ہیں اور گزر رہے ہیں، چنانچہ جب جب کسی صفحے میں کوئی پر کشش بات، سبق آموز واقعہ، شگفتہ کلی، مثالی جواہر پارے انمول موتی، چمکتے جواہر نظروں کو اچھے لگتے گئے، انہیں اٹھا کر میں ایک کشکول میں جمع کرتا چلا گیا، اور یوں سالہا سال کی ورق گردانی کے نتیجے اس قسم کی اچھی اچھی پر کشش چیزوں کا اچھا خاصہ ذخیرہ جمع ہوتا چلا گیا، اور اب بحمد اللہ میرے اس کشکول میں کئی کتابوں کا مواد جمع ہے، جس کو اساتذہ اور مخلص ساتھیوں کے مشورے سے مختلف کتابوں کی صورت میں ترتیب دے کر اپنے قارئین کے سامنے لانے کا پروگرام ہے انشاء اللہ۔

بہر حال یہ کتاب بھی اسی کشکول کا ایک حصہ ہے، اگرچہ مارکیٹ میں اس قسم کی کتابیں بیسیوں آگئی ہیں لیکن ہماری اس کتاب میں ان تمام کتب سے ہٹ کر ایک

خاصیت ایسی پائی جاتی ہے جو مذکورہ کسی کتاب میں نہیں، اور وہ یہ ہے کہ ہم نے اس کتاب میں عدد کو بطورِ خاص ملحوظ رکھا ہے اور وہ بھی ترتیب کے ساتھ ایک سے دس تک کا عدد یعنی سب سے پہلے وہ چیزیں لائی گئیں جن میں ایک بات پائی جاتی تھی چاہے وہ واقعہ ہو یا نصیحت یا اور کوئی بھی چیز اور پھر اسی طرح دو کا عدد شروع کیا گیا اور اس میں بھی وہ چیزیں لائی جن میں دو کے عدد ہی کو لازم رکھا گیا اسی طرح تین، چار، پانچ سے دس تک ترتیب چلائی گئی۔

چنانچہ اس طرح اہل ذوق حضرات کے لئے یہ ایک خاص تحفہ تیار ہو گیا، جس میں ہر بات پُرکشش بھی ہے اور معلوماتی بھی، فکر انگیز بھی ہے اور دلچسپ بھی، امید ہے قابل احترام قارئین کو بندہ عاجز اور اس کے معاونین کی یہ کاوش پسند آئے گی اور وہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔

اور قابل احترام قارئین یہ دعا بھی کیجئے کہ میں جس نیک مقصد کے تحت یہ کتابیں لکھ رہا ہوں، اس میں مجھے کامیابی نصیب ہو جائے۔ اور میں بھی اپنے اللہ وحدہٗ لاشریک کی بارگاہ قدسی میں دعا کرتا ہوں کہ وہ ذات پاک اس کتاب کو میری پہلی کتابوں کی طرح مفید اور کارآمد بنا دے اور ہم سب کو خلوص نیت کے ساتھ دین کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

آخر میں ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں، کہ جنہوں نے اس کتاب کی ترتیب سے لے کر کمپوزنگ تک میرے ساتھ کسی بھی قسم کا تعاون کیا، میرے ساتھ معاونت کرنے والے میرے مخلص ساتھی مولانا ظہور الاسلام صاحب، مولانا عمر فاروق صاحب، مولانا محمد عادل شیخ صاحب، اور مولوی محمد کاشف صاحب۔ اور اسی طرح خصوصاً اس کتاب کے ناشر کتب خانہ اشرفیہ کے مالک محترم جلیل الرحمٰن صاحب کا بھی دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جو اس کتاب کو بڑے اہتمام سے شائع کر رہے ہیں۔

میری دل سے ان حضرات کے لئے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کو دونوں جہانوں کی شادمانیاں نصیب فرمائے۔ آمین یارب العلمین۔

اور تمام قارئین سے بھی درخواست ہے کہ وہ مجھے، میرے والدین، اساتذہ کرام کو اپنی خصوصی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں، اور اگر آپ کو اس کتاب میں کوئی خامی اور کمزوری نظر آئے تو ضرور آگاہ فرمائیں آپ کا بہت شکریہ ہوگا۔ آپ کے ہر مشورے کا دلی خیر مقدم ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا عطا فرمائے۔ آمین!

والسلام آپ کا خیر اندیش

محمد ہارون معاویہ

فاضل جامعہ بنوریؒ ٹاؤن کراچی

ساکن میر پور خاص سندھ

تقریظ

از مفسر قرآن حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری صاحب مدظلہ

عزیز مولانا محمد ھارون معاویہ زید مجدہم سے پہلی بار ملاقات ہوئی، انہوں نے اپنی علمی، تعلیمی، تدریسی، تبلیغی اور تصنیفی مصروفیات کے بارے میں بتایا اور اپنی بعض تالیفات بھی دکھائیں جو انتہائی دلچسپ اور مؤثر انداز میں لکھی گئی ہیں، موضوعات ایسے ہیں جن کی آج کے معاشرے میں سخت ضرورت ہے، کتابیں دیکھ کر دل سے دعا نکلی، کہ اللہ مولانا کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ان پر رشک بھی آیا کہ جتنا کام انہوں نے جوانی میں کرلیا ہے ہم اتنا کام بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھنے کے باوجود نہ کرسکے۔

مولانا معاویہ صاحب نے اپنی زیر طبع دو نئی کتابوں کا مسودہ بھی دکھایا جن میں سے ایک ''گناہوں سے توبہ کیجئے'' اور دوسری ''مثالی جواہر پارے'' کے عنوان سے ہے دونوں کتابیں ٹھوس اور اصلاحی مواد پر مشتمل ہیں اور ان کی تیاری میں اپنے مشائخ اور علماء کی کتابوں سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔

چھوٹی بڑی جن کتابوں سے مواد لیا گیا ہے مولانا نے ان کے حوالے ذکر کرنے کا خصوصی اہتمام کیا ہے۔ اگر اپنی اگلی تالیفات میں اصل مآخذ اور مراجع کی نشاندہی فرمادیں تو افادیت دو چند ہوجائے گی۔ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس نوخیز پرجوش قلمکار اور مصلح کے علم وعمل میں برکت دے اور ان کی زندگی دین اسلام کی خدمت واشاعت کے لئے قبول فرمائے۔

محتاج دعا محمد اسلم شیخوپوری

ایک کا عدد

ایک اللہ ہی کو ہر صورت میں یاد کیا جائے

جب بھی

۱	کوئی کام شروع کریں تو کہیں	بسم الله
۲	کام کرنے کا ارادہ کریں تو کہیں	انشاء الله
۳	کسی چیز کی تعریف کرانا ہو تو کہیں	سبحان الله
۴	کسی کی تعریف مقصود ہو تو کہیں	ماشاء الله
۵	کسی کا شکریہ ادا کرنا ہو تو کہیں	جزاک الله
۶	بیدار ہوں تو کہیں	لا اله الاالله
۷	چھینکتے وقت کہیں	الحمدالله
۸	چھینک کے جواب میں کہیں	یر حکم الله
۹	گناہ سے توبہ کرتے وقت کہیں	استغفر الله
۱۰	محبت کا اظہار کریں تو کہیں	لحب الله
۱۱	نکاح کرتے وقت کہیں	آمنتُ با لله
۱۲	جدا ہوتے وقت کہیں	فی اما ن الله
۱۳	سختی و پریشانی کا سامنا ہو تو کہیں	یا الله
۱۴	قسم اٹھاتے وقت کہیں	والله بالله

۱۵	خیرات دیتے وقت کہیں	فی سبیل اللہ
۱۶	مشکل یا کوئی مسئلہ درپیش ہو تو کہیں	تو کلت علی اللہ
۱۷	ناخوشگوار معاملہ ہو تو کہیں	نعوذ ُبا اللہ
۱۸	خوش گوار تبدیلی ہو تو کہیں	فتبارک اللہ
۱۹	کوئی کام خلاف توقع ہو تو کہیں	ان الحکم الا للہ
۲۰	دعا میں شمولیت کے وقت کہیں	آمین یا رب العالمین
۲۱	موت یا رنج وغم کی خبر سنیں تو کہیں	انا للہ وانا الیہ راجعون

(بحوالہ اہل اللہ کی قیمتی باتیں ص ۹۹)

ایک اللہ ہی اللہ

یوں تو اللہ تعالیٰ کے بہت سارے نام ہیں لیکن ان میں سے لفظ ''اللہ'' اسم ذات اور باقی اسماء صفات ہیں۔ یہ نام اس وقت بھی تھا جب کائنات میں کچھ بھی نہ تھا اور اس وقت بھی ہوگا جب کچھ بھی باقی نہ رہے گا، یہ نام کائنات کی روح اور جان ہے۔ یہ دنیا اس وقت تک قائم رہے گی جب تک کسی ایک زبان پر بھی یہ مقدس نام جاری رہے گا۔ اور اگر کوئی ایک زبان بھی ''اللہ اللہ'' کہنے والی باقی نہ رہی تو بساطِ عالم کو لپیٹ دیا جائیگا، آسمان کی قندیلیں بجھادی جائیں گی، دریاؤں اور سمندروں کا پانی خشک ہو جائیگا، پھولوں کا تبسم، عنادل کا معصوم شور، حسین صبحوں کی انگڑائیاں، ٹھنڈی راتوں کا سکوت اور زندگی کے دل لبھاتے نظارے موقوف ہو جائیں گے۔ یہ نام ہر مذہب والے کی زبان پر ہے کسی نے اسے ''پرمیشور'' کہہ کر پکارا، کسی نے اسے ''برہم'' کہہ کر کسی نے ''آہور مزدا'' اور ہومز'' کہا اور کسی نے ''الاھیا'' اور یزدان''۔

اگر گوش ہوش کے ساتھ سنا جائے تو پھولوں کی مسکراہٹ، چڑیوں کی چہچہاہٹ، پتوں کی سرسراہٹ اور کرنوں کی جگمگاہٹ میں ''اللہ اللہ'' کی آواز آتی ہے اور اس کی قدرت

دکھائی دیتی ہے۔

اس نام کو حضرت آدم علیہ السلام نے ورد زبان کیا تو ان کا اضطراب سکون میں بدل گیا، اس نام کی برکت سے حضرت زکریا علیہ السلام کے بڑھاپے کی خزاں میں یحییٰ علیہ السلام جیسا پھول کھلا، اس نام کی تاثیر سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے لیے دھکتا ہوا الاؤ گلشن بن گیا، اس نام والے کو یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں پکارا تو غم سے نجات ملی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پکارا تو پتھر سے چشمے رواں ہو گئے اور اُچھلتا کودتا دریا خشک ہو گیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کا نام لیا تو نابینا بینا ہو گیا، کوڑی تندرست ہو گیا، مردہ جی اُٹھا، حضور اکرم ﷺ نے اللہ کا نام لیا تو کنکریاں بول اُٹھیں، چاند دو ٹکڑے ہو گیا، چٹانوں سے زیادہ سخت دلوں میں ہدایت کے چشمے اُبل پڑے، عرب کے شہر اور بستیاں رشد و صلاح کے نور سے جگمگا اُٹھیں۔ غرضیکہ اللہ کا نام لینا کبھی بیکار نہیں جاتا۔ یہ نام ایسا مبارک اور بامعنی ہے کہ اگر اس میں سے کوئی حرف گرا بھی دیا جائے تو بھی اس کا معنوی حسن برقرار رہتا ہے مثلاً شروع سے الف گرا دیا جائے تو ''للہ'' رہ جائے گا جس کا معنیٰ ''اللہ کے لیے'' قرآن حکیم میں ہے۔

للّٰہ مافی السمٰوٰتِ وما فی الارض ،، (اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمینوں میں ہے)، اگر لام گرا دیں تو ''اِلٰہ'' رہ جائے گا۔ جس کے معنی ہیں، معبود قرآن میں ہے۔ والھکم الہ وّاحد ،، (اور تمہارا معبود ایک معبود ہے) اور اگر الف اور لام کو حذف کر دیں تو ''لہٗ'' باقی رہ جائے گا جس کا معنی ہے (اس کے لیے) اور اگر لام کو بھی حذف کر دیں تو ''ہ'' ضمیر باقی رہ جائے گی اور اس کا متعین مرجع اللہ کی ذات کے سوا کون ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہُ کا معنی ہے وہ اور جب مطلقاً ''ہ'' (وہ) بولا جائے گا تو اس سے وہی مراد ہو گا جس کی شان ہر چیز سے ہویدا ہے۔

آسمان کی بلندی میں ''وہ''

پہاڑوں کے جلال میں، ''وہ''

درختوں کے جمال میں ''وہ''

ماضی اور حال میں ''وہ''

مستقبل اور مال میں ''وہ''

انسانوں کی زبان قال میں ''وہ''

ذرّوں کی زبان حال میں ''وہ''

دن کی روشنی میں ''وہ''

اور رات کی تاریکی میں ''وہ''

سورج کی کرنوں میں ''وہ''

کواکب کی چشمک میں ''وہ''

پھولوں کی چٹک میں ''وہ''

کلیوں کی مہک میں ''وہ''

عصافیر کی چہک میں ''وہ''

سبزے کی لہک میں ''وہ''

ابر کی دھمک میں ''وہ''

زندگی کی ہمک میں ''وہ''

لہروں کی لچک میں ''وہ''

صحرا کے سناٹے میں ''وہ''

آبادی کے ہنگامے میں ''وہ''

ملائکہ کی تسبیحات میں ''وہ''

مجاہدین کی تکبرات میں ''وہ''

داؤدؑ کے نغموں میں ''وہ''

موسیٰ کی تختیوں میں ''وہ''

کتاب مقدس کی اناجیل میں ''وہ''

قرآن کے پاروں میں ''وہ''۔

قرآن میں تقریباً دوہزار نوسو چالیس مرتبہ لفظ ,,اللہ،، آیا ہے۔

انسان نے اسے غاروں اور ویرانوں میں تلاش کیا مگر غیب سے آواز آئی '' وفی انفسکم افلا تبصرون'' ادھر اُدھر بھٹکنے والو! ذرا اپنی ذات میں تو جھانک کر دیکھو تمہاری گویائی میں ''وہ'' تمہاری شنوائی میں ''وہ'' تمہاری بینائی میں ''وہ'' تمہاری سانسوں کے زیر و بم میں ''وہ'' تمہاری رگ وجان میں ''وہ''۔

صوفیاء جو ھُو کا ورد کرتے ہیں تو مراد ''وہی'' ہوتا ہے مشہور صوفی شاعر حضرت سلطان باھُوؒ کے ہر شعر کے آخر میں ''ھو'' آتا ہے اس سے بھی اللہ تعالیٰ ہی مراد ہے۔

اہل علم نے اس پر بحث کی ہے کہ اسم ذات مشتق ہے یا جامد، متعدد علماء اس بات کے قائل ہیں کہ یہ جامد لفظ ہے نہ یہ کسی سے ماخوذ ہے نہ اس سے کوئی دوسرا لفظ ماخوذ ہے، گویا جو مسمّٰی کی شان ہے وہی اسم ہے۔ مسمّٰی کی شان یہ ہے،، لم یلد ولم یولد ،،(نہ اس نے جنا نہ کسی سے جنا گیا) اور یہی شان اسم کی ہے ''نہ اس سے کوئی بنا نہ اسے کسی سے بنایا گیا'' لیکن اکثر محققین کا خیال یہ ہے کہ یہ مشتق ہے پھر اس کے ماخذ اشتقاق کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔

(۱)...... یہ ''اَلَہَ یَالَہُ'' سے مشتق ہے جس کا معنی ہے عبادت کرنا اس اعتبار سے اسے ''اللہ'' اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہی عبادت کا مستحق ہے اسی کی عبادت کی جاتی ہے۔ تو الہ ''مالوہ'' کے معنی میں ہوگیا جیسا کے امام ''موتم'' کے معنی میں ہوتا ہے۔

(۲)...... ''اَلِہَ یَالَہُ'' سے بنا ہے اور اس کا معنی ہے، حیرت زدہ رہ جانا اور حقیقت

یہ ہے کہ انسان اپنے مالک کے بارے میں جتنا زیادہ غور وفکر کرتا ہے اس کے تحیّر اور استعجاب میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ ہماری تو حقیقت ہی کیا ہے، جنہیں ہم اہل معرفت کہتے ہیں وہ برسوں کے مشاہدہ، مراقبہ اور غور وفکر کے بعد پکار اُٹھے "ماعرفناک حق معرفتک"۔

انسان نے اپنی ناقص عقل سے اسے پہچاننا چاہا مگر نہ پہچان سکا۔

علامہ اقبال نے اسی لیے تو کہا۔

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور　　　چراغ راہ ہے منزل نہیں ہے

شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

اے برتر از خیال وقیاس وگمان ووہم　　　وز ہر چہ گفتہ اند وخواندہ ایم شنیدہ ایم

دفتر تمام گشت بہ پایاں رسید عمر　　　ماہمچنان دراول وصف تو ماندہ ایم

ایک اور بہت پیارا شعر ہے۔

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
میں جان گیا تیری پہچان یہی ہے

(۳)...... یہ "اَلْوَلَہُ" سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے عقل کا گم ہوجانا، عقل اپنی تمامتر سرگردانی اور حیرانی کے باوجود اس ذات مطلق کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکی اور عقل بیچاری پہنچتی بھی کیا، عقل کو تو خود اپنی عقل نہیں، تولے اور ماشے کے لیے بنائے گئے ترازو سے منوں اور ٹنوں کا وزن نہیں کیا جاسکتا لیکن یہ بات عقل میں رہے کہ رب کی ذات ماوراءِ عقل تو ہے خلافِ عقل ہرگز نہیں اور ان دونوں باتوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

(۴)...... "اَلِہَ" سے ماخوذ ہے اور اس کا معنی ہے کسی کی طرف مضطر ہونا، پناہ پکڑنا اس اعتبار سے "اللہ" اس لیے کہتے ہیں کہ ہر معاملہ میں اسی کی طرف پناہ حاصل کی جاتی ہے۔

(۵)......"لَاهَ یَلُوهُ" سے مشتق ہے جس کا معنی ہے چھپ جانا اور اس کی تو شان ہی یہ ہے کہ یوں تو وہ ہر چیز میں ہے جیسا کے شاعر نے کہا ہے ؎

ہر کہ بینم در جہاں غیرے تو نیست
یا توئی یا خوئے تو یا بوئے تو

لیکن ہماری ظاہری آنکھیں اسے دیکھ نہیں سکتیں" لا تدرکه الابصار وهو یدرک الابصار"

عربی کے ایک شاعر نے شاید اسی آیت کا ترجمہ کیا ہے ؎

لا ربی عن الخلق طُرًّا   خالق الخلق لا یری ویرانا

(میرا رب ساری مخلوق کی نظروں سے مخفی ہے، وہ مخلوق کا خالق خود تو دکھائی نہیں دیتا لیکن ہمیں دیکھتا ہے)

(۶)......"اَلَهَ" سے مشتق ہے جس کا معنی ہے سکون حاصل ہونا اور اس میں شک ہی کیا ہے کہ مضطرب روحوں کو اسی سے سکون ملتا ہے، ٹوٹے ہوئے دل اسی کی یاد سے جڑتے ہیں، دلوں کی ویرانیاں اسی کے نام سے آباد ہوتی ہیں، حزن وملال کے اندھیاروں میں اسی کے نام سے روشنی پھیلتی ہے اسی لیے تو قرآن میں کہا گیا ہے۔ الا بذکر الله تطمئن القلوب . (سن لو! اللہ کے ذکر سے دلوں کو سکون ملتا ہے)

(۷)......لفظ اللہ "لَاهَ" سے بنا ہے جس کا معنی ہے بلند ہونا، تو ذات باری تعالیٰ کو اللہ اس لیے کہتے ہیں کہ وہ بلند ہے۔ اتنا بلند کہ وہاں پستی کا امکان نہیں اور اس کی رفعت کے سامنے تمام رفعتیں ہیچ اور گرد ہیں، اس کی ذات بھی بلند ہے اور صفات بھی، وہ عجز وفنا سے بلند ہے ضعف واضمحلال سے بلند ہے، فقر اور محتاجی سے بلند ہے، بھوک و پیاس سے بلند ہے، نیند اور سستی سے بلند ہے، ہر نقص اور عیب سے بلند ہے، ہمارے وہم وگمان سے بلند ہے، اس کے وجود کے مقابلہ میں سب کا وجود کالعدم، اس کے علم کے مقابلہ میں سب کا

علم جہالت ہے اس کی بقاء کے مقابلے میں سب کی بقا، فنا، اس کی سماعت کے سامنے سب کی سماعت بہرہ پن، اس کی بصارت کے سامنے سب کی بصارت اندھا پن، اس کی گویائی کے سامنے سب کی گویائی گونگا پن۔ لیکن میرے جسم اور میری جان کے مالک! میں تجھ پر ہزار بار قربان! تو نے اپنے نبی کی زبان سے کیا کہلوادیا۔

لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن .

(حدیث قدسی)

(میں اتنا بلند اور اتنا عظیم ہوں) کہ زمین و آسمان کی وسعتوں میں نہیں سما سکتا لیکن اپنے مومن بندے کے دل میں سما جاتا ہوں۔

اسی لیے تو مجذوب صاحبؒ نے کہا تھا

ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی　　　اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

(۸)...... "آلہ" سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے عطا کرنا، تو ذات باری تعالیٰ کو اللہ اس لیے کہتے ہیں کہ وہ عطا کرتا ہے بلکہ صرف وہی عطا کرتا ہے اور کیا کچھ عطا نہیں کرتا۔ زندگی، جسم، ہاتھ، پاؤں، بصیرت و بصارت، سماعت و حرکت، غور و فکر کی قوت اور صلاحیت، دل اور دل میں ایمان کا نور، دماغ اور دماغ میں فکر کا شعور۔ یہ سب کچھ اسی کا عطا کردہ ہے۔ اور رب کریم نے بجا فرمایا:

(وان تعدو نعمة الله لا تحصوها) (اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرو تو شمار نہ کر سکو گے)

دوسری جگہ فرمایا: وما بکم من نعمة فمن الله (اور تمہیں جو بھی نعمت مل رہی ہے یہ سب اللہ ہی کی طرف سے ہے) (بحوالہ خزینہ ص ۳۰ تا ۳۷)

ایک قلم کے لیے

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے نام۔ سے کون ناواقف ہوگا، اپنے دور

میں امام المسلمین تھے، ان کے زہد وتقویٰ اور دعوت وجہاد کے ولولہ انگیز اور ایمان افروز واقعات پڑھ کر آج بھی آدمی کے ایمان میں تازگی، روح میں بالیدگی اور جذبات میں زندگی کی موجیں مچلنے لگتی ہیں، ایک مرتبہ انہوں نے شام میں کسی سے قلم مستعار لیا، واپس کرنا بھول گئے اور ایران کے شہر مرو آئے تو وہ قلم یاد آیا، وہاں سے دوبارہ شام کا سفر کیا اور جا کر قلم اس کے مالک کو لوٹایا۔ (تاریخ بغداد، ج:۱۰، ص:۱۶۷)

ایک واقعہ دو سبق

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ دونوں ہم زمانہ تھے، کہا جاتا ہے کہ ایک بار شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دوست ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور کہا میں تجارتی سفر پر جا رہا ہوں سوچا کہ جانے سے پہلے آپ سے ملاقات کر لوں، کیونکہ اندازہ ہے کہ سفر میں کئی مہینے لگ جائیں گے۔

اس ملاقات کے چند دن بعد حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ دوبارہ مسجد میں موجود ہیں، پوچھا آپ سفر پر نہیں گئے؟ کہا ''گیا تھا لیکن راستے میں ایک واقعہ دیکھ کر واپس ہوا، ایک غیر آباد جگہ پہنچا وہیں میں نے پڑاؤ ڈالا وہاں میں نے ایک چڑیا دیکھی جو اڑنے کی طاقت سے محروم تھی۔ مجھے اس کو دیکھ کر ترس آیا، میں نے سوچا کہ اس ویران جگہ چڑیا اپنی خوراک کیسی پاتی ہوگی۔ میں اس سوچ میں تھا کہ اتنے میں ایک اور چڑیا آئی، اس نے اپنی چونچ میں کوئی چیز دبا رکھی تھی۔ وہ معذور چڑیا کے پاس اتری تو اس کے چونچ کی چیز اس کے سامنے گر گئی۔ معذور چڑیا نے اس کو اٹھا کر کھا لیا، اس کے بعد آنے والی طاقت ور چڑیا اڑ گئی، یہ منظر دیکھ کر میں نے کہا سبحان اللہ! خدا جب ایک چڑیا کا رزق اس طرح اس کے پاس پہنچا سکتا ہے، تو مجھ کو رزق کے لئے شہر در شہر پھرنے کی کیا ضرورت ہے، چنانچہ میں نے آگے جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور وہیں سے واپس چلا آیا'' یہ سن کر حضرت ابراہیم ادہمؒ نے کہا کہ شفیق تم نے اپاہج پرندے کی طرح بننا پسند کیوں کیا

تم نے یہ کیوں نہیں سوچا کہ تمہاری مثال اس پرندے کی سی ہو جو اپنی قوت بازو سے خود بھی کھاتا ہے اور اپنے دوسرے ہم جنسوں کو بھی کھلاتا ہے'' شفیق بلخیؒ نے یہ سنا تو ابراہیم ادہمؒ کا ہاتھ چوم لیا اور کہا کہ ''ابو اسحاق تم نے میری آنکھ کا پردہ ہٹا دیا، وہی بات صحیح ہے جو تم نے کہی''۔

ایک ہی واقعہ ہے جس سے ایک شخص نے بے ہمتی کا سبق لیا اور دوسرے شخص نے ہمت کا۔ اسی طرح ہر واقعہ میں بیک وقت دو پہلو موجود ہوتے ہیں۔ یہ آدمی کا اپنا امتحان ہے کہ وہ کس واقعے کو کس زاویہ نگاہ سے دیکھتا ہے۔ ایک زاویہ سے دیکھنے میں ایک چیز بری نظر آتی ہے۔ دوسرے زاویہ سے دیکھنے میں وہی چیز اچھی بن جاتی ہے۔ ایک رخ سے دیکھنے میں ایک واقعہ میں منفی سبق ہوتا ہے اور دوسرے رخ سے دیکھنے میں مثبت سبق ہوتا ہے۔ (راز حیات، ص:۱۸۰)

ایک نیکی کی طاقت

ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اسے لکھا نہیں جاتا تا آنکہ وہ دوسرا گناہ کرلے اور پھر اس دوسرے کو نہیں لکھا جاتا جب تک کہ اور گناہ نہ کرلے۔ اسی طرح جب اس کے پانچ گناہ ہوجاتے ہیں۔ اور وہ ایک نیکی کر لیتا ہے تو اس کی دس نیکیاں لکھنے کے بجائے پانچ لکھی جاتی ہیں اور باقی پانچ گناہوں کے مقابل ہوجاتی ہیں۔ اس پر ابلیس لعین چیختا ہے اور کہتا ہے کہ میں ابن آدم پر کیسے غلبہ پاسکتا ہوں کہ وہ میری تمام محنت پر ایک نیکی سے پانی پھیر دیتا ہے۔ (حوالہ بالا)

ایک دیہاتی کی دعا اللہ تعالیٰ کی شاندار تعریف پر مشتمل

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دیہاتی کے پاس سے گزرے، وہ اپنی نماز میں دعا مانگ رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔

۱۔ اے وہ ذات جس کو آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں۔

۲۔ اے وہ ذات کہ کسی کا خیال وگمان اس تک نہیں پہنچ سکتا۔

۳۔ اے وہ ذات کہ اوصاف بیان کرنے والے اس کے اوصاف بیان نہیں کر سکتے۔

۴۔ اے وہ ذات کہ حوادث زمانہ اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔

۵۔ اے وہ ذات کہ اسے گردش زمانہ سے کوئی اندیشہ نہیں۔

۶۔ اے وہ ذات کہ جو پہاڑوں کے وزنوں کو جانتی ہے۔

۷۔ اے وہ ذات کہ جو سمندروں کے پیانوں کو جانتی ہے۔

۸۔ اے وہ ذات کہ جو بارش کے قطروں کی تعداد جانتی ہے۔

۹۔ اے وہ ذات کہ جو درختوں کے پتوں کی تعداد کو جانتی ہے۔

۱۰۔ اے وہ ذات جو ان تمام چیزوں کو جانتی ہے جن پر رات کی تاریکی چھاتی ہے۔ اور جن کو دن روشن کرتا ہے۔

۱۱۔ اے وہ ذات جس کو آسمان دوسرے آسمان سے چھپا نہیں سکتا۔

۱۲۔ اے وہ ذات جس کو زمین دوسری زمین سے چھپا نہیں سکتی۔

۱۳۔ اے وہ ذات کہ سمندر کے پیٹ میں کیا ہے وہ بھی تجھے معلوم ہے۔

۱۴۔ اے وہ ذات کہ چٹانوں میں کیا چھپا ہے وہ بھی تو جانتا ہے۔

تو میری عمر کے آخری حصہ کو سب سے بہتر بنا دے۔

اور میرے آخری عمل کو سب سے بہتر بنا دے۔

اور میرا بہترین دن وہ بنا جس دن میری تجھ سے ملاقات ہو۔

آپ ﷺ نے ایک آدمی کے ذمہ لگایا کہ جب یہ دیہاتی نماز سے فارغ ہو جائے تو اسے میرے پاس لے آنا چنانچہ وہ نماز کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور

ﷺ کے پاس ایک کان سے کچھ سونا ہدیہ آیا ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے اسے وہ سونا ہدیہ میں دیا پھر اس سے پوچھا کہ اے اعرابی، تم کون سے قبیلہ کے ہو؟ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! بنی عامر بن صعصعہ قبیلہ کا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تم کو سونا کیوں ہدیہ کیا ہے؟ اس نے کہا رسول اللہ ﷺ! آپ کی جو رشتہ داری ہے اس کی وجہ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: رشتہ داری کا بھی حق ہوتا ہے لیکن میں نے تمہیں سونا اس وجہ سے ہدیہ کیا ہے کہ تم نے بہت عمدہ طریقے سے اللہ کی ثنا بیان کی ہے۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۳ ص ۳۶۸)

ایک انوکھا تاریخی واقعہ

ابو العباس احمد بن علی قسطلانی نے ذوالحجہ ۶۱۰ھ میں فرمایا کہ میں نے شیخ ابو عبداللہ قرشی کو بیان کرتے سنا کہ میں شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن طریف کے پاس حاضر تھا کہ ایک آدمی نے آپ کے پاس آکر آپ سے پوچھا، کیا آدمی کیلئے جائز ہے کہ وہ اپنے نفس سے ایسا معاہدہ کرے جو اس کے مطلوب کے حصول کے سوا اسے آزاد نہ کرتا ہو؟ شیخ نے کہا ہاں، اور اس نے حضرت ابولبابہ انصاری ﷺ کی حدیث سے جو بنی نضیر کے واقعہ میں وارد ہے استدلال کیا اور وہ آنحضرت ﷺ کا یہ قول ہے کہ۔۔۔۔۔۔۔ اگر وہ میرے پاس آتا تو میں اس کے لئے بخشش کی طلب کرتا۔ لیکن جب اس نے یہ خود ہی کرلیا ہے تو اسے چھوڑ دو، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اسکے بارے میں فیصلہ کرے۔

آپ کا بیان ہے کہ میں نے یہ مسئلہ سنا تو میں نے اپنے نفس سے معاہدہ کیا کہ میں کسی چیز کو اس قدر و قیمت کے اظہار کے بغیر نہ لوں گا۔ پس میں تین دن ٹھہرا اور اس وقت میں دوکان میں اپنے پیشے کا کام کرتا تھا، اسی دوران کہ میں کرسی پر بیٹھا تھا کہ اچانک ایک شخص میرے پاس آیا اس کے ہاتھ میں برتن میں کوئی چیز تھی اس نے مجھے کہا، عشا تک صبر کرو تم اس سے کھاؤ گے، پھر وہ مجھ سے اوجھل ہوگیا، اسی اثناء میں مغرب و عشا کے درمیان

اپنے گھر میں تھا کہ دیوار پھٹ گئی، اور میرے لئے ایک حور ظاہر ہوئی جس کے ہاتھ میں وہ برتن تھا، جو اس شخص کے ہاتھ میں تھا، اور اس میں شہد کی مانند کوئی چیز تھی، وہ میری طرف بڑھی اور اس نے اس سے مجھے تین بار چٹایا، تو میں بے ہوش ہو گیا۔ پھر مجھے ہوش آیا تو وہ چلی گئی، اس کے بعد مجھے کھانا اچھا نہیں لگا اور وہ صورت میرے دل میں گھر کر گئی، اور اس کے بعد میں نے کسی شخص کو اچھا نہیں سمجھا، اور نہ میں مخلوق کے کلام کے سننے کی قدرت رکھتا ہوں۔ (ابن خلکان ج۱ ص ۱۹۱۔۱۹۲)

ایک قیمتی نصیحت

ایک دانا کی نصیحت ہے کہ! جب دوسرے اپنی دوستی، محبت اور اخلاص کا زبان سے اظہار کریں تو اس پر ایک دم اعتبار نہ کرو بلکہ پہلے اچھی طرح جانچ پڑتال کرلو۔ جب کوئی اجنبی تمہارے ساتھ بہت سے وعدے کرے تو اس کے قول پر کلی طور پر بھروسہ نہ کرو، کیونکہ اگر مان بھی لیا جائے کہ وہ سراسر غلط وعدے نہیں کرتا، پھر بھی یہ ہوسکتا ہے کہ وہ مبالغہ کررہا ہو اور تم سے کوئی کام لینا چاہتا ہو۔

ہر شخص کو محض اس لئے دوست نہ سمجھو کہ وہ زبان سے کہتا ہے کہ وہ تمہارا دوست ہے نہ یونہی ہر شخص کو اپنا دشمن خیال کرنا شروع کردو۔ (بحوالہ قیمتی نصیحتیں ص ۱۱۱)

ایک اہم نصیحت

(۱)۔ ....ادب سے علم سمجھ میں آتا ہے

(۲)......علم سے عمل صحیح ہوتا ہے۔

(۳)......عمل سے حکمت ملتی ہے۔

(۴)......حکمت سے زہد قائم ہوتا ہے۔

(۵)......زہد سے دنیا متروک ہوتی ہے۔

(٦)......اور دنیا کے ترک ہونے سے آخرت کی رغبت حاصل ہوتی ہے۔

(۷)......اور آخرت کی رغبت حاصل ہونے سے اللہ کے نزدیک رتبہ حاصل ہوتا ہے۔

(بحوالہ حکمت کی باتیں ص ۱۲۳)

ایک نیکی کے بدلے دو آسانیاں

اگر اللہ رب العزت اپنے بندوں میں سے کسی کے اوپر مشکل حالات بھیج دیتے ہیں تو ان حالات کے بعد اس کو پہلے سے بھی زیادہ بہتر حالات عطا فرمادیتے ہیں۔اسی لئے ارشاد فرمایا:فان مع العسر یسرا ٥ ان مع العسر یسرا ٥ (الم نشرح:۵،۶)

''بے شک ہر تنگی کے بعد آسانی ہوتی ہے، یقیناً ہر تنگی کے بعد آسانی ہوتی ہے۔''

چونکہ ایک ہی بات کو دو دفعہ دہرایا گیا ہے اس لئے مفسرین نے لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنی تنگی آتی ہے اگر بندہ اسے صبر کے ساتھ برداشت کر لے تو اللہ تعالیٰ اس سے دوگنی آسانیاں پیدا فرمادیتے ہیں۔ (بحوالہ مشکل کے بعد آسانی ص ۵۰)

ایک معاشرتی مسئلہ

آج لڑکیوں جیسے معاملے کو سنگین مسئلہ بنانے میں خواتین کا ہاتھ ہے۔لڑکے کی ماں چاند کی دلہن لانے کا ذکر کرتی ہے اور اس کی تلاش میں سرگرداں رہتی ہے۔ وہ اگرچہ خود بھی عام شکل وصورت کی ہوتی ہیں اور ان کے بیٹے کی شکل وصورت بھی عام ہوتی ہے، لیکن ماں ایسی باتیں کرتی ہے کہ میرا لال کسی سے کم نہیں، میں اپنے شہزادے کے لئے ایسی پری لاؤں گی کی دنیا دیکھے گی وغیرہ وغیرہ۔ یہ باتیں سن کر لڑکا خود کو شہزادہ سمجھنے لگتا ہے، اس کے دماغ ،نیت میں تکبر آجاتا ہے اور وہ عام سی لڑکی کو قابل نہیں گردانتا بلکہ اپنے آپ کو صحیح معنوں میں کسی جنت کی حور یا ملکہ حسن کا حقدار سمجھنے لگتا ہے۔

تب یہ مشغلہ شروع ہو جاتا ہے کہ روز سب گھر والے گاڑی میں بھر کر کسی نہ کسی لڑکی کو دیکھنے اس کے گھر پہنچ جاتے ہیں۔لڑکی بیچاری دھڑکتے دل اور کانپتے ہاتھوں سے چائے لے کر سامنے جاتی ہے تو سب اسے گھورنا شروع کر دیتے ہیں خصوصاً امیدوار تو

کیک سموسوں کے ساتھ ساتھ اسے بھی آنکھوں میں نگلنا چاہتے ہیں لڑکی دل میں ہزاروں باتیں سناتے ہوئے بمشکل اس اذیت ناک مرحلے سے گزرتی ہے۔ان لوگوں کو اگر لڑکی پسند آجائے تو ٹھیک ہے ورنہ کھاپی کرڈ کار لے کر چلتے بنتے ہیں کہ

اور بھی گھر ہیں زمانے میں ترے گھر کے سوا

پھر بعد میں تبصرے ہوتے ہیں، اس کا مذاق اڑاتے ہیں کہ قد کتنا چھوٹا تھا جیسے کوئی بونی ہو یا ناک پکوڑے جیسی تھی اور رنگ الٹے توے جیسا تھا وغیرہ۔مناسب شکل و صورت کی پڑھی لکھی سلجھے مزاج کی لڑکیاں تو ہر گلی، ہر گھر، ہر شہر میں ہیں صرف صاف دیکھنے والی نظر ہونی چاہیئے۔اور قدر کرنے والا دل ہونا چاہیئے۔

اے وطن کے نخریلے نوجوانو! کتنے رشتے تمہارے لئے ہیں۔لیکن تمہیں تو کوئی بھاتی ہی نہیں خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہتے ہو ہر لڑکی میں کوئی نہ کوئی عیب نکال کر رد کر دیتے ہو۔جیسے اللہ میاں تمہارے خصوصی آرڈر پر (نعوذ باللہ من ذالک) کوئی آسمانی پری بھیجیں گے جسے تمہاری بیوی بننے کا اعزاز حاصل ہوگا۔

ایسے لڑکوں کو کہیں اپنا مطلوبہ گوہر نایاب مل جائے تو وہاں لڑکی والوں کے بھی کچھ معیار و شرائط ہوتی ہیں۔لہٰذا انہیں منہ کی کھانی پڑتی ہے لیکن ایسے ڈھیٹ لوگ ہمت نہیں ہارتے، جدوجہد میں لگے رہتے ہیں اس پر ایک لطیفہ یاد آگیا۔

ایک نوجوان کسی رشتے کی تلاش میں کسی ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں دو دروازے تھے۔ ایک پر لکھا تھا ''بہت حسین لڑکی'' اور دوسرے پر ''عام لڑکی'' تحریر تھا۔نوجوان فوراً پہلا دروازہ کھول اندر داخل ہو گیا وہاں بھی دو دروازوں پر لکھا تھا کہ ''گوری'' اور ''سانولی'' اس نے گوری کے دروازے کو منتخب کیا وہاں مزید دو دروازے تھے۔ایک پر ''امیر لڑکی'' اور دوسرے پر مڈل کا ...کی'' لکھا تھا۔اس نے امیر لڑکی کو ترجیح دی اس دروازے کو کھولنے کے نتیجہ میں وہ باہر سڑک پر کھڑا تھا وہاں آئینہ رکھا تھا جس پر تحریر تھا:

''اے نوجوان! تو اتنی خوبیوں والی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا تھا تو اب وہ وقت

آ گیا ہے کہ تو آئینے میں اپنے آپ کو بھی اچھی طرح دیکھ لے کہ تو خود کسی قابل ہے؟"

تو جناب ایسے ڈھیٹ لوگوں کو آئینہ دکھانا بھی ثواب کا کام ہے ورنہ وقت انہیں خود ہی مزہ چکھا دیتا ہے۔ (بحوالہ از دواجی زندگی کے رہنما اصول ص ۶۰)

ایک آنسو کی قیمت جو کہ خوف خدا سے نکلے

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الزہد میں بروایت حضرت حازم ؓ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مرتبہ جبرئیل امین تشریف لائے تو وہاں کوئی شخص خوف خدا تعالیٰ سے رو رہا تھا تو جبرئیل امین نے فرمایا کہ انسان کے تمام اعمال کا تو وزن ہوگا مگر خدا اور آخرت کے خوف سے رونا ایسا عمل ہے جس کو تولا نہ جائے گا بلکہ ایک آنسو بھی جہنم کی بڑی سے بڑی آگ کو بجھا دے گا۔ (مظہری)

ایک حدیث میں ہے کہ میدان حشر میں ایک شخص حاضر ہوگا جب اس کا نامہ اعمال سامنے آئے گا تو وہ اپنے نیک اعمال کو بہت کم پا کر گھبرائے گا کہ اچانک ایک چیز بادل کی طرح اٹھ کر آئے گی اور اس کے نیک عمل کے پلے میں گر جائے گی اور اس کو بتلایا جائے گا کہ یہ تیرے اس عمل کا ثمرہ ہے جو تو دنیا میں لوگوں کو دین کے احکام و مسائل بتلاتا اور سکھاتا تھا، اور یہ تیری تعلیم کا سلسلہ آگے چلا تو جس جس شخص نے اس پر عمل کیا ان سب کے عمل میں تیرا حصہ بھی لگایا گیا۔ (معارف القرآن ج ۳ ص ۵۲۳)

ایک معصوم لڑکی کی تاریخی حق گوئی

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق ؓ اپنے غلام اسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ میں رات کو گشت کر رہے تھے، ایک مکان سے آواز سنی کہ ایک عورت اپنی لڑکی سے کہہ رہی ہے، دودھ میں تھوڑا سا پانی ملا دے۔ لڑکی نے کہا۔ امیر المومنین نے ابھی تو تھوڑے ہی دن ہوئے منادی کرائی ہے کہ دودھ میں پانی ملا کر فروخت نہ کرو، عورت نے کہا اب نہ یہاں امیر المومنین ہیں نہ منادی کرنے والا۔ لڑکی نے کہا۔ یہ دیانت کے خلاف ہے کہ روبرو تو

اطاعت کی جائے اور غائبانہ خیانت۔ یہ گفتگو سن کر حضرت عمرؓ بہت محظوظ ہوئے۔ لڑکی کی دیانت اور اس کی حق گوئی پر خوش ہو کر (جو درحقیقت انہی کے حق پرست عہد حکومت کا نتیجہ تھی،) اپنے بیٹے عاصم کی اس سے شادی کر دی۔ اس لڑکی کے بطن سے ام عاصم پیدا ہوئیں، جو عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ جیسے نیک بخت اور عابد و زاہد خلیفہ کی والدہ تھیں۔

(نا قابل فراموش واقعات ص:۸۳)

ایک عجیب حکم اندلس کے ساحل پر طارق ابن زیاد کا

طارق اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اندلس کے ساحل پر اترا اور سب سے پہلا کام یہ کیا کہ جن جہازوں میں سوار ہو کر آئے تھے، ان کو آگ لگا کر سمندر میں غرق کر دیا۔ طارق کی یہ حرکت بہت ہی عجیب معلوم ہوتی ہے لیکن ذرا غور و تامل کی نگاہ سے دیکھا جائے تو طارق کی انتہائی بہادری اور قابلیت سپہ سالاری کی ایک زبردست دلیل ہے۔

طارق اس بات سے واقف تھا کہ یہ مٹھی بھر فوج ایک عظیم الشان سلطنت کی افواج گراں کے مقابلہ میں بے حقیقت نظر آئے گی۔ ممکن ہے بربری نومسلموں کو گھر یاد آنے لگے، اور ماتحت فوجی افسر اس بات پر زور دینے لگیں کہ جب تک بڑی زبردست فوجیں نہ آئیں، اس وقت تک لڑائی کا چھیڑنا مناسب نہیں ہے اور بہتر یہی ہے کہ طنجہ کو واپس چلیں۔ ایسی حالت میں یہ پہلی مہم ناکام رہے گی اور طارق کے خواب کی تعبیر مشتبہ ہو جائے گی۔ طارق کو اپنے خواب پر ایسا کامل یقین تھا کہ وہ اندلس کا اسی فوج سے فتح کر لینا یقینی سمجھتا تھا۔ اس نے جہازوں کو غرق کر کے اپنے ہمراہیوں کو بتا دیا کہ واپس جانے کا اب کوئی راستہ نہیں ہے۔ ہمارے پیچھے سمندر ہے اور آگے دشمن کا ملک ہے۔ بجز اس کے اور کوئی صورت نجات کی باقی نہ رہی کہ ہم دشمن کے ملک پر قبضہ کرتے اور اس کی فوجوں کو پیچھے دھکیلتے چلے جائیں۔ اس کام میں ہم جس قدر زیادہ چستی، ہمت اور جفاکشی سے کام لیں گے، ہمارے لئے بہتر ہوگا، سستی، پست ہمتی اور تن آسانی کا نتیجہ بربادی کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔

طارق جس مقام پر اترا تھا اس کا نام لائنز راک یا قلعۃ الاسد تھا۔ اس کے بعد اس کا

نام جبل الطارق مشہور ہوا اور آج تک جبل الطارق یا جبرالٹر ہی کہلاتا ہے۔

شاہ لرزیق کا سپہ سالار تدمیر ایک زبردست فوج لئے ہوئے اسی نواح میں اتفاقاً موجود تھا۔ طارق کے ہمراہی ابھی پورے طور پر اپنے حواس بجا کرنے بھی نہ پائے تھے کہ تدمیر نے اس نوواردوں کی خبر سن کر ان پر حملہ کیا۔ تدمیر ایک نہایت تجربہ کار اور مشہور سپہ سالار تھا۔ وہ بہت سے معرکوں میں ناموری حاصل کر چکا تھا۔ تدمیر نے بڑے جوش و خروش کے ساتھ حملہ کیا، مگر طارق نے اس کو شکست فاش دے کر بھگا دیا۔ تدمیر نے طارق سے شکست کھا کر اور ایک محفوظ مقام میں پہنچ کر بادشاہ لرزیق کو اطلاع دی کہ:

"اے شہنشاہ! ہمارے ملک پر ایک غیر قوم نے حملہ کیا ہے۔ میں نے ان لوگوں کا مقابلہ کیا اور پوری ہمت و شجاعت سے کام لیا لیکن مجھ کو اپنی کوشش میں ناکامی ہوئی اور میری فوج ان لوگوں کے مقابلہ میں قائم نہ رہ سکی۔ ضرورت ہے کہ آپ بنفس نفیس زبردست فوج اور طاقت کے ساتھ اس طرف متوجہ ہوں، میں نہیں جانتا کہ یہ حملہ آور لوگ کون ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ آیا آسمان سے اترے ہیں یا زمین سے نکل آئے ہیں؟"

اس وحشت انگیز خبر کو سن کر لرزیق نے تمام تر توجہ فوجوں کے فراہم کرنے میں صرف کر دی۔ لرزیق طلیطلہ سے روانہ ہو کر قرطبہ میں آیا اور یہیں ملک کے ہر حصہ سے فوجیں آ آ کر فراہم ہونے لگیں۔ لرزیق نے خزانوں کے منہ کھول دیئے اور بڑی مستعدی اور ہمت کے ساتھ ایک لاکھ کے قریب فوج لے کر قرطبہ سے طارق کی طرف روانہ ہوا۔ تدمیر بھی اپنی فوج لے کر ہمراہ رکاب ہوا۔ اس عرصہ میں طارق بیکار نہیں رہا۔ اس نے شہروں اور قصبوں پر قبضہ کرنا شروع کیا اور الجزائر و شدونہ کے علاقوں کو فتح کر کے وادی لکۃ تک پہنچ گیا۔ لرزیق کی فوج میں ایک لاکھ سپاہیوں کے علاوہ ملک اندلس کے تمام بڑے بڑے تجربہ کار سپہ سالا اور ہر صوبہ کے نامور سردار موجود تھے۔

شہر شدونہ کے متصل لاجنڈا کی جھیل کے قریب ایک چھوٹی سی ندی کے کنارے ۲۸ رمضان المبارک ۹۲ھ مطابق ماہ جولائی ۷۱۱ء کو دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ موسیٰ بن

نصیر نے طارق کے روانہ ہونے کے بعد افریقہ سے پانچ ہزار فوج بغرض کمک روانہ کردی تھی۔ یہ پانچ ہزار فوج بھی طارق کے پاس اس مقابلے سے پہلے پہنچ چکی تھی۔ لہٰذا طارق کی فوج اب بارہ ہزار ہوگئی تھی۔ ایک طرف بارہ ہزار مسلمان تھے، دوسری طرف ایک لاکھ عیسائی تھے۔ مسلمان اس ملک کے حالات سے ناواقف اور بالکل اجنبی تھے۔ عیسائی لشکر اسی ملک کا رہنے والا تھا، اور اپنے ملک وسلطنت کے بچانے کو میدان میں آیا تھا، ادھر اسلامی لشکر کا سردار گورنر افریقہ موسیٰ بن نصیر کا آزاد کردہ غلام طارق بن زیاد تھا، جو کوئی غیر معمولی قدر دانی نہیں کرسکتا تھا۔

ادھر ملک اندلس کا شہنشاہ عیسائی لشکر کی سپہ سالاری کررہا تھا، جس کے قبضہ میں ملک کے تمام خزانے اور ہر قسم کی عزت افزائی وقدر دانی کے سامان تھے۔ ادھر فوج میں اکثر نو مسلم بربری تھے۔ ادھر عقیدت مند عیسائیوں کی فوج تھی جن کو لڑائی پر ابھارنے اور بہادری کے ساتھ مقابلہ کرنے کی ترغیب دینے کے لئے تمام بڑے بڑے اور نامور پادری اور بشپ موجود تھے۔ اس معرکہ میں طارق کی مٹھی بھر فوج جو اپنے حریف کی فوج گراں کا بمشکل آٹھواں حصہ تھی۔ اگر شکست کھا جاتی تو یہ معرکہ بہت ہی معمولی اور نا قابل تذکرہ ہوتا لیکن چونکہ بارہ ہزار مسلمانوں نے ایک لاکھ باساز وسامان عیسائیوں کے لشکر جرار کو شکست فاش دی۔ لہٰذا یہ لڑائی دنیا کی عظیم الشان لڑائیوں میں شمار ہوتی ہے۔ ایسے عظیم الشان معرکہ کی مثالیں تاریخ عالم میں بہت ہی کم اور صرف چند دستیاب ہوسکتی ہیں۔ ایک ہفتہ دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل خیمہ زن رہے، طارق نے جس وقت لرزیق شہنشاہ ہسپانیہ کے لشکر عظیم کے مقابل اپنی مٹھی بھر فوج کی صفیں درست کیں تو اپنے ہمراہیوں کو مخاطب کرکے ایک ولولہ انگیز تقریر کی، جو ایمان باللہ کو استوار اور پائے کو مضبوط کرنے والی تھی۔ طارق کی اس تقریر نے مسلمان بہادروں کے دوران خون کو بڑھا دیا، اور شوق شہادت نے الفت دنیا اور محبت زن وفرزند کو دلوں سے مٹا دیا، اس کے بعد معرکہ کارزار گرم ہوا۔ ادھر سے ہائے وہو کا شور وغل تھا، ادھر سے تکبیر کی آواز تھی جو دشمنوں کے دل کو دہلاتی اور

مسلمانوں کے دلوں کو بڑھاتی تھی۔

بہ پیکار کاریکہ تکبیر کرد   نہ شمشیر کرد و نے تیر کرد

عیسائی لشکر کا بڑا حصہ زرہ پوش سواروں پر مشتمل تھا لیکن اسلامی فوج سب پیدل تھی۔ عیسائی سواروں کی صفیں طوفانی سمندر کی لہروں کی طرح جب حملہ آور ہوئی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ فیل پیکر گھوڑوں اور دیو نژاد سواروں کے پردے مسلمانوں کو کچلتے اور ان کی لاشوں کو سموں کی ضربوں سے قیمہ بناتے ہوئے گزر جائیں گے، اور نیزہ و شمشیر کے استعمال کا موقع نہ پائیں گے، لیکن جس وقت یہ آہن پوش، متلاطم سمندر، جمعیت اسلامی کے پہاڑ سے ٹکرایا تو معلوم ہوا کہ بھیڑوں کی کثرت شیروں کی قلت پر غلبہ پانے کے لئے حملہ آور ہوئی تھی۔ اسلامی تلواروں کی بجلیاں چمکیں اور عیسائی افواج کی گھٹائیں کچھ تو خاک و خون میں لتھڑی ہوئی لاشوں کی شکل میں تبدیل ہوگئیں اور اکثر لکہ ہائے ابر کی طرح پاش پاش ہوکر متحرک و مفرور نظر آنے لگیں۔ تکبیر کے پر ہیبت نعرے دم بدم میدان کے شور و غل پر غالب ہوتے جاتے تھے کہ شمشیر زنوں کی تیز دستی اور نیزہ بازوں کی چستی نے اس معرکہ کی عظمت کو مؤرخین عالم کے لئے ایسے بلند مقام پر پہنچا دیا کہ ربع مسکون کے ہر حصہ اور دنیا کی ہر ایک قوم نے حیرت کی نگاہوں سے اسلامی جوش کے اس نظارے کو دیکھا۔

شہنشاہ لرزیق یعنی عیسائی افواج کا سپہ سالار اعظم اپنی تمام تجربہ کاری، بہادری اور شہرت کو عیسائی مقتولوں کے ساتھ خاک و خون میں ملا کر اور اپنی جان کو عزت سے زیادہ قیمتی سمجھ کر طارق کے مقابلہ پر اپنے دیو ہیکل سنہری گھوڑے کو قائم نہ رکھ سکا، بلکہ پیٹھ پھیر کر سراسیمگی کے عالم میں بھاگا۔ چند ساعات پیشتر جو شخص جزیرہ نما ہسپانیہ کا شہنشاہ، ایک لاکھ جرار فوج کا سپہ سالار اور تمام پادریوں کا محبوب تھا، وہ سراسیمگی کی حالت میں اس طرح بھاگتا ہوا نظر آیا کہ دوسرے فراریوں کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکلنے کی کوشش کرتا تھا اور آپ دھاپ میں کسی کو اتنا ہوش نہ تھا کہ اپنے شہنشاہ کے لئے فرار میں سہولت پیدا کرے۔

خلاصہ کلام یہ کہ عیسائی لشکر کو شکست اور قلیل التعداد مسلمانوں کو فتح مبین حاصل ہوئی

۔عیسائیوں کی اس شکست فاش کا سبب عیسائی لشکر کی بزدلی نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ مسلمانوں کی غیر معمولی اور حیرت انگیز بہادری و جفاکشی اصل سبب تھا۔اگر عیسائی لشکر کی بزدلی اس شکست کا سبب ہوتا تو بڑے بڑے سردار، شہزادے اور پادری کثیر التعداد مقتولوں کی لاشوں میں شامل نظر نہ آتے، ہنگامہ جنگ کی زودخورد کے فرو ہونے کے بعد تمام میدان جنگ لاشوں سے پٹا پڑا تھا۔عیسائی مقتولوں کی صحیح تعداد تو نہیں بتائی جاسکتی، لیکن یہ ضرور ہوا کہ اس لڑائی کے ختم ہوتے ہی تمام اسلامی لشکر جس کے پاس کوئی گھوڑا نہ تھا، سواروں کے رسالوں کی شکل میں تبدیل ہوگیا تھا۔یہ گھوڑے جو تمام مسلمانوں کے لئے کافی تھے، انہیں عیسائی سواروں کے تھے جو میدان جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھ سے مقتول ہوئے۔اگر یہ سوار چاہتے تو مقتول ہونے سے پیشتر فرار ہوسکتے تھے۔ایک ہفتہ تک میدان جنگ میں مسلمانوں کی قلت تعداد عیسائی لشکر سے پوشیدہ نہ تھی۔اس عرصہ میں عیسائیوں کو ہر قسم کا سامان بھی پہنچ رہا تھا۔ان کی تعداد بھی ترقی کررہی تھی، لیکن مسلمانوں کی حالت اس اجنبی ملک میں اس کے بالکل برخلاف تھی۔عیسائیوں کی ہمتوں اور حوصلوں میں یقیناً مسلمانوں کی قلت تعداد نے اضافہ کیا ہوگا۔یہ لڑائی صبح سے شام تک جاری رہی تھی، اس عرصہ میں طرفین کو اپنے حوصلے پورے کرنے اور پورا پورا زور صرف کردینے کا بخوبی موقعہ ملا تھا۔مگر نتیجہ نے بتادیا کہ جس طرح مسلمانوں نے آٹھ گنی تعداد کے دشمنوں کو نیچا دکھایا، اسی طرح دس گنا تعداد کو بھی شکست فاش دے سکتے ہیں۔

ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا ماتین وان یکن منکم مائة یغلبوا الفامن الذین کفرو ابانهم قوم لا یفقهون (انفال)

(تاریخ اسلام نجیب آبادی ج ۲ ص: ۲۱۶ تا ۲۲۰)

ایک عجیب وغریب تاریخی واقعہ

"جامع الحکایات" میں لکھا ہے کہ نیشاپور میں جب امیر ناصر الدین، الپتگین کی ملازمت میں تھا۔تو اس کے پاس صرف ایک گھوڑا تھا، اور وہ تمام دن اسی گھوڑے پر سوار

ہو کر جنگل میں گھوما کرتا تھا اور جانوروں کا شکار کیا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے دیکھا کہ ایک ہرنی مع اپنے بچے کے جنگل میں چر رہی ہے، سبکتگین نے اسے دیکھتے ہی گھوڑے کو دوڑایا اور ہرنی کے بچے کو پکڑ لیا، اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اس نے اس بچے کو اپنی زین سے باندھ دیا اور شہر کی طرف روانہ ہوا۔ ابھی وہ کچھ دور گیا ہوگا کہ اس نے مڑ کر پیچھے کی طرف دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ ہرنی پیچھے پیچھے چلی آ رہی ہے اور اس کی صورت اور حرکات سے پریشانی اور رنج کا اظہار ہو رہا ہے۔ یہ عالم دیکھ کر سبکتگین کو اس بے زبان جانور پر بہت رحم آیا۔ اور اس نے بچے کو چھوڑ دیا۔ ہرنی اپنے بچے کی رہائی سے بہت خوش ہوئی اور بچے کو ہمراہ لے کر جنگل کی طرف روانہ ہوئی۔ وہ تھوڑی دور چل کر سبکتگین کی طرف مڑ مڑ کر دیکھ لیتی تھی۔ جیسے اپنی خوشی کا اظہار کر رہی ہو۔

جس دن کا یہ واقعہ ہے۔ اسی رات کو سبکتگین نے خواب میں آنحضرت ﷺ کو دیکھا۔ انہوں نے فرمایا۔ اے ناصر الدین تو نے ایک بے زبان جانور پر جو رحم کیا ہے وہ خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں بہت مقبول ہوا ہے۔ لہٰذا اس کے صلے میں تجھے چاہئے کہ یہی طریق اختیار کرے اور کبھی رحم کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دے۔ کیونکہ یہی طریق دین و دنیا کا سرمایہ ہے۔" (تاریخ فرشتہ: ج ا ص: ۹۵)

ایک تاریخی تقریر خراسان کی فتح کے بعد

سیستان ایران کی آخری حد ہے، اس کے بعد سندھ کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے ایران کی سرزمین کے بعد اسلام کا علم ہندوستان کی حدود کی طرف بڑھا، چنانچہ سیستان کی فتح کے بعد حکم بن عمر تغلبی مکران کی طرف بڑھے، یہاں کا فرمانروا راسل سندھ کے حکمران کی مدد سے مقابلے میں آیا، دریائے ہلمند پر دونوں کا مقابلہ ہوا، ایک خون ریز جنگ کے بعد راسل نے شکست کھائی۔ اس شکست میں مکرانیوں کی بڑی تعداد کام میں آئی، حکم نے صحار عبدی کو نامہ فتح اور مال غنیمت دیکر حضرت عمرؓ کے پاس بھیجا، آپ نے ان سے مکران کا حال پوچھا انہوں نے ان الفاظ میں یہاں کی برائیوں کا نقشہ کھینچا۔

ارض سھلھا جبل وماء ھا وشل ثمر ھا وقل وعدھا طل وخیر ھاشر وشر ھا طویل والکثیر بھا قلیل

حضرت عمرؓ نے فرمایا واقعات کے بیان کرنے میں قافیہ بندی کا کیا کام، صحار نے عرض کیا واقعی حالات میں عرض کر رہا ہوں، یہ بھیانک نقشہ سن کر آپ نے حاکم کو لکھ بھیجا کہ آگے پیش قدمی روک دی جائے، چنانچہ مکران مشرق میں فاروقی فتوحات کی آخری سرحد ہے۔ لیکن بلاذری کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ سندھ کے علاقہ تک فوجیں پہنچ گئی تھیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو خلافت فاروقی ہی میں ہندوستان میں اسلام کا علم بلند ہو چکا تھا۔

ان فتوحات کے دوران یزدگرد خراسان میں مقیم تھا اور ایرانیوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتا رہتا تھا، خراسان کی مہم احنف بن قیس سے (جنہوں نے یزدگرد کے استیصال کا مشورہ دیا تھا) متعلق ہوئی تھی، چنانچہ انہوں نے ۲۲ھ میں خراسان پر چڑھائی کی تھی، لیکن چونکہ خراسان کی فتح ساسانی حکومت کا دم واپسیں تھی اس لئے ہم نے اس کو آخر میں لکھنا مناسب نہ سمجھا۔

خراسان پر فوج کشی کے وقت یزدگرد خراسان کے شہر مرو میں تھا، مقدس آگ ساتھ تھی، یہاں بیٹھے بیٹھے وہ ایران کے مختلف صوبوں میں بغاوت کراتا رہتا تھا، اس لئے احنف سیدھے مرو کی طرف بڑھے اور ہرات کو فتح کرتے ہوئے یزدگرد کے مستقر مرو شاہجانی کا رخ کیا، اور مطرف بن عبداللہ کو نیشاپور اور حارث بن حسان کو سرخس روانہ کیا، مروشاہجہاں کی طرف احنف کا رخ دیکھ کر یزدگرد مرو الروز چلا گیا اور خاقان چین کے آس پاس کے سرحدی فرمانرواؤں سے مدد طلب کی، احنف کو خبر ملی، تو وہ فوراً مرو الروز پہنچ گئے، یزدگرد یہاں سے بلخ نکل گیا اور احنف بھی تعاقب میں پہنچے، یزدگرد شکست کھا کر نہر پار کر کے تاتاری علاقے میں نکل گیا اور احنف بلخ پر قابض ہو گئے۔

یزدگرد کے خراسان چھوڑنے کے بعد احنف نے سارے خراسان میں فوجیں پھیلا دیں اور چند دنوں میں نیشاپور سے طخارستان تک کا علاقہ زیرنگیں ہو گیا، احنف

نے مروالروز واپس ہوکر حضرت عمرؓ کو فتح کا مژدہ لکھا، آپ سن کر نہایت مسرور ہوئے اور احنف کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔

یزدگرد خراسان چھوڑنے کے بعد خاقان چین کے یہاں پہنچا، اس نے بڑے احترام کے ساتھ ٹھہرایا اور چند دنوں کے بعد ترک، فرغانہ اور صغد کی فوجیں جمع کر کے یزدگرد کے ہمراہ خراسان آیا، احنف اس وقت مروالروز میں تھے، یہیں دونوں کا مقابلہ ہوا، کچھ دنوں فریقین میں جھڑپ ہوتی رہی، ایک دن حسب معمول خاقان کی فوج کے تین بہادر فوج کے آگے آگے طبل و دمامہ بجاتے ہوئے نکلے، احنف نے یکے بعد دیگرے تینوں کو قتل کر دیا، خاقان نے اس سے فال بدلی، اس کو مسلمانوں کی قوت کا اندازہ بھی ہو گیا تھا، اس لئے یہ سمجھ کر کہ مسلمانوں سے لڑنے میں خود اس کا کوئی فائدہ نہیں فوج کو کوچ کا حکم دے دیا۔

اس کے واپسی کے بعد یزدگرد نے مایوس ہو کر خاندان کیانی کا خزانہ اور کل موروثی دولت لے کر خود بھی خاقان کے ساتھ نکل جانے کا قصد کیا، ایرانیوں کو خبر ہوئی تو انہوں نے روکا کہ ”چینیوں کا کوئی دین مذہب نہیں ہے، معلوم نہیں وہ کیسا برتاؤ کریں گے، ان سے بہتر مسلمان ہیں کہ وہ دین و مذہب رکھتے ہیں، عہد کے پاسدار ہیں۔ اس لئے چین جانے سے بہتر یہ ہے کہ مسلمانوں سے صلح کر لی جائے، لیکن یزدگرد نہ مانا اور خزانہ ساتھ لیجانے پر مصر ہوا، ایرانیوں نے جب دیکھا کہ ملک کی کل دولت نکلی جا رہی ہے تو زبردستی چھین لی، اور یزدگرد ناکام و نامراد ترکستان چلا گیا۔

یزدگرد کے ملک بدر ہونے کے بعد ایرانیوں نے احنف کے پاس جا کر ان سے صلح کر کے کل خزانہ حوالہ کر دیا۔ مسلمانوں نے بھی اس کے صلے میں ان کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا کہ وہ اپنی بادشاہت بھول گئے اور مسلمانوں سے مصالحت کے بعد ان کو جو راحت اور فارغ البالی نصیب ہوئی وہ اکاسرہ کے زمانہ میں بھی میسر نہ آئی تھی۔

اس مصالحت کے بعد احنف نے حضرت عمرؓ کو دوسرا خط لکھا، آپ اسے لے کر

مسجد میں آئے اور مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا اور یہ مختصر مگر مؤثر تقریر کی۔

آج مجوسیوں کی سلطنت برباد ہوگئی، اب ان کے ملک کی ایک چپہ زمین بھی ان کے قبضے میں نہیں ہے کہ مسلمانوں کو کسی قسم کا نقصان پہنچاسکیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی زمین، ان کا ملک اور ان کی دولت کا تم کو اس لئے وارث بنایا ہے کہ تم کو آزمائے، اس لئے تم اپنی حالت نہ بدلو، ورنہ خدا تمہاری جگہ دوسری قوم کو بدل دے گا، مجھ کو اس امت کے لئے خود اس کے افراد سے خوف ہے۔

(طبری ج ۵) بحوالہ (تاریخ اسلام ندوی ج ۱ ص ۱۵۳ تا ۱۵۵)

ایک عجیب ایمان افروز تاریخی واقعہ صحابہ کی قبر کھولنے کا

حضرت حذیفہ بن یمان ﷛ اور حضرت عبداللہ بن جابر ﷛ کے مزارات کے ساتھ اسی صدی میں ایک عجیب وغریب اور ایمان افروز واقعہ رونما ہوا جو آج کل بہت کم لوگوں کو معلوم ہے، (حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں کہ) یہ واقعہ میں نے پہلی بار جناب مولانا ظفر احمد صاحب انصاری مدظلہم سے سنا تھا۔ پھر بغداد میں وزارت اوقاف کے ڈائریکٹر تعلقات عامہ جناب خیر اللہ حدیثی صاحب نے بھی اجمالاً اس کا ذکر کیا۔

یہ ۱۹۲۹ء کا واقعہ ہے، اس وقت عراق میں بادشاہت تھی۔ حضرت حذیفہ بن یمان ﷛ اور حضرت عبداللہ بن جابر ﷛ کی قبریں اس وقت یہاں (جامع مسجد سلمان ؓ کے احاطے میں) نہیں تھیں، بلکہ یہاں سے کافی فاصلے پر دریائے دجلہ اور مسجد سلمان کے درمیان کسی جگہ واقع تھیں۔

۱۹۲۹ء میں بادشاہ وقت نے خواب میں دیکھا کہ حضرت حذیفہ بن یمان ﷛ اور حضرت عبداللہ بن جابر ﷛ اس سے فرمارہے ہیں کہ ہماری قبروں میں پانی آرہا ہے۔ اس کا مناسب انتظام کرو۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ دریائے دجلہ اور قبروں کے درمیان کسی جگہ گہری کھدائی کرکے دیکھا جائے کہ دجلہ کا پانی اندرونی طور پر قبروں کی طرف رس رہا ہے یا نہیں۔ کھدائی کی گئی، لیکن پانی رسنے کے کوئی آثار نظر نہیں آئے۔ چنانچہ بادشاہ نے اس

بات کو خواب سمجھ کر نظر انداز کر دیا۔

لیکن اس کے بعد پھر۔۔۔۔۔۔ غالباً ایک سے زیادہ مرتبہ۔۔۔۔وہی خواب دکھائی دیا۔ جس سے بادشاہ کو بڑی تشویش ہوئی، اور اس نے علماء کو جمع کر کے ان کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا۔ ایسا یاد پڑتا ہے کہ اس وقت عراق کے کسی عالم نے بھی بیان کیا کہ انہوں نے بھی بعینہ یہی خواب دیکھا ہے۔ اس وقت مشورے اور بحث و تمحیص کے بعد رائے یہ قرار پائی گئی کہ دونوں بزرگوں کی قبر کھود کر دیکھا جائے۔ اور اگر پانی وغیرہ آرہا ہو تو ان کے جسموں کو منتقل کیا جائے۔ اس وقت کے علماء نے بھی اس رائے سے اتفاق کر لیا۔

چونکہ قرونِ اولیٰ کے دو عظیم بزرگوں اور صحابۂ رسول اللہ ﷺ کی قبروں کو کھودنے کا یہ واقعہ تاریخ میں پہلا واقعہ تھا۔ اسلئے حکومت عراق نے اس کا بڑا زبردست اہتمام کیا۔ اس کے لئے ایک تاریخ مقرر کی، تا کہ لوگ اس عمل میں شریک ہو سکیں۔ اتفاق سے وہ تاریخ ایام حج کے قریب تھی، جب ارادے کی اطلاع حجاز پہنچی تو وہاں حج پر آئے ہوئے لوگوں نے حکومت عراق سے درخواست کی کہ اس تاریخ کو قدرے مؤخر کر دیا جائے، تا کہ حج سے فارغ ہو کر جو لوگ عراق آنا چاہیں۔ وہ آسکیں، چنانچہ حکومت عراق نے حج کے بعد کی ایک تاریخ مقرر کر دی۔

کہا جاتا ہے کہ مقررہ تاریخ پر نہ صرف اندرون عراق، بلکہ دوسرے ملکوں سے بھی خلقت کا اس قدر ازدحام ہوا کہ حکومت نے سب کو یہ عمل دکھانے کے لئے بڑی بڑی اسکرینیں دور دور تک فٹ کیں، تا کہ جو لوگ براہ راست قبروں کے پاس یہ عمل نہ دیکھ سکیں وہ ان اسکرینوں پر اس کا عکس دیکھ لیں۔

اس طرح یہ مبارک قبریں کھولی گئیں۔ اور ہزارہا افراد کے سمندر نے یہ حیرت انگیز منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ تقریباً تیرہ صدیاں گزرنے کے باوجود دونوں بزرگوں کی نعش ہائے مبارک صحیح سالم اور تروتازہ تھیں۔ ایک غیر مسلم ماہر امراض چشم وہاں موجود تھا۔ اس نے نعش مبارک کو دیکھ کر بتایا کہ ان کی آنکھوں میں ابھی تک وہ چمک موجود ہے جو کسی

مردے کی آنکھوں میں انتقال کے کچھ دیر بعد بھی موجود نہیں رہ سکتی، چنانچہ وہ شخص یہ منظر دیکھ کر مسلمان ہوگیا۔

نعش مبارک کو منتقل کرنے کے لئے پہلے سے حضرت سلمان فارسی ﷺ کے قریب جگہ تیار کرلی گئی تھی، وہاں تک لے جانے کے لئے نعش مبارک کو جنازے پر رکھا گیا۔ اس میں لمبے لمبے بانس باندھے گئے، اور ہزار ہا افراد کو کندھا دینے کی سعادت نصیب ہوئی، اور اس طرح اب ان دونوں بزرگوں کی قبریں موجودہ جگہ پر بنی ہوئی ہیں۔

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب انصاری مدظلہم کا بیان ہے کہ ۱۹۲۹ء کا یہ واقعہ مجھے یاد ہے۔ اس زمانے میں اخبارات کے اندر اس کا بڑا چرچا ہوا تھا۔ اور اس وقت ہندوستان سے ایک ادبی گھرانے کا ایک جوڑا عراق گیا ہوا تھا۔ ان دونوں میاں بیوی نے یہ واقعہ بچشم خود دیکھا۔ اور غالباً بیوی نے اپنے اس سفر کی روداد ایک سفرنامے میں تحریر کی جو کتابی شکل میں شائع ہوا، اور اس کی ایک کاپی حضرت مولانا مدظلہم کے پاس محفوظ ہے۔

اس سفرنامے میں یہ بھی مذکور ہے کہ اس وقت کسی غیر ملکی فرم کے ذریعے اس پورے عمل کی عکس بندی بھی کی گئی تھی۔ اور بہت سے غیر مسلم بھی یہ واقعہ خاص طور پر دیکھنے کے لئے آئے تھے، وہ اس اثر انگیز منظر سے نہ صرف بہت متاثر ہوئے، بلکہ بہت سے لوگوں نے اس منظر کو دیکھ کر اسلام قبول کرلیا۔

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ اور اپنے دین کی حقانیت کے ایسے معجزے کبھی کبھی دکھلاتے ہیں۔

سنریهم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق

ہم ان کو آفاق میں بھی اور خود ان کے وجود میں بھی اپنی نشانیاں دکھائیں گے، تاکہ ان پر یہ بات واضح ہوجائے کہ یہی دین حق ہے۔

(جہان دیدہ ص ۵۵ تا ۵۸)

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اگر عبداللہ بن جابر ﷺ حضرت جابر ﷺ ہی کے

صاحبزادے ہیں تو یہ عجیب وغریب اتفاق ہے کہ حضرت معاویہؓ کے زمانے میں ان کے دادا کے ساتھ بھی بعینہ اسی طرح کا واقعہ پیش آچکا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت جابر کے والد عبداللہؓ غزوۂ احد کے سب سے پہلے شہید تھے۔ اور آنحضرت ﷺ نے ان کو حضرت عمرو بن جموحؓ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن فرمایا تھا۔ اس وقت مسلمانوں کی تنگدستی کا یہ عالم تھا کہ شہدا کے لئے کفن تک میسر نہ تھے، اس لئے حضرت عبداللہؓ کو ایک چادر میں کفن دیا گیا، جس میں چہرہ تو چھپ گیا، لیکن پاؤں کھلے رہے جن پر گھاس ڈالی گئی۔ اتفاق سے یہ قبر نشیب میں واقع تھی۔ چالیس سال بعد حضرت معاویہؓ کے زمانے میں یہاں سیلاب آگیا، اور وہاں سے ایک نہر بھی نکالنی تھی۔ اس موقع پر قبر کو حضرت جابرؓ کی موجودگی میں کھولا گیا تو دونوں بزرگوں کے اجسام بالکل صحیح وسالم اور تروتازہ تھے، بلکہ ایک روایت یہ ہے کہ ... کے چہرے پر جو زخم تھا، ان کا ہاتھ اس زخم پر رکھا ہوا تھا۔ لوگوں نے ہاتھ وہاں سے ہٹایا تو تازہ خون بہنے لگا۔ پھر ہاتھ دوبارہ وہاں رکھا تو خون بند ہو گیا۔

(طبقات ابن سعد ص ۵۶۲، ۵۶۳ ج ۳، بحوالہ ایضاً)

ایک حیرت انگیز تاریخی واقعہ

ابن جوزی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "المنتظم" میں سند کے ساتھ لکھا ہے کہ بنی عزرہ کے ایک نوجوان کا ابن ام الحکم کے ساتھ ایک قصہ پیش آیا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دن حضرت معاویہؓ دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے کہ بنو عذرہ کا ایک نوجوان آکر سامنے کھڑا ہوا اور اشعار سنانے لگا، جن میں وہ اپنی بیوی سعاد کی محبت کا اظہار کر رہا تھا۔ حضرت معاویہؓ نے اسے قریب بلا کر اس کا قصہ پوچھا، تو اس نے کہا اے امیر المؤمنین میں نے اپنے چچا کی بیٹی سے شادی کی تھی، میں اونٹ اور بکریوں کا مالک تھا، میں نے وہ سارا مال اس پر لٹا دیا، جب میرا مال زوال پزیر ہونے لگا، تو اس کا باپ مجھ سے کنارہ کش ہو کر کے جاکر کوفہ کے والی سے میری شکایت کردی، اور کوفہ کے گورنر کو میری بیوی کی

خوبصورتی کی اطلاع مل چکی تھی، میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں اور میرے اوپر جبر کرنے لگا کہ میں اسے طلاق دیدوں، چنانچہ مجبوراً میں نے اسے طلاق دیدی۔ عدت ختم ہوتے ہی آپ کے گورنر نے دس ہزار درہم دے کر اس سے شادی رچالی۔ اے امیر المومنین! میں آپ کے پاس آیا ہوں، آپ غمزدہ، پریشانوں، مظلوموں کے مددگار ہیں، مجھے اس غم سے نجات مل سکتی ہے؟ پھر وہ رو رو کر یہ اشعار پڑھنے لگا، (ترجمہ) میرے دل میں آگ لگی ہے، آگ میں چنگاریاں ہیں، میرا رنگ زرد ہو چکا ہے اور آنکھیں اشکبار ہیں، میری آنکھیں تیز بارش کی مانند برس رہی ہیں، عاشق کی حالت عبرت ناک ہے جس سے طبیب بھی حیران ہے، میں نے بڑے دکھ برداشت کئے، اب مزید کی گنجائش نہیں رہی۔ ہائے رات میرے لئے رات نہ ہوتی اور دن میرے لئے دن نہ ہوتا۔

یہ سن کر حضرت معاویہ ؓ کو اس پر رحم آیا، چنانچہ انہوں نے ابن الحکم کو خط لکھا، جس میں اسے سخت وست کہا تھا، ڈانٹ پلائی تھی، اور لکھا تھا کہ فوراً یکبارگی اسے طلاق دو، جب خط پہنچا تو اس نے ایک سرد آہ بھری اور کہا کہ میری خواہش ہے کہ امیر المومنین مجھے اور اس عورت کو ایک سال تک رہنے دیں، پھر مجھے تلوار کے حوالے کر دیں، پھر وہ اس کی طلاق کے متعلق غور کرنے لگا لیکن اس کا دل نہیں مان رہا تھا، اور جو ایلچی خط لے کر آیا تھا وہ اسے طلاق کی ترغیب دیتا رہا، بالآخر اس نے اسے طلاق دیدی۔ اور وفد کے ہمراہ اسے حضرت معاویہ ؓ کے پاس بھیج دیا، جب وہ ان کے سامنے کھڑی ہوئی تو بڑا دل کش منظر تھا، بڑی فصیح اللسان اور شیریں کلام تھی، خوبصورتی اور حسن میں بھی اسے کمال حاصل تھا، اس نے اس کے چچا کے بیٹے سے کہا، اے اعرابی! کیا اس کو ایک بڑے عوض کے بدلے بھول سکتے ہو، اس نے کہا ہاں جب تم میرے سر اور جسم کو علیحدہ کر دو، پھر یہ اشعار پڑھنے لگا۔

ترجمہ: مجھے ضرب المثل اور اس شخص کی طرح بنا کر مت چھوڑ جو گرمی سے بچنے کے لئے آگ کی پناہ چاہتا ہے۔ غمزدہ اور پریشان شخص کو اس کی سعاد واپس دلاؤ، جو اس کی یاد و فکر صبح و شام کرتا ہے۔ اسے ایسا قلق اور اضطراب طاری ہے جس کی کوئی مثال نہیں، اور اس کا

دل خوب جلا ہوا ہے، اللہ کی قسم میں اس کی محبت کو بلا نہیں سکتا جب تک میں اپنی قبر میں پتھروں کے نیچے نہ چلا جاؤں، میں کیسے مطمئن ہو سکتا ہوں جب کہ دل اس کا دیوانہ ہے اور اسے اس کے بغیر کچھ صبر نہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہم اس عورت کو اختیار دیتے ہیں، وہ مجھے، یا تجھے، یا ام الحکم میں سے جس کو چاہے اختیار کر لے، تو اس عورت نے یہ شعر کہے۔

ترجمہ: اگر چہ اس شخص کا حلقہ محدود ہے اور اس کے پاس مال و آسائش کی کمی ہے لیکن مجھے اپنے والدین پڑوسیوں اور دراہم و دینار سے زیادہ محبوب ہے۔

یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہنسے اور اس شخص کے لئے دس ہزار دینار، دراہم، سواری اور بچھونوں کا حکم فرمایا، اور جب اس عورت کی عدت پوری ہوگئی تو ان دونوں کا نکاح کروا دیا اور عورت اس شخص کے حوالے کر دی۔

(تاریخ ابن کثیر ج ۴ ص: ۵۵۳، ۵۵۴)

ایک بڑھیا کی دربار سلطان میں تاریخی دلیری

سلطان محمود رحمہ اللہ کے زمانہ میں کوچ بلوچ کرمان کے پہاڑی جرگوں کے قزاقوں نے رباط اور دیر کچھن (اصفہان) میں ڈاکہ ڈالا۔ ایک بڑھیا کا مال واسباب بھی لٹ گیا۔ اس نے سلطان سے فریاد کی۔

"آپ خدا کی طرف سے ہمارے محافظ و نگہبان ہیں، یا میرا مال دلایئے یا اس کا معاوضہ عطا کیجئے۔"

سلطان نے کہا کہ معلوم نہیں دیر کچھن کہاں ہے! بڑھیا بولی، اے سلطان! اس قدر ملک فتح کرو کہ ان کے جغرافیہ سے واقفیت رہ سکے اور ان کا انتظام ہو سکے۔

سلطان نے اس جواب کو تسلیم کر کے پھر کہا یہ لوگ کہاں سے آئے تھے اور کون تھے۔ بڑھیا نے کہا کوچ بلوچ کے ڈاکو تھے جو کرمان کے قریب ہے۔ سلطان نے کہا وہ ملک تو میری سرحد سے باہر ہے اس کا میں کیا انتظام کر سکتا ہوں۔

بڑھیا نے کہا کیا اسی عدل و انصاف پر شہنشاہی کا دعویٰ ہے، وہ بادشاہ کیا جو اپنی سلطنت کا انتظام نہ کر سکے اور وہ چرواہا کیسا جو اپنی بکریوں کو بھیڑیے سے نہ بچا سکے۔ اس میں میرا تنہا اور ضعیف ہونا اور آپ کو فوج اور لشکر رکھنا دونوں برابر ہیں۔

سلطان محمود نے جب بڑھیا کے یہ جوانمردانہ کپکپا دینے والے کلمات سنے تو اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اس کو بہت کچھ دے دلا کر رخصت کیا اور بوعلی الیاس امیر کرمان کو لکھا کہ مفسدوں اور ڈاکوؤں کو گرفتار کر کے ہمارے حضور میں بھیج دو یا مال ڈکیتی بر آمد کر کے قزاقوں کو پھانسی دے دو تا کہ آئندہ وہ میرے ملک میں لوٹ مار نہ کر سکیں، ورنہ یاد رکھو کرمان بمقابلہ سومنات بہت نزدیک ہے۔

امیر کرمان سلطان کے خوف سے ایک جرار فوج لے کر گیا، دس ہزار بلوچی قتل ہوئے اور بے انتہا مال غنیمت ہاتھ لگا۔ امیر ابوعلی نے سب سامان غزنی بھجوادیا، سلطان نے منادی کرادی کہ جن لوگوں کا نقصان ہوا ہے وہ آ کر اپنا مال پہنچان لیں۔ تمام ملک سے لوگ آتے تھے اور اپنا مال پہچان کر لے جاتے تھے۔ سلطان نے ایک اور کام یہ کیا کہ ملک سے ہر قسم کی خبریں منگوانے کے لئے پرچہ نویس مقرر کر دیئے تا کہ حاکموں کے ظلم و ستم اور تغافل اور ملک کے حالات کی خبر ملتی رہے۔

ایک بڑھیا کی آزادی اور جرأت نے ملک کو کس قدر فائدہ پہنچایا کہ ڈاکوؤں سے ہمیشہ کے لئے نجات مل گئی اور چھینا ہوا مال بھی واپس آ گیا۔

(نظام الملک طوسی حصہ دوم ص:۲۵۶)

ایک مجاہد نوجوان کا حیرت انگیز واقعہ

مدینہ منورہ میں ایک شخص تھا جو ابوقدامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے معروف و مشہور تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں جہاد کی محبت خوب ڈال رکھی تھی چنانچہ وہ اکثر و بیشتر رومیوں سے لڑنے اور جہاد کرنے میں مصروف رہتا تھا۔ ایک دفعہ وہ مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا اور لوگوں سے گفتگو کر رہا تھا۔ حاضرین مجلس میں سے کسی نے کہا کہ

واقعات جہاد میں سے جو سب سے تعجب انگیز واقعہ آپ نے دیکھا ہو وہ ہمیں سناویجئے۔ شیخ ابوقدامہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سنو!

میرا ایک دفعہ "رقہ" جانا ہوا تا کہ کوئی اونٹ خرید لوں جو ہمارے اسلحہ کے اٹھانے اور لے جانے کے کام آئے۔ چنانچہ میں ایک دن دریائے فرات کے قریب رقہ نامی اس شہر میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک عورت آئی اور اس نے مجھ سے کہا کہ اے ابوقدامہ میں نے آپ کے متعلق سنا ہے کہ آپ جہاد پر وعظ کہتے ہیں اور لوگوں کو جہاد کی ترغیب دیتے ہیں، میں ایک ایسی عورت ہوں کہ اللہ نے مجھے لمبے لمبے بالوں سے نوازا ہے میں نے اپنے اکھڑے ہوئے بالوں سے ایک رسی بٹ لی ہے اور اس پر میں نے مٹی مل لی ہے تا کہ بالوں کی بے پردگی نہ ہو آپ اس رسی کو لیجئے اور جب دشمن کی سرزمین پر پہنچ جائیں اور گھمسان کی لڑائی شروع ہو جائے۔ تلواریں ٹکرانے لگیں، تیر پھینکے جانے لگیں اور نیزے سانپوں کی طرح باہر نکل آئیں تو آپ اس رسی کو اپنے جہادی گھوڑے کے گلے میں ڈال دیں اور اس سے جہاد کریں اگر آپ کو خود ضرورت نہ پڑے تو کسی ضرورت مند مجاہد کو دیجئے میں اس عمل سے یہ چاہتی ہوں کہ میدان جہاد کا گرد وغبار میرے بالوں کو لگ جائے۔

میں ایک بیوہ عورت ہوں میرے شوہر جہاد میں شہید ہو چکے ہیں اور میرا کنبہ جہاد میں شہید ہو گیا ہے اگر مجھ پر جہاد فرض ہوتا تو میں خود چلی جاتی لہٰذا میری جگہ آپ میرے ان بالوں کو جہاد میں استعمال کریں۔ پھر اس عورت نے کہا اے ابوقدامہ یہ بات بھی سن لو کہ جب میرا شوہر شہید ہو گیا تھا تو اس نے اپنے پیچھے ایک خوبصورت لڑکا چھوڑا تھا اس لڑکے نے قرآن کریم حفظ کر لیا ہے اور جہادی ٹریننگ کر کے گھڑ سواری میں خوب مہارت حاصل کر لی ہے، نیز وہ تیر اندازی میں غضب کا ماہر ہے وہ رات بھر تہجد پڑھتا ہے اور دن بھر روزہ رکھتا ہے اس وقت وہ خوب جوان ہے اور اس کی عمر پندرہ سال ہے آج کل وہ اپنی زمینوں میں کام کیلئے گیا ہوا ہے جب وہ واپس آجائے گا اور آپ

یہاں موجود ہونگے تو میں اس جوان سال بیٹے کو اللہ تعالیٰ کے راستے جہاد میں اللہ کی رضا کیلئے بطور ''قربانی'' پیش کرونگی میں آپ کو دین اسلام کی عزت وعظمت کا واسطہ دیتی ہو کہ آپ مجھے اس ثواب سے محروم نہ کیجئے گا۔

میں نے اس عورت سے وہ بٹی ہوئی رسی لے لی تو یکھا کہ وہ اس کے سر کے بالوں سے بنی ہوئی تھی اس نے مجھ سے کہا کہ آپ میرے سامنے اس رسی کو اپنے سامان میں محفوظ کر کے رکھیں تا کہ مجھے تسلی ہو جائے۔

میں نے رسی کو محفوظ کر کے رکھا اور ''رقہ'' سے اپنے ساتھیوں سمیت نکلنے لگا۔

جب ہم مسلمہ بن عبدالملک کے قلعہ کے پاس پہنچے تو پیچھے سے ایک شہسوار کی چیخنے کی آواز آئی جو کہہ رہا تھا اے ابوقدامہ خدا کیلئے ذرا رک جایئے۔ ہم رک گئے جب ہم نے دیکھا تو ایک شہسوار گھوڑے کو کداتا ہوا آرہا ہے۔ آتے ہی اس نے مجھ سے معانقہ کیا اور پھر فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے آپ کی رفاقت سے محروم نہیں کیا۔ میں نے اس سے کہا کہ کہ پیارے بیٹے! آپ ذرا چہرہ دکھا دیجئے تا کہ میں دیکھوں اگر آپ پر جہاد لازم اور فرض ہو تو میں آپ کو اجازت دیدوں گا ورنہ میں آپ کو واپس کر دوں گا۔ جب اس نے چہرہ ظاہر کیا تو چودھویں کے چاند کی طرح ایک خوبصورت ناز پروردہ نوعمر جوان تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ بیٹے! آپ کا والد زندہ ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں وہ شہید ہو چکے ہیں اور اسی کا بدلہ لینے کیلئے جا رہا ہوں۔ شاید کہ اللہ مجھے بھی شہادت نصیب فرمائے۔ میں نے کہا کیا آپ کی والدہ ہے؟ تو کہنے لگے ہاں والدہ حیات ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ جا کر اپنی والدہ سے اجازت لے لو اگر اس نے اجازت دے دی تو ٹھیک ورنہ آپ ان کے پاس ہی رہو کیونکہ جنت ماں کے پاؤں تلے ہے۔ اس نوجوان نے کہا اے ابوقدامہ! کیا آپ مجھے نہیں جانتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں۔ کہنے لگا کہ میں تو اسی عورت کا بیٹا ہوں جس نے آپ کے پاس سر کے بال کی رسی رکھی ہے آپ اتنی جلدی بھول گئے؟

میں انشاء اللہ شہید ابن شہید بنوں گا۔ میں اللہ تعالیٰ کے واسطہ سے آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے ساتھ جہاد میں جانے سے نہ روکیں۔ میں کتاب اللہ کا حافظ ہوں اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم ہوں۔ میں تیر اندازی اور گھڑ سواری کا اتنا ماہر ہوں کہ میرے علاقے میں میرے جیسا کوئی نہیں۔ لہٰذا آپ مجھے چھوٹا سمجھ کر نظر انداز نہ کریں۔ میری والدہ نے مجھے قسم کھلائی ہے کہ میں زندہ واپس نہ لوٹ آؤں۔ والدہ نے فرمایا ہے کہ اے میرے بیٹے! جب کفار سے مڈھ بھیڑ ہو تو تم پشت نہ دکھانا۔ اللہ کے راستے میں اپنی جان اللہ کے حوالے کر دینا اور جنت میں اللہ تعالیٰ کے پڑوس اور پھر اپنے والد کے پڑوس کی دعا مانگنا۔

جب اللہ تعالیٰ نے تم کو شہادت نصیب کی تو تم میری شفاعت بھی کرنا کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ شہید اپنے خاندان کے ستر آدمیوں کی شفاعت کریگا یہ کہہ کر امی جان نے مجھے سینہ سے لگالیا اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر اس طرح دعا مانگی اے میرے مولا! اے میرے آقا! یہ میرا بیٹا ہے۔ میرے دل کا پھل اور میرے جسم کا پھول ہے میں نے اس کو تیری خدمت میں پیش کر دیا ہے اس کو قبول فرمالیجئے۔

شیخ ابو قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب اس لڑکے کی یہ گفتگو سنی تو میں بہت رویا خاص کر اس وجہ سے کہ یہ نوعمر اور نہایت خوبصورت نوجوان تھا اور اس وجہ سے بھی کہ اس کی والدہ کے دل پر کیا گزرے گی اور اس کے صبر پر بھی رویا۔ اس لڑکے نے کہا اے چچا جان! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ اگر میری صغر سنی پر رو رہے ہیں تو یاد رکھیئے کہ مجھ سے چھوٹوں کو بھی اللہ تعالیٰ نافرمانی پر عذاب دیتا ہے۔ میں نے کہا کہ تیری والدہ کی وجہ سے رونا آتا ہے وہ بیچاری تیرے بعد کیا کریگی۔

خیر! ہم آگے بڑھتے چلے گئے رات کو سفر مکمل ہوا اور صبح روشن ہوگئی، لڑکا مسلسل اللہ کے ذکر میں لگا ہوا تھا میں نے جب غور سے دیکھا تو یہ لڑکا سب سے زیادہ گھڑ سواری میں ماہر تھا اور سب سے زیادہ خدمت گزار بھی تھا جتنا ہم دشمن کے قریب ہوتے جاتے

یہ لڑکا اتنا ہی چست بنتا جاتا تھا دوسرے روز دن بھر سفر ہوا اور غروب آفتاب کے وقت ہم کفار کے علاقے میں پہنچ گئے۔ ہم نے وہیں پڑاؤ ڈال دیا ہم سب روزے سے تھے۔ چنانچہ اس نوجوان لڑکے نے ہماری افطاری کا انتظام کیا وہ افطاری کی تیاری میں لگا ہوا تھا کہ نیند اس پر غالب آئی اور وہ سوگیا۔ سوتے میں ہم نے دیکھا کہ وہ نوجوان مسکرا رہا ہے میں نے ساتھیوں سے کہا کہ بھائیو! ذرا دیکھو یہ نوجوان کیسے مسکرا رہا ہے۔ جب لڑکا نیند سے بیدار ہوا تو میں نے اس سے کہا کہ پیارے بیٹے! ہم نے آپ کو ابھی ابھی ہنستے ہوئے دیکھا ہے ذرا بتایئے۔ کیا وجہ تھی تم نیند کی حالت میں کیسے ہنس رہے تھے؟

نوجوان نے کہا کہ میں نے ایک عجیب خواب دیکھا تھا اس کی وجہ سے میں ہنسنے لگا تھا۔ خواب یہ کہ گویا میں ایک سرسبز وشاداب پر کشش باغیچہ میں ہوں۔ میں اس میں گھوم رہا تھا اور لطف اٹھا رہا تھا اچانک میں نے وہاں ایک عالیشان محل دیکھا جو چاندی جواہرات اور موتیوں سے بنا ہوا تھا۔ اس کے دروازے سونے کے تھے اور اس پر سلیقے سے پردے آویزاں تھے اچانک ان پردوں کو کچھ لڑکیوں نے دروازے سے ہٹایا وہ لڑکیاں چاند کی طرح چمک رہی تھیں۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو سب نے خوش آمدید کہا میں نے خواب میں ایک کی طرف ہاتھ بڑھایا تو وہ کہنے لگی کہ جلدی نہ کیجئے ابھی آپ کا وقت نہیں آیا۔ میں نے سنا کہ وہ آپس میں کہہ رہی تھیں کہ یہ نوجوان ''مرضیہ'' کا شوہر ہے۔ پھر انہوں نے مجھے کہا کہ آپ پر اللہ رحم کرے ذرا آگے بڑھیئے۔ میں کچھ آگے بڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس محل میں ایک کمرہ ہے جو سب سے بلندی پر ہے اور خالص سونے کا بنا ہوا ہے جس میں زبرجد کا بنا ہوا ایک سبز پلنگ بچھا ہوا ہے۔ اس کے پائے سفید اور چمک دار چاندی کے بنے ہوئے ہیں۔ اس پر ایک ایسی خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی تھی جس کا چہرہ آفتاب عالمتاب کی طرح چمک رہا تھا اگر اللہ میری نگاہوں کی حفاظت نہ کرتا تو میری نگاہیں چلی جاتی اور میری عقل سلب ہو جاتی۔ جب اس لڑکی نے

مجھے دیکھا تو کہا مرحبا مرحبا! آئیے آئیے! خوش آمدید! خوش آمدید۔

اے اللہ کے محبوب! آپ میرے لئے ہیں اور میں آپ کے لئے ہوں، میں اس کی طرف بڑھنے لگا تو وہ کہنے لگی کہ نہیں نہیں ابھی وقت نہیں آیا۔ ہاں کل ظہر کے وقت کا وعدہ ہے۔ مبارک ہو، مبارک ہو۔

شیخ ابوقدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس لڑکے سے کہا کہ آپ نے کیا اچھا خواب دیکھا ہے۔ رات بھر ہم اس نوجوان کے اس خواب پر تعجب کر رہے تھے۔ جب صبح ہوئی تو ہم سب گھوڑوں پر سوار ہوئے اور میدان کارزار کیلئے تیار ہوئے۔ اتنے میں کسی پکارنے والے نے پکارا۔

یاخیل اللہ ارکبی وفی الجنۃ ارغبی انفروا خفافا وثقالا۔

اے اللہ تعالیٰ کے شہسوارو اور اس کے دین کے مددگارو! سوار ہو کر چلو اور جنت کی طرف بڑھو تم ہلکے ہو یا بوجھل جلدی نکلو، جونہی یہ آواز ختم ہوئی تو لشکر کفار نمودار ہوا۔ اللہ اس کو ذلیل کرے وہ تو ٹڈی دل لشکر تھا جو چاروں طرف پھیل چکا تھا۔

ہم میں سب سے پہلے اس نوجوان نے لشکر کفار پر ایسا حملہ کیا کہ ان میں اندر تک گھستا چلا گیا اس نے کفار کے جمگھٹے کو تتر بتر کر دیا اور بیچ میں جا کر لشکر کفار کو تہس نہس کر دیا کئی بہادروں کو اس نے موت کے گھاٹ اتارا اور کئی کفار کو زمین پر پچھاڑ دیا۔

میں نے جب اس لڑکے کے اس طرح تابڑ توڑ حملوں کو دیکھا تو میں اس کے پاس گیا اور اس کے گھوڑے کی لگام کو پکڑ کر کہا اے پیارے بیٹے! اب تم واپس ہو جاؤ تم نوعمر ہو جنگی چالوں کا زیادہ تجربہ بھی نہیں، اس نے کہا اے چچا جان! کیا آپ نے قرآن کی یہ آیت نہیں سنی؟

یاایھا الذین امنوا اذالقیتم الذین کفروا زَحفاً فلاتُولُّوھُمُ الادبار۔

اے چچا جان کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ پیچھے مڑ کر جہنم کا حقدار بنوں؟

ہم اسی گفتگو میں تھے کہ اچانک کفار نے ہم پر یک بارگی حملہ کر دیا یہ حملہ اس طرح

سخت تھا کہ ہر آدمی اپنی اپنی فکر میں مشغول ہو گیا اس دوران لڑکے اور میرے درمیان بھی کفار حائل ہو گئے اور ہم ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ اس حملہ میں مسلمانوں کی بڑی تعداد شہید ہو گئی جب جنگ رک گئی تو نہ زخمیوں کا حساب لگایا جا سکتا تھا اور اور نہ شہیدوں کا کوئی حساب تھا میں اپنے گھوڑے سمیت شہداء کی لاشوں میں گھومنے لگا ہر طرف لاشیں ہی لاشیں تھیں اور سیلاب کی طرح خون بہہ رہا تھا۔ شہداء کے چہرے خون اور غبار کی وجہ سے پہچانے نہیں جاتے تھے۔ میں گھوم ہی رہا تھا کہ اچانک ایک کو زمین پر پڑا ہوا دیکھا جو گھوڑوں کے سموں کے نیچے کچلا پڑا تھا اور اس کے چہرے اور جسم پر غبار اور نوجوان کو مٹی کا ڈھیر لگا ہوا تھا اور وہ اپنے آخری سانس میں یہ کہہ رہا تھا۔ ''اے مسلمانو! خدا کیلئے میرے پاس میرے چچا ابو قدامہ کو بھیج دو''۔

میں نے جب اس کی آواز سنی تو اس کے قریب آیا دیکھا تو وہ اپنے خون کے حوض میں الٹ پلٹ ہو رہا تھا۔ کثرت خون اور کثرت غبار اور گھوڑوں کے کچلے جانے کی وجہ سے میں اس کو نہیں پہچان سکتا تھا۔ میں نے اس سے کہا ہاں میں ابو قدامہ ہوں، اس پر لڑکے نے کہا کہ چچا جان رب کعبہ کی قسم! خواب کی تعبیر سچی نکلی۔ میں اس کے چہرے پر جھک گیا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور اس کے چہرے سے مٹی اور خون اپنی چادر سے صاف کرنے لگا اور کہا کہ اے پیارے بیٹے! مجھے اپنی شفاعت میں قیامت کے روز نہ بھولنا۔ نوجوان نے کہا کہ آپ جیسے محسن کو بھلایا نہیں جا سکتا، آپ اپنی چادر سے میرے خون کو کیوں پونچھتے ہیں؟ میرا اپنا کپڑا زیادہ مناسب ہے کہ اس سے میرا خون پونچھا جائے پھر اس نوجوان نے کہا کہ اے چچا جان! یہ خون چھوڑ دیجئے کہ میں اپنے رب کے ساتھ اسی خون میں ملاقات کروں گا، خواب میں جس کو میں نے دیکھا تھا وہ سامنے کھڑی ہے اور میری روح نکلنے کے انتظار میں ہے اور مجھ سے کہہ رہی ہے کہ میں مشتاقِ دیدار ہوں جلدی سے میرے پاس آجایئے۔

اے چچا جان! میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو صحیح

سالم واپس لوٹا دیا تو آپ میرے یہ خون آلودہ کپڑے میری مسکین اور غمگین والدہ تک پہنچا دیں تا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ میں نے ان کی وصیت کو پورا کر دیا ہے اور مشرکین کے مقابلے میں کسی بزدلی سے کام نہیں لیا۔ آپ ان کو میرا اسلام پہنچا دیجئے اور ان سے کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی قربانی کو قبول کر لیا، اے چچا جان! میری ایک چھوٹی سی بہن ہے جس کی عمر دس سال ہے میں جب بھی گھر سے باہر جاتا تو وہ مجھے رخصت کرتی اور جب بھی گھر پر آتا تو وہ سب سے پہلے مجھے ملتی اور سلام کرتی، اس دفعہ جب میں آ رہا تھا تو اس نے مجھے رخصت کرتے وقت کہا کہ بھائی جان! جلدی واپس آئے گا دیر نہ کیجئے گا، میری اس بہن سے جب آپ کی ملاقات ہو جائے تو اس سے میرا اسلام کہئے گا اور پھر یہ کہنا کہ آپ کا بھائی جان کہتا ہے کہ ''خدا حافظ قیامت میں ملاقات ہوگی'' یہ کہہ کر اس نوجوان نے کلمہ شہادت پڑھا اور جان جان آفرین رب العالمین کے حوالہ کر دی۔ ہم نے اس کو ان ہی کپڑوں میں دفنا دیا اور واپس ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جائے۔

القصہ جب ہم اس غزوہ سے فارغ ہو کر واپس ''رقہ'' پہنچے تو میں اس نوجوان کے گھر گیا دیکھا تو اسی نوجوان کی طرح اسکی خوبصورت ننھی منی معصوم بہن دروازہ پر کھڑی ہے اور غزوہ سے واپس لوٹنے والوں سے پوچھ رہی ہے کہ میرے بھائی کو آپ لوگوں نے نہیں دیکھا۔ لوگ جواب دیتے کہ ہم ان کو نہیں جانتے ہیں۔ جب میں اس بچی کی طرف بڑھا تو وہ کہنے لگی کہ چچا جان! آپ کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے کہا کہ میں جہاد سے لوٹ کر آیا ہوں وہ کہنے لگی کہ میرا بھائی لوٹ کر نہیں آیا؟ یہ کہہ کر وہ چیخ اٹھی اور کہا کہ سب لوگ آ گئے میرا پیارا بھائی کیوں نہیں آیا، میں نے رونے کو قابو کیا اور اس بچی سے کہا کہ اپنی امی جان کو جا کر کہہ دو دروازہ پر ابو قدامہ آیا ہے ان سے بات کرو، میری اس گفتگو کو اس خاتون نے سن لیا تو وہ فوراً باہر آئی اور اس کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا تھا۔ میں نے ان کو سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا اور کہا۔ اے ابو قدامہ! یہ

بتائیے کہ آپ خوشخبری لیکر ہمارے پاس آئے ہیں یا غم کی خبر لے کر آئے ہیں؟ میں نے کہا کہ پہلے خوشخبری اور غم کی خبر کی وضاحت کریں تو اس نے کہا اگر میرا بیٹا صحیح سالم واپس آ گیا ہے تو یہ غم کی خبر ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو شہادت سے نوازا ہے تو یہ خوشی کی خبر ہوگی۔ میں نے کہا مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تیرا ہدیہ اور قربانی کو قبول کرلیا ہے اور تیرا بیٹا شہید ہو چکا ہے۔ کہنے لگی کیا اللہ تعالیٰ نے اسے قبول کرلیا؟ میں نے کہا ہاں قبول کرلیا۔ کہنے لگی شکر الحمد للہ! یہ میرا آخرت کا سرمایہ بن گیا۔

پھر میں نے اس نوجوان کا پیغام اس کی بہن تک پہنچایا کہ سلامت رہو بہن، خدا حافظ قیامت میں ملاقات ہوگی، لڑکی نے جب یہ پیغام سنا تو ایک چیخ مار بے ہوش ہو کر گر پڑی، میں نے جب اس کو ہلایا تو وہ مر چکی تھی میں نے لڑکے کے خون آلود کپڑے اس کی والدہ کے حوالہ کئے اور زخمی زخمی دل اس گھر سے واپس لوٹ آیا مجھے اس عورت کے صبر پر اب تک تعجب ہو رہا ہے۔ (بحوالہ دعوت جہاد ص ۲۹۲)

بیشک جب انسان اپنے اللہ سے لو لگا لیتا ہے تو اسے دنیا کی رعنایاں، دلچسپیاں سب ہیچ معلوم ہوتی ہیں، اور اس کی نظر میں صرف آخرت ہی رہ جاتی ہے، چنانچہ اس واقعہ سے ہمیں بھی یہ سبق ملتا ہے کہ ہم بھی شہادت کی تمنا رکھیں اور دنیا کی محبت میں مستغرق ہونے کے بجائے آخرت کی محبت کو سامنے رکھیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس واقعہ سے سبق اور سمجھ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العلمین۔

ایک ایسی سورت جو کائنات کا مجموعہ ہے

سورہ الانعام کا موضوع از اول تا آخر عقیدہ توحید کا بیان ہے، یہ نفس انسانی کو ملکوت السموات والارض کی سیر کراتی ہے، ظلمت و نور کے نظارے دکھاتی ہے، کرات سماوی یعنی سورج چاند اور ستاروں کی نگرانی کراتی ہے، بساتین و فواکہ کو پیش کرتی ہے، باغوں اور کھیتوں کو سیراب کرنے والے پانی کا ذکر کرتی ہے، پچھلی قوموں کے عذاب کے نظارے دکھاتی ہے، اور ان کے کھنڈرات اور باقی رہ جانے والے نشانات پر

لے جا کر کھڑا کرتی ہے، پھر وہ نفس انسانی کو خشکی اور تری کی ظلمات کا نظارہ کراتی ہے ،غیب کے کچھ اسرار بتاتی ہے، زندوں کا مردوں سے اور مردوں کا زندوں سے نکلنا بیان کرتی ہے، زمین کی تاریکیوں میں چھپے ہوئے دانے کا اگنا اور نشوونما پیش کرتی ہے، رحم کی تاریکیوں میں نطفے کا استقرار اور پھر اس کی مختلف حالتیں بتاتی ہے، پھر جن وانس ، پرندوں جنگلی جانوروں، اگلوں پچھلوں ، زندوں مردوں اور رات دن میں انسانوں کی حفاظت کرنے والے فرشتوں کا بیان کرتی ہے، الغرض یہ وجود اور کائنات کا ایک مجموعہ ہے جو نفس انسانی کے اطراف پر چھا جاتا ہے، اور ظاہری و باطنی حواس کو گھیر لیتا ہے، معنوی حقائق محسوس نظر آنے لگتے ہیں، ہر پیش ہونے والا نظارہ خواہ کئی بار پیش آئے بالکل نیا معلوم ہوتا ہے، گویا ہم نے اس سے پہلے نہ اسے محسوس کیا تھا، اور نہ آنکھوں سے دیکھا تھا۔

یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس سورت میں پیش کیے جانے والے نظارے ایک متلاطم دریا ہے جو اپنی لہروں کے جلو میں سارا جہاں لئے ہوئے ہے، ایک لہر ابھی ختم نہیں ہوتی کہ دوسری نمودار ہو جاتی ہے، اور پھر تیسری وعلیٰ ہذا القیاس اور اسی طرح تیز رفتار دریا رواں دواں رہتا ہے، اور ان لہروں میں سے ہر لہر بڑی پر ہیبت ہے، جو نفس انسانی کو مبہوت کر دیتی ہے، الفاظ کا تناسب جملوں کا تناسق ،عبارات کا توفق، باوجودیکہ مضامین مختلف ہیں، یہ تمام چیزیں تعبیر و تصویر اور لفظ و معنی کی موسیقی کے ساتھ مل کر نفس کی ہر رگ و پے میں اتر جاتی ہیں، اور اپنے لفظی و معنوی جلال و جمال کا سکہ بٹھا دیتی ہیں۔

(تفسیر فی ظلال القرآن ص ۱۱۱ ج ۳)

دو کا عدد

دو قیمتی چیزیں

یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

دو چیزیں ہیں کہ روئے زمین پر جن سے زیادہ قیمتی کچھ نہیں ہے، مگر جو نایاب ہوتی جارہی ہیں، ایک تو بے غرض دوست جس سے سکون حاصل ہو اور دوسرے حلال درہم جو صحیح جگہ استعمال ہو۔ (بحوالہ العزلہ ص ۱۷۲)

دو قسم کے لوگ

دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو ہر چیز کے روشن پہلو رکھتے ہیں، وہ ہر کام کو اس یقین کے ساتھ شروع کرتے ہیں کہ ہم اس میں ضرور کامیاب ہوں گے۔ وہ پیش آمد مشکلات اور عارضی رکاوٹوں کے ساتھ بہادرانہ جنگ کرتے ہیں اور بالآخر ضرور کامیاب ہوجاتے ہیں۔ قانونِ قدرت ہمیشہ سے اس نتیجہ کی تائید کرتا چلا آیا ہے، اور خداوندِ کریم بھی انہی لوگوں کی مدد فرماتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔

دوسری قسم ان بودے اور کمزور دل لوگوں پر مشتمل ہے جو کام شروع کرنے سے پہلے کئی ماہ یہ سوچتے رہتے ہیں کہ کیا ہم اس میں کامیاب ہوجائیں گے؟ تذبذب و تزلزل، دو دِلی اور پس و پیش و کم بیش کا خیال ان کے دامن گیر رہنا اُن کا طبعی خاصہ ہوتا ہے۔ ناکامی کا خطرہ ان کے دل سے کبھی نہیں نکلتا۔ خیالی مشکلات کے بھوت ہر وقت ان کے سر پر سوار رہتے ہیں۔ ایک دفعہ کی ناکامی کا تجربہ ہمیشہ ان کے پیش نظر رہتا ہے اور بالآخر انہی کمزوریوں کی بدولت ہمیشہ ناکام رہتے ہیں۔ اور قعر مذلّت میں گرے رہتے ہیں۔ قانونِ

قدرت ان کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کرتا اور نصرت خداوندی بھی ان کے شامل حال نہیں ہوتی۔

کامیابی کی منزل پر پہنچنا دشوار نہیں بشرطیکہ صحیح راستہ تلاش کیا جائے، ورنہ غلط راستہ اختیار کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بساطی ایک گاؤں میں سودا بیچنے کے بعد دوسرے گاؤں کی طرف جو وہاں سے تین چار کوس کے فاصلہ پر مغرب کی طرف تھا، چل دیا۔ لیکن راستہ بھول کر دوسری طرف کو ہولیا۔ کوئی ایک میل راستہ طے کرنے کے بعد اس نے ایک آدمی سے دریافت کیا کہ فلاں گاؤں یہاں سے کتنی دور ہے؟ اس نے ہنس کر جواب دیا کہ جس طرف تم جا رہے ہو اس طرف سے وہ گاؤں پورے پچیس ہزار میل کے فاصلے پر ہے، یعنی تمام روئے زمین کا چکر کاٹ کر تم اس جگہ پہنچو گے لیکن اگر سیدھا راستہ اختیار کرو تو گاؤں صرف پانچ کوس ہے۔ (بحوالہ کامیابی کی ضمانت ص ۲۰۰)

دو چیزیں عجیب وغریب ہیں

دو چیزیں عجیب وغریب ہیں۔ ایک نیت، دوسری توبہ۔ اور یہ دونوں عجیب وغریب اس لئے ہیں کہ نیت کا کام ہے معدوم چیز کو موجود بنا دینا، مثلاً ہم نے کوئی عمل نہیں کیا مگر نیت نے اسے موجود کر دیا۔ اور دوسری چیز توبہ ہے جو موجود کو معدوم کر دیتی ہے۔ کیونکہ انسان خواہ ستر برس تک گناہ کرتا رہے بلکہ شرک وکفر میں مبتلا رہے لیکن جب بارگاہِ الٰہی میں صدقِ دل سے ایک سجدہ کیا اور معافی مانگی تو سب یک قلم موقوف۔ گناہوں کا ایک بے شمار ذخیرہ جو موجود تھا، اس کو ایک مخلصانہ توبہ نے یک دم معدوم کر ڈالا۔ یہ دو بہترین نعمائے دینی اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو عطا کی ہیں۔ (بحوالہ الهيت المؤمن خير من عمله)

دو طرح کی حیاء ہوتی ہے

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حیاء دو طرح کی ہے ایک وہ حیاء جو لوگوں کو آپس

میں ہوتی ہے۔ دوسری وہ جس میں بندے کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ہوتا ہے۔ پہلی تو یہ ہے کہ انسان اپنی نگاہ کو ایسی چیزوں سے بچا کے رکھے جن کا دیکھنا حلال نہیں۔ دوسری یہ ہے کہ بندہ اپنے مولیٰ کے احسانات پہچانے اور اس کی نافرمانی سے باز رہے۔

(بحوالہ تنبیہ الغافلین از فقیہ ابولیث سمرقندیؒ)

دو چیزوں میں نجات ہے اور دو چیزوں میں ہلاکت ہے

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ دو چیزوں میں نجات ہے اور دو چیزوں میں ہلاکت ہے۔ پہلی دو چیزیں تقویٰ اور حُسنِ نیت ہیں اور دوسری دو مایوسی اور خود پسندی ہیں۔

(حوالہ بالا)

دو طرح کے نمازی ہوتے ہیں

کسی دانا کا قول ہے کہ نماز میں آنے والے لوگ دو طرح کے ہیں خاص اور عام۔ خاص لوگ بڑے احترام کے ساتھ وقار کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں یقین اور ہیبت کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں اور پوری تعظیم کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں اور دل میں خوف لئے ہوئے واپس ہوتے ہیں۔ اور عام لوگ غفلت سے آتے ہیں جہالت کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں، وسوسوں کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں اور بے پروائی کے ساتھ لوٹ جاتے ہیں۔ (حوالہ بالا)

دو آدمیوں کو شفاعت نصیب نہ ہوگی

حضرت مَعْقِل بن یسار رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ دو آدمیوں کو میری شفاعت نصیب نہ ہوگی۔ ایک روایت میں ہے کہ میری امت میں دو قسم کے لوگوں کو میری شفاعت نصیب نہ ہوگی۔ ظالم امام اور دین میں غلو کرنے والا جو نبی

(ﷺ) کی سنت اور جماعتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریق سے تجاوز کرتا ہے۔

(حوالہ بالا)

دو قسمیں لوگوں کی ایمان کے لحاظ سے

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ لوگ ایمان کے لحاظ سے دو طرح کے ہیں۔ایک وہ جن کا ایمان ان کے لئے عطیہ ہوتا ہے اور ایک وہ جن کے پاس ایمان بطور عاریت کے ہوتا ہے۔ علامت یہ ہے کہ جس کا ایمان ان کے لئے عطیہ ہوتا ہے وہ اسے گناہوں سے روکتا ہے اور طاعتوں کی رغبت دلاتا ہے اور عاریت کا ایمان نہ گناہوں سے روکتا ہے اور نہ طاعات کی رغبت دلاتا ہے کیونکہ وہ ایسے مکان میں تصرف نہیں کرسکتا جہاں بطور عاریت کے رہتا ہے۔ (حوالہ بالا)

دو آوازیں بد ہیں

آقائے دو جہاں رحمۃ اللعالمین حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ ''حق تعالیٰ کے نزدیک دو آوازیں بد ہیں۔ایک مصیبت میں چلاّ کر رونا اور دوسرا خوشی میں گیت گانا۔'' اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں: **والذین فی اموالهم حق معلوم للسائل والمحروم**

(المعارج)

ترجمہ: اور ان کے مالوں میں حق مقرر ہے سائل اور محتاج کے واسطے۔

اللہ تعالیٰ جب تونگروں کے مال میں محتاجوں کا حصہ فرماتا ہے اور یہ تونگر اسکے بدلے وہ مال خوشی میں گانے والوں کو اور مصیبت میں ماتم کرنے والوں کو دیں تو کیا بھلائی پائیں گے۔ جس آدمی کے اوپر کسی کا قرض یا امانت یا کچھ مظلمہ ہو تو مرتے وقت اس کی روح بہت سختی سے نکلتی ہے اور اپنے گناہوں کے بدلے بڑے عذاب میں گرفتاری ہوتی ہے۔ جس وقت فرشتے اس کے گناہ اس کو یاد دلا کر عذاب کرتے ہیں تو شیطان سن کر قبر والے کو

کہتا ہے ''اے شخص تیرے ان گناہوں کے عذاب میں بے گناہ عذاب بھی زیادہ کراتا ہوں۔''

پس اس طرح لوگوں کی طرف آ کر کہتا ہے اے لوگو! تم نے اپنی میت کو گوبر پھینکنے کی طرح پھینک دیا ہے اور اس کو دشمنوں کی مانند بھول کر بے فکر بیٹھے ہو شاید اس کے مرنے کو آسان سمجھے ہو۔ اٹھو فلانی نوحہ کرنے والی عورت کو بلاؤ، ماتم کا سرانجام مہیا کرو۔

چنانچہ شیطان کی مصلحت کے موافق سب کے سب ماتم اور نوحہ کا غل مچاتے ہیں تو میت پر بے گناہ عذاب شروع ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ میت پر غضب میں آتا ہے اور اس قبر کی طرف دوزخ کے دریچے کھل جاتے ہیں اور میت کہتی ہے خدایا! یہ بے گناہ عذاب کہاں سے مجھ پر تازہ پہنچا؟ تو فرشتے کہتے ہیں:

''یہ تیرے لوگوں کی طرف سے تجھ کو ہدیہ ہے۔''

اس وقت میت کہتی ہے: **اللّٰهم عذبهم كما عذبوني.**

ترجمہ: اے اللہ عذاب کران کو جیسا انہوں نے عذاب دیا مجھ کو۔

فرشتے کہتے ہیں تیرے لوگوں سے ہر ایک کے بدلے تجھ پر عذاب ہوگا، پس میت کہے گی ماتم کیا، نوحہ مچایا جو کچھ کیا ان لوگوں نے کیا، میرا کیا گناہ؟

''تو نے اپنے لوگوں کو کیوں نہیں تاکید کی کہ میرے بعد اللہ سے جنگ نہ کرنا اور انہیں علم و ادب کیوں نہیں سکھایا؟ پس جو کوئی اپنے لوگوں کو علم و ادب نہ سکھائے گا اسے اسی طرح عذاب ہوگا۔''

نوحہ کرنی والی عورت اگر اپنے مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے اور ویسے ہی بغیر توبہ کے مر جائے تو حشر میں گندھک کا کپڑا اور آتش (آگ) کی آزار پہنے ہوئے اٹھے گی۔

(زواجر ہندی از ابن حجر ہیتمی ؒ ص ۹۹-۹۸)

اللہ تعالیٰ جملہ مسلمانوں کو ان خطرناک بیماریوں سے بچائے جن کا ذکر اوپر آیا ہے۔

آج یہ دونوں چیزیں ہمارے معاشرے کا جزو لازمی بن چکی ہیں اور لوگ انہیں ادا کرنے پر فخر محسوس کرتے ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) آج اگر کسی گھر میں جنازہ ہو جائے تو وہ گھر والے ایسے چیخنے چلانے لگتے ہیں کہ پورا محلہ سر پر اٹھا لیتے ہیں، خصوصاً عورتیں اس گناہ عظیم میں حد درجے مبتلا ہیں۔ دوسرے نمبر پر آج ہماری شادیاں اس وقت تک پایہ تکمیل کو پہنچتی ہی نہیں جب تک ان میں گانا بجانا اور دیگر لہو ولعب کے مشاغل اختیار نہ کیے جائیں اور کوئی شخص اگر اس معاشرے میں شادی اور وفات دونوں کو موجودہ خرافات سے بچائے اسے جاہل اور نہ جانے کیا کیا کہا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ بے چارہ عین شریعت کے مطابق کام کر رہا ہوتا ہے۔ بس اسلامی تعلیمات سے دوری اور اللہ ورسول ﷺ کے اتباع سے اعراض نے ہمیں آج گناہوں کی اس دلدل میں دھنسا دیا ہے جہاں ہم باہر نکل کر خود کو عذاب جہنم سے بچانے کے بجائے مزید اس میں گھس کر اپنی آخرت خراب کرتے جا رہے ہیں۔ نیز اوپر کی سطور میں جو علم وادب کا ذکر آیا ہے کہ جس کا اہتمام نہ کرنے کی وجہ سے میت عذاب میں مبتلا ہو جائے گی اس علم وادب سے مراد دین متین کا وہ علم ہے جس کا سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے چونکہ انسان کو علم دین سیکھنے سے ہی شریعت کے سارے معاملات سے آگاہی ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے لیکن جب انسان علم کی حقیقی روشنی سے دور ہوگا تو وہ یقیناً اسلامی احکامات سے لاعلم اور غافل ہوگا اور اسی لاعلمی کی وجہ سے ایسے افعال سرانجام دے گا جو اسے اللہ کے ہاں مبغوض بنا دیں گے (واضح رہے کہ اس علم سے مراد دنیاوی فانی علوم نہیں ہیں جن کے لئے آج ہر انسان دن رات ایک کرتا ہے) کیونکہ اس دنیاوی علم کے پڑھے ہوئے ۲۰ سال تک بھی پڑھیں تو ان کی اکثریت ایسی ہے جو کلمہ طیبہ سے بھی ناآشنا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو علم دین کی طلب، تڑپ اور محبت نصیب فرمائے اور اس علم پر عمل کر کے شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (بحوالہ ہماری باطنی بیماریاں ص ۱۰۰)

دو بہترین خصلتیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا ابوذر! میں تجھے دو ایسی باتیں بتلاؤں جو نہایت ہلکی ہیں لیکن اعمال کے ترازو میں بہت بھاری ہیں ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں ضرور بتلائیے آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا: طویل خاموشی اور خوش خلقی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ان دو خصلتوں سے بہتر مخلوق کیلئے کوئی کام نہیں۔ (مشکوۃ المصابیح ج ۲)

دو روٹیاں

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی شہر کا حاکم بے حد ظالم تھا اور مردم آزاد تھا۔ چنانچہ اس نے شہر میں منادی کرادی کہ جو شخص کسی فقیر کو کچھ دے گا تو اس کا ہاتھ کاٹ کر اسے شہر بدر کر دیا جائے گا۔

اتفاقاً ایک دن ایک بھوک کا مارا فقیر جو زندگی سے مایوس ہو چکا تھا شہر میں آ کر ایک عورت سے بڑی لجاجت اور عاجزی کے ساتھ روٹی طلب کرنے لگا۔

عورت نے کہا بندۂ خدا کیا تو نے حاکم وقت کا حکم نہیں سنا جو ہماری ذلت و رسوائی کا سامان کرنا چاہتا ہے۔ پھر یہ بات کہنے کو تو اس عورت نے کہہ دی مگر اس فقیر کی حالت زار کو دیکھ کر عورت سے رہا نہ گیا اور اس نے دو روٹیاں نکال کر فقیر کو دے دیں اور کہنے لگی اب حاکم جو جی چاہے کرے مجھ سے تو اس فقیر کی حالت زار دیکھی نہیں جاتی۔

اس کے بعد جب ظالم حاکم کو اس واقعہ کی خبر ملی تو اس نے عورت کا ہاتھ کٹوا کر اسے شہر بدر کر دیا۔ اس عورت کے ساتھ ایک دودھ پیتا بچہ بھی تھا۔ شہر سے نکل جانے کے بعد وہ عورت جنگلوں اور بیابانوں میں ماری ماری پھرتی تھی کہ ایک وقت وہ شدت گرمی کی باعث پیاس سے بے تاب ہو گئی، مجبوراً کہیں پانی نہ ملا تو ایک نہر کے کنارے جا کر پانی پینے لگی،

جب وہ پانی پینے جھکی ہوئی تھی تو اچانک وہ شیر خوار بچہ اس کی گود سے چھوٹ کر نہر میں جا پڑا۔ جس سے وہ سخت بے قرار ہو کر کہنے لگی افسوس! میری پیاس میرے فرزند کے خون کی پیاسی تھی۔ بچے کی جدائی اور بے تابی سے جب اس کا دل بھر آیا تو وہ زار و قطار رونے لگی تو یکا یک کیا دیکھتی ہے کہ دو خوبصورت نوجوان جو بہترین پوشاک میں ملبوس تھے، سامنے آ کر اس عورت سے معلوم کرنے لگے۔

آخر تو اتنی پریشان کیوں ہے؟ اور زار و قطار رو رو کر تیرا یہ حال کیا بنا ہے؟ جس پر کسی کا دست شفقت تیری طرف نہیں بڑھتا؟

عورت نے تمام حال ان نوجوانوں کو کہہ سنایا۔ بس اب کیا تھا فوراً ایک نوجوان دریا میں کودا اور اس عورت کے بچے کو صحیح سلامت باہر نکال لایا اور دوسرے نوجوان نے اس کے کٹے ہاتھ کو درست کر دیا۔ اب وہ دونوں اس عورت سے کہنے لگے کہ تو نے پہچانا بھی؟ عورت نے کہا نہیں۔

تو وہ کہنے لگے ہم دونوں تیری وہی دو روٹیاں ہیں جو تو نے اللہ کے لئے اس بھوکے فقیر کو دی تھیں اور جن کے سبب تو ظالم (حاکم) کے ہاتھوں اس بلا میں قید ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اب انہی دو روٹیوں کے صدقے سے نجات ملی۔

(حکایات الصالحین ص ۱۰۰)

سچ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے لئے جو عمل بھی کرتا ہے اس کو اس کا بہترین بدلہ دیا جاتا ہے۔ میرا رب غفور و رحیم اور نوازنے والا ہے۔ بس کمی ہے تو صرف انسان کے اعمال کی کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرے اس کی پیدا کی ہوئی مخلوق کی فکر کرے ان سے اللہ کے لئے محبت کرے ان کے ساتھ اللہ کیلئے نیک برتاؤ کرے، ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے تعاون کرے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر مخلوق خداوندی کی خدمت کرے تو پھر اللہ تعالیٰ اس بندے کو بہت انعام و اکرام سے نوازتے ہیں۔ مندرجہ بالا سطور میں اس عورت کے جس عمل کا ذکر آیا وہ دیکھنے میں تو بالکل ہلکا معلوم ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ

کی طرف سے جو انعام اسے نصیب ہوا اس کی بلندی کا کیا کہنا۔ پس عقل والوں کے لئے ایسے واقعات میں بہت سامان ہوتا ہے جس سے سبق حاصل کر کے وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کے مستحق بن سکتے ہیں۔ کیا ہی خوش نصیبی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اعمال صالحہ کی توفیق دے کر آخرت میں ہمارے ساتھ بھی ایسے ہی انعام و اکرام کا معاملہ فرمائے۔ (آمین)

دو کام

حضرت لقمان علیہ السلام ایک روز ایک بڑی مجلس میں لوگوں کو حکمت کی باتیں سنا رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے آکر سوال کیا۔

کیا تم وہی نہیں ہو جو میرے ساتھ فلاں جنگل میں بکریاں چرایا کرتے تھے؟

حضرت لقمان علیہ السلام اس کی بات سن کر کہنے لگے ہاں میں وہی ہوں۔

پھر اس شخص نے پوچھا کہ آپ کو یہ مقام کیسے حاصل ہوا؟ تمام لوگ آپ کی تعظیم کرتے ہیں اور آپ کے کلمات سننے کے لئے دور دور سے جمع ہوتے ہیں۔

حضرت لقمان علیہ السلام فرمانے لگے، اس کا سبب میرے دو کام ہیں۔

۱. ہمیشہ سچ بولنا ۲. فضول باتوں سے اجتناب کرنا۔

ایک روایت میں ایسے ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے فرمایا کہ چند کام ایسے ہیں جنہوں نے مجھے اس درجے پر پہنچایا اگر تم یہ کام اختیار کر لو تو تمہیں بھی یہی درجہ اور مقام حاصل ہو جائیگا، وہ کام یہ ہیں:

۱. اپنی نگاہ کو پست رکھنا۔ ۲. زبان کو بند رکھنا۔
۳. حلال روزی پر قناعت کرنا۔ ۴. اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنا۔
۵. بات میں سچائی پر قائم رہنا۔ ۶. عہد کو پورا کرنا۔
۷. مہمان کا اکرام کرنا۔ ۸. پڑوسی کی حفاظت کرنا۔
۹. فضول کام اور کلام کو چھوڑ دینا۔ (معارف القرآن، جلد ۷، ص ۳۴-۳۵)

دو باتیں

پہلی بات......لوگ کہتے ہیں کہ جنگ میں ۷۵ فیصد (%) جھوٹ اور ۲۵ فیصد (%) طاقت استعمال کی جاتی ہے۔ غالباً یہود و نصاریٰ اور کفار و مشرکین اس مقولے کو سامنے رکھ کر ہم سے جنگ کر رہے ہیں۔ امریکہ اور اسرائیل خصوصی طور پر اپنی طاقت کے بارے میں گمراہ کن پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں۔

یکا یک ٹیلی ویژن اور کمپیوٹر پر نمودار ہوتا ہے کہ امریکی سی آئی اے کا ایک پرانا خفیہ ایجنٹ عنقریب ''اندر کے راز'' فاش کرنے والا ہے یا موساد (اسرائیل کی خفیہ ایجنسی) کا کوئی سابق اہلکار ''اندر کی باتیں'' اُگلنے والا ہے۔ یہ اشتہار پڑھتے ہی دنیا والوں کے کان کھڑے ہو جاتے ہیں اور جب ہر طرف طلب اور تڑپ بڑھ جاتی ہے تو اچانک دو چار سو صفحات پر مشتمل باتصویر کتاب منظر عام آجاتی ہے اور اس میں امریکی اور اسرائیل کی خفیہ طاقت اور سازشوں کو اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ پوری دنیا تھر تھر کانپنے لگ جاتی ہے اور محکوم قومیں خصوصاً مسلمان ممالک کے حکمران امریکہ اور اسرائیل کو جزیہ نما ٹیکس اور زیادہ خشوع و خضوع کے ساتھ دینے لگتے ہیں اور ملت اسلامیہ کے جگر کے ٹکڑے پکڑ پکڑ کر ان کے حوالے کر دیتے ہیں۔

دوسری طرف ترقی اور فیشن کے نعروں نے یہود و نصاریٰ کو عمومی طور پر (نعوذ باللہ) محبوب بنا دیا ہے اور اب تو (نعوذ باللہ) انہیں افضل تک قرار دیا جاتا ہے اور انہیں تہذیب و ترقی کی مثال کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ ایسے وقت میں ضروری ہے کہ قرآن مجید سے روشنی لی جائے اور یہودیوں کا اصلی چہرہ دیکھا جائے۔ تب معلوم ہوگا کہ وہ دنیا کی سب سے بزدل، ذلیل، حریص اور گندی قوم ہے۔ چونکہ ہمارے مصنفین حضرات اب تک یہودیوں کے مکر و فریب اور ان کی خوفناک سازشوں کا تذکرہ فرماتے رہے ہیں۔ یہ بھی ایک اچھی خدمت ہے۔ البتہ ہم نے اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ یہودی باوجود اپنی

سازشوں اور ظاہری طاقت کے کوئی نا قابل تسخیر قوت یا قابل اتباع قوم نہیں ہے بلکہ وہ اب بھی وہی ہیں جو قرآن نے بیان فرمایا ہے۔

دوسری بات...... یہ ہے کہ یہودیوں کی سازشیں ہم پر تبھی کامیاب ہوتی ہیں جب ہم خود بعض اندرونی بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں عبداللہ بن ابی یہودیوں کا شکار ہوا، کیونکہ وہ ایک لالچی، حریص اور بزدل انسان تھا اور دنیا میں سرداری اور بڑائی پانے کا جنون اس کے دماغ پر سوار تھا لیکن تاریخ اٹھا کر دیکھئے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یہودی کے کسی فریب میں نہیں آئے۔ یہاں تک کہ جب ایک سازش کے تحت یہودیوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم تو آپ سے محبت رکھتے ہیں، یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسکرائے اور نہ ہی اسے اپنی عمومی مقبولیت سمجھ کر خوش ہوئے بلکہ انہوں نے دوٹوک الفاظ میں ارشاد فرمایا:

''اللہ کے دشمنو! میں تم سے ذرا بھی محبت نہیں رکھتا۔''

تھوڑا سا غور کیجئے کہ جسم فروش طوائفیں کن لوگوں کا شکار کرتی ہیں؟

وہ آدمی جو بیوی کے سوا طبعی اور عقلی طور پر کسی طرف توجہ ہی نہ کرتا ہو وہ ساری زندگی ان طوائفوں سے محفوظ رہتا ہے لیکن جو لوگ خود غلاظت کھانے کے شوقین ہوں یا جن کے عزم میں کمزوری اور آنکھوں میں خیانت ہو وہ جوق در جوق ان طوائفوں کے ہاتھوں شکار کر لئے جاتے ہیں۔

اب اگر کوئی یہ کہے کہ یہ طوائفیں بہت بڑی اور نا قابل تسخیر قوت ہیں اور پھر ان کے خوف سے تھر تھر کانپنے لگے اور ان کا قلع قمع کرنے سے گھبرانے لگے یا انہیں جزیہ نما ٹیکس دیتا پھرے تو یہی کہا جائے گا اگر ماتم حلال ہوتا تو اس شخص کی عقل پر کیا جاتا۔

مختصر یہ کہ اگر مسلمان شعوری طور پر مسلمان ہو اور شہوت پرستی، حب مال، حب جاہ اور تفرقہ بازی سے محفوظ اور بزدلی سے نفرت رکھتا ہو اور حرص اور نفس پرستی سے پاک ہو اور

دنیا کے بجائے آخرت کی فکر سے سرشار ہو اور جہاد فی سبیل اللہ میں اسلامی احکام کے مطابق مصروف و مشغول رہتا ہو تو بتائیے یہودی کس راہ سے اس تک پہنچ سکیں گے؟

تب مقابلہ میدان میں ہوگا اور میدان کا نتیجہ غزوہ بن نضیر، غزوہ بنی قریظہ اور غزوہ خیبر سے مختلف نہیں ہوگا انشاء اللہ العزیز۔ (یہود کی چالیس بیماریاں)

دو روحیں

اللہ نے ہر نفس کو سمجھ دی، اس کی بدی کی اور اس کی نیکی کی۔ وہ شخص کامیاب ہوا جس نے اس کو پاک کیا، اور وہ شخص نامراد ہوا جس نے اس کو آلودہ کیا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں امتحان کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس کے بعد ہر آدمی پر موت آتی ہے اور یہاں سے اٹھ کر وہ آخرت کے ابدی ٹھکانے میں پہنچا دیا جاتا ہے۔

اس امتحان کی نوعیت یہ ہے کہ ہر آدمی کے لئے بیک وقت دو امکانات کھول دیئے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ اپنی روح کو پاکیزہ روح بنائے جو جنت میں بسائے جانے کے قابل ہو۔ پھر اس کو جنت کی اعلیٰ اور نفیس دنیا میں یہ کہہ کر داخل کر دیا جائے کہ تم اس میں بسو اور ابدی راحتوں میں رہنے کی خوشی حاصل کرو۔ دوسرا امکان یہ ہے کہ آدمی فطرت کے ربانی تقاضوں کو دبا کر اپنی روح کو گندا کر لے۔ ایسا آدمی جنت کے ماحول میں رہنے کے لئے نا اہل ٹھہرے گا۔ اس کو دنیا کے عذاب میں دھکیل دیا جائے گا۔

زندگی میں بار بار دونوں قسم کے مواقع آتے ہیں۔ آدمی کے سامنے ایک سچائی ظاہر ہوتی ہے۔ اگر وہ کھلے دل سے اس کا اعتراف کر لے تو اس نے اپنی روح کو پاک کیا، اور اگر وہ جاننے کے بعد اس کو نظر انداز کرے تو اس نے اپنی روح کو گندا کیا۔ اس کے لئے حق کی ادائیگی کا ایک موقع پیش آتا ہے، اگر وہ حق کو اس کے حقدار کے حوالے نہ کرے تو اس نے اپنی روح کو گندا کیا۔ اس کی تحویل میں کچھ اسباب و ذرائع دیئے جاتے ہیں۔ اب اگر وہ ان اسباب و ذرائع کو خدائی تقاضوں کے مطابق استعمال کرے تو اس نے اپنی روح کو

پاک کیا اور اگر اس نے ان اسباب و ذرائع کو اپنی ذات کے تقاضوں کی تکمیل میں لگا دیا تو اس نے اپنی روح کو گندا کر لیا۔

اسی طرح آدمی کے سامنے روزانہ وہ حالات آتے ہیں جب کہ اس کے لئے یہ موقع ہوتا ہے کہ یا تو ایک روش اختیار کر کے جنتی انسان بنے یا دوسری روش اختیار کر کے جہنمی انسان بن جائے۔ جس شخص نے اپنے آپ کو جیسا بنایا ہے، اسی کے مطابق انجام اس کو آخرت میں ملے گا۔ (بحوالہ اصلاح معاشرہ اور اسلامی تعلیمات ص ۲۰۰)

دو قسم کے لوگ

جسم کے اوپر کیچڑ لگ جائے تو اس کو پانی سے دھویا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر جسم کے اندر کوئی داخلی خرابی پیدا ہو جائے تو اس کو دھو کر صاف کرنا ممکن نہیں۔ یہی معاملہ دین کا بھی ہے۔ اگر آدمی اوپر طور پر کسی دینی خرابی میں مبتلا ہو تو اس کے متعلق امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے درگزر فرمائے گا۔ مگر جن کے گناہوں نے جسم سے لے کر روح تک ان کا احاطہ کر لیا ہو، ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے یہاں معافی نہیں۔

ایک برائی وہ ہے کہ جب آدمی اس کو کرے تو اس کا دل اس کا ساتھ نہ دے۔ اس کو یہ احساس ستاتا رہے کہ وہ گناہ کر رہا ہے۔ اپنے اس فعل کی بنا پر اس کو خود اپنے آپ سے نفرت ہو جائے۔ وہ شرمندہ ہو کر معافی چاہے اور شیطان سے پناہ مانگتا ہوا اللہ کی طرف دوڑ پڑے۔ ایسے آدمی کی اندرونی حالت اس بات کا ثبوت ہوتی ہے کہ اس کا گناہ اوپری گناہ تھا۔ وہ اس کی روح کا گناہ نہ تھا۔ اس کی برائی کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کے جسم کا اندرونی نظام تو صحت مند تھا، البتہ اس کے جسم کے اوپر کسی وجہ سے گندگی لگ گئی، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے تزکیہ کا وعدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو پاک فرمائے گا اور آخرت میں ان کو اس قابل بنا دے گا کہ وہ جنت کی پاکیزہ دنیا میں آباد ہو سکیں۔

دوسرے لوگ وہ ہیں جن کی برائی ان کے اندر تک داخل ہو گئی ہو، ان کے اعضاء جو

کچھ کریں وہ ان کے دل ودماغ کا سوچا سمجھا منصوبہ ہو، ان کا فعل محض وقتی جذبے کے تحت صادر نہ ہوا ہو بلکہ اس کے پیچھے حسد، بغض، کبر، انتقام اور سرکشی جیسے اندرونی جذبات کام کر رہے ہوں۔ ان کے ظاہری عمل میں اندرونی احساسات پوری طرح شریک ہوں۔ ایسے لوگوں کی خرابی اوپر ہی خرابی نہیں وہ ان کی شخصیت میں آخری گہرائی تک اتری ہوئی ہے۔ اس قسم کے لوگ تزکیہ خداوندی سے محروم رہیں گے، وہ آخرت میں جہنم کے مستحق قرار پائیں گے۔

پہلی قسم کے لوگ دنیا ہی میں اپنا حساب آپ کر رہے ہوتے ہیں، ایسے لوگ آخرت کے حساب سے بچ جائیں گے۔ دوسری قسم کے لوگ دنیا میں اپنے حساب سے غافل ہوتے ہیں، یہی لوگ ہیں جو آخرت میں پکڑے جائیں گے۔ اور جو شخص آخرت میں پکڑا جائے اس کیلئے نجات کی کوئی صورت نہیں۔ (بحوالہ خطباتِ حکیم الاسلام جلد ۶)

دو قسمیں اتباع سنت کی

جاننا چاہیے کہ اتباع سنت کی دو قسمیں ہوں گی ایک ظاہری دوسری باطنی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ﴿و اتبعوہ لعلکم تھتدون﴾ (اعراف ۱۵۸) ان کی پیروی کرو تاکہ ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔ نیز ارشاد ہے ﴿وذرو ظاھر الاثم و باطنة﴾ یعنی ظاہری و باطنی دونوں قسم کے گناہ ترک کرو۔

چنانچہ آیت بالا سے واضح ہوا کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری و باطنی دونوں قسموں میں سے جو بھی سنت ہو ہم ان پر مکمل طریقے سے عمل پیرا ہوں اور جو معاملہ اس کے خلاف ہوگا سراسر نقصان کا باعث بنے گا اس لئے ہمیں سنت کے علاوہ تمام امور ترک کر دینے چاہیے تب ہی کہیں جا کر در فیض کھلے گا اور ہم کامرانی سے ہمکنار ہوں گے۔

تانسازی پاک پیدا و نہاں
ظاہرو باطن نہ بینی حق عیاں

ترجمہ: یعنی جب تک ظاہر و باطن دونوں اعتبار سے پاکی حاصل نہ کرو گے جلوۂ حق تم کو نظر نہ آئے گا۔

بلکہ بقول ایک بزرگ کے کہ بغیر اتباع سنت کے اگر کوئی راحت محسوس ہو، کوئی نور چمکے، اور کوئی سرور محسوس ہو تو سمجھ لو کہ یہ شیطان کا دھوکا ہے اور یہ محض ظاہری چمک دمک اور چندروزہ ہے۔ (بحوالہ مثالی نوجوان ص ۶۰)

دو غنی اور دو فقیر

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے دو غنی اور دو فقیروں کو وفات دی۔ اس کے بعد ایک غنی سے مطالبہ فرمایا کہ اپنے واسطے آگے کیا بھیجا اور اپنے عیال کے وسطے کیا چھوڑ کر آیا۔ اُس نے عرض کیا یا اللہ تو نے مجھے بھی پیدا کیا، اور ان کو بھی تو نے ہی پیدا کیا اور ہر شخص کی روزی کا تو نے ہی ذمہ لیا۔ اور تو نے قرآن پاک میں فرمایا مَن ذا الَّذی یقرِض اللہ قَرضًا حسَنًا اس بنا پر میں نے اپنا مال آگے بھیج دیا اور مجھے یہ بات محقق تھی کہ آپ ان کو روزی دیں گے۔ ارشاد ہوا اچھا جاؤ۔ اگر تمہیں (دنیا میں) معلوم ہو جاتا کہ تمہارے لئے میرے پاس کیا کیا (انعام واکرام) ہے تو دنیا میں بہت خوش ہوتے اور بہت کم رنجیدہ ہوتے۔

اس کے بعد دوسرے غنی سے مطالبہ ہوا کہ تو نے کیا اپنے لئے بھیجا اور کیا عیال کے لیے چھوڑا۔ اس نے عرض کیا۔ یا اللہ! میری اولاد تھی مجھے ان کی تکلیف اور فقر کا ڈر ہوا۔ ارشاد ہوا کیا میں نے ہی تم کو اور ان کو سب کو پیدا نہ کیا تھا؟ کیا میں نے سب کی روزی کا ذمہ نہ اُٹھایا تھا؟ اس نے عرض کیا یا اللہ بیشک ایسا ہی تھا لیکن مجھ کو اُن کے فقر کا خوف بہت ہوا۔ ارشاد ہوا کہ فقر تو اُنکو پہنچا، کیا تو نے اس کو اس سے روک دیا۔ اچھا اگر تجھ

(دنیا میں) معلوم ہوجاتا کہ تیرے لئے میرے پاس کیا کیا عذاب ہے تو بہت کم ہنستا اور بہت زیادہ روتا۔

پھر ایک فقیر سے مطالبہ ہوا کہ تو نے کیا اپنے لئے جمع کیا اور کیا عیال کے لئے چھوڑا اس نے عرض کیا۔ یا اللہ! آپ نے مجھے صحیح سالم اور تندرست پیدا کیا، اور گویائی بخشی۔ اپنے پاک نام مجھے سکھائے، اپنے سے دعا کرنا سکھایا۔ اگر آپ مجھے مال دے دیتے تو مجھے اندیشہ تھا کہ میں اس میں مشغول ہوجاتا۔ میں اپنی اس حالت میں جو تھی، بہت راضی ہوں۔ ارشاد ہوا کہ اچھا جاؤ میں بھی تم سے راضی ہوں۔ اگر تمہیں (دنیا میں) معلوم ہوجاتا کہ تمہارے لیے میرے پاس کیا ہے تو بہت زیادہ ہنستے اور بہت کم روتے۔

پھر دوسرے فقیر سے مطالبہ ہوا کہ تو نے اپنے لئے کیا بھیجا اور عیال کے لئے کیا چھوڑا۔ اس نے عرض کیا۔ یا اللہ! آپ نے مجھے دیا ہی کیا تھا جس کا اب سوال ہے۔ ارشاد ہوا کیا ہم نے تمہیں صحت نہ دی تھی گویائی نہ دی تھی، کان، آنکھ، نہ دیئے تھے، اور قرآن پاک میں یہ نہ کہا تھا: ادعُونی اَستجب لکُم''

مجھ سے دعائیں مانگو، میں قبول کروں گا''۔ اس نے عرض کیا یا اللہ یہ تو بیشک سب صحیح ہے، مگر مجھ سے بھول ہوئی۔ ارشاد ہوا کہ اچھا آج ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا۔ جا چلا جا۔ اگر تجھے خبر ہوتی کہ تیرے لئے ہمارے یہاں کیا کیا عذاب ہے تو بہت کم ہنستا اور بہت زیادہ روتا۔ (بحوالہ کنز العمال)

دو خاص انعام بدنظری سے پرہیز کے

جو شخص اپنی نگاہوں کی حفاظت کرلے اسے آخرت میں دو انعام ملیں گے۔

۱ ہر نگاہ کی حفاظت پر اسے اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔

۲ ایسی آنکھیں قیامت کے دن رونے سے محفوظ رہیں گی۔ حدیث پاک میں ہے۔

سوائے اس آنکھ کے جو خدا کی حرام کردہ چیزوں کو دیکھنے سے بند رہے۔ اور وہ آنکھ جو خدا کی راہ میں جاگی رہی اور وہ آنکھ جو خدا کے خوف سے روئے گو اس میں سے مکھی کے سر کے برابر آنسو نکلے۔
(بحوالہ بدنظری کا علاج ص ۹۹)

دو بیویوں میں انصاف کا عجیب قصہ

حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبلؓ کی دو بیویاں تھیں ان میں سے جس کی باری کا دن ہوتا اس دن دوسری کے گھر سے وضو نہ کرتے پھر دونوں بیویاں حضرت معاذؓ کے ساتھ مل کر شام گئیں اور وہاں دونوں اکٹھی بیمار ہوئیں اور اللہ کی شان دونوں کا ایک ہی دن میں انتقال ہوا، لوگ اس دن بہت مشغول تھے اس لئے دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔ حضرت معاذؓ نے دونوں میں قرعہ ڈالا کہ کس کو قبر میں پہلے رکھا جائے۔

حضرت یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبلؓ کی دو بیویاں تھیں جب ایک کے پاس ہوتے تو دوسری کے ہاں سے پانی بھی نہ پیتے۔

(حیاۃ الصحابہ، جلد ۲، صفحہ: ۷۶۹)

دو آیتیں قرآن کی وہ جس کو تمام مخلوق کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے خود رحمٰن نے اپنے ہاتھ سے لکھ دیا تھا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دو آیتیں جنت کے خزائن میں سے نازل فرمائی ہیں جس کو تمام مخلوق کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے خود رحمٰن نے اپنے ہاتھ سے لکھ دیا تھا، جو شخص ان کو عشاء کی نماز کے بعد پڑھ لے تو وہ اس کے لیے قیام اللیل یعنی تہجد کے قائم مقام ہو جاتی اور مستدرک حاکم اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ اللہ نے سورہ بقرۃ کو ان دو آیتوں پر ختم فرمایا ہے جو مجھے اس خزانہ خاص سے عطا فرمائی ہیں جو عرش کے نیچے ہیں اس لئے تم خاص طور پر ان آیتوں کو سیکھو، اور اپنی عورتوں اور بچوں کو سکھاؤ۔ اسی لئے حضرت فاروق اعظمؓ اور علی المرتضیٰؓ نے فرمایا کہ ہمارا خیال ہے کہ کوئی آدمی جسکو کچھ بھی عقل ہو وہ سورہ بقرہ کی ان دونوں آیتوں کو پڑھے بغیر نہ سوئے گا۔

نوٹ:۔ وہ دو آیتیں سورۃ بقرۃ کی دو آخری آیتیں ہیں۔

(معارف القرآن، جلد:۱ ،صفحہ:۶۹۴)

دو چیزیں دنیا کی

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے دنیا میں دو چیزیں دیکھی ہیں، ان میں سے ایک چیز میری ہے جو مجھے مل کر رہے گی اور دوسری چیز کسی اور کی ہے جسے میں کبھی نہیں پا سکتا۔ میری چیز غیر کے ہاتھ سے محفوظ اور دوسرے کی چیز میرے ہاتھ سے محفوظ ہے۔ بھلا ان دونوں میں سے میں کس چیز پر اپنی عمر لگا دوں۔ اور دنیا کی متاع میں سے جو چیز میرے پاس ہے وہ دو طرح کی ہے۔ ایک وہ جو میری موت سے بھی پہلے ختم ہو جائے گی اور میں یوں ہی رہ جاؤں گا اور دوسری وہ کہ میں اس سے پہلے مر جاؤں گا اور اسے دوسروں کے لئے چھوڑ جاؤں گا۔ تو ان دونوں میں سے کس کی خاطر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں۔ (بحوالہ منبہات ابن حجرؒ)

دو چیزیں شیطان اور رحمٰن کی طرف سے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ دو چیزیں شیطان کی طرف سے ہیں اور دو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

الشیطٰن یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاءِ واللّٰہ یعدکم مغفرۃ منہ وفضلاً واللّٰہ واسع علیم٥ (۲/۲۶۸)

''شیطان تم کومحتاجی سے ڈراتا ہےاورتم کو بری بات کا مشورہ دیتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ کرتا ہے اپنی طرف سے گناہ معاف کر دینے کا اور زیادہ دینے کا اور اللہ تعالیٰ وسعت والے اور خوب جاننے والے ہیں۔''

یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں صدقہ اور اطاعت کا حکم دیتے ہیں تاکہ تم اس کی مغفرت اور فضل کو پاسکو۔ اور اللہ تعالیٰ وسیع فضل والے ہیں، صدقہ کرنے والے کے ثواب سے واقف ہیں۔

ف...... حضرت بُرَیدہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں جب کوئی قوم بدعہدی کرتی ہے اللہ تعالیٰ انہیں قتل وخون میں مبتلا کر دیتے ہیں اور جب کسی قوم میں بے حیائی پھیل جائے تو اللہ تعالیٰ ان پر موت مسلط کر دیتے ہیں اور کوئی قوم جب زکوٰۃ روک لیتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے بارش روک لیتے ہیں۔ (بحوالہ منبہات ابن حجرؒ)

دو نعمتیں

سُفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر دو نعمتیں میسّر آجائیں تو ان پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کہو اور شکر کرو۔ ایک یہ کہ تو بادشاہ کے دروازے پر جانے سے محفوظ رہے۔ دوسرے طبیب کے پاس جانے سے۔ (حوالہ بالا)

دو دینی خصلتیں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ یہی دین ہے جسے میں نے اپنے لئے پسند کیا ہے اور اس کے مناسب حال دو ہی خصلتیں ہیں۔ سخاوت اور حُسنِ خلق، جب تک اس دین کو اپنائے ہوئے ہو ان دو خصلتوں کے ساتھ اس کا اکرام کرو۔

(حوالہ بالا)

تین کا عدد

تین طرح اصحاب بدر کی مشابہت اصحاب طالوت سے

اصحاب بدر کی مشابہت اصحاب طالوت سے تین طرح سے ہے۔

۱۔ تعداد میں وہ بھی تین سو تیرا۔ یہ بھی تین سو تیرا ہے۔

۲۔ اصحاب بدر قلیل کثیر پر غالب آئے یہ قلیل تھے کہ کثیر پر غالب آئے۔

۳۔ انہوں نے بھی اللہ کی مدد نصرت پر بھروسہ کیا تھا انہوں نے بھی بھروسہ کیا تھا۔ (بحوالہ ذخیرہ معلومات صفحہ نمبر ۹۱)

تین عورتوں سے شادی

جنت میں رسول ﷺ کی شادی دنیا کی تین عورتوں سے ہوگی۔

۱۔ مریم بنت عمران ۲۔ فرعون کی بیوی

۳۔ کلثوم: حضرت موسیٰ علیہ اسلام کی وہ بہن جس نے فرعون کو موسیٰ علیہ اسلام کے لئے دودھ پلانے والیوں کی طرف رہنمائی کی۔

(حاشیہ تفسیر جلالین جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۳۷)

تین باتیں میری یاد رکھنا

روایت ہے کہ عباس بن عبدالمطلب ؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ ؓ سے فرمایا: میرے بیٹے میں دیکھتا ہوں کہ امیر المومنین تمہیں بہت قریب رکھتے ہیں، لہٰذا میری یہ تین باتیں یاد رکھنا، کبھی ان کا راز افشاں نہ کرنا، کبھی ان کے سامنے جھوٹ مت بولنا اور کبھی ان

کے پاس بیٹھ کر کسی کی غیبت مت کرنا۔ (حیاۃ الصحابہ ج ۳)

تین نے مجھے رلایا اور تین نے مجھے ہنسایا

ابوالدرداء ﷺ نے فرمایا:

تین نے مجھے رلایا اور تین نے مجھے ہنسایا۔

مجھے ہنسایا دنیا سے امید رکھنے والے اس شخص نے کہ موت جس کی طلبگار تھی اور غافل نے کہ جس سے کوئی غافل نہیں تھا اور اس بھر ہنسنے اور قہقہے لگانے والے نے جس کو یہ پتا نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی اور خوش ہیں یا ناراض ہیں۔

مجھے رلایا، احباب کی جدائی نے (محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کی جدائی) اور جانئے والے قوی اور غالب کے ڈرنے، اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس دن پیش ہونے کے خیال نے، جس پر راز کھل جاتا ہے، اور پھر مجھے یہ پتہ نہ ہو کہ جنت ملے گی یا دوزخ۔

(عیون الاخبار ج ۲ ص ۳۵۹)

تین غلطیاں آپ نے کیں

ایک اندھیری رات میں، حضرت عمر ﷺ، بنفس نفیس گشت پر نکلے تو ایک گھر میں انہیں چراغ کی روشنی دکھائی دی، اور کچھ لوگوں کے باتیں کرنے کی آواز بھی سنائیں دیں، آپ ﷺ نے تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر، دروازہ کی جھری میں سے جھانکا تو کیا دیکھتے ہیں، کہ ایک سیاہ فام غلام اپنے سامنے شراب کا برتن رکھے، شراب پی رہا ہے، اور اس کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہیں، تو آپ ﷺ نے دروازے سے داخل ہونا چاہا، مگر دروازہ اندر سے بند تھا، تو آپ ؓ چھت پر چڑھ گئے اور ہاتھ میں درہ لئے ان لوگوں کے سر پر پہنچ گئے، جیسے ہی ان لوگوں کی نظر آپ ﷺ پر پڑی انہوں نے دروازہ کھولا اور بھاگ کھڑے ہوئے، مگر وہ سیاہ فام غلام حضرت عمرؓ کی گرفت میں آگیا اور کہنے لگا: امیر المومنین! میں نے غلطی

کی ہے، مگر میں اس سے توبہ کرتا ہوں، میری توبہ قبول کر لیجئے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہاری غلطی پر تمہیں مارنا چاہتا ہوں، تو وہ سیاہ فام غلام بولا: یا امیر المومنین، اگر میں نے ایک غلطی کی ہے تو آپ نے تو تین غلطیاں کیں ہیں، کیونکہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

ولا تجسسو. (الحجرات)

اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو۔

جبکہ آپ نے تجسس کیا اور حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

واتو البیوت من ابوابھا. (البقرہ)

اور گھروں میں ان کے دروازے سے آیا کرو۔

جبکہ آپ چھت کے ذریعہ اندر آئے ہیں۔

اور حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

لاتدخلو بیوتاً غیر بیوتکم حتی تستانسو وتسلمو علیٰ اھلھا.

(النور)

اپنے گھروں کے سوا دوسرے (لوگوں کے) گھروں میں گھر والوں سے اجازت لئے اور ان کو سلام کئے بغیر داخل نہ ہوا کرو۔

جب کہ آپ داخل ہوئے اور سلام بھی نہیں کیا، تو ان چیزوں کو اس کے ساتھ برابر کردیں، اور میں اللہ سے سچی توبہ کرتا ہوں کہ دوبارہ یہ حرکت کبھی نہیں کروں گا۔ حضرت عمرؓ نے اسے معاف کردیا اور اس کی بات کو پسند فرمایا۔ (بحوالہ قصص العرب ج ۳ ص ۱۸)

تین آدمی جنت میں فی الفور داخل ہوں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "تین آدمی جنت میں فی الفور داخل ہوں گے۔

اول وہ شخص جو اپنے کپڑے دھونا چاہے تو اُسے کوئی پرانا کپڑا نہ ملے، جس کو پہن کر

دھوئے۔

دوم وہ شخص جس نے اپنے چولہے پر دو ہانڈیاں نہ چڑھائی ہوں۔

تیسرے وہ جو اپنے بال بچوں کو ان کی خوشی کے لئے کسی چیز کے خریدنے کی قدرت نہ رکھتا ہو اور ٹھنڈی سانس بھر کر رہ جاتا ہو۔"

حضرت عبداللہ درزی رحمۃ اللہ علیہ سے ہمیشہ ایک شخص کپڑے سلواتا اور ہر بار کھوٹا روپیہ سلائی میں دیتا۔ آپ لے لیتے اور کبھی انکار نہ کرتے اور نہ ہی جتاتے۔ ایک دفعہ آپ کی غیر حاضری میں شاگرد نے اس گبر سے کھوٹا روپیہ نہ لیا۔ جب آپ آئے تو شاگرد سے کہا کہ تو نے کھوٹا روپیہ کیوں نہ لیا؟ برسوں گزر گئے، وہ میرے ساتھ اسی طرح کرتا ہے اور میں نے کبھی اس پر ظاہر نہ کیا اور ہمیشہ اس خیال سے کھوٹا روپیہ لیتا رہا کہ اگر میں نے نہ لیا تو کسی اور مسلمان کو فریب دے گا۔ (بحوالہ قیمتی معلومات ص ۹۹)

تین درجے

انسان کی شناختِ خصائل کے تین درجے ہیں۔ عقلمند انسان رفتار ہی سے کسی انسان کی خصلت کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔ ان سے کم عقل، گفتار سے اور بیوقوف کردار سے نیکی بدی کا نتیجہ نکالتے ہیں۔ (بحوالہ قیمتی معلومات ص ۹۹)

تین اعمال

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کس عمل نے آپ کو خلیل اللہ بنایا؟ فرمایا تین اعمال نے۔

۱...... مقدم رکھا میں نے اللہ کے امر کو غیر اللہ کے امر پر۔

۲...... نہیں کیا میں نے اہتمام اس چیز کا جس کا ضامن ہو اللہ میرے واسطے (یعنی رزق کا)

۳.....نہیں کھایا میں نے طعام صبح وشام مگر ساتھ مہمان کے۔ (بحوالہ مخزن اخلاق)

تین قسم کے نشے

تین قسم کے نشے بہت تیز ہیں۔ ۱. نشۂ دولت ۲. نشۂ حُسن ۳. نشۂ علم۔ ان میں سے پہلے دو زوال پذیر اور نشۂ علم ترقی پذیر ہے۔ (بحوالہ مخزن اخلاق)

تین حصے مومن کے اوقات کے

مومن کے اوقات تین حصوں پر منقسم ہوتے ہیں۔

۱.....ایک حصے میں اپنے پروردگار سے سرگوشی کرتا ہے

۲.....دوسرے حصے میں اپنے نفس کا جائزہ لیتا ہے

۳.....تیسرے میں حقوق انسانی کو حلال و مباح طریقوں سے پورا کرتا ہے۔

(حضرت علیؓ)(بحوالہ مخزن اخلاق)

تین قسم کے آدمی

دنیا میں تین قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔

ایک وہ جو سوچتے ہی رہتے ہیں اور کرتے کچھ نہیں۔ اُن سے کچھ بن نہیں آتا۔

دوسرے وہ بلا سوچے سمجھے اناپ شناپ ہر ایک طرف ہاتھ پھیلاتے ہیں اور ہر طرف سے منہ کی کھاتے ہیں۔

تیسرے وہ جو سوچتے بھی ہیں اور کرتے بھی جاتے ہیں، یہی خوش قسمت آخر مٹی کو سونا بنا لیتے ہیں۔ (بحوالہ مخزن اخلاق)

تین اجنبی چیزیں دنیا میں

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں دنیا میں اجنبی ہیں۔

۱......قرآن ظالم کے سینے میں۔

۲......نیک آدمی بُرے لوگوں میں۔

۳......قرآن پاک کا نسخہ ایسے گھر میں جہاں اس کی تلاوت نہ ہوتی ہو۔

(بحوالہ مخزن اخلاق)

تین شخصوں کے سوا سوال کسی کے لئے حلال نہیں

قبیصہ بن مخارق ﷺ سے روایت ہے کہ میں کسی شخص کا ضامن ہو گیا تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ میری ضمانت ادا کرنے کا انتظام کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''ذرا توقف کرو، ہمارے پاس زکوٰۃ کا مال آجائے تو تم کو اس میں سے دے دیں گے۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا ''اے قبیصہ! سوال ان تین شخصوں کے سوا کسی کے لئے حلال نہیں ہے۔

اول......وہ شخص جو سخت آفت میں مبتلا ہو، جس سے اس کا مال ضائع ہو گیا ہو، اس کو بقدرِ ضرورت سوال کرنا حلال ہے۔

دوم...... وہ شخص جو کسی کا ضامن ہو، اس کو بقدر ادائے ضمانت سوال کرنا حلال ہے، اس کے بعد سوال سے باز رہنا چاہئے۔

سوم......وہ شخص جس کو فاقہ، ضرورت شدید در پیش ہو اور اس کی قوم کے تین عقلمند آدمی اس کی ضرورت کی تصدیق کریں۔

اے قبیصہ! ان تینوں صورتوں کے سوا جو کوئی سوال کرے، وہ مال حرام کھاتا ہے'' اس کے بعد فرمایا ''جو شخص ہاتھ پھیلا کر سوال کرے یعنی گدائی پیشہ ہو اُس کی گواہی رد کی جاتی ہے۔''

(بحوالہ احیاء العلوم ج ۳)

[...]تین قسم کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ بہت سخت ناراض ہے

ایک حدیث شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین قسم کے [...]لوگوں سے اللہ تعالیٰ بہت سخت ناراض ہے:۔ ابغض الناس الی اللہ ہیں۔

۱......اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والے۔

۲......قرابتداروں کے ساتھ بے دردی سے ناتا توڑنے والے۔

۳......منکر اور برائی کا حکم کرنے والے اور بھلائی سے روکنے والے۔

(الترغیب والترہیب جلد ۳، ص ۲۲۷)

تین چیزیں

قرآن میں تقویٰ کے تین درجے ہیں۔ تقویٰ عام، تقویٰ خاص، تقویٰ اخص الخاص۔

قرآن میں یقین کے تین درجے ہیں۔ علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین۔

قرآن میں دلیل کے تین درجے ہیں۔ دلیل سماوی، دلیل ارضی، دلیل انفسی۔

قرآن میں ایمان کے تین درجے ہیں۔ وجود ذہنی، وجود عینی، وجود لسانی۔

قرآن میں صراط مستقیم پر آنے کے تین درجے ہیں۔ سن کر، دیکھ کر، پوچھ کر۔

حضور ﷺ کے صاحبزادے تین تھے۔ ۱......قاسم ۲......عبداللہ (ایک روایت کے مطابق طیب اور طاہر ان کے لقب تھے) ۳......ابراہیم۔ یہ تینوں صاحبزادے بچپن میں وفات پاگئے تھے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ (بحوالہ جواہرات علمیہ ص ۱۰۰)

تین قسمیں اس اُمت کی

امتِ دعوت......جس میں تمام دنیا کے لوگ شامل ہیں، کیونکہ آپ کی دعوت دنیا کے کونے کونے میں پہنچ چکی ہے۔

اُمتِ اجابت...... پھر اس دعوت کے جواب میں لوگ آپ ﷺ پر ایمان لے آئے وہ امت اجابت میں شمار کئے جائیں گے اس میں تمام مسلمان شامل ہیں۔

امتِ اطاعت...... پھر ایمان لانے والوں میں سے جس نے پورا پورا آپ ﷺ کا اتباع کیا اور اطاعت کی، وہ امت اطاعت ہے اور ان کے بڑے درجات ہیں۔

(بحوالہ جواہراتِ علیہ ص ۱۰۰)

تین گناہ ایمان سے محروم کر دینے والے

ہمارے مشائخ نے لکھا ہے کہ ہمارا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ تین گناہوں کے ارتکاب سے موت کے وقت کلمہ طیبہ کی توفیق سلب کر لی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے یہ گناہ بہت خطرناک ہیں۔

۱)......احکامِ شریعت کو بوجھ سمجھنا

احکامِ شریعت کو بوجھ سمجھنا اور ان احکام کو عمل کے قابل نہ سمجھنا موت کے وقت ایمان کے سلب ہونے کا باعث بن جاتا ہے۔ مثال کے طور پر عورت ہے تو وہ پردے کو بوجھ سمجھے اور اگر مرد ہے تو رشوت اور سود سے بچنے کو بوجھ سمجھے۔ آج کل اکثر یہ سنا جاتا ہے کہ آج کے زمانے میں شریعت پر عمل کرنا بہت مشکل ہے۔ میرے دوست! اگر کوتاہی ہو جائے تو اپنے آپ کو گنہگار ضرور سمجھئے، کیونکہ گناہ کرنا اور پھر دلیل سے ثابت کرنا بہت بڑی حماقت ہے۔

ایک آدمی کو موت کے وقت کلمہ پڑھنے کی تلقین کی گئی، اس نے جواب میں کہا، میں نہیں پڑھتا اور اس وقت اس کی روح نکل گئی، اس پر اس کے قریب کے کسی عالم کو تشویش لاحق ہوئی اور اس نے اس کے اہل خانہ سے پوچھا کہ اس کی زندگی کا کوئی ایسا عمل تو بتاؤ کہ جس کا یہ وبال ہوا کہ یہ کلمہ بھی نہ پڑھ سکا، تو اس کی بیوی نے بتایا کہ یہ طبعاً سست اور کاہل تھا، اس کی حالت یہ تھی کہ اس کو جب بھی غسل جنابت کی ضرورت ہوتی تھی تو کہتا

تھا کہ بنی اسرائیل کے ہاں تو غسل جنابت نہیں تھا، دین اسلام میں یہ ایک نیا حکم آ گیا ہے، گویا کہ وہ غسلِ جنابت کو بوجھ سمجھتا تھا۔ اس گناہ کی وجہ سے اس کو موت کے وقت کلمہ پڑھنے سے محروم کر دیا گیا۔

۲)......سوءِ خاتمہ کا ڈر نہ ہونا

دوسری بات یہ ہے کہ جس بندے کو دل میں موت کے وقت سوءِ خاتمہ کا بھی ڈر نہ رہے، اس کی وجہ سے بھی انسان آخری وقت میں کلمہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ بندہ جتنا بھی نیک، متقی اور پرہیزگار کیوں نہ ہو، اس کے دل میں یہ ڈر ضرور رہنا چاہیے کہ پتہ نہیں موت سے پہلے میرے ساتھ کیا ہوگا؟ وہ اس بات سے ڈرتا رہے اور کانپتا رہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخسرون. (الاعراف:۹۹)

''سو بے ڈر نہیں ہوتے اللہ کے داؤ سے مگر گھاٹے میں پڑنے والے۔''

تو مؤمن کبھی اللہ رب العزت کی تدبیر سے بے خوف نہیں ہو سکتا، وہ ساری عمر ڈرتے کانپتے گزارتا ہے کہ پتہ نہیں میرا کیا بنے گا۔

۳)......نعمتِ اسلام پر شکر ادا نہ کرنا

اگر انسان نعمتِ اسلام پر شکر ادا نہ کرے تو اس کی وجہ سے بھی آخری وقت میں کلمہ پڑھنے کی توفیق سلب کر لی جاتی ہے۔ اسی لئے وضو کرتے وقت شروع میں بسم اللہ کے بعد یہ دعا پڑھتے ہیں: اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَالْکُفْرُ بَاطِلٌ. (بحوالہ توحید باری تعالیٰ ص ۲۰۰)

تین چیزوں کی محبت

محسن انسانیت حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

''تمہاری دنیا میں میرے قلب میں تین چیزوں کی محبت ڈال دی گئی ہے۔

۱. دعوت ۲. خوشبو اور ۳. نماز۔

نبی علیہ السلام کی اپنی محبوب اشیاء مبارکہ کے متعلق فرمان سن کر وصئی رسول ﷺ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔

آپ کی طرف دیکھنا، آپ کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہنا اور اپنا مال آپ کی ضروریات پر خرچ کرنا۔"

امام عدل وحریت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔ لوگوں کو نیک باتوں کا حکم کرنا، بری باتوں سے روکنا اور سچی بات کہنا، خواہ کڑوی ہی کیوں نہ لگے۔"

پیکر حلم وحیاء سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا:

"مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔ مسکین کو کھانا کھلانا، السلام علیکم کی اشاعت کرنا، اور رات میں ایسے وقت نماز پڑھنا جب لوگ سو رہے ہوں۔"

قضاء وشجاعت کے جوہر عظیم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"میرے دل میں بھی تین چیزوں سے محبت ہے۔ کفار کے ساتھ جہاد کرنا، مہمان نوازی کرنا اور گرمی کے موسم میں روزہ رکھنا۔"

صحابہ کرام علیہم الرضوان یہ باتیں کر رہے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے بارگاہِ نبوی ﷺ میں عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! مجھ کو بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔ امانت کا ادا کرنا، احکام رسالت کا پہنچانا اور مساکین سے محبت کرنا۔

پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کو بھی تین چیزیں بہت محبوب ہیں۔ وہ زبان جو ہر وقت ذکر کرتی رہے، وہ قلب جو ہر حالت میں شاکر رہے اور وہ جسم جو ہر قسم کے مصائب پر صبر کرے۔

فقیہ اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تک جب یہ روایت پہنچی تو انہوں نے بھی

اپنے دل کی بات کہہ ڈالی، اور فرمایا کہ مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔ لمبی لمبی راتوں میں علم حاصل کرنا، بڑائی اور فخر کی باتوں کو ترک کر دینا اور ایسا دل جو دنیا کے تمام بکھیڑوں سے خالی ہو۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو خبر ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے روضۂ اطہر کی مجاوری، آپ کی تربت اور آپ کے حجرے کی حاضری، آپ کے اہل بیت کی عزت و تعظیم۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو پتا چلا تو فرمایا کہ مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔ لوگوں کیساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا، تکلف کی باتوں کو ترک کر دینا، تصوف اور احسان کے طریقے پر چلنا۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا تو ارشاد فرمایا کہ مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے اقوال و افعال کی پیروی کرنا، آپ کے روحانی انوار سے برکات حاصل کرنا، آپ ﷺ کی سنت اور آپ کے طریقے پر چلنا۔

اس دور میں مجدد خطابت حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے، مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔ قرآن حکیم کی تلاوت، عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت اور انگریز سے نفرت و بغاوت۔ (ماہنامہ نقیب ختم نبوۃ سے ماخوذ)

تین عقلمند اور قیافہ شناس آدمی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دنیا میں تین آدمی بڑے عقل مند اور قیافہ شناس ثابت ہوئے۔

۱......عزیز مصر جس نے ان (حضرت یوسف علیہ السلام) کے کمالات کو اپنے قیافہ سے معلوم کر کے بیوی کو یہ ہدایت دی (اکرمی مثواہ) کہ وہ یوسف علیہ السلام کی بود و باش کا اچھا انتظام کرے۔

۲......شعیب علیہ السلام کی وہ صاحبزادی جس نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اپنے والد سے کہا: یا ابت استاجرہ ان خیر من استاجرت القوی الامین.....

"یعنی ابا جان ان کو ملازم رکھ لیجئے اس لئے کہ بہترین ملازم وہ شخص ہے جو قوی بھی ہو اور امانت دار بھی۔"

۳......حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے اپنے بعد فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلافت کے لئے منتخب فرمایا۔ (تفسیر ابن کثیر عربی، جلد ۲، ص ۴۷۳)

تین چیزیں اور بہترین انسان

تین چیزیں بہترین انسان ہونے کی علامت ہیں۔

۱......کم بولنا۔

۲......کم سونا۔

۳......کم کھانا۔

تین چیزوں کا گلستان

تین چیزیں انسان کو زندگی میں ایک بار ملتی ہیں۔ ۱. والدین ۲. حسن ۳. جوانی۔

تین چیزیں نکل کر کبھی واپس نہیں آتیں۔ ۱. تیر کمان سے ۲. بات زبان سے اور ۳. جان جسم سے۔

تین چیزیں بھائی کو بھائی کا دشمن بنا دیتی ہیں۔ ۱. عورت ۲. مال ۳. زمین۔

تین چیزیں اصل مقصد سے روکتی ہیں۔ ۱. بدچلنی ۲. غصہ ۳. طمع۔

تین چیزیں کوئی دوسرا نہیں چرا سکتا۔ ۱. علم ۲. عقل ۳. ہنر۔

تین چیزیں پردہ میں رہنی چاہئیں۔ ۱. کھانا ۲. دولت ۳. عورت۔

تین چیزیں ہر ایک کو یاد رکھنی چاہئیں۔ ۱. سچائی ۲. فرائض ۳. موت۔

تین چیزیں ہر ایک کو پیاری ہوتی ہیں۔ ۱. والدین ۲. دولت ۳. اولاد۔

تین اشخاص اپنی عادت سے مجبور ہوتے ہیں۔ ۱. اچھا، سچائی سے ۲. سخی، سخاوت سے ۳. ظالم، ظلم سے۔

تین اشخاص وقت پر پہچانے جاتے ہیں۔ ۱. صابر، مصیبت میں ۲. سچائی پسند، سچائی پر ۳. بھائی، مصیبت میں۔

تین اشخاص غم میں مبتلا رہتے ہیں۔ ۱. حاسد ۲. کاہل ۳. وہمی۔

تین شخص قیامت میں اللہ پاک سے ہم کلامی کا شرف حاصل کریں گے۔ ۱. وہ شخص جس کے دل میں کبھی زنا کا خیال نہ آیا ہو۔ ۲. وہ شخص جس نے اپنی کمائی کو کبھی سود سے آلودہ نہ کیا ہو۔

۳. وہ شخص جس نے کبھی ایک دوسرے سے چغل خوری نہ کی ہو۔

تین آدمیوں کو اللہ محبوب رکھتا ہے۔

اس شخص کو جو رات کو اٹھ کر کلام اللہ کی تلاوت کرتا ہو۔

اس شخص کو جو اپنے ہاتھ سے صدقہ دے اور اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو۔

اس شخص کو جس کے ساتھی اسے میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ گئے ہوں اور وہ تن تنہا دشمن کی طرف بڑھ رہا ہو۔

تین صفات جس میں ہوں گی، اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دامن رحمت میں جگہ دے گا اور جنت میں داخل فرمائے گا:

جو شخص نعمتوں کا شکر ادا کرے۔

جو شخص قدرت کے باوجود معاف کردے۔

جو شخص غصے کی حالت میں صبر وضبط سے کام لے۔

تین آدمیوں کے متعلق نہ پوچھو، ان کا برا حشر ہوگا۔

اس شخص کے متعلق جس نے جماعت سے علیحدگی اختیار کی اور اپنے امام کی نافرمانی اور گناہ کرتے موت آگئی۔

وہ غلام جو بھاگ گیا ہو، پھر اس کا انتقال اسی حالتِ فرار میں ہوگیا۔

وہ عورت جس کا شوہر اس سے دور تھا مگر وہ اس کے اخراجات برداشت کرتا رہا، پھر وہ اس کی عدم موجودگی میں بناؤ سنگھار کرتی رہی۔

تین چیزیں ایسی ہیں جنہیں ترک نہیں کیا جاسکتا:

والدین کے ساتھ نیکی، خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں۔

وفائے عہد، خواہ جس سے عہد کیا وہ کافر ہی ہو۔

امانت داری، خواہ امانت کا مالک کافر ہی کیوں نہ ہو۔

تین چیزیں ایمان کی نشانیاں ہیں:

تنگدستی میں سخاوت کرنا، عالم کو سلام کرنا، اپنے خلاف فیصلہ کرنا۔

تین چیزوں کا دیکھنا بینائی کی قوت کو بڑھاتا ہے:

سبزہ، آبِ رواں، حسین چہرہ (بشرطیکہ اس کا دیکھنا جائز ہو)۔

تین چیزیں ایسی ہیں جن کے ذریعے انسان دنیا وآخرت کی نعمتیں حاصل کرسکتا ہے:

مصیبت پر صبر کرنا، قضائے الٰہی کو پسند کرنا، عیش کے زمانہ میں دعا کرنا۔

اللہ تعالیٰ تین آدمیوں کی کوئی شے قبول نہیں کرتا:

نافرمان بیٹے کی، احسان جتانے والے کی، تقدیر کا انکار کرنے والے کی۔

قیامت کے دن اللہ پاک تین آدمیوں سے بات نہیں کرے گا:

اس شخص سے جو قسم کھا کر اپنی چیز کی قیمت خرید زیادہ بتائے۔

دوسرا وہ شخص جو اپنے مسلمان بھائی کا مال غصب کرنے کے لئے جھوٹی قسم کھائے۔

تیسرا اس شخص سے جس کے پاس فالتو پانی ہو اور وہ دوسروں کو نہ دے۔

تین گناہ ایسے ہیں جن کی موجودگی میں کوئی نیکی نفع نہیں پہنچا سکتی:

شرک باللہ، والدین کی نافرمانی اور جہاد سے فرار۔

تین چیزیں مسلمانوں پر لازم ہیں (یعنی ان کے لئے بہتر ہیں):

جمعۃ المبارک کے دن غسل، مسواک اور خوشبو کا استعمال۔

تین باتوں میں تاخیر نہ کرو:

نماز میں، جنازے میں اور بیوہ کی شادی میں۔

تین چیزیں دین کے لئے سخت خطرہ ہیں:

بدکار فقیہ، ظالم حاکم اور جاہل مجتہد۔

تین مقام ایسے ہوتے ہیں جہاں دعا رد نہیں ہوتی:

انسان ایک ایسے بیابان میں ہو جہاں اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہ دیکھ رہا ہو، اس وقت وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور دعا کرے۔ جس وقت جنگ میں سب ساتھی بھاگ گئے ہوں اور تن تنہا میدان میں کھڑا ہو اور دعا کرے۔ جب بندہ آدھی رات کے وقت دعا کرے۔

اللہ تعالیٰ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں کرتا:

روزے دار کی جب تک وہ افطار نہ کرے۔

مظلوم کی جب تک اسے ظلم سے نجات نہ مل جائے۔

مسافر کی جب تک وہ اپنے گھر واپس نہ آجائے۔

تین چیزیں حق ہیں:

جو کسی کے ظلم وزیادتی کو معاف کردے، اللہ اس کی عزت بڑھائے گا۔
جو سوال کرے گا، اللہ اسے اور محتاج کرے گا۔
جو رضائے الٰہی کے لئے صدقہ دیگا، اللہ اسے کثرت مال عطا کرے گا۔
تین چیزیں قربِ قیامت کی دلیل ہیں:
آبادیوں کا اجڑنا، ویرانوں کا آباد ہونا، نیک کا بد ہو جانا اور بد کا نیک ہو جانا۔

(بحوالہ چیدہ چیدہ از ذخیرہ معلومات)

تین بیٹے اور نیکی کا کام

ایک بوڑھے نے اپنے تینوں بیٹوں کو روبرو بلا کر اپنی تمام نقدی جائیداد کو بحصہ رسدی مساوی طور پر تقسیم کر دیا اور ایک بیش قیمت جواہر دکھلا کر کہا کہ اس کا مستحق وہ بیٹا ہوگا جو میری زندگی کے بقیہ چند ایام میں سب سے اچھا کوئی نیکی کا کام کرے گا۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک لڑکے نے آ کر کہا اب وہ جواہر مجھے دیجئے، بوڑھے نے پوچھا کہ کس نیکی کے عوض تم یہ جواہر طلب کرتے ہو؟ لڑکے نے کہا کہ ایک شخص نے پانچ ہزار روپے میرے پاس بطور امانت رکھے جس کے متعلق نہ کوئی نوشت تھی اور نہ ہی گواہ شاہد تھا۔ اس شخص کے واپس آنے اور امانت طلب کرنے پر میں نے اس کی پانچ ہزار روپے کی امانت اس کو واپس کردی، حالانکہ اگر میں انکار کر دیتا تو وہ میرا کچھ نہ بگاڑ سکتا تھا، اس سے بڑھ کر نیکی کا کام اور کیا ہو سکتا ہے؟ بوڑھے نے ہنس کر کہا کہ نیکی کا یہ ایک معمولی کام ہے جس کو کچھ اہمیت نہیں دی جا سکتی۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ تم ایک گناہ سے بچ گئے، اگر دوسرے دونوں لڑکوں نے میری زندگی میں اس سے زیادہ اچھا کام نہ کیا تو مرتے وقت یہ جواہر تم کو دے دیا جائے گا۔

چند روز کے بعد دوسرا لڑکا بوڑھے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ جواہر طلب کیا۔ بوڑھے نے پوچھا ''کس نیکی کے عوض؟''

پر تھا، اتفاقاً ایک لڑکا پل پر سے دریا میں گر گیا، اس کے ماں باپ اور دیگر سینکڑوں اشخاص میں سے کسی کو اس کے نکالنے کا حوصلہ نہ ہوا، میں نے اپنی جان کو صریح خطرے میں ڈال کر بڑی مشکل کے ساتھ اس لڑکے کو زندہ نکالا، اس سے بڑھ کر نیکی اور قربانی کی اور کیا مثال ہوسکتی ہے۔ بوڑھے نے ہنس کر کہا کہ ہمدردی اور انسانیت کا یہ ایک معمولی فعل ہے اور اگر تیسرے بیٹے نے اس سے بہتر کوئی کارنامہ نیکی نہ دکھلایا تو یہ جواہر تم کو دے دیا جائے گا۔

چند روز کے بعد تیسرا لڑکا باپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے بخلاف دونوں بھائیوں کے جواہر تو طلب نہ کیا، البتہ اپنی کارگزاری یوں بیان کی کہ میرا ایک جانی دشمن نشہ شراب سے مخمود پہاڑ کے ایک غار کے منہ پر اس طریقے سے بے ہوش پڑا تھا کہ اِدھر اُدھر ذرا سی حرکت کرنے پر وہ اُس قدر بلندی سے گر کر ضرور مر جاتا، باوجود اپنا دشمن جانی جاننے کے میں نے اس کو اٹھایا اور اپنے منہ کو میں نے کپڑے سے ڈھانپ لیا، تاکہ اگر وہ جاگ جائے تو میری صورت پہچان کر شرمندہ نہ ہو، اور رات کی تاریکی میں اپنی پشت پر اٹھا کر اس کے گھر چھوڑ آیا۔ بوڑھے نے بلا تامّل وہ جواہر اس کے حوالے کیا اور کہا کہ درحقیقت تیری نیکی قابل صد ہزار ستائش اور حقیقی نیکی ہے اور اس جواہر کا تیرے سے زیادہ کوئی مستحق نہیں ہوسکتا۔ نتیجہ یہ کہ نیکی وہی ہے جو دشمنوں اور بُرے لوگوں کے ساتھ کی جاتی ہے۔

(بحوالہ خلاصہ حکایات الصالحین)

تین چیزوں کی بشارت

ایک حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان دو کام کرے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین چیزوں کی بشارت ہے اور وہ کام یہ ہیں۔

۱ اللہ تعالیٰ کا خوف غالب رہے تقویٰ و ورع اختیار کرے۔

۲ رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا معاملہ کرے جو یہ دو کام کرے گا اس

۱ اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں اضافہ کرے گا حیات دراز کرے گا۔

۲ اللہ تعالیٰ اس کی رزق میں فراوانی کرے گا، کبھی اس کے ہاں غربت نہیں آئے گی۔

۳ بری موت سے اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے گا عزت کی موت دے گا۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیرؒ)

تین کلمات اہلِ خیر کے

عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہلِ خیر حضرات ایک دوسرے کی طرف تین کلمات لکھ کر بھیجا کرتے۔

۱. جو آخرت کے لئے عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دنیا کی کفالت فرماتے ہیں۔

۲. جو اپنے باطن کی اصلاح کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو درست فرما دیتے ہیں۔

۳. جو اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ سے درست کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ اس کا معاملہ درست فرما دیتے ہیں۔ (بحوالہ جواہرات علیہ)

تین آنکھوں کے سوا قیامت کے دن ہر آنکھ روتی ہوگی

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن تین آنکھوں کے سوا ہر آنکھ روتی ہو گی۔ اور وہ یہ ہیں ایک وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتی ہے۔ دوسری وہ جو اللہ تعالیٰ کے حرام مقامات سے بچتی رہی ہو اور تیسری وہ آنکھ جس نے فی سبیل اللہ پہرہ دیا اور جاگتی رہی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ قیامت کے دن چار آنکھوں کے علاوہ سب آنکھیں روئیں گی۔

۱. ایک وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں کام آگئی۔
۲. دوسری وہ جو اللہ کے خوف سے بہنے لگی۔
۳. تیسری وہ جو اللہ کے خوف سے جاگتی رہی۔
۴. چوتھی وہ آنکھ جس نے مسلمانوں کے لشکر کی حفاظت میں پہرہ دیا۔

(بحوالہ فضائل جہاد ص۹۹)

تین قسم کے غازی

کہتے ہیں کہ غازی تین قسم کے ہیں ایک وہ جو مجاہدین کے جانوروں کی دیکھ بھال کرتے ہیں دوسرے وہ جو خود مجاہدین کے خادم ہوتے ہیں تیسرے وہ جو قتل وقتال میں مصروف ہوتے ہیں۔ اور یہ سب اجر میں برابر ہیں البتہ ان میں سے افضل وہ ہیں جو جانوروں کی رکھوالی کرتے ہیں اور اور موقع بنے تو لڑائی میں بھی شریک ہوتے ہیں۔ دوسرے درجہ میں جو خادم ہوتے ہیں اور موقع پر لڑائی میں بھی شریک ہو جاتے ہیں۔

(بحوالہ فضائل جہاد)

تین خصلتیں مجاہدین کی

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو تین خصلتیں عطا فرمائی ہیں۔

۱. جو شہید ہو جائے اسے حیات اور رزق ملتا ہے۔
۲. جو غلبہ پالے اسے اجر عظیم ملتا ہے۔
۳. جو بعد تک زندہ رہتا ہے اسے بہترین رزق عطا ہوتا ہے۔ (بحوالہ فضائل جہاد)

تین اعزاز اس امت کو اللہ تعالیٰ نے انبیاء والے عطا فرمائے ہیں

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو تین اعزاز

انبیاء والے عطا فرمائے ہیں۔

۱. ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنی امت پر گواہ بنایا مگر اس امت کو تمام لوگوں پر گواہ بنایا۔

۲. نیز رسولوں کو ارشاد فرمایا: یٰایھا الرسل کلوا من الطیبٰت واعملوا صالحا. (۲۳/۵۱)

''اے رسولوں کی جماعت پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اعمالِ صالحہ کرو۔''

ایسا ہی اس امت کو بھی ارشاد فرمایا: کلوا من الطیبٰت مارزقنکم. (۲/۱۷۲)

''ہماری دی ہوئی پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ۔''

۳. ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کو ایک خصوصی دعا حاصل ہے۔ ایسے ہی اس امت کو فرمایا: ادعونی استجب لکم. (۴۰/۶۰)

''تم مجھے پکارو میں قبول کروں گا۔''

بعض حضرات کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو پانچ اعزاز بخشے ہیں۔ ایک یہ کہ انہیں ضعیف پیدا فرمایا تا کہ تکبر نہ کریں۔ دوسرے یہ کہ جسامت میں چھوٹے بنایا کہ کھانے پینے اور لباس کا بوجھ زیادہ نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ ان کی عمریں چھوٹی بنائیں تا کہ گناہ کم رہیں۔ چوتھے یہ کہ انہیں فقراء بنایا کہ آخرت کا حساب ہلکا رہے۔ پانچویں یہ کہ سب سے آخری امت بنایا کہ قبر میں رہنے کی مدت کم ہو۔

کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے یہ قول منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کی امت کو چار اعزاز ایسے دیئے ہیں جو مجھے بھی نہیں ملے۔ ایک یہ کہ میری توبہ مکہ مکرمہ میں قبول ہوئی اور یہ لوگ جہاں بھی توبہ کرلیں قبول ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ میں لباس پہنے ہوئے تھا خطا ہوئی تو ننگا ہو گیا لباس اُتر گیا اور یہ امت ننگے ہو کر بھی گناہ کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں پردہ دیتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ میری خطا پر ہم میاں بیوی میں جدائی کر دی گئی اور اس

امت میں گناہ کے باوجود میاں بیوی کو جدا نہیں کیا جاتا۔ چوتھے یہ کہ میں جنت میں تھا خطا ہوئی تو نکلنا پڑا اور یہ لوگ جنت سے باہر ہوتے ہوئے گناہ کرتے ہیں اور توبہ کرکے جنت میں چلے جاتے ہیں۔ (بحوالہ شرح مشکوۃ شریف ص ۳۰۱)

تین دن سے زیادہ قطع تعلق نہ کرو

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ایک مسلمان کو اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق جائز نہیں کہ اچانک ملاقات ہو جائے تو ایک کا منہ ادھر کو اور دوسرے کا اُدھر کو اور ان میں سے بہتر وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ ایک دوسرے سے قطع تعلق مت کرو اگر ایسا کرنا ناگزیر ہی ہو تو تین دن سے زیادہ نہ ہو اور جو مسلمان اس قطع تعلق کی حالت میں مر جائیں گے وہ جنت میں اکٹھے نہیں ہوں گے۔ (بحوالہ احیاء العلوم ج ۲)

تین مُضر چیزیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس امت کے لئے تین چیزوں سے بڑھ کر کچھ مضر نہیں۔ درہم و دینار کی محبت، ریاست و سرداری کی محبت اور حُکام کے دروازوں کا طواف جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بغیر بھی بسر اوقات رکھی ہے۔

(بحوالہ احیاء العلوم ج ۲)

تین جلیل القدر صحابہ ؓ کو قتل کرنے کی تاریخی سازش

واقعہ نہروان کے بعد تین خارجی عبدالرحمٰن بن ملجم حمیری، برک بن عبداللہ اور عمرو بن بکر تمیمی مکہ معظمہ میں ملے۔ یہ تینوں عالم اسلام کی خانہ جنگی اور بدنظمی کا ذکر کر کے دیر تک افسوس کرتے رہے۔ پھر انہوں نے مقتولین نہروان کی یاد میں آنسو بہائے اور کہنے

لگے کہ اپنے بھائیوں کی موت کے بعد زندگی میں ہمارے لئے کچھ لطف نہیں رہا۔ بہتر یہ ہے کہ ہم علی، معاویہ اور عمرو بن عاص کو ٹھکانے لگادیں تا کہ ایک طرف عالم اسلام اس خون خرابے سے نجات پائے اور دوسری طرف ہم اپنے بھائیوں کا انتقام لے لیں۔ آخر طے یہ پایا کہ عبدالرحمٰن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو، برک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اور عمرو، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو شہید کرے۔ ۱۷ رمضان ۴۰ھ کی تاریخ اس کام کو انجام دینے کے لئے تجویز ہوئی۔

حسب قرارداد ابن ملجم کوفہ آیا اور یہاں خاندان بنی رباب سے جو خارجی عقیدہ رکھتا تھا تعلقات پیدا کئے۔ اس خاندان میں ایک حسین وجمیل عورت تھی جس کا نام قطام تھا۔ ابن ملجم اس کا گرویدہ ہو گیا اور شادی کا پیغام دیا۔ قطام نے کہا کہ مجھے تمہارا پیغام منظور ہے، مگر مہر وہ ہوگا جو میں تجویز کروں۔ ابن ملجم نے کہا تم کیا مہر تجویز کرتی ہو؟ قطام نے جواب دیا۔ تین ہزار درہم، ایک غلام، ایک باندی، اور حضرت علی کا سر۔ ابن ملجم نے کہا، مجھے بسر وچشم منظور ہے۔ علی کے سر کیلئے ہی تو میں کوفہ آیا ہوں۔ غرض ابن ملجم اور قطام کی شادی ہوگئی اور دونوں مل کر اس مقصد کی تکمیل کی تدبیریں کرنے لگے۔ ابن ملجم اور قطام ہی کی کوششوں سے شبیب بن نجدہ حروری اور دردان دو اور خارجی بھی اس سازش میں شریک ہو گئے۔

۱۷ رمضان ۴۰ھ جمعہ کی رات کو تینوں جامع کوفہ میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ فجر کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اور حسب معمول سونے والوں کو نماز کے لئے جگانا شروع کیا۔ شبیب کمین گاہ سے نکلا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تلوار کا وار کیا۔ آپ محراب میں گر پڑے۔ اب ابن ملجم آگے بڑھا اور حضرت امیر کے سر مبارک پر وار کیا۔ حضرت کی داڑھی خون میں تربتر ہوگئی۔ آپ نے پکار کر کہا میرے قاتل کو پکڑو۔ دردان اور شبیب دونوں بھاگ نکلے۔ لیکن ابن ملجم پکڑ لیا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ کے مکان پر لایا گیا اور ابن ملجم کو آپ کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا:

''اگر میں مر گیا تو اس شخص کو قتل کر دینا اور زندہ رہا تو جو سزا مناسب سمجھوں گا دے

دوں گا۔"

جب امید حیات منقطع ہوگئی تو آپ نے اپنے صاحبزادوں کو بلایا اور انہیں تقویٰ، حسن عمل اور خدمت دین کی وصیت فرمائی۔ کسی نے پوچھا۔ "یا حضرت آپ کے بعد ہم حضرت حسن ﷛ کے ہاتھ پر بیعت کرلیں۔" آپ نے جواب دیا۔ "نہ میں تمہیں اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ اس سے منع کرتا ہوں۔ جیسا مناسب سمجھو کرنا۔"

آخر کار اسی دن رات کو آسمان رسالت کا یہ ستارہ درخشندہ غروب ہوگیا۔ رحلت کے وقت یہ آیت کریمہ ورد زبان تھی۔

" فمن یعمل مثقال ذرۃٍ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ"

"جو شخص ذرہ برابر نیکی کرے گا اس کی جزا پائے گا اور جو شخص ذرہ برابر بدی کرے گا اس کی سزا پائیگا۔"

آپ کی عمر ۶۳ سال ہوئی اور تقریباً چار سال نو مہینے مسند خلافت پر متمکن رہے۔ آپ کے جنازہ کی نماز حضرت امام حسن ﷛ نے پڑھائی اور ابن کثیر کی مرجع روایت کے مطابق دارالخلافہ کوفہ کے اندرونی حصے میں دفن کیا گیا۔

حضرت امیر کے وصال کے بعد حضرت حسن ﷛ نے ابن ملجم کو بلایا۔ ابن ملجم نے کہا کہ میں علی کی طرح معاویہ کے قتل کا بھی عہد کر چکا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس فرض کو بھی ادا کرلوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر میں زندہ رہا تو ضرور حاضر خدمت ہو جاؤں گا۔ حضرت حسن ﷛ نے ابن ملجم کی اس درخواست کو رد کر دیا اور عبداللہ بن جعفر کو قتل کا حکم دیا۔

ابن ملجم کو اپنے عقیدہ باطل پر اس قدر یقین تھا کہ وہ قتل کے وقت سورۂ اقرأ کی تلاوت کر رہا تھا اور کہتا تھا کہ میں اس وقت اپنی زبان کو ذکر اللہ سے غافل نہیں کرنا چاہتا۔

ابن ملجم کا دوسرا ساتھی برک بن عبداللہ دمشق پہنچا اور اس نے بھی اسی دن، اسی وقت حضرت معاویہ ﷛ پر جب کہ وہ نماز فجر سے فارغ ہو کر مسجد سے نکل رہے تھے حملہ کیا۔

حضرت معاویہ ؓ کے معمولی زخم آیا جو جلد اچھا ہو گیا۔ برک گرفتار ہوا اور قتل کر دیا گیا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت معاویہ ؓ نے اپنے لئے مسجد میں مقصورہ بنوالیا اور ایک محافظ دستہ مقرر کیا جو نماز کے وقت ان کی حفاظت کرتا تھا۔

ابن ملجم کا تیسرا ساتھی عمرو بن بکر مصر پہنچا اور اس نے بھی وقت معینہ پر اپنا عہد پورا کرنے کی کوشش کی۔ حسن اتفاق سے اس روز عمرو بن عاص ؓ بیماری کی وجہ سے مسجد نہ آسکے اور ان کی بجائے خارجہ بن ابی حبیبہ نے امامت کی۔ عمرو بن بکر نے خارجہ کو عمرو بن عاص سمجھ کر حملہ کیا اور انہیں قتل کر دیا۔ عمرو بن بکر بھی گرفتار ہوا اور قتل کر دیا گیا۔

(تاریخ ملت ج اص ۲۹۴۔۲۹۵)

تین چیزیں بھلائی کے خزانوں میں سے ہیں

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ تین چیزیں بھلائی کے خزانوں میں سے ہیں۔

۱. بیماری کو چھپانا۔ ۲. صدقہ کو چھپانا۔ ۳. اور مصیبت کو چھپانا۔

حضور ﷺ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی بیمارپرسی کے لئے تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا تیرے بستر میں تیرے لئے تین باتیں ہیں۔

۱. اللہ تعالیٰ کی طرف سے یاددہانی۔ ۲. سابقہ گناہوں کا کفّارہ اور

۳. بیمار و مبتلا آدمی کی دعا قبول ہوتی ہے۔ لہٰذا جس قدر ہو سکے دعائیں مانگا کر۔

(بحوالہ چیدہ چیدہ از علمی باتیں)

تین چیزیں نمازی کو ملتی ہیں

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ نمازی کو تین چیزیں ملتی ہیں۔

۱. قدموں سے آسمان تک فرشتے اس کو گھیر لیتے ہیں۔

۲. آسمان سے سر کی چوٹی تک خیر و برکت اس پر برستی ہے۔

۳. ایک فرشتہ آواز لگاتا ہے کہ اگر یہ نمازی جان لے کہ کس کے ساتھ محوِ گفتگو ہے تو کبھی نماز کے اس سلسلے کو ختم نہ کرے۔ (بحوالہ چیدہ چیدہ از علمی باتیں)

تین حالتیں صبح کرنے کی

کہتے ہیں کہ لوگ تین حالتوں میں صبح کرتے ہیں۔

۱. کچھ لوگ طلب مال میں۔

۲. کچھ لوگ گناہ کی طلب میں۔

۳. کچھ لوگ صحیح طریق کی طلب میں۔

طلب مال میں صبح کرنے والے اس مقدار سے زیادہ نہیں کھا سکتے جو مقدار اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مقرر فرمادی ہے، گو مال کتنا ہی جمع کرلیں۔ گناہ کی طلب میں صبح کرنیوالا ذلت اور رسوائی کا منہ دیکھتا ہے۔ صحیح طریق کے متلاشی کو اللہ تعالیٰ رزق بھی عطا فرماتے ہیں اور ہدایت بھی۔

بعض حکما کا قول ہے کہ ہر صبح کرنے والے کو دو باتیں لازم ہیں۔ امن اور خوف، امن تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے رزق کی جو کفالت قبول فرمائی ہے اس پر اطمینان ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے معاملہ میں خوف اور ڈر رکھے تاکہ ان کو اچھی طرح سے ادا کر سکے بندہ جب یہ دو کام کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دو چیزوں سے نوازتے ہیں۔ اپنے دیئے ہوئے پر اسے قناعت عطا فرماتے ہیں اور اطاعتِ خداوندی میں لذت محسوس ہوتی ہے۔

(بحوالہ چیدہ چیدہ از سیر الاولیاء)

تین چیزوں کا دھیان مت کرو

کسی دانا کا قول ہے کہ تین چیزوں کا دھیان مت کیا کرو۔

۱. اپنے فقر کا کہ اس سے غم وافکار بڑھیں گے اور حرص زیادہ پیدا ہوگی۔

۲. اپنے ظالم کے ظلم کا خیال مت کیا کر کہ اس سے دل سخت ہوگا، کینہ زیادہ ہوگا اور غصہ بڑھے گا۔

۳. دنیا میں تادیر رہنے کی نہ سوچا کر کہ اس سے مال جمع کرنے کا شوق پیدا ہوگا اور عمر ضائع کر بیٹھے گا اور عمل میں سستی پیدا ہوگی۔ (بحوالہ چیدہ چیدہ از علمی باتیں)

تین چیزیں دھوکہ میں مبتلا ہونے کی علامت ہیں

کہتے ہیں کہ دھوکہ میں مبتلا ہونے کی علامت تین چیزوں میں ہے۔ اتنا مال جمع کر لے جسے چھوڑ کر مرے گا۔ گناہوں کی کثرت جو اسے ہلاک کردے گی۔ ایسے اعمال کو چھوڑ بیٹھنا جو نجات کا ذریعہ ہیں۔ (بحوالہ مخزن اخلاق)

تین چیزیں توجہ الی اللہ کی علامت ہیں

توجہ الی اللہ کی علامت بھی تین چیزیں ہیں۔ ایک دل میں فکر و سوچ رکھے۔ دوسری زبان ذکر کے لئے وقف ہو اور تیسری بدن خدمت کے لئے وقف ہو۔

(بحوالہ چیدہ چیدہ از علمی باتیں)

تین علامتیں خود فریبی کی

کہتے ہیں کہ فریب خوردہ آدمی کی تین علامتیں ہیں۔ اول یہ کہ شہوتوں کی طرف جلد بازی کرتا ہو اور ٹھوکر کھانے کی پرواہ نہ کرے، دوسری یہ کہ توبہ کو لمبی لمبی امیدوں کے سہارے ٹالتا رہے، سوم یہ کہ عمل کے بغیر ہی اجر آخرت کا امیدوار بنا رہے۔ (حوالہ بالا)

تین چیزوں کا دعویٰ تین چیزوں کے بغیر

کسی دانا کا مقولہ ہے کہ جو شخص تین چیزوں کا دعویٰ تین چیزوں کے بغیر کرتا ہے تو یقین جانو کہ شیطان اس کے ساتھ مذاق کرتا ہے۔

۱. جو شخص ذکر اللہ کی حلاوت کا دعویٰ کرتا ہے اور حبِ دنیا بھی رکھتا ہے۔

۲. جو شخص اپنے نفس کو ناراض کیے بغیر اپنے خالق کو راضی کرنے کا مدعی ہے۔
۳. جو شخص لوگوں کی تعریف وثنا بھی چاہتا ہے اور پھر اخلاص کا دعویٰ بھی کرتا ہے۔

(بحوالہ چیدہ چیدہ از خطبات حکیم الاسلام ج ۴)

تین اسباب اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے

کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندے پر تین وجہ سے ناراض ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کے احکام میں کوتاہی کرے، دوسرے یہ کہ اپنے حق میں اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی نہ ہو اور تیسری یہ کہ کسی چیز کی طلب میں ناکام ہو کر اللہ تعالیٰ پر ناراض ہونے لگے۔

(بحوالہ چیدہ چیدہ از خطبات حکیم الاسلام ج ۴)

تین عقلمند

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

دنیا میں تین انسان آدمیوں کو پہچاننے میں بڑے ماہر ثابت ہوئے ہیں۔

۱. عزیز مصر جس نے (حضرت یوسف علیہ السلام) کے کمالات کو اپنے قیافہ سے معلوم کر کے بیوی کو یہ ہدایت دی کہ وہ یوسف علیہ السلام کی بود و باش کا اچھا انتظام کرے۔

۲. حضرت شعیب علیہ السلام کی وہ صاحبزادی جس نے (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کے بارے میں اپنے والد سے کہا ابا جان! ان کو ملازم رکھ لیجئے، اس لئے کہ بہترین ملازم وہ شخص ہے جو قوی بھی ہو اور امانتدار بھی ہو۔

۳. حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے اپنے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلافت کے لئے منتخب فرمایا۔ (تفسیر ابن کثیر جلد نمبر ۲ ص ۴۷۳)

تین چیزیں ایمان کی علامت ہیں

تین چیزیں ایمان کی علامت ہیں۔

۱. تنگدستی میں سخاوت کرنا۔

۲. سلام کو پھیلانا۔

۳. اپنے خلاف فیصلہ کرنا۔ (بحوالہ چیدہ چیدہ از علمی باتیں)

تین چیزوں میں تاخیر نہ کیا کرو

۱. نماز میں، ۲. جنازہ میں اور ۳. بیوہ کی شادی میں۔

تین چیزیں ہنسی نہیں

۱. طلاق ۲. نکاح ۳. غلام کو آزاد کرنا۔

یہ تین چیزیں جس میں پائی گئیں اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرمائیں گے۔

۱. جس نے شرک نہ کیا ہو۔ ۲. جس نے سحر اور ساحر سے کنارہ کشی کی ہو۔

۳. جس نے اپنے بھائی سے دل میں کینہ نہ رکھا ہو۔ (بحوالہ چیدہ چیدہ از علمی باتیں)

تین صفات ایسی ہیں جو موصوف کو تباہ کر دیتی ہیں

۱. بغاوت ۲. فریب ۳. پیمان شکنی۔

یہ تین خصلتیں جس میں بھی ہوں گی وہ منافق ہے، خواہ پابند صوم وصلوٰۃ ہو اور حج و عمرہ کے فرائض ادا کر چکا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو۔

۱. جب بات کرے تو جھوٹی کرے۔

۲. جو وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے۔

۳. امانت میں خیانت کرے۔

تین کام کی باتیں

(۱)...... ہالینڈ کے ایک مشہور اور کامیاب ترین ڈاکٹر برمن بورہیو کی وفات کے بعد اس کے سامان کا جائزہ لیا گیا تو اس میں سے ایک کتاب برآمد ہوئی جس کا نام تھا ''طبی دنیا

کا واحد اور بیش قیمت راز'' اس کتاب کی نیلامی ہوئی اور ایک آدمی نے دس ہزار ڈالر میں اس کتاب کو خرید لیا۔ سبھی کا یہ خیال تھا کہ کتاب میں ڈاکٹر نے کسی حیرت انگیز راز یا نسخے کا انکشاف کیا ہوگا۔ مگر جب کتاب کی مہر توڑی گئی اور یہ دیکھ کر خریدنے والے کو تعجب کی انتہا نہ رہی کہ کتاب کے ننانوے صفحے بالکل کورے تھے صرف اندرونی سرورق پر ڈاکٹر کے ہاتھ سے یہ فقرہ لکھا ہوا تھا کہ اپنے سر کو ٹھنڈا اور پاؤں کو گرم رکھو۔ تمہیں کبھی بھی ڈاکٹر کے پاس جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

(۲)...... ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک فقیر دریا کے کنارے وضو فرما رہے تھے۔ انہوں نے ایک کیڑے کو دریا میں ڈوبتے ہوئے دیکھا تو اسے پکڑ کر باہر نکالنا چاہا، فقیر نے جونہی کیڑے کو پکڑا تو اس نے ڈنگ مار دیا اور دوبارہ پانی میں گر گیا، فقیر کو پھر اس پر ترس آیا اس نے پھر کیڑے کو باہر نکالنا چاہا دوسری مرتبہ پھر کیڑے نے ڈنگ مار دیا۔ اسی طرح بار بار کیڑا پانی میں گرتا رہا اور فقیر بار بار اسے پانی سے نکالتا رہا۔ کسی نے دیکھ کر فقیر سے کہا تم ہر بار کیڑے کو پانی سے بچانے کی کوشش کرتے ہو وہ ہر بار تمہیں ڈنگ مارتا ہے اسے ڈوبنے دو۔ یہ سن کر فقیر نے کہا:

اگر کیڑا اپنی بری عادت نہیں چھوڑ سکتا تو میں اپنی نیک عادت کیوں چھوڑ دوں۔

(۳)...... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا علم کیا ہے؟

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا علم یہ ہے:

۱. اگر کوئی تم پر ظلم کرے تو تم اسے معاف کر دو۔
۲. اگر کوئی تعلقات توڑ دے تو تم اس سے جوڑو۔
۳. اگر کوئی تمہیں محروم کر دے تو تم اسے نواز دو۔
۴. طاقتِ انتقام ہو تو عفو و درگزر سے کام لو۔
۵. خطا کار سامنے موجود ہو تو سوچو کہ اس کی خطا بڑی ہے یا تمہارا رحم۔

۶. غصے میں ایسی بات نہ کرو کہ بعد میں اس پر ندامت ہو۔ (بحوالہ تین نصیحتیں ص ۴۰۰)

تین دوست

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص کے تین دوست تھے۔ وہ مرنے لگا تو ایک دوست کو بلا کر پوچھا کہ اس مشکل وقت میں تم میری کیا مدد کر سکتے ہو؟ اس نے کہا: میں عمر بھر آپ کی خدمت کرتا رہا لیکن اب بالکل بے بس ہوں اور موت کو کسی طرح نہیں روک سکتا۔ پھر دوسرے دوست کو بلایا۔ وہ کہنے لگا میں اس مشکل وقت میں صرف اتنا ہی کر سکتا ہوں کہ مرنے کے بعد آپ کو نہلاؤں نیا کفن پہناؤں خوشبو میں بساؤں جنازہ اٹھاؤں کسی عمدہ جگہ قبر کھدواؤں اور دفنانے کے بعد قبر پر پھول چڑھا کر واپس آجاؤں اس کے بعد تیسرے کو بلایا۔ وہ کہنے لگا: آپ فکر نہ کریں، میں موت کے بعد بھی آپ کا ساتھ دوں گا۔ قبر میں آپ کے ہمراہ جاؤں گا اور جب آپ قیامت کے دن قبر سے نکلیں گے تو میں آپ کے ساتھ ہوں گا۔

پہلے دوست کا نام مال، دوسرے دوست کا نام عیال اور تیسرے کا اعمال ہے۔

(بحوالہ فکر آخرت ص ۸۰)

تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔ نجات دینے والی چیزیں یہ ہیں، چھپے اور کھلے ہر حال میں اللہ سے ڈرنا، خوشی اور ناراضگی دونوں حالتوں میں حق بات کہنا، محتاجی اور دولت مندی دونوں میں اعتدال پر قائم رہنا۔ اور ہلاک کرنے والی تین چیزیں یہ ہیں، خواہش کے پیچھے چلنا، حرص کی پیروی، آدمی کا اپنے آپ کو اونچا سمجھنا۔ اور یہ آخری چیز سب سے زیادہ سخت ہے۔

چھ چیزیں جو اس حدیث میں بتائی گئی ہیں، یہ دراصل ایمان کی پہچان ہیں۔ جس آدمی کو اللہ تعالیٰ کی گہری معرفت حاصل ہو جائے اس کا حال یہ ہو جائے گا کہ اس کو ہر وقت یہ محسوس ہو گا کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے۔

ایسے آدمی کے لئے کھلی اور چھپی دونوں حالتیں برابر ہو جاتی ہیں۔ وہ خوش ہو جب بھی ایک حد کے اندر رہتا ہے اور ناخوش ہو تب بھی اس کی زبان پر خوف خدا کی لگام لگی رہتی ہے۔ محتاجی اور دولت مندی دونوں اس کیلئے یکساں ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ خدا کی نسبت سے دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

ایسے آدمی کے اوپر یہ یقین چھا جاتا ہے کہ آخر کار اسے خدا کے سامنے [illegible] ہونا ہے۔ یہ احساس اس سے یہ آزادی چھین لی[illegible] رے، وہ حرص کی بندگی میں مبتلا ہو۔ اپنے آپ کو اونچا سمجھنا اس کیلئے ایسا ہی ہو جاتا ہے جیسے کوئی چیونٹی پہاڑ کے نیچے رینگ رہی ہو اور اپنی بڑائی کے فخر میں ہو۔ خدا کو پانا دراصل اس حقیقت کو پانا ہے کہ خدا سب سے بڑا ہے۔ جو شخص خدا کو سب سے بڑے کی حیثیت سے پالے اس کے اندر اپنی بڑائی کا احساس کہاں باقی رہے گا۔ (بحوالہ حاصل تصوف ص ۱۱۱)

تین دور انسانی زندگی کے

انسانی زندگی کے مذکورہ ان تمام ادوار میں تین دور قابل ذکر ہیں۔

بچپن　جوانی　اور بڑھاپا۔

دورِ اول بچپن...... انسانی زندگی کا یہ دور ایک معصوم دور ہوتا ہے خداوند قدوس نے نظام ہی ایسا بنایا ہے کہ جب انسان جنم لیتا ہے تو دو بازو اس کو تھامنے کے لئے بے تاب ہوتے ہیں۔ ماں کی ممتا اس کی خوراک پورا کرنے کے لئے اس کے منہ میں خونِ جگر نچوڑنے کو بے قرار ہوتی ہے۔ باپ کے کندھے اس کا بوجھ اٹھانے کو ہمہ وقت تیار اور مستعد رہتے ہیں علاوہ ازیں کتنی اور پیار کرنے والی نگاہیں اور کتنے اٹھانے والے

ہاتھ اور کتنی لوریاں دینے والے بازو اس کے لئے موجود ہوتے ہیں وہ مسکراتا ہے تو اس کی مسکراہٹ سے کتنی جاندار مسکراہٹیں جنم لیتی ہیں، وہ روتا ہے تو اس کے رونے سے کتنے ہی دل بے قرار ہو جاتے ہیں پھر انہی لوریوں، چاہتوں اور پیار و محبت کی دنیا میں پروان چڑھتے ہوئے وہ لڑکپن کی عمر کو پہنچ جاتا ہے۔ بچپن سے لڑ تک کی اس عمر میں انسان اپنے اچھے بھلے کی تمیز نہیں کر پاتا اس کا زیادہ وقت کھیل کود میں صرف ہوتا ہے کھیل سے زیادہ اسے اور کوئی شئی عزیز نہیں ہوتی لیکن حقیقت یہ ہے کہ انسان کی اچھی اور بری تربیت کا زمانہ یہی ہوتا ہے اسی دور میں انسان کی عادات بنتی بھی ہیں اور بگڑتی بھی ہیں۔

اس بچپن کے دور میں بڑا موثر اور جاندار کردار بچے کے والدین کو ادا کرنا ہوتا ہے۔ بچپن کی نشو نما سے لے کر ابتدائی تعلیم تک کی نگرانی و نگہبانی پر اسلام نے ماں باپ کی ڈیوٹی لگائی ہے کیونکہ زندگی کے اس دور میں بچے کا ماوی و ملجا، مرجع و مرکز، راحت و آرام، دکھ سکھ، تکلیف و درد سب ہی کچھ الغرض کل کائنات ماں باپ ہی ہوتے ہیں علامہ اقبال نے انسانی زندگی کے اسی دور سے متعلق کہا تھا کہ۔

تھے دیار نو زمین و آسماں میرے لئے
وسعتِ آغوشِ مادر اک جہاں میرے لئے
تھی ہر اک جنبش نشان لطف جاں میرے لئے
حرف بے مطلب تھی خود میری زباں میرے لئے

دوسرا اور اہم ترین دور جوانی...... انسانی زندگی کا سب سے اہم ترین دور جوانی کا دور ہوتا ہے اس دور میں انسان کے اندر نشاط و چستی اور طاقت و قوت کا ایک لاوا پک رہا ہوتا ہے۔ ایک خطرناک جسدی طاقت اسے کچھ کر گزرنے پر مجبور کر رہی ہوتی ہے اس دوران نفسانی خواہشات انسان کو بہکانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ مشہور مقولہ

ہے کہ ”جوانی ہے مستانی“ جوانی آتی ہے تو اپنے ساتھ خواہشات اور نئی نئی امنگوں کے جذبات اور آرزوؤں کے ہزاروں طوفان لاتی ہے۔ اس وقت زندگی کی ساری خرمستیاں بام عروج پر ہوتی ہیں۔

بقول ایک دانا کے جوانی کے سیلاب کا ایک تھپیڑا عقل وخرد کی ناؤ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کی طاقت رکھتا ہے۔

تھا لڑکپن قہر اب آیا شباب
یہ قیامت پر قیامت اور ہے

اس دور میں انسان کو ایک ایک قدم پھونک کر رکھنے کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ یہی وہ دور ہے جس میں انسان اپنی آنے والی زندگی کا رخ متعین کرتا ہے اگر صحبت صالح میسر آجائے تو اس کا رخ خیر وبھلائی کی طرف ہو جاتا ہے اور وہ ترقی کے زینوں کو عبور کرتا ہوا منزل مقصود کی جانب رواں دواں رہتا ہے اور اعتدال مزاجی، متانت وسنجیدگی، امانت وصداقت، دوستانِ الٰہی کے ساتھ نرم خوئی، حسن تربیت اور راست گفتار اور اخلاص جیسے فضائل ومحاسن سے آراستہ پیراستہ ہو کر ملت کی ترقی اور معاشرے کی اصلاح کے لئے مثالی کارنامہ ہائے سرانجام دیتا ہے۔

اور اگر اس اہم ترین دور میں انسان شیطان کے دھوکے میں آکر اپنی جوانی اور جوانی کی طاقت کا غلط استعمال شروع کر دے تو اس کا رخ شر وفساد اور رزیل کاموں کی طرف ہو جاتا ہے اور پھر توہمات ورسومات، بدعات د رافات، منشیات ومنکرات جیسی قباحتیں اس کے رگ وپے میں سرایت کر جاتی ہیں اور وہ اپنی جوانی کے نشے میں اپنے ہاتھوں اپنی زندگی کو تباہ کرتا رہتا ہے۔

عقلمند انسان وہ ہے جو اپنی جوانی کی قدر کرے اور اس کے حفاظت کر کے دین ودنیا کی فلاح کا حقدار بن جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو زندگی کے اس اہم ترین دور کی

حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دور ثالث بڑھاپا...... انسانی زندگی کا تیسرا دور بڑھاپے کا دور ہے اور اس دور کی ابتداء عمر کی چالیس بہاریں گزرنے کے بعد ہوتی ہے اس سے قبل تک انسانی زندگی جوان شمار کی جاتی ہے۔ اس دور کو بہار کے بعد خزاں کا زمانہ تصور کیا جاسکتا ہے اس دور میں ساری انسانی تمنائیں آہستہ آہستہ دم توڑتی جاتی ہیں، توانا انگڑائیاں معدوم ہو جاتی ہیں، دنیاوی خواہشات کا سلسلہ دھیرے دھیرے ٹوٹ کر بکھرنا شروع ہو جاتا ہے، موت کا سایہ دن بدن اسے اپنے قریب سرکتا محسوس ہوتا ہے سفید بال چہرے اور ہاتھوں کی جھریاں اسے موت کا پیغام سناتی رہتی ہیں، بڑھاپے کا یہ دور کٹھن اور تکلیف دہ دور ہے اس دور میں انسان کے قوائے عمل بوسیدہ اور اعضاء و جوارح شل ہو کر رہ جاتے ہیں اور نو بہ نو بیماریاں ہمہ تن متوجہ رہتی ہیں الغرض یہ وہ دور ہے جس میں انسان دوسرے کا محتاج ہو جاتا ہے بقول شخصے۔

زندگی یوں تو ہمیشہ پریشان سی تھی
اب تو ہر سانس گراں بار ہوئی جاتی ہے

اس دور میں زندگی کی شمع فروزاں کسی بھی پل بجھنے کو بے قرار و بے تاب ہوتی ہے، زندگی کا ہر سانس گزشتہ نغموں کا اداس مزار معلوم ہوتا ہے اکبر الہ آبادی نے اسی منزل پر آکر اعلان کیا تھا کہ۔

بہار عمر جب آخر ہوئی واپس نہیں آتی
درخت اچھے کہ پھلتے ہیں نئے سرے سے جواں ہوکر
ضعیفی زور پر آئی ئے بے دست و پا اکبر
کیا بچوں سے بدتر ہم کو پیری نے جواں ہوکر

(بحوالہ مثالی نوجوان ص ۳۰)

تین دن کی روپوشی

۱۸۵۷ء میں سرزمین ہند پر انگریز کی حکومت تھی اور علماء کرام آزادی کی تحریک میں شب وروز مصروف عمل تھے چنانچہ انگریز گورنمنٹ کی جانب سے دن رات علماء کرام کی گرفتاریاں ہورہی تھی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی گرفتاری کا وارنٹ جاری کردیا گیا تھا۔ حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ عزیز واحباب کے اصرار پر تین دن تک روپوش رہے۔ تین روز پورے ہوتے ہی ایک دم باہر نکل آئے جبکہ کسی وقت بھی گرفتاری کا خطرہ تھا لیکن بغیر کسی تردد اور خوف کے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ سرعام کھلے بندوں چلنے پھرنے لگے لوگوں نے پھر مزید اصرار کیا کہ ابھی گرفتاری کا خطرہ نہیں ٹلا چنانچہ آپ روپوش ہی رہیں لیکن جواب میں حضرت نے فرمایا کہ چونکہ تین دن سے زیادہ روپوشی خلاف سنت ہے اس لئے خلاف سنت عمل کرتے ہوئے میں تین دن سے زیادہ روپوش نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت غار ثور میں تین ہی دن تک روپوش رہے تھے۔

(بیس بڑے مسلمان ص ۱۱۹)

تین اقسام ہیں نفس کی

۱۔ نفس امارہ...... اگر نفس اکثر برائی کی طرف خواہش کرے اور اس پر شرمندہ بھی نہ ہو تو ایسے نفس کو نفس امارہ کہتے ہیں یعنی برائی کی طرف زیادہ امر کرنے والا۔ اسی نفس امارہ سے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان النفس لامارۃ بالسوء الا مارحم ربی (سورہ یوسف)

بے شک نفس زیادہ برائی کی طرف حکم کرنے والا ہے مگر جبکہ میرا رب رحم فرمادے۔

۲۔ نفس لوامہ...... نفس لوامہ وہ نفس ہے جو گناہوں سے بچتا ہے مگر کبھی کبھار گناہ میں بھی مبتلا ہوجاتا ہے لیکن جب گناہ کا احساس ہوتا ہے تو پھر اپنے آپ کو ملامت کرتا

ہے پس جب نفس اپنے آپ کو ملامت بھی کرنے لگے اور اپنے کیئے پر شرمندہ بھی ہونے لگے تو اس وقت یہ نفس لوامہ کہلاتا ہے۔ قرآن کریم میں اسی سے متعلق ارشاد ہے:

ولا اقسم بالنفس اللوامه. (سورہ قیامه)

اور قسم کھاتا ہوں میں بہت ملامت کرنے والے نفس کی۔

۳۔ نفس مطمئنہ...... نفس مطمئنہ وہ نفس ہے جو خوب خوب سنور جاتا ہے اور اکثر بھلائی و نیکی کی خواہش کرتا ہے یعنی یہ نفس نیکی کی طرف اطمینان پکڑنے والا ہوتا ہے اسے اللہ کی یاد سے ہی چین ملتا ہے اور یہ ہر وقت اللہ کی یاد میں رہتا ہے اس نفس کا تذکرہ قرآن کریم میں ان لفظوں کے ساتھ آیا:

یآیتها النفس المطمئنه. (سورہ فجر)

اے اطمینان والی روح آگے ارشاد ہے تو اپنے پروردگار کی طرف چل اس طرح سے کہ تو اس سے خوش وہ تجھ سے خوش۔

(بحوالہ معارف القرآن ج ۸)

تین طریقے نفس پر قابو پانے کے

قرآن کریم پر غور کرنے سے نفس پر قابو حاصل کرنے کے تین طریقے سمجھ میں آتے ہیں، ایک طریقہ عام اور اجمالی ہے اور دو طریقے خاص اور تفصیلی۔ اجمالی طریقہ تو یہ ہے کہ دل میں آخرت کی فکر اور اللہ کے سامنے جواب دہی کا استحضار پیدا کیا جائے۔

قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے: **وامامن خاف مقام ربه ونهی النفس عن الهوی فان الجنة هی الماوی.**

اور وہ شخص جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اور اس نے اپنے نفس کو ہوس سے روکا تو جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہوگا۔

فائدہ!......اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ نفس پر قابو حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے

کہ انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا خوف پیدا ہو۔ جاننا تو ہر مسلمان ہے کہ مجھے ایک دن مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا ہونا ہے۔ لیکن حقیقت جتنی یقینی ہے اتنی ہی کثرت کے ساتھ نگاہوں سے اوجھل رہتی ہے، نفس پر قابو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس حقیقت کو دل میں اس طرح جاگزین کردیا جائے کہ کسی بھی وقت اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری کا تصور دل سے محو نہ ہو، اور یہ بات ''مراقبہ موت'' سے حاصل ہوتی ہے، انسان کو چاہیے کہ وہ دن میں کم از کم ایک مرتبہ پانچ دس منٹ نکال کر اپنی موت اور موت کے بعد کے احوال کا تصور کیا کرے۔ اور اپنے روز مرہ کے تذکروں میں موت کے ذکر کو بھی لازمی طور پر شامل کرے آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

''اکثر و اذکرھا ذم اللذات.''

''لذتوں کو ختم کردینے والی چیز یعنی موت کا کثرت کے ساتھ ذکر کیجئے۔''

یہ چیز دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور آخرت کی فکر پیدا کرے گی اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ انسان کے لئے اپنی خواہشات نفس پر قابو پانا آسان ہوجائے گا۔

(بحوالہ اصلاحی خطبات ج ۳)

تین درجات صبر کے ہیں

(۱) تائبین کا صبر...... پہلا درجہ تائبین کا ہے اس کا مطلب ہے کہ انسان اپنا غم اور پریشانی دوسروں کو بتانا چھوڑ دے لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ بیوی خاوند کو نہ بتائے، بیٹا باپ کو نہ بتائے، مریض حکیم کو نہ بتائے بلکہ یہاں بتانا چاہیے کیونکہ یہ ضروریات ہیں لیکن تزکرہ احوال کے لئے بتانا کبھی کسی کو بتایا کبھی کسی کو حالات سنانے کی خاطر بتانا اس سے منع کیا گیا ہے۔ بعض نادانوں کی زبان پر اکثر یہی بات رہتی ہے کہ بس جی کیا کریں عجیب مصیبتوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ہماری سنتا ہی نہیں، اس قسم کی گفتگو

ہمیشہ شکوے میں شامل ہوتی ہے ایسا کہنے والے گویا یوں کہہ رہے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ اچھا نہیں کیا (نعوذ باللہ)

(۲) زاہدین کا صبر...... دوسرا درجہ زاہدین کا ہے۔ وہ درجہ یہ ہے کہ انسان کو اگر کوئی مصیبت پیش آئے تو وہ اس پر راضی رہے۔ جب بندہ ہر حال میں راضی رہتا ہے، اچھے حالات ہوں تو بھی راضی رہے، بُرے حالات ہوں تو بھی راضی رہے تو وہ زاہدین کا صبر کہلاتا ہے۔

(۳) صدیقین کا صبر...... تیسرا درجہ صدیقین کا ہے وہ درجہ یہ ہے کہ جب بندے پر کوئی بلا اور مصیبت آتی ہے تو وہ اس پر خوش ہوتا ہے کہ پروردگار مجھ سے راضی ہیں۔ کیونکہ حدیث مبارک میں آتا ہے کہ خوشیاں اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ باندھ کر روزانہ کھڑی ہوتی ہیں کہ اے اللہ! ہمارے لئے کیا فیصلہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فلاں فلاں ظالمین اور مخالفین کے پاس چلی جاؤ۔ خوشیوں کو ان کے ہاں بھیج دیتے ہیں۔ اس کے بعد فاقے، پریشانیاں اور غم وغیرہ رہ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اچھا تم میرے پیاروں کے پاس چلی جاؤ۔ ایک اور حدیث میں یوں آیا ہے کہ جس بندے کو اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہو وہ پریشانیوں کے لئے اس طرح تیار رہے کہ یوں آئیں گی جیسے پانی ڈھلوان کی طرف تیزی کے ساتھ چلتا ہے۔ نیکی اور دینداری کی زندگی میں یہ پریشانیاں تو آتی ہیں لیکن یہ تھوڑی سی پریشانیاں ہیں۔ سو سال، پچاس سال کی زندگی میں دو دن، چار دن کی پریشانی کیا حیثیت رکھتی ہے جبکہ آخرت کی ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی میں اس کا اجر اور ثواب ملے گا۔

(بحوالہ خطبات فقیر ج ۵)

تین چیزیں انسان کو ہلاکت میں ڈالنے والی ہے

خود پسندی، تکبر، بغض وحسد، خود غرضی، بخل، حرص، طمع اور بے غیرتی، یہ سب باطنی

امراض ہیں اور ہم میں سے اکثر لوگ کسی نہ کسی انداز میں ان امراض میں مبتلاء ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم اپنے خیال میں یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے اندر مثلاً تکبر یا حسد نہیں ہے حالانکہ وہ ہوتا ہے، جب کہ تزکیہ نفس کمال درجہ تک اس وقت نہیں پہنچ سکتا ہے، جب تک کہ ہم ان رذائل سے اپنے آپ کو پاک نہ کریں۔

خود پسندی اور حرص وطمع کے بارے میں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کبھی نہیں بھولنا چاہیے آپ ﷺ نے فرمایا! تین چیزیں انسان کو ہلاکت میں ڈالنے والی ہیں۔

(۱)......ایسی خواہش جس کا انسان تابع بن کر رہ جائے۔

(۲)......ایسی حرص جس کی اطاعت کی جائے۔

(۳)......خود پسندی اور یہ ان تینوں میں زیادہ خطرناک ہے۔

اسی طرح شہرت پسندی کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا!

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا۔ (بحوالہ تنبیہ الغافلین)

تین اہم اصول وقت بچانے کے

وقت کو ٹھیک استعمال کرنے، اس کو ضائع سے بچانے، اور اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے سلسلے میں وقت کے موضوع پر بحث کرنے والوں نے کچھ تدابیر اور اصول مقرر کیئے ہیں ذیل میں ہم ان میں سے تین بڑے اصولوں کا ذکر کرتے ہیں۔

۱......نظام الاوقات......شب و روز کے اوقات کے لئے ایک نظام الاوقات متعین کرنے، آنے والے وقت کے لئے ایک مخصوص عمل کا پروگرام بنانے اور زندگی کے تمام اوقات کے لئے کاموں کی ترتیب وتشکیل کے عمل کو نظام الاوقات کہا جاتا ہے

، ہر انسان کے ذمے مختلف کاموں اور امور کی ادائیگی ہوتی ہے، ان کاموں کی ادائیگی سے عہد برا ہونے کی آسان، سہل اور بہترین صورت یہی ہے کہ انسان پہلے سے ایک نظام عمل تشکیل دے اور اس پر پابندی سے عمل پیرا ہو۔

اوقات کا یہ نظام بناتے ہوئے کاموں کی تقدیم وتاخیر کی ترتیب میں وقت اور کام دونوں کی نوعیت اور کیفیت کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ کون سا عمل کس وقت زیادہ بہتر طریقے سے ادا ہو سکتا ہے اور کونسا وقت کس عمل کے لئے سازگار ماحول پیدا کرتا ہے۔ جو زیادہ نشاط ،طبعیت کی تازگی اور ذھن ودماغ کی توجہ کا تقاضہ کرتا ہو، اس کی ادائیگی کے لئے وقت کا انتخاب بھی ایسا ہونا چاہیے جب انسان کی طبیعت میں تازگی ونشاط ہو، مثلاً صبح کے وقت انسان کی قوتوں اور صلاحیتوں کی فضا پر تازگی اور رعنائی چھائی ہوتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے اپنی امت کے لئے اوقات صبح میں برکت کی دعا فرمائی ہے امام ترمذیؒ نے آپ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے۔

"اللّٰھم بارک لامتی بکورھا" اے اللہ میری امت کے لئے صبح کے اوقات میں برکت عطا فرما۔

حضور اقدس ﷺ ایک دن حضرت فاطمہؓ کے پاس صبح کے اوقات میں تشریف لے گئے آپؓ لیٹی آرام فرما رہی تھیں، نبی کریم ﷺ نے آپ کو جگاتے ہوئے فرمایا، بیٹی! اپنے رب کے رزق کی تقسیم کے وقت حاضر رہیے، اور غفلت والوں میں سے مت بنیے، کیونکہ اللہ جل شانہ طلوع فجر اور طلوع شمس کے درمیان لوگوں کا رزق تقسیم کرتا ہے۔

چونکہ صبح کا وقت انسان کی طبعی نشاط کا بابرکت وقت ہوتا ہے اس لئے اس میں تقرر بھی ایسے کام کا ہونا چاہیے جو اس نوعیت کا مقتضی ہو، اسی طرح شب وروز کے دیگر اوقات کے لئے بھی کاموں کے انتخاب میں وقت اور کام دونوں کی کیفیت ،نوعیت اور فطری ماحول ومزاج کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

زندگی کو نظام الاوقات کے پابند بنانے سے جہاں اور بہت سے فوائد حاصل ہوتے

ہیں وہاں ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ جب پہلے سے ایک پروگرام طے ہوگا اور آنے والے وقت کے لئے ایک نظام عمل مقرر ہوگا تو اس وقت کی آمد پر انسان کی توجہ از خود اس کام کی ادائیگی کی طرف مبذول ہوگی اور یوں وقت تردد اور سوچنے میں ضیاع کا شکار نہیں ہوگا۔ کہا جاتا ہے وقت ایک ظالم خونریز کی مانند ہے، دانا وہی ہے جو اس کو پکڑ کر قابو میں کر لے چونکہ اس کی چوٹی پیچھے کے بجائے آگے کی جانب ہے اس لئے اس کو قابو کرنے میں وہی شخص کامیاب ہو سکتا ہے جو پیش بین ہو اور آنے والے وقت کے بچاؤ کے لئے اس نے پیشگی تدبیر کر رکھی ہو، مولانا حسین آزاد اپنی مشہور کتاب ''نیرنگ خیال'' میں ''وقت'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

وقت ایک پیر کہن سال کی تصویر ہے، اس کے بازوؤں میں پرندوں کی طرح پر لگے ہیں گویا یہ ہوا میں اڑتا چلا جاتا ہے، ایک ہاتھ میں شیشہء ساعت ہے کہ جس سے اہل عالم کو اپنے گزرنے کا اندازہ دکھاتا جاتا ہے اور ایک میں درانتی ہے کہ لوگوں کی کشت امید یا رشتہء عمر کو کاٹتا جاتا ہے یہ وقت ظالم خونریز ہے کہ جو دانا ہیں! اسے پکڑ کر قابو کر لیتے ہیں لیکن اوروں کی چوٹیاں پیچھے ہوتی ہیں اور اس چوٹی آگے رکھی ہے، اس میں نکتہ یہ ہے کہ جو وقت گزر گیا وہ گیا وہ قابو میں نہیں آسکتا! ہاں جو پیش بین ہو وہ پہلے ہی سے روک لے۔''

اس پیش بینی کا تقاضا یہ ہے کہ پہلے سے ایک نظام الاوقات ترتیب دیا جائے اور زندگی کو اس کا پابند بنا لیا جائے۔

نظام الاوقات کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کے سبب ہر کام اپنے مقررہ وقت میں پوری دل جمعی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے ورنہ عموماً یہ ہوتا ہے کہ جب انسام کے ذمہ بہت سے کام ہوں اور ان کے لئے اوقات کا نظام مقرر نہ ہو تو ایک کام کی ادائیگی کے وقت دل دوسرے کاموں میں اٹکا رہتا ہے اور یوں انسان کی طبیعت ایک انجانی سی الجھن کا شکار رہتی ہے۔ تاریخ میں جتنی عملی شخصیات گزری ہیں، جنہوں نے عظیم تصنیفی کارنامے انجام دیئے ہیں ان کی پابندی نظام الاوقات ضرب المثل ہے۔ اور یہی ان کی کارناموں کا بنیادی

راز ہے۔

۲......صحت......انسانی جسم کی صحت اللہ جل شانہ کی عظیم بیش بہا نعمت ہے، ذہن ودماغ کی صحت اسی وقت برقرار رہتی ہے جب جسم صحت کی نعمت سے مالا مال ہو اور وقت کی رفتار سے بھر پور فائدہ زندگی کی صحت مند ہونے ہی کی صورت میں ممکن ہے۔ انسان اگر امراض اور بیماریوں کا شکار ہو جائے، جسم افسردگی کی آفت میں مبتلا ہو، دل کا چمن مرجھایا ہو تو زندگی کا لطف جاتا رہتا ہے اور حیات کا ہر منظر خزاں کا شکنجہ محسوس ہوتا ہے کہ زندگی دل کے جینے سے عبارت ہے اور دل افسردہ کو بلبل کی شریں نوائی بھی غم کے نالے اور قمریوں کی خوش الحانی حزن والم کا فغاں معلوم ہوتی ہے۔ جسم ودل اداس ہو تو پھولوں کی نکہت اور باغ وبہار کی زینت بھی اداسی کا نشان وعلامت دکھائی دیتی ہے۔

یہ جو جان ودل عطا کیئے گئے ہیں، امانت ہیں ہر امانت حفاظت کا حق رکھتی اور اس کی ادائیگی کا جائز مطالبہ کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ! بے شک تجھ پر تیرے رب کا حق ہے اور تیرے نفس اور اہل وعیال کا حق ہے، پس ہر حق والے کو اس کا حق دیا کر۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ آرام فرما رہے تھے، ان کے صاحبزادے خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے ابا جی! آپ سو رہے ہیں اور لوگ دروازے پر آ کر کھڑے ہیں حضرت عمر بن عبدلعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیٹے! میری جان میری سواری ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ حد سے زیادہ اس پر بار ڈالوں گا تو وہ چل نہ سکے گا۔

اس لئے وقت اور زندگی سے تعمیری کام لینے کے لئے جسمانی صحت کی حفاظت اور اس کا خیال رکھنا ایک فطری اور ضروری امر ہے۔

وہ کام جو غلو اور صحت کو متاثر کرنے والے انہاک کی حد تک ہو، پسندیدہ نہیں۔ تیز رفتار چل کر راہ میں غفلت کی نیند سونے والے خرگوش سے دہیمی چال چلنے والا وہ کچھوا جو منزل پر پہنچے بہر حال بہتر ہے کہ دہیمی دہیمی چال ہی سے زندگی کی رہ گزر با آسانی طے ہو سکتی ہے۔ جنہیں تیز روی پر ناز ہوتا ہے وہ عموماً منزل پر کم ہی پہنچ پاتے ہیں۔ پانی کا وہ

قطرہ جو ہمیشہ ٹپکتا ہے پتھر کے سخت سینے میں بھی شادابی کا اثر پیدا کر لیتا ہے۔ یہ اس پُرشور برساتی ندی سے بہتر ہے جو چند لمحوں کے ہنگامے کے بعد ختم ہو جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

احب الاعمال الی اللہ مادام وان قل .

ترجمہ اللہ تعالیٰ کو وہ عمل محبوب ہے جو دائمی ہو اگرچہ مقدار میں کم ہو۔

۳......احتساب ......کیا کھویا اور کیا پایا؟ کتنا فائدہ ہوا اور کتنا نقصان ہوا؟ اس کے پرکھنے کی کسوٹی احتساب کا عمل ہے، چاہے وہ انفرادی سطح پر ہو یا اجتماعی اسٹیج پر۔

وقت سے متعلق احتسابی عمل سے گزرنے کے بعد دل میں اگر زندگی کی کچھ اہمیت ہے تو شب و روز ضائع جانے والے اوقات پر ایک حسرت پیدا ہوتی ہے اور حسرت کے داغ اکثر نشان منزل ہوتے ہیں۔ یوں کے اس سے آئندہ وقت کو ضیاع سے بچانے کے لئے ایک عملی جذبہ بیدار ہو جاتا ہے۔ یہ جو بات کہی جاتی ہے اور وہ اپنی جگہ درست بھی ہے کہ ماضی پر حسرت اور مافات پر ندامت وقت کو مزید ضائع کرنا ہے یہ اس وقت ہے کہ جب ندامت و حسرت کی وہ کیفیت مستقبل میں کسی نئے عزم اور جذبے کا سبب نہ بنے، اگر مافات پر ندامت تلافی کا جذبہ اور عملی ولولہ پیدا کرتی ہے تو یہ احساس ضیاع وقت کے زمرے میں نہیں آتا اور وقت کے سلسلے میں احتساب کے اصول سے یہی جذبہ تلافی مافات اور عمل کا عزم جواں پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے۔ (بحوالہ متاع وقت و کاروان علم)

تین درجات حسد کے

حسد کے تین درجات ہوتے ہیں۔ پہلا درجہ یہ ہے کہ دل میں یہ خواہش ہو کہ مجھے بھی ایسی نعمت مل جائے، اب اگر اس کے پاس رہتے ہوئے مل جائے تو بہت اچھا ہے، ورنہ اس سے چھن جائے، اور مجھے مل جائے۔ یہ حسد کا پہلا درجہ ہے، حسد کا دوسرا درجہ یہ ہے کے جو نعمت دوسرے کو ملی ہوئی ہے۔ وہ نعمت اس سے چھن جائے، اور مجھے مل جائے۔ اس میں پہلے قدم پر یہ خواہش ہے کہ مجھے مل جائے۔ یہ حسد کا دوسرا درجہ

ہے، حسد کا تیسرا درجہ یہ ہے کہ دل میں یہ خواہش ہو کہ یہ نعمت اس سے کسی طرح چھن جائے، اور اس نعمت کی وجہ سے جو امتیاز اور جو مقام حاصل ہوا ہے۔ اس سے وہ محروم ہو جائے۔ پھر چاہے مجھے ملے، یا نہ ملے، یہ حسد کا سب سے رذیل ترین، ذلیل ترین، خبیث ترین درجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے (آمین!)۔

(بحوالہ اصلاحی خطبات)

تین باتیں اختیار کرو

کہتے ہیں کہ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ ایک کھانے پر مدعو تھے آ کر بیٹھ گئے کہنے لگے فلاں شخص نہیں آیا۔ ایک کہنے لگا کہ فلاں شخص بڑا بھاری ہو رہا ہے۔ ابراہیمؒ فرمانے لگے کہ یہ سب میرے پیٹ کی وجہ سے ہے کہ میں ایسے کھانے کے لئے آیا جہاں ایک مسلمان کی غیبت ہو رہی ہے۔ اٹھ کر چلے گئے اور تین دن تک کھانا نہیں کھایا۔ کسی دانا کا قول ہے کہ اگر تو تین باتوں سے عاجز ہے تو تین اور باتیں امتیار کر۔

(۱)......اگر تو بھلائی سے عاجز تو برائی سے رک جا۔

(۲)......اگر تو نفع رسانی سے عاجز مضرت رسانی سے باز رہ۔

(۳)......اگر تو روزہ نہیں رکھ سکتا تو لوگوں کا گوشت بھی مت کھا۔

وہب مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر تمام دنیا ابتداء سے انتہا تک اپنی پوری متاع کے ساتھ مجھے ملے اور میں اسے اللہ کی راہ میں لگا دوں تو اس کے مقابلہ میں غیبت کو چھوڑ دینا مجھے زیادہ محبوب ہے۔ ایسے ہی پوری دنیا کے ملنے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے مقابلہ میں حرام محل سے نگاہ کو پست کر لینا مجھے زیادہ پسند ہے پھر یہ آیت پڑھی۔

ولا یغتب بعضکم بعضا

اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کرے۔ اور یہ آیت پڑھی۔

قل للمومنین یغضو من ابصارھم.

آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ (از تنبیہ الغافلین)

تین اجزا توبہ کے

ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت جنید بغدادیؒ سے توبہ کے بارے میں سوال کیا آپ نے فرمایا کہ توبہ میں تین باتیں ہونی چاہیں۔

اول ندامت، دوسرے اس بات کا مصمم ارادہ کہ آئندہ خدا کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کریں گے، تیسرے ماضی میں کئے ہوئے گناہوں کے کفارے کا خیال۔

(بحوالہ کتاب التوابین ص ۸۰)

تین نصیحتیں خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی

ایک دفعہ مشہور تابعی حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرمایئے آپ نے فرمایا تین چیزوں سے ہمیشہ بچتے رہو، وہ یہ کہ بادشاہوں سے میل جول نہ رکھنا کیونکہ اسکا انجام بالعموم اچھا نہیں ہوتا بادشاہ خواہ کتنا ہی شفیق اور مہربان کیوں نہ ہو اس کی آنکھ بدلتے کچھ دیر نہیں لگتی دوسری یہ کہ کسی نامحرم عورت کے ساتھ خلوص میں نہ بیٹھنا خواہ وہ رابعہ دوران ہی کیوں نہ ہو اور خواہ تو اسے قرآن پاک کی تعلیم ہی کیوں نہ دیتا ہو، تیسری یہ کہ مزامیر (آلات موسیقی) سے پرہیز کرنا کیوں کہ مزامیر سے دل قابو میں نہیں رہتا اور انسان لغزش کھا جاتا ہے۔

(بحوالہ حکایات صوفیہ ص ۹۰)

تین علامتوں سے منافق پہچانا جاتا ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ منافق تین علامتوں سے پہچانا جاتا ہے، جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے خلاف کرے، جب معاہدہ کرے تو عہد شکنی کرے، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تائید

قرآن پاک میں فرمائی ہے۔

ومنهم من عٰهد الله لئن اٰتانا من فضله لنصدقن ولنكونن من الصٰلحين فلما اٰتٰهم من فضله بخلوا به وتولوا وهم معرضون ○ فاعقبهم نفاقا في قلوبهم الٰى يوم يلقونه بما اخلفوا الله ما وعدوه وبما كانوا يكذبون ○ (پ-۱۰: سورۃ توبہ ۷۵-۷۷)

"اور ان میں سے بعض آدمی ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے فضل سے عطا فرمائے تو ہم ضرور خیرات کریں اور البتہ ضرور نیکی کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔ پھر جب اللہ نے اپنے فضل سے ان کو مال دیا تو اس میں بخل کیا اور پھر گئے اپنے عہد سے۔ پھر اس کا اثر رکھ دیا نفاق ان کے دلوں میں جس دن تک کہ وہ ان سے ملیں گے اس وجہ سے کہ انہوں نے جو وعدہ اللہ سے کیا تھا اس کے خلاف کیا۔ اور اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ اس مقام تک کیسے پہنچے؟ فرمایا صدقِ کلام اور امانت کی ادائیگی اور لایعنی اور فضول کو ترک کرنے کی وجہ سے۔ (بحوالہ اسلامی معلومات ص ۲۰۰)

تین سوال

روض الریاحین میں ہے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا انسان کون ہیں؟ فرمایا علم والے۔ سوال ہوا بادشاہ کون ہیں فرمایا زاھد۔ یعنی جو لوگ دنیا سے بے رغبتی کرتے ہیں۔ پھر پوچھا گیا کمینے اور نکمے کون ہیں؟ جواب دیا وہ جو دین داری کو دکانداری بناتے اور دین بیچ کر اپنا پیٹ پالتے ہیں.

تین اہم نصیحتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی واعظ مدینہ کو

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مدینے والوں

کے واعظ حضرت ابن ابی سائب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا تین کاموں میں میری بات مانو، ورنہ میں تم سے سخت لڑائی کروں گی۔ حضرت ابنِ ابی سائب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا وہ تین کام کیا ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

(۱)......پہلی بات یہ ہے کہ تم دعا میں بتکلف قافیہ بندی سے بچو۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اس طرح قصداً نہیں کیا کرتے تھے۔

(۲)......دوسری بات یہ ہے کہ ہفتے میں ایک دفعہ لوگوں میں بیان کیا کرو اور زیادہ کرنا چاہو تو دو دفعہ ورنہ زیادہ سے زیادہ تین مرتبہ کیا کرو اس سے زیادہ نہ کرو ورنہ لوگ (اللہ کی) اس کتاب سے اکتا جائیں گے۔

(۳)......تیسری بات یہ ہے کہ ایسا ہرگز نہ کرنا کہ تم کسی جگہ جاؤ اور وہاں والے آپس میں بات کر رہے ہوں اور تم ان کی بات کاٹ کر اپنا بیان شروع کر دو۔ بلکہ انہیں اپنی بات کرنے دو اور جب وہ تمہیں موقع دیں اور کہیں تو پھر ان میں بیان کرو۔

(حیاۃ الصحابہ جلد نمبر ۳)

تین موقعوں پر جھوٹ کی گنجائش ہے

حضرت سُفیان رضی اللہ عنہ بن ابی حُسَین حضور ﷺ کی حدیث نقل کرتے ہیں کہ جھوٹ صرف تین موقعوں پر بولا جا سکتا ہے، ایک لڑائی میں کہ لڑائی ہے ہی دھوکہ کی چیز، دوسرے جو شخص دو آدمیوں میں صلح کرانے کو کوئی بات بنالے، تیسرے یہ کہ آدمی اپنی بیوی کے ساتھ تعلقات کے لئے ایسا کر سکتا ہے۔ (بحوالہ احیاء العلوم ج ۲)

تین خصلتوں کے بغیر ایمان کی حلاوت نصیب نہیں ہوتی

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ عالی ہے، جس میں تین خصلتیں نہیں وہ ایمان کی حلاوت نہیں پا سکتا۔

۱......ایسی بردباری جس سے کسی کا علاج ہو سکے۔

۲......ایسا تقویٰ جو اسے حرام سے بچا سکے۔

۳......ایسا خلق جس سے لوگوں کو رام کر سکے۔ (بحوالہ احیاء العلوم ج ۲)

تین باتوں کی طرف ہی عاقل آدمی کو توجہ دینی چاہیے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عاقل آدمی کو صرف تین باتوں کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ کسب معاش کی طرف، آخرت کے لئے یکسوئی کی طرف اور جائز لذتوں کی طرف۔ نیز فرمایا کہ دن بھر میں عقل مند آدمی کے لئے چار گھڑیاں ہونی چاہیں، ایک ایسی گھڑی جس میں اپنے رب کریم سے مناجات کرے، ایک ایسی گھڑی جس میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے، ایک ایسی گھڑی جس میں اہلِ علم کے پاس جائے جو دین و دنیا کی بصیرت کا اس کو سبق دیں اور اس کی خیر خواہی کریں۔ ایک ایسی گھڑی جس میں اپنے نفس کو حلال و جائز لذتوں اور خواہشات کے لئے ذرا آزاد چھوڑ دے۔ (بحوالہ حکمت کے موتی ص ۵۵)

تین قسم کے آدمی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین قسم کے آدمی ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ شفقت کا کلام اور مہر کی نظر نہیں فرمائیں گے اور انہیں دردناک عذاب ہوگا۔ ایک بوڑھا زانی، دوسرے جھوٹا بادشاہ، تیسرا نادار متکبر۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد بھی نقل کرتے ہیں کہ مجھے وہ تین آدمی دکھائے گئے جو پہلے پہلے جنت میں جائیں گے۔ اور وہ تین بھی دکھائے گئے جو دوزخ میں سب سے پہلے جائیں گے۔ سو پہلے تین آدمی جو جنت میں جائیں گے وہ ایک تو شہید ہے، دوسرا غلام کہ اس کی غلامی اپنے رب کی اطاعت سے رکاوٹ نہ بنی، تیسرا کمزور عیال دار فقیر۔ اور دوزخ میں پہلے جانے والے تین آدمی یہ ہیں۔ ایک وہ حاکم جو زبردستی مسلط ہو جائے، دوسرا وہ مالدار جو زکوٰۃ نہ دیتا ہو، تیسرا متکبر فقیر۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تین

آدمیوں سے بغض رکھتے ہیں اوران میں سے بھی تین کے ساتھ بغض بہت زیادہ رکھتے ہیں۔

پہلا یہ کہ وہ فاسقوں کے ساتھ بغض رکھتے ہیں۔ ان میں سے بوڑھے فاسق کے ساتھ اور بھی زیادہ۔

دوسرا یہ کہ وہ بخیل لوگوں سے بغض رکھتے ہیں اوران میں سے بھی ایسے بخیل کے ساتھ بہت زیادہ بغض رکھتے ہیں جو مالدار ہو۔

تیسرا یہ کہ وہ متکبر لوگوں سے بغض رکھتے ہیں مگر فقیر متکبر کے ساتھ اور بھی زیادہ۔

اور تین قسم کے لوگوں سے محبت رکھتے ہیں اوران میں سے تین قسم کے لوگوں کے ساتھ خاص طور پر زیادہ محبت رکھتے ہیں۔

وہ متقی لوگوں سے محبت رکھتے ہیں مگر نوجوان متقی کے ساتھ بہت زیادہ۔

وہ سخی لوگوں سے محبت رکھتے ہیں اور ایسا سخی جو فقیر ہو اور بھی زیادہ محبوب ہے۔

وہ تواضع کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں مگر مالدار متواضع اور بھی زیادہ محبوب ہے۔ (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

تین شخصوں کا قیامت کے دن حساب

ایک حدیث میں ہے کہ کیا قیامت کے دن سب سے پہلے جن لوگوں کا فیصلہ ہوگا، ان میں ایک تو شہید ہوگا اس کو بلایا جائے گا اور بلانے کے بعد دنیا میں جو اللہ جل شانہ کے انعامات اس پر ہوئے تھے وہ اس کو یاد دلائے جائیں گے۔ اس کے بعد اس سے مطالبہ ہوگا کہ اللہ جل شانہ کی ان نعمتوں میں رہ کر تو نے کیا نیک عمل کیا۔ وہ عرض کریگا کہ میں نے تیری رضا جوئی میں جہاد کیا حتیٰ کہ شہید ہوگیا (اور تجھ پر قربان ہوگیا) ارشاد ہوگا کہ یہ جھوٹ ہے تو نے جہاد اس لئے کیا تھا کہ لوگ بڑا بہادر بتائیں گے، وہ تجھے بہت بڑا بہادر بتا چکے ہیں (جو غرض عمل کی تھی وہ پوری ہوگئی ہے) اس کے بعد اس کو جہنم میں پھینک دینے کا حکم کیا

جائے گا اور تعمیل حکم میں اس کو منہ کے بل کھینچ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

دوسرا شخص ایک عالم ہوگا جس کو بلا کر اللہ جل شانہ کے انعامات اور احسانات جتا کر اس سے بھی دریافت کیا جائے گا کہ اللہ جل شانہ کی ان نعمتوں میں تو نے کیا عمل کیا۔ وہ کہے گا کہ میں نے علم سیکھا اور لوگوں کو سکھایا، تیری رضا جوئی میں قرآن پاک پڑھتا رہا۔ ارشاد ہوگا، سب جھوٹ ہے یہ سب اسلئے کیا گیا تھا کہ لوگ کہیں گے فلاں شخص بڑا عالم، بڑا قاری ہے، سو لوگوں نے کہہ دیا ہے۔

(اور جو مقصد اس محنت سے تھا وہ حاصل ہو چکا ہے) اس کے بعد اس کو بھی جہنم میں پھینکنے کا حکم کیا جائے گا اور تعمیل حکم میں منہ کے بل کھینچ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

تیسرا شخص ایک سخی ہوگا جس پر اللہ جل شانہ نے دنیا میں بڑی وسعت فرما رکھی تھی۔ ہر قسم کے مال سے اس کو نوازا تھا۔ اس کو بلایا جائے گا اور جو انعامات اللہ جل شانہ نے اس پر دنیا میں فرمائے تھے وہ جتا کر اس کو سوال کیا جائے گا کہ ان انعامات میں تیری کیا کارگزاری ہے۔ وہ عرض کریگا کہ میں نے خیر کا کوئی موقع جس میں خرچ کرنا آپ کو پسند ہو ایسا نہیں چھوڑا جس میں آپ کی خوشنودی کے لئے خرچ نہ کیا ہو۔ ارشاد ہوگا یہ جھوٹ ہے تو نے محض اس لیے خرچ کیا کہ لوگ کہیں گے، بڑا سخی شخص ہے، سو کہا جا چکا ہے۔ اس کے بعد اس کو بھی جہنم میں پھینکنے کا حکم ہوگا، اور تعمیل حکم میں منہ کے بل کھینچ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

(مشکوۃ شریف بروایت مسلم شریف)

تین چیزیں

ایک حدیث میں ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن میں کسی شخص کو کوئی گنجائش نہیں۔

۱......والدین کے ساتھ احسان کرنا چاہیے والدین مسلمان ہوں یا کافر۔

۲......جس سے عہد کرلیا جائے اس کو پورا کرنا چاہیے مسلمان سے عہد کیا ہو یا کافر سے۔

۳......امانت کو واپس کرنا، چاہیے چاہیے مسلمان کی امانت ہو یا کافر کی۔

(بحوالہ جامع الصغیر)

تین چیزوں سے نیکی کامل ہوتی ہے

بعض علماء سے نقل کیا گیا ہے کہ نیکی تین چیزوں سے کامل ہوتی ہے۔ایک یہ کہ اس کو بہت کم سمجھے کہ کچھ بھی نہ کیا۔دوسری جب کرنے کا خیال آجائے تو اس کو کرنے میں جلدی کرے۔مبادا یہ مبارک خیال یعنی نیکی کرنے کا نکل جائے، یا کسی وجہ سے نہ ہو سکے۔ تیسرے یہ کہ اس کو مخفی طور سے کرے۔

تین نصیحتیں سلف صالحین کی اپنے دوستوں کو

۱......جو آدمی آخرت کے کاموں میں لگ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دنیا کے کاموں کی ذمہ داری لے لیتے ہیں۔

۲......جو شخص اپنے باطن کو صحیح کرلے اللہ اس کے ظاہر کو صحیح فرمادیتے ہیں۔

۳......جو اللہ سے اپنا معاملہ صحیح کرلیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور مخلوق کے درمیان کے معاملات کو صحیح کردیتے ہیں، دنیا ذلیل ہو کر اس کے قدموں میں گر جاتی ہے۔

(معارف القرآن جلد ۴ صفحہ ۶۷۹)

تین خصوصی انعام فقراء کو صبر کرنے پر

فقیہہ ابوالليث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ چند فقراء نے حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں ایک قاصد بھیجا، اس نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول ﷺ میں آپ کی خدمت عالیہ میں فقراء کی طرف سے بطور قاصد حاضر ہوا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا تجھے بھی مرحبا ہو اور ان لوگوں کو بھی جن کے پاس سے تو آیا ہے، تو ایسے لوگوں کے پاس سے آیا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ

محبوب رکھتے ہیں، عرض کیا یارسول ﷺ فقراء لوگ کہتے ہیں کہ غنی لوگ تمام قسم کی بھلائیاں حاصل کر گئے، وہ حج کرتے ہیں ہمیں استطاعت نہیں، وہ صدقہ کرتے ہیں ہمیں ہمت نہیں وہ بیمار پڑتے ہیں تو اپنے زائد مال ذخیرہ آخرت کے لئے بھیج دیتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا میری طرف سے فقراء کو یہ جواب پہنچا دو کہ تم میں سے جو شخص بغرض ثواب صبر کرے گا تو اسے تین انعام ایسے ملیں گے کہ اغنیاء کو ان میں سے کچھ بھی حصہ نہیں ملے گا۔ پہلا تو یہ کہ جنت میں سُرخ یاقوت کے بالا خانے میں جنہیں اہل جنت یوں دیکھتے ہیں جیسے اہل دنیا ستاروں کو، ان میں صرف فقیر نبی یا فقیر شہید یا فقیر مومن ہی داخل ہوں گے۔ دوسرا یہ کہ فقرا جنت میں اغنیاء سے نصف دن پہلے داخل ہوں گے اور یہ مقدار پانچ سو برس کی ہوگی۔ وہ جنت میں جہاں چاہیں مزے لُوٹتے پھریں گے۔ حضرت سلیمان بن داوٗد علیہ السلام تمام انبیاء علیہم السلام سے چالیس برس بعد جنت میں داخل ہوں گے۔ اور یہ اسی سلطنت کا اثر ہوگا جو انہیں دنیا میں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی اور تیسرا انعام یہ ہے کہ فقیر جب "سبحٰن اللّٰہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر" اخلاص کے ساتھ پڑھتا ہے اور غنی بھی یہی کلمات اخلاص کے ساتھ پڑھتا ہے تو وہ اس فقیر کو نہیں پا سکتا اگرچہ اس کے ساتھ ہزار درہم بھی صدقہ کردے اور یہی فرق دوسرے اعمال میں بھی ظاہر ہوگا۔ قاصد نے واپس آکر یہ پیغام فقراء کو پہنچایا تو سبھی بیک زبان پکار اٹھے اے اللہ ہم راضی ہیں اے اللہ ہم راضی ہیں۔ (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

تین اخلاق حضرت خلیل علیہ السلام کے

کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے کسی نے پوچھا آپ کو اللہ تعالیٰ نے کس سبب سے خلیل بنایا؟ فرمایا تین باتوں کی وجہ سے۔

پہلی یہ کہ جب بھی مجھے دو باتوں میں اختیار ملا تو میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا والی بات کو دوسری پر ترجیح دی۔

دوسری یہ کہ میں نے اپنے رزق کے بارے میں کبھی اہتمام و فکر نہیں کیا، کیونکہ اللہ

تعالیٰ نے اس کی ضمانت لے رکھی ہے۔
تیسری یہ کہ میں نے صبح ہو یا شام کبھی مہمان کے بغیر کھانا نہیں کھایا۔

(بحوالہ از تاریخ ابن کثیرؒ ج ۴)

تین عقل مند آدمی

یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ تین آدمی عقل مند ہیں۔
ایک وہ شخص جو دنیا کو اس سے پہلے خود چھوڑ دے کہ دنیا اس کو چھوڑ دے۔
دوسرا وہ شخص جو اپنی قبر کی تیاری اس سے پہلے کر لے کہ اس میں داخل ہونے کا وقت آجائے۔
تیسرا وہ شخص جو اپنے مولا کو اس سے پہلے پہلے ہی راضی کر لے کے مولا سے ملنے کا وقت آجائے۔

(بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

تین قسم کے امور موت سے پہلے

موت سے پہلے امور تین قسم کے ہوتے ہیں۔
نمبر ایک وہ چیزیں ہیں جو آدمی کے ساتھ اُس عالم میں چلی جاتی ہیں۔ وہ علم دین اور نیک علم ہے جو خالص حق تعالیٰ شانہ کے واسطے حاصل کیا گیا ہو، یہ دونوں چیزیں خالص آخرت اور دین ہیں، دنیا نہیں ہیں اگر چہ آدمی کو ان میں لذت آتی ہو۔ اور جن لوگوں کو ان میں لذتیں آجاتی ہیں، وہ ان کی وجہ سے کھانا پینا سونا شادی وغیرہ تک چھوڑ دیتے ہیں لیکن اس سب کے باوجود یہ دونوں چیزیں آخرت ہی کی چیزیں ہیں۔
دوسری قسم ان کے بالمقابل گناہوں کی لذتیں اور جائز چیزوں کی وہ مقداریں جو محض فضول اور زائد ہیں جیسا کہ سونے چاندی کے ڈھیر اور فاخرہ لباس، خوشنما، جانوروں کا

شوق، اونچے اونچے محل، لذیذ لذیذ کھانے، یہ سب دنیا ہے۔

تیسری قسم ان دونوں کے درمیاں وہ ضروری چیزیں جو آخرت کے کاموں کے لئے معین اور مددگار ہوں جیسا کہ بقدر ضرورت کھانا، سونا، اور ضرورت کے موافق معمولی لباس، گرمی کا سردی کا، اور ہر وہ چیز جسکی آدمی کو اپنی صحت کے اور بقاء کے لئے ضرورت ہے۔ اوران کی وجہ سے پہلی قسم میں اعانت حاصل ہوتی ہے۔ یہ چیزیں بھی دنیا نہیں ہیں، یہ آخرت ہی ہیں، دین ہی ہیں، بشرطیکہ واقعی ضرورت کے درجہ میں ہوں۔ ان سے مقصد دینی اُمور پر تقویت ہو۔ اور اگر ان کا مقصد محض حظ نفس اور دل کی خواہش کو پورا کرنا ہوگا تو یہی چیزیں دنیا ہو جائیں گی۔ (بحوالہ احیاء العلوم ج ۲)

تین باتوں کا امت محمدیہ پر خوف

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی امت پر تین باتوں کا خوف ہے۔

اول یہ کہ مال بہت مل جاوے جسکی وجہ سے باہمی حسد میں مبتلا ہو جائیں اور کشف وخون کرنے لگے۔

دوسری یہ کہ کتاب اللہ سامنے کھل جائے (یعنی ترجمہ کے زریعے ہر عامی اور جاہل بھی اس کے سمجھنے کا مدعی ہو جائے) اور اس میں جو باتیں سمجھنے کی نہیں ہیں یعنی متشابہات ان کے معنی سمجھنے کی کوشش کرنے لگیں، حالانکہ ان کا مطلب اللہ ہی جانتا ہے۔

تیسری یہ کہ ان کا علم بڑھ جائے تو اسے ضائع کردیں اور علم کو بڑھانے کی جستجو چھوڑ دیں۔ (ابن کثیر بحوالہ طبرانی)

تین قسمیں ظلم کی

ظلم کی ایک قسم وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ ہرگز نہ بخشیں گے، دوسری قسم وہ ہے جس کی

مغفرت ہو سکے گی، اور تیسری قسم وہ ہے جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ لئے بغیر نہ چھوڑیں گے۔

پہلی قسم کا ظلم شرک ہے، دوسری قسم کا ظلم حقوق اللہ میں کوتاہی ہے۔ اور تیسرے قسم کا ظلم حقوق العباد کی خلاف ورزی ہے۔ (ابن کثیر بحوالہ مسند بزار)

تین چیزیں دنیا کی محبت سے پیدا ہوتی ہیں

حضرت ابو عبیدہ اسدی رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کا ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں کہ جس شخص کے قلب میں دنیا سما جاتی ہے تو اس میں تین چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔

۱......ایسی مصروفیت جس کی مشقت سے کبھی نجات نہیں ملتی۔

۲......ایسی امیدیں جس کی انتہا نہیں۔

۳......ایسی حرص جس کا خاتمہ نہیں۔ (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

تین چیزیں جس کو عطا ہو گئیں اسے دنیا اور آخرت کی بھلائی مل گئی

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں کہ جس شخص کو تین چیزیں عطا ہو گئیں اسے دنیا اور آخرت کی بھلائی مل گئی۔

۱......تقدیر الٰہی پر راضی ہونا۔

۲......مصیبت پر صبر کرنا۔

۳......خوشحالی میں دعائیں مانگنا۔ (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

تین قسم کے لوگوں پر جہنم مسلط کی جائے گی

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد مرحوم نے اپنی سند کے ساتھ مجھے یہ حدیث سنائی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا اور تمام مخلوق جن وانس ایک میدان میں جمع کئے جائیں گے۔ اور امتیں گھٹنوں کے بل صف بندی میں ہوں گی تو ایک پکارنے والا آواز دے گا کہ آج تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کرم وشرافت

والے لوگ کون ہیں، ذرا وہ لوگ اٹھ کر کھڑے ہو جائیں جو ہر حال میں اللہ پاک کی حمد و ثنا کرتے تھے یہ لوگ کھڑے ہوں گے اور جنت کی طرف چلے جائیں گے۔ پھر دوبارہ ندا دی جائے گی آج عنقریب تمہیں پتہ چل جائے گا کہ اہلِ کرم کون لوگ ہیں۔ وہ لوگ اٹھ کر کھڑے ہو جائیں جن کے پہلو بستروں سے الگ رہتے تھے، اور امید و بیم یعنی ہر حال میں اپنے رب کو پکارتے تھے، اور ہمارے دیئے ہوئے سے خرچ کیا کرتے تھے، یہ لوگ اٹھے گے اور جنت کی طرف چل دیں گے۔ پھر تیسری بار آواز آئے گی، آج تمہیں معلوم ہوگا کہ اہل کرم کون لوگ ہیں وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی تھی اور نہ نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے سے روکتی تھی۔ تو وہ لوگ کھڑے ہوں گے اور جنت کی طرف چلے جائیں گے۔ یہ تینوں قسموں کے لوگ جب اپنے اپنے ٹھکانوں پر پہنچ جائیں گے تو آگ سے ایک گردن نکلے گی جس کی دو آنکھیں دیکھنے والی ہوں گی اور فصیح زبان ہوگی وہ تمام مخلوق پر جھانکے گی اور کہے گی کہ میں تین قسم کے لوگوں پر مسلط کی گئی ہوں۔

۱...... میں ہر سرکش متکبر پر مسلط کی گئی ہوں، پھر وہ ان لوگوں کو صفوں میں سے یوں چُن لے گی جیسے پرندہ تلوں کے دانے چُنتا ہے اور انہیں لے کر جہنم میں چھپ جائے گی۔

۲...... پھر دوبارہ نکلے گی اور کہے گی کہ میں ان لوگوں کے لئے مقرر کی گئی ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے تھے اور وہ ان کو صفوں میں سے چن کر جہنم میں لے جائے گی۔

۳...... پھر تیسری بار نکلے گی اور ابو منہال کہتے ہیں میرا خیال ہے وہ کہے گی کہ میں ان لوگوں کے لئے مقرر کی گئی ہوں جو تصویروں کا مشغلہ رکھتے تھے۔ چنانچہ ان کو صفوں میں سے چن کر جہنم میں لے جائے گی۔ پس جب اِدھر سے تین قسم کے اور اُدھر سے بھی تین قسم کے لوگ چن لئے جائیں گے۔ تو نامہ اعمال بکھیر دیئے جائیں گے اور ترازو رکھ دی جائے

گی اور مخلوق کو حساب کے لئے لایا جائے گا۔ (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

تین زاہد کی علامتیں

زاہد کی تین علامتیں ہیں جن کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

۱......جو اس کے پاس موجود ہے اس سے خوش نہ ہو۔ اور جو چیز نہیں ہے، اس پر رنجیدہ نہ ہو، بلکہ اولیٰ تو یہ ہے کہ موجود سے رنجیدہ ہو، اور جو نہیں ہے اس سے خوش ہو۔

۲......اس کی نگاہ میں اس کی تعریف کرنے والا، مذمت کرنے والا برابر ہو، کہ یہ جاہ کے زُہد کی علامت ہے اور پہلی چیز مال کے زُہد کی علامت ہے۔

۳......حق تعالیٰ شانہ سے اُنس اور محبت ہو اور طاعات میں حلاوت ہو۔

(بحوالہ احیاء العلوم ج۱)

تین چیزوں کی وصیت

ابن الجوزیؒ کہتے ہیں کہ جب میرے استاد ابو بکر بن حبیبؒ کا انتقال ہونے لگا تو شاگردوں نے عرض کیا کہ کچھ وصیت فرما دیجئے۔ فرمایا تین چیزوں کی وصیت کرتا ہوں۔

ایک اللہ کا خوف۔

دوسرا تنہائی میں اس کا مراقبہ

اور تیسرا جو چیز مجھے پیش آرہی ہے یعنی موت اس کا خوف رکھا جائے۔

مجھے اکسٹھ برس گزر گئے ہیں لیکن گویا میں نے دنیا کو دیکھا بھی نہیں (ایسے جلدی گزر گئے)۔ اس کے بعد ایک پاس بیٹھنے والے سے پوچھا، دیکھو میری پیشانی پر پسینہ آگیا یا نہیں۔ اس نے عرض کیا آگیا۔ فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ یہ ایمان پر موت کی علامت ہے۔

(بحوالہ از نایاب تحفہ)

تین چیزوں کا اکرام

ابو حامد لفاف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جو شخص موت کو کثرت سے یاد کرے اس کے اوپر تین چیزوں کا اکرام ہوتا ہے۔

۱......توبہ جلدی نصیب ہوتی ہے۔

۲......مال میں قناعت میسر ہوتی ہے۔

۳......اور عبادت میں نشاط اور دلبستگی پیدا ہوتی ہے۔

اور جو شخص موت سے غافل رہتا ہے۔ اس پر تین عذاب مسلط کئے جاتے ہیں۔

۱......گناہ سے توبہ میں تاخیر ہوتی رہتی ہے۔

۲......آمدنی پر راضی نہیں ہوتا اس کو کم ہی سمجھتا رہتا ہے چاہے کتنی بھی ہو جائے۔

۳......اور عبادات میں سستی ہوتی ہے۔ (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

تین چیزیں

تین چیزیں ایسی ہیں جن میں ہر شخص کو اعتراف ہے کہ وہ اس نعمت میں ممتاز ہے کوئی دوسرا اس کا شریک نہیں۔

ان میں سے ایک تو عقل ہے کہ ہر شخص چاہے کتنا ہی بے وقوف ہو، وہ یہ سمجھا کرتا ہے کہ میں سب سے زیادہ عقل مند ہوں، دوسرے اس بات کو نہیں سمجھتے جس کو میں سمجھتا ہوں۔ ایسی حالت میں چاہے واقعہ کے اعتبار سے صحیح ہو یا غلط لیکن اس کے اپنے اعتقاد اور اقرار کے اعتبار سے اس پر حق تعالیٰ شانہ کا ایک ایسا انعام ہے کہ یہ انعام کسی دوسرے پر نہیں ہے ایسی حالت میں کیا یہ ضروری نہیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی اس نعمت میں سب سے زیادہ شکر گزار بنے (اور اگر کسی معمولی چیز روپیہ پیسہ وغیرہ میں کسی دوسرے سے کم ہو تو یہ سوچے کہ سب سے اشرف چیز عقل میں سب سے زیادہ بڑھا ہوا ہوں)۔

دوسری چیز عادات ہیں ہر شخص اپنے سوا دوسرے ہر شخص میں کوئی نہ کوئی ایسی عادت سمجھتا اور پایا کرتا ہے جو اس کے نزدیک عیب ہوتی ہے۔ اور گویا اس کے نزدیک اس کے سوا ہر شخص کے اندر کوئی نہ کوئی اخلاقی عیب ضرور ہے اور اپنی کسی عادت کو بھی (لفظوں میں چاہے مان لے مگر دل میں) عیب دار نہیں سمجھا کرتا۔ نہ اس کے چھوڑنے کے درپے ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں کیا یہ ضروری نہیں کہ آدمی سوچے کہ حق تعالیٰ شانہ نے کسی ایک آدھ چیز میں دوسرے سے کم دے رکھا ہے تو عادات کی نعمتوں میں اس کو خاص طور سب سے بڑھا رکھا ہے۔

تیسری چیز علم ہے کہ ہر شخص اپنے ذاتی حالات اور اندرونی احوال سے اتنا زیادہ واقف اور ان کا جاننے والا ہوتا ہے کہ کوئی دوسرا شخص اس کے احوال سے اتنا واقف نہیں ہوتا، اور ان میں بہت سی چیزیں ہوتی ہیں کہ آدمی ہرگز یہ گوارا نہیں کرتا کہ اس کے ان عیوب پر کوئی دوسرا مطلع ہو۔ تو حق تعالیٰ شانہٗ کا یہ احسان کہ اس کو اپنے احوال کا علم عطا فرمانے کے باوجود دوسروں سے اس کی ستاری فرما رکھی ہے۔ اور اس کی یہ تمنا کہ میرے اس علم کی کسی کو خبر نہ ہو، پوری کر رکھی ہے، کہ ان میں دوسرا کوئی بھی اس کا شریک نہیں، کیا ایسی چیز نہیں ہے جس میں یہ سب سے زیادہ ممتاز ہے اور اس کا شکر اس کے ذمہ ضروری ہے۔ (بحوالہ از ذخیرہ معلومات ص ۳۰۰)

تین شخص اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہیں

حضرت حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین شخص اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہوتے ہیں۔

۱......وہ شخص جو مسجد میں محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے داخل ہوا یہ واپس ہونے تک اللہ تعالیٰ کا مہمان ہے۔

۲......وہ شخص جو اپنے مسلمان بھائی کی ملاقات کے لئے جاتا ہے اور مقصد صرف

اللہ تعالیٰ کو راضی کرتا ہے جب تک واپس نہیں لوٹتا اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے والا سمجھا جاتا ہے۔

۳...... تیسرا وہ شخص جو حج یا عمرہ کے لئے گھر سے نکلتا ہے اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا ہی کے لئے نکلتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے دربار کا وفد ہے جب تک گھر واپس نہ آجائے۔ مشہور ہے کہ مومن کے تین قلعے ہیں۔ مسجد، ذکر اللہ اور تلاوت قرآن مجید۔ جب تک مومن ان میں سے کسی ایک میں مشغول رہتا ہے تو وہ شیطان سے محفوظ اور قلعہ میں رہتا ہے۔

(بحوالہ از جواہرات العلمیہ)

تین سطریں

حضرت ضحاک نزال بن سبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنت کے دروازے پر تین سطریں لکھی ہوئی ہیں۔

پہلی سطر یہ ہے: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ.

دوسری یہ ہے: امۃ مذنبۃ ورب غفور "لوگ گنہگار اور پروردگار مغفرت والا ہے۔"

تیسری سطر یہ ہے: وجدنا ماعملنا ربحنا ماقدمنا خسرنا ما خلفنا "ہم نے اپنے اعمال کو پالیا اور جو آگے بھیجا وہ نفع میں رہا جو پیچھے چھوڑا وہ خسارا اٹھایا۔"

(بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

تین قسم کے لوگ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین آدمیوں کو اللہ تعالیٰ عذاب قبر سے محفوظ رکھیں گے۔ مؤذن، شہید اور جو شخص جمعہ کی رات یا دن میں فوت ہوا۔

عبدالاعلیٰ رضی اللہ عنہ التیمی فرماتے ہیں کہ تین قسم کے لوگ کستوری کے ٹیلوں پر

ہوں گے۔ حتیٰ کہ لوگ حساب سے فارغ ہو جائیں گے۔

۱. کسی قوم کا امام جو محض رضاءِ الٰہی کے لئے امام بنا تھا۔

۲. جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قرآن پڑھا۔

۳. وہ مؤذن جو رضاءِ الٰہی کے لئے لوگوں کو نماز کے لئے بلاتا رہا۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص مؤذن کے ساتھ ساتھ اذان کے کلمات کہتا جائے گا اس کو بھی اس جیسا ہی اجر ملے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیتِ شریفہ واذابتلیٰ ابراھیم ربہ (۱۲۳/۲) میں جس ابتلا اور امتحان کا ذکر ہے وہ پانچ طرح کی طہارت اور صفائی سر کے حصہ میں اور پانچ طرح کی باقی جسم میں مراد ہے۔ سر والی پانچ یہ ہیں مونچھیں کٹوانا، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، مسواک کرنا اور سر کی مانگ نکالنا۔ اور باقی جسم کی یہ ہیں ناخن تراشنا، ختنہ کرنا، بغل کے بال اکھاڑنا، زیر ناف بال صاف کرنا اور پانی سے استنجا کرنا۔

(بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

تین قسم کے لوگ کستوری اور مُشک کے ٹیلوں پر ہوں گے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین قسم کے لوگ ہیں جو قیامت کے دن کستوری اور مُشک کے ٹیلوں پر ہوں گے، جنہیں نہ حساب پریشان کرے گا اور نہ ہی بڑی گھبراہٹ ان کو غمگین کرے گی۔

ایک وہ شخص جو کسی قوم کا امام رہا اور لوگ اس سے خوش رہے۔

دوسرے وہ شخص جس نے پانچوں اذانیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دیں۔

تیسرا وہ غلام جس نے اپنے رب کی اطاعت کی اور آقا کا بھی فرمانبردار رہا۔

(بحوالہ از احیاء العلوم ج ۲)

تین کرامتیں اوراعزاز نمازی کو نصیب ہوتے ہیں

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ نمازی کو تین کرامتیں اوراعزاز نصیب ہوتے ہیں، آسمان کی طرف سے اس پر خیر و برکت نثار کی جاتی ہے جو اس کے سر تک پہنچتی ہے۔ فرشتے اس کو قدموں سے لے کر آسمان تک گھیر لیتے ہیں، اور ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اگر بندہ جان لے کہ کس سے گفتگو کر رہا ہے کہ تو کبھی اپنی نماز سے ہٹنا پسند نہ کرے۔ تو یہ سب نمازی کے اعزازات ہیں۔ لہٰذا اسے اپنی نماز کی قدر و منزلت پہچاننی چاہیے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان و توفیق پر جتنی ہو سکے حمد و ثنا کہے اور شکر کرے۔

حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت دانیال علیہ السلام حضرت محمد ﷺ کی امت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ لوگ ایسی نماز پڑھتے ہیں کہ اگر وہ نماز قوم نوح علیہ السلام پڑھتی تو کبھی غرق نہ ہوتی۔ قوم عاد پڑھتی تو ان پر آندھی کا عذاب نہ آتا۔ قوم ثمود پڑھتی تو چیخ کے عذاب سے ہلاک نہ ہوتی۔ پھر حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ نماز کا خوب دھیان رکھو کہ وہ اہلِ ایمان کا ایک بہترین وصف ہے۔ حضرت لیث رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کا ارشاد پاک نقل کرتے ہیں کہ میری امت بخشی بخشائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص کی بدولت ان کی دعاؤں اور نماز کی برکت سے اور ان کے کمزور و ناتواں افراد کے ذریعہ عذاب کو ان سے دور فرما دیتا ہے۔

(بحوالہ از تنبیہ الغافلین) (واللہ سبحانہٗ اعلم)

تین نصیحتیں حضور اکرم ﷺ کی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو ابو بکر! تین چیزیں بالکل برحق ہیں۔

(۱)...... جس پر کوئی ظلم کیا جائے اور وہ اس سے چشم پوشی کرے تو ضرور اللہ تعالیٰ

اس کو عزت دے گا اور اس کی مدد کرے گا۔

(۲)......جو شخص سلوک اور احسان کا دروازہ کھولے گا اور صلح رحمی کے ارادے سے لوگوں کو دیتا رہے گا اللہ تعالیٰ اسے برکت دے گا اور زیادتی عطا فرمائے گا۔

(۳)......اور جو شخص بڑھانے کے لیے سوال کا دروازہ کھولے گا اس سے اس سے مانگنا پڑے گا اللہ تعالیٰ اس کے ہاں بے برکتی کردے گا اور کمی میں ہی اسے مبتلا رکھے گا۔ یہ روایت ابوداؤد میں بھی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد:۳، صفحہ:۵۲۸)

تین چیزوں کی گناہ گاروں کو ضرورت ہے

۱......ایک تو خدا تعالیٰ کی معافی کی تاکہ عذاب سے نجات پائے۔

۲......دوسرہ پردہ پوشی کی تاکہ رسوائی سے بچے۔

۳......تیسری عصمت کی تاکہ وہ دوبارہ گناہ میں مبتلا نہ ہو

(تفسیر ابن کثیر، جلد:۱، صفحہ:۳۸۵)

تین دین کے درجے

دین کے تین درجے ہیں جن کو طے کر کے انسان اللہ تعالیٰ کا مقرب بندہ بنتا ہے۔

۱...... پہلا درجہ علم کا حاصل کرنا ہے۔ علم ایک نور ہے جس سے انسان اپنی زندگی گزارنے کی رہنمائی حاصل کرتا ہے۔ اگر علم ہی نہ ہو تو انسان عمل کیسے کرسکتا ہے۔ لہٰذا یہ ایک بنیاد ہے۔ اسی لئے نبی علیہ السلام نے فرمایا: طلب العلم فريضة علىٰ كل مسلم و مسلمة ''علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے''

اس کا یہ مطلب ہے کہ ضروریاتِ دین کا علم حاصل کرنا تو ہر ایک پر لازم ہے البتہ اس کی تفصیلات کا حاصل کرنا فرض کفایہ ہے۔ کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو علم کی تفصیلات کو بھی جانیں گے۔ ایک ایسی جماعت ہر زمانے میں ہونی چاہیے۔ رہ گئی میرے اور آپ

جیسے عوام الناس کی بات تو ہمیں ضروریاتِ دین کا پتہ ہونا ضروری ہے۔ یاد رکھیں کہ......

......فرض کا علم حاصل کرنا فرض ہے۔

......واجبات کا علم حاصل کرنا واجب ہے اور

......سنن کا علم حاصل کرنا سنت ہے۔

۲......دوسرا درجہ علم پر عمل کرنے کا ہے کیونکہ فقط علم حاصل کرنے سے کام نہیں بنتا۔ اگر علم پر مغفرت ہوتی تو شیطان کی مغفرت ہو چکی ہوتی۔ اس کے پاس علم تو بہت تھا لیکن عمل میں کوتاہی کر گیا۔ جو انسان اپنے علم پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے علمِ لدنی عطا فرما دیتا ہے۔ "من عمل بما علم ورثه الله علم مالم يعلم"

''جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے وہ علم عطا کرتا ہے جو وہ نہیں جانتا''

عام طور پر شیطان، طلباء کے دل میں یہ بات ڈالتا ہے کہ تم ابھی علم حاصل کر لو پھر بعد میں اکٹھا عمل کر لینا، جس نے یہ بات سوچنا شروع کر دی وہ شیطان کے دھوکے میں آ گیا۔ اس دھوکے سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ادھر پڑھو اور ادھر عمل کرو، یہی صحابہ کرامؓ کا خلق تھا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دو سال میں سورۃ البقرہ پڑھی لیکن جب سورۃ البقرہ مکمل ہوئی تو میرا عمل بھی سورۃ البقرہ کے مطابق ہو چکا تھا۔

۳......تیسرا درجہ اخلاص کا ہے۔ یعنی جو عمل بھی کریں اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہو، یہ سب سے مشکل مرحلہ ہے، اس لئے دل چاہتا ہے کہ اس محفل میں اخلاص کے بارے میں بات کی جائے، جو انسان اس درجہ کے لئے قدم اٹھائے گا اور اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرے گا تب پتہ چلے گا کہ یہ کتنا مشکل کام ہے۔ اعمال کر لینا آسان ہے لیکن اس معیار کے اعمال کرنا جو اللہ تعالیٰ کو پسند آ جائیں یہ انتہائی مشکل کام ہے، اسی لئے اللہ والے کرتے بھی ہیں اور ڈرتے بھی ہیں، وہ ساری عمر راتوں کو تہجد کی پابندی کے ساتھ گزارنے کے باوجود کہتے ہیں:

"ماعبدناک حق عبادتک وما عرفناک حق معرفتک"

وہ ساری رات تہجد کی نماز پڑھنے میں گزار دیتے ہیں اور پھر صبح کے وقت اس پر اتنے نادم ہوتے تھے اور اتنا استغفار کرتے تھے کہ جیسے وہ ساری رات کسی کبیرہ گناہ کے مرتکب ہو رہے ہوتے تھے۔

کانوا قلیلا من اللیل مایھجعون ٥ وبالاسحار ھم یستغفرون ٥ (الذّٰریٰت)

''رات کو کم سویا کرتے تھے اور سحری کے وقت مغفرت مانگا کرتے تھے۔''

وہ شب بھر اللہ رب العزت کے حضور اپنی جبینِ نیاز جھکائے رکھتے تھے اور صبح کے وقت حسرت کرتے تھے کہ ہم ایسے عمل نہ کر سکے جیسے ہمیں کرنے چاہیں تھے۔ بلکہ کتابوں میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ وہ صبح کے وقت اٹھ کر اپنے چہرے پر اس خوف سے ہاتھ لگا کر دیکھتے تھے کہ کہیں ہماری شکلیں تو مسخ نہیں ہو گئیں۔ آج ہم اپنے گناہوں پر اتنا خوفزدہ نہیں ہوتے جتنا ہمارے اکابر اپنی نیکیوں کے رد ہو جانے پر اللہ سے خوفزدہ ہوا کرتے تھے۔

(بحوالہ از حاصل تصوف ص ۳۰۰)

تین علامتیں ریاکاری کی

ہمارے اکابر نے ریاکاری کی تین علامتیں لکھی ہیں جن سے انسان اپنے آپ کو تول سکتا ہے کہ میں کس حال میں ہوں؟

پہلی علامت..... خلوت میں سستی اور جلوت میں چستی، یعنی کہ وہ تنہائی میں عبادات کے اندر غفلت اور سستی برتتا ہے، نماز پڑھتا ہے تو مختصر سی، جبکہ لوگوں کی محفل میں بڑی چستی دکھاتا ہے۔ جب لوگ دیکھ رہے ہوتے ہیں تو پھر بڑا صوفی صافی بن جاتا ہے، اس وقت وہ فقط اشراق کے نفل ہی نہیں پڑھتا بلکہ اسے پچھلی قضا نمازیں بھی یاد آ جاتی ہیں اور جب لوگ نہیں دیکھ رہے ہوتے تو فرض نمازیں پڑھنا بھی مشکل نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ طلباء جب تک مدرسے میں رہتے ہیں تو وہ بڑے اچھے معمولات کرتے رہتے ہیں اور جیسے ہی گھر

جاتے ہیں بس گھر جاتے ہیں..... یہ اخلاص کے منافی چیز ہے.... جس طرح مدرسے میں اعمال کی پابندی کرتے ہیں ہمیں چاہیے کہ جب گھروں میں جائیں تب بھی اسی طرح اعمال کی پابندی کریں۔ اس لئے کہ جس پروردگار کو یہاں راضی کرنا تھا اسی پروردگار کو وہاں بھی راضی کرنا ہے۔

دوسری علامت..... وہ دنیا داروں سے تعریف کی توقع رکھے، یعنی اس کے اندر چاہت ہو کہ لوگ میری تعریف کریں۔ دیکھیں کہ تعریف ریاکار کی بھی ہوتی ہے اور مخلص بندے کی بھی، مگر دونوں میں فرق ہوتا ہے، ریاکار دل میں پسند کر رہا ہوتا ہے کہ میری تعریف ہو اور جب مخلص بندے کی تعریف کی جائے تو اس وقت اس کا دل رو رہا ہوتا ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب کبھی کوئی بندہ ان کی تعریف کرتا تو ہمیشہ وہ تنہائی میں دعا کرتے، اے اللہ! آپ نے لوگوں کو میرے ساتھ جو حسنِ ظن عطا کر دیا اب مجھے ان کے حسنِ ظن کے مطابق بنا دیجئے۔

ایک تعریف ماں باپ اور پیر استاد کی ہوتی ہے۔ یہ تعریف مستحسن ہے بلکہ مطلوب ہے، اگر کوئی شاگرد اس لئے اچھا پڑھے کہ استاد میری تعریف کرے تو یہ اچھی بات ہے..... کیوں؟..... اس لئے کہ وہ استاد کو اللہ کا نیک بندہ سمجھتا ہے اور اس کی یہ نیت ہوتی ہے کہ اللہ کے اس نیک بندے کا دل خوش ہوگا، یہ دعا کرے گا اور اس کی دعا پر اللہ بھی مجھ سے راضی ہو جائے گا۔ کسی نے حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا، حضرت! یہ آپ کے مریدین آپ سے اتنا ڈرتے ہیں کہ اتنا تو خدا سے بھی نہیں ڈرتے۔ حضرت نے ان کو بٹھالیا، فرمانے لگے، بھئی! دیکھو، میں کوئی تھانیدار ہوں وہ مجھ سے کیوں ڈرتے ہیں؟ اس نے کہا، جی وہ اس لئے ڈرتے ہیں کہ وہ آپ کو اللہ کا ولی سمجھتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر آپ خفا ہو گئے تو کہیں ان کی عاقبت ہی نہ خراب ہو جائے۔ اس پر حضرتؒ نے فرمایا، چونکہ وہ مجھے اللہ کا دوست سمجھتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر میں ناراض ہو گیا تو اللہ تعالیٰ ناراض

ہو جائیں گے اس لئے مجھ سے ڈرنا حقیقت میں اللہ کے خوف ہی کی ایک کرن ہے جو اللہ نے ان کے دل میں ڈال دی ہے..... اس لئے اللہ والوں کی تعریف، پیر کی تعریف، استاذ کی تعریف اور ماں باپ کی تعریف اچھی ہوتی ہے اور ان کی دعاؤں سے انسان آگے بڑھتا ہے۔ ایک ہوتا ہے عام طور پر دل میں مخلوق سے تعریف کی نیت ہونا یہ بُرا ہے، اس لئے تقریر کر کے پھر کہتے ہیں..... کہہ دو سبحان اللہ..... اور سب سے اونچا اونچا کہلوار ہے ہوتے ہیں۔ اور اللہ کے بندے! یوں کہو کہ بھئی اللہ کو یاد کرلو، ورنہ اتنا کچھ کر کرا کے لوگوں کی چند دفعہ سبحان اللہ مل گئی تو آپ کو تو آپ کی تقریر کا بدلہ مل گیا۔ اگر ایسا کیا تو یہاں سے فارغ ہو کے جاؤ گے اور نامۂ اعمال میں کچھ نہیں لکھا ہوگا۔ تو مخلوق سے تعریف کی طمع نہ ہو بلکہ دل میں یہ نیت ہو کہ اے میرے مولا! میں یہ کام آپ کی رضا کے لئے کر رہا ہوں، بس میں آپ کی بارگاہ میں قبولیت پا جاؤں۔

تیسری علامت..... جب مخلوق میں سے کوئی آدمی دین کے کام میں اس کی ملامت کرتا ہے تو وہ دین کا کام چھوڑ کر بیٹھ جاتا ہے، چنانچہ ذرا سی کوئی بات کر دے تو سنت پر عمل ختم ہو جاتا ہے۔ آپ نے سنا ہوگا کہ شادی کے موقع پر اکثر عورتیں کہتی ہیں کہ اگر یوں کر دیا تو لوگ کیا کہیں گے؟ کیا انہوں نے کبھی یہ بھی کہا ہے کہ اس موقع پر یوں کیا تو اللہ کیا کہے گا؟ یا نبی ﷺ کیا کہیں گے؟ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بارے میں سوچ ہی نہیں آتی، بلکہ سوچتے ہیں کہ ہم نے یوں کیا تو ہماری ناک ہی کٹ جائے گی۔ او بھئی! دنیا میں کیا ناک کٹے گی، جو ناک قیامت میں کٹے گی اس کو ساری مخلوق دیکھے گی، آج اگر دو بندوں نے بات کر بھی دی کہ انہوں نے شادی پر ڈھول باجے نہیں بجائے تو کوئی بات نہیں، اس سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ارے! لوگ کہتے ہیں تو کہتے رہیں ہم نے تو یہ دیکھنا ہے کہ ہمارے پروردگار کیا کہتے ہیں جن کی رضا کے لئے ہم یہ کام کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ریاکاری کی ان تینوں علامتوں سے محفوظ فرمائے اور ہمیں پوری زندگی

میں اخلاص کے ساتھ اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (بحوالہ از خطباتِ فقیر ج ۴)

تین صورتیں گناہ کی سزا کی

بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کا وبال بھی اس پر ضرور پڑتا ہے..... علماء نے لکھا ہے کہ گناہ کی سزا تین طرح سے ملتی ہے۔

ایک کو ''نکیر'' کہتے ہیں، یعنی گناہ کیا اور ادھر کوئی مصیبت پڑ گئی۔ کئی لوگوں کے ساتھ ایسا ہوتا ہے۔ ایک آدمی میرے پاس آ کر کہنے لگا، حضرت! میں نے تجربہ کیا ہے کہ جب میں کسی کا دل دکھاتا ہوں تو کوئی نہ کوئی میرا نقصان ہو جاتا ہے۔ اب وہ کسی کا دل دکھانے سے بہت گھبراتا ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کا اثر دنیا میں ضرور دیکھتا ہے، کبھی کوئی مصیبت آپڑتی ہے اور کبھی کبھی اللہ تعالیٰ اس کے ماتحتوں کو اس کا نافرمان بنا دیتے ہیں۔ مثلاً بیوی ہٹ دھرم اور ضدی مل جاتی ہے جو گھر کے سکون کی تباہی کا باعث بنتی ہے یا پھر اولاد میں سے کوئی ایسا بن جاتا ہے جو اسے موٹے موٹے آنسوؤں سے رلاتا ہے۔ یہ اس گناہ کی نقد سزا مل رہی ہوتی ہے۔ اسے نکیر کہتے ہیں۔

کبھی کبھی گناہ کی سزا ملنے میں ''تاخیر'' ہو جاتی ہے۔ تاخیر سے کیا مراد ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو فوری طور پر سزا نہیں دیتے بلکہ کچھ دیر کے بعد سزا دیتے ہیں۔ انسان گناہ تو جوانی میں کرتا ہے اور سزا بڑھاپے میں ملتی ہے اور بڑھاپے کی سزا بڑی عبرتناک ہوا کرتی ہے۔ فرض کریں کہ بڑھاپے میں بیوی نافرمان بن جائے اور اس وقت اولاد جوان ہو چکی ہو اور وہ اولاد ماں کا ساتھ دینے والی ہو تو پھر بوڑھے کا جو بڑھاپا گزرے گا وہ کسی کو بتا بھی نہیں سکے گا۔ یا بڑھاپے میں کوئی ایسی بیماری لگا دی کہ دوسروں کا محتاج ہو گیا۔ اس صورت میں بھی بندہ سزا بھگت رہا ہوتا ہے۔ ایک صاحب اس عاجز کے پاس آ کر کہنے لگے، حضرت! میں گناہ بھی کوئی نہیں کرتا لیکن بڑی پریشانی رہتی ہے۔ میں نے کہا، آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ نے زندگی میں جتنے بھی گناہ کیے، کیا ان سب گناہوں کی

بھی توبہ کرلی ہے یا کچھ گناہ ایسے بھی ہیں کہ جن سے ابھی توبہ نہیں کی؟ کہنے لگے، کچھ گناہ ایسے ہوں گے کہ جن سے ابھی توبہ نہیں کی۔ میں نے کہا، وہ گناہ نامہ اعمال میں تو لکھے ہوئے ہیں اوران کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا آسکتی ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مریدان کے ساتھ جارہا تھا، اس نے ایک بے ریش عیسائی لڑکے کو دیکھا تو حضرت سے پوچھنے لگا، حضرت! اللہ ایسے چہروں کو بھی جہنم میں ڈال دے گا؟ اس کی بات سے حضرت سمجھ گئے کہ اس نے شہوت کی نظر سے اس کو دیکھا ہے۔ حضرت نے اسے فرمایا کہ توبہ کرو کیونکہ تم نے اسے بُری نظر سے دیکھا ہے، وہ کہنے لگا، جی نہیں، میں تو ویسے ہی پوچھ رہا ہوں۔ چنانچہ اس نے توبہ نہ کی اور نتیجہ یہ نکلا کہ وہ حافظِ قرآن تھا، اس گناہ کی نحوست کی وجہ سے بیس سال بعد قرآن پاک کے حفظ کے نور سے محروم ہوگیا، یعنی وہ قرآن بھول گیا۔

کبھی کبھی اللہ کی طرف سے ''خفیہ تدبیر'' ہوتی ہے۔ خفیہ تدبیر یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہوں کے باوجود اس کو نعمتیں دیتے رہتے ہیں تا کہ یہ اچھی طرح ان نعمتوں کو استعمال کر کے غافل ہو جائے اور پھر آخرت کی بڑی سزا کا مستحق بن جائے۔ اس لئے یاد رکھئے کہ جب انسان گناہ کر رہا ہو اور اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو بھی دیکھ رہا ہو تو یہ بہت ڈرنے کی بات ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

فلما نسوا ماذکروا بہٖ فتحنا علیھم ابواب کل شیءٍ حتیٰ اذا فرحوا بما اوتوا اخذنٰھم بغتۃ. (الانعام:۴۴)

''پھر جب وہ بھول گئے جو ان کو نصیحت کی گئی تھی، ہم نے ان کے لئے ہر چیز کے دروازے کھول دیئے حتیٰ کہ وہ خوش ہو گئے جو ان کو نعمتیں ملی تھی، ہم نے ان کو اچانک اپنی پکڑ میں لے لیا۔''

کئی مرتبہ انسان اس کو سزا سمجھتا ہی نہیں اور یہ سب سے بڑی سزا ہوتی ہے اور

بندے کو محسوس ہی نہیں ہوتا۔

بنی اسرائیل کا ایک عالم کسی گناہ میں ملوث ہوگیا، وہ ڈرتا رہا کہ کہیں اس گناہ کا وبال نہ آپڑے۔ کچھ عرصہ بیت گیا، ایک مرتبہ دعا مانگتے ہوئے یہ دعا مانگی، اے اللہ! تو کتنا مہربان ہے کہ میں تیری نافرمانی کر رہا ہوں اور تو مجھ پر اپنی تمام نعمتیں سلامت رکھے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اے میرے بندے! نعمتیں مجھ سے نہیں بلکہ تجھ سے لی گئی ہیں، وہ حیران ہو کر کہنے لگا، اے اللہ! ایسی کون سی نعمت مجھ سے لی گئی ہے؟ فرمایا گیا کہ تو غور کر کہ جس دن سے تو گناہ کا مرتکب ہوا ہے، اس دن سے ہم نے تجھے رات تہجد کے وقت رونے کی لذت سے محروم کر دیا ہے۔ پھر اسے احساس ہوا کہ واقعی جب سے گناہ کا مرتکب ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے رات کو مناجات کی لذت چھین لی تھی۔

تو اللہ تعالیٰ اِن تینوں میں سے کسی نہ کسی ایک صورت میں گناہوں کی سزا ضرور دیتے ہیں۔ اسی لئے کسی نے کیا خوب کہا ہے:

عدل و انصاف فقط حشر پر موقوف نہیں
زندگی خود بھی گناہوں کی سزا دیتی ہے

(بحوالہ از خطبات فقیر ج ۴)

تین باتیں

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے یہ قول منقول ہے کہ اگر تین باتیں میسر ہوتیں تو کسی وقت بھی مر جانے کی پرواہ نہ تھی۔

اول اللہ کے حضور سجدے کر کے چہرہ کو خاک آلود کرنا۔

دوسری بات لمبے دن کا روزہ کہ جس میں بھوک کی وجہ سے جان تڑپ رہی ہو۔

تیسری بات یہ کہ ایسے لوگوں کی ہم نشینی جو عمدہ کلام کا یوں انتخاب کرتے ہیں جیسے کہ بہترین اور تازہ کھجوریں چُنی جاتی ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے تین باتیں ایسی سکھائی ہیں جو مرتے دم تک میرا وظیفہ رہیں گی۔

پہلی یہ کہ سوتے وقت وتر پڑھ لیا کروں۔

دوسری یہ کہ ہر ماہ کے تین روزے رکھا کروں۔

تیسری یہ کہ چاشت کی نماز کبھی نہ چھوڑوں۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چار چیزوں کا اہتمام فرماتے تھے۔ اول یوم عاشورہ کا روزہ، عشرہ ذی الحجہ کا روزہ۔ ہر مہینہ کے تین دن کا روزہ۔ فجر کی سنتیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان المبارک کے روزے رکھا کرو اور ہر مہینے کے تین دن، کہ یہ زمانہ بھر کے روزے بن جائیں گے۔ اور اس سے سینہ کا کینہ اور کھوٹ جاتا رہے گا۔ (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

تین قسم کے قرضوں کے لئے اللہ تعالیٰ ضامن ہو جاتے ہیں

حضرت ثابت بُنانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس تھے انہوں نے ذکر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تین قسم کا قرضہ لینے والے بندے کے لئے اس کے قرض کا ضامن بن جاتے ہیں۔

ایک وہ شخص جو گناہ سے بچنے کے لئے نکاح کرتا ہے، اور اس سلسلہ میں ضروری قرض لینا پڑا جو ادا نہ کر سکا اور مر گیا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا قرض چکانے کے ضامن ہیں۔

دوسرا وہ شخص جو مسلمانوں کی اعانت اور جہاد کے لئے قرض لیتا ہے۔

تیسرا وہ شخص جو کسی میت کے کفن کے لئے قرض لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے قرض خواہ کو قیامت کے دن راضی کر دیں گے۔ (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

تین چیزیں ایمان سے محروم کردیتی ہیں

ابوبکر الوراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بندوں پر ظلم کرنا اکثر سلبِ ایمان کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ ابوالقاسم حکیم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کیا کوئی گناہ ایسا بھی ہے جو بندے کو ایمان سے محروم کردیتا ہے؟ فرمایا ہاں تین چیزیں ہیں جو آدمی کو ایمان سے محروم کر دیتی ہیں۔

۱. پہلی نعمتِ اسلام پر شکر نہ کرنا۔

۲. دوسری اسلام کے جاتے رہنے کا کوئی خوف وخطر محسوس نہ کرنا۔

۳. اور تیسری اہل اسلام پر ظلم کرنا۔ (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

تین باتوں کی تاکید

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو تین باتوں کی تاکید فرمائی۔

ارشاد فرمایا کہ موت کا ذکر اس کثرت سے کرو کہ اور باتوں کا دھیان نہ رہے۔

دوسرے اللہ پاک کا شکر خوب کرو کہ اس سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے۔

اور دعا کا خوب التزام کرو کہ کیا جانیں کب قبول ہوجائے۔

اور تین باتوں سے منع فرمایا کہ عہد مت توڑو اور نہ ہی نقض عہد میں کسی کا تعاون کرو۔

دوسرے کسی پر ظلم کرنے سے بہت ہی بچو کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کی ضرور مدد فرماتے ہیں۔

تیسرے مکروفریب سے پرہیز رکھو کہ اس کا وبال اپنے اوپر ہی پڑتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مومن کے ظالم ہونے کو تین باتیں کافی

ہیں۔

۱. کہ جو کام خود کرتا ہے دوسروں کو اس کا الزام دیتا ہے اور عیب لگاتا ہے۔

۲. نیز دوسروں میں ایسے عیوب دیکھتا ہے جو اپنے اندر نہیں دیکھ پاتا۔

۳. اپنے ہم نشین کو لایعنی باتوں میں ایذا پہنچاتا ہے۔

(بحوالہ چیدہ چیدہ ذخیرہ معلومات)

تین باتیں اللہ کو محبوب اور پسندیدہ ہیں

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کسی نے اپنے اندر تین باتیں پیدا کرلیں اس نے پورا ایمان اپنے اندر سمولیا۔

۱......تنگدستی میں بھی فی سبیل اللہ خرچ کرنا۔

۲......اپنی ذات سے انصاف کرنا۔

۳......مخلوق میں سلام کو عام کرنا اور پھیلانا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو تین باتیں سب سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہیں۔

۱......طاقت کے باوجود معاف کردینا۔

۲......تیزی میں میانہ روی اختیار کرنا۔

۳......اللہ کے بندوں پر مہربانی کرنا اور جو کوئی اللہ کے بندوں پر مہربانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر مہربانی فرماتے ہیں۔ (بحوالہ چیدہ چیدہ ذخیرہ معلومات)

تین چیزیں ہلاک کرنے والی اور نجات دینے والی

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تین چیزیں نجات دلانے والی ہیں اور تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔ ہلاک کرنے والی یہ ہیں:

۱. حرص جس میں کوئی مبتلا ہو جائے۔

۲. اور خواہشات جن کی پیروی ہونے لگے۔

۳. اور تیسری خودفریبی ہے۔

اور نجات دلانے والی چیزیں یہ ہیں:

۱. عدل وانصاف جو ہر حال میں پیشِ نظر ہو۔

۲. خوشی وناخوشی میں عدل کرنا اور فقر و مالداری میں میانہ روی اختیار کرنا۔

۳. خلوت اور جلوت میں اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنا۔ (بحوالہ چیدہ چیدہ ذخیرہ معلومات)

تین چیزوں کو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہیں

تین چیزوں کو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

۱...... لا الٰہ الا اللّٰہ کی شہادت۔

۲...... قبولیت کا یقین رکھنے والے کی دُعا۔

۳...... باپ کی دُعا بیٹے کے لئے اور مظلوم کی بددُعا ظالم کے لئے۔

(بحوالہ چیدہ چیدہ ذخیرہ معلومات)

تین قسمیں آدمیوں کی

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ تین طرح کے ہیں۔ عالم ربانی اور متعلم یہ دونوں تو نجات کی راہ پر گامزن ہیں اور باقی لوگ مخلوط اور گھٹیا قسم کے ہیں جو ہر آواز کے پیچھے چل دیتے ہیں اور ہر ہوا کے رُخ پر مڑ جاتے ہیں۔ (بحوالہ چیدہ چیدہ ذخیرہ معلومات)

تین قابلِ تعجب چیزیں

ایک روایت میں ہے کہ فرشتے تین چیزوں سے تعجب کرتے ہیں۔

۱...... اس فاسق عالم سے جو لوگوں کو ایسے علوم بتاتا ہے جن پر خود عمل نہیں کرتا۔

۲......اس گنہگار کی قبر سے جسے خوب چونا گچ کیا جاتا ہے۔
۳......فاسق وفاجر شخص کے جنازہ پر منقش چادروں سے۔

(بحوالہ چیدہ چیدہ ذخیرہ معلومات)

تین آدمیوں کو سب سے زیادہ قیامت کے دن حسرت ہوگی

کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ حسرت قیامت کے دن تین آدمیوں کو ہوگی۔

۱......ایک اس آقا کو جس کا نیک غلام تو جنت میں جائے گا اور خود دوزخ میں۔

۲......اس شخص کو جو مال جمع کرتا رہا اور اس کے حقوق واجبہ میں خرچ نہ کرتا تھا، یونہی مر گیا اس کے وارثوں نے اسی مال کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں لگایا اور نجات پائی اور یہ جمع کرنے والا دوزخ میں گیا۔

۳......تیسرے وہ عالم سُوء جو لوگوں کو حدیثیں سناتا رہا، وہ ان پر عمل کر کے نجات پاگئے اور یہ خود بدعملی کی وجہ سے دوزخی ہوا۔ (بحوالہ چیدہ چیدہ ذخیرہ معلومات)

تین طرح کے علماء ہیں

کہتے ہیں کہ علماء تین طرح کے ہیں ایک عالم باللہ اور عالم بامر اللہ۔ دوسرے عالم باللہ جو عالم بامر اللہ نہ ہو۔ تیسرے عالم بامر اللہ ہو لیکن عالم باللہ نہ ہو۔

۱......عالم باللہ و بامر اللہ تو وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتا ہے اور اس کے لئے حدود وفرائض کا علم رکھنے والا ہے۔

۲......عالم باللہ جو عالم بامر اللہ نہیں وہ ہے جو خوف خداوندی تو رکھتا ہے مگر حدود و فرائض کا عالم نہیں۔

۳......عالم بامر اللہ جو عالم باللہ نہیں وہ ہے جو حدود وفرائض سے تو واقف ہے مگر خوف وخشیتِ خداوندی سے کورا ہے۔ (بحوالہ چیدہ چیدہ از حکمت کے موتی)

تین طرح کی نینداور تین طرح کی ہنسی

کہتے ہیں کہ تین طرح کی نیند اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اور تین طرح کی ہنسی اللہ تعالیٰ کو مبغوض ہے۔

مجلس ذکر میں سونا، نماز فجر کے بعد اور نماز عشاء سے پہلے سونا اور فرض نماز میں سونا۔

ہنسی جنازہ کے پیچھے، مجلس ذکر میں اور قبرستان میں۔

(بحوالہ چیدہ چیدہ از حکمت کے موتی)

تین چیزیں میزبان پر اور تین مہمان پر لازم ہوتی ہیں

کہتے ہیں کہ جب آدمی مہمانوں کو دعوت پر بلائے تو تین چیزیں میزبان پر اور تین مہمان پر لازم ہوتی ہیں۔ میزبان کے لئے تو یہ ہیں کہ:

۱. اپنی اوقات سے بڑھ کر مہمان کے لئے تکلف نہ کرے اور نہ کوئی امر سنت کے خلاف کرے۔

۲. دوسرے یہ کہ کسب حلال سے مہمانی کرے۔

۳. تیسرے یہ کہ دعوت میں نماز کے وقت کا خاص خیال رکھے۔

اور مہمان پر بھی لازم ہے کہ جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے، دوسرے یہ کہ جو کچھ پیشِ خدمت کیا جائے بخوشی قبول کرے۔ تیسرے یہ کہ لوٹتے وقت میزبان کے لئے برکت کی دعا کرے۔ (بحوالہ چیدہ چیدہ از حکمت کے موتی)

تین چیزوں سے تقویٰ پہچانا جاتا ہے

کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیٰ نبینا علیہم السلام نے اپنے بیٹے سلیمان علیہ السلام سے فرمایا بیٹا! کسی آدمی کا تقویٰ تین چیزوں سے پہچانا جاتا ہے۔

۱......جو پاس نہیں اس کے متعلق کامل توکل رکھتا ہو۔

۲......جو مل گیا اس پر دل سے راضی ہو۔

۳......اور جو جاتا رہا اس پر پوری طرح سے صابر ہو۔

(بحوالہ چیدہ چیدہ از حکمت کے موتی)

تین چیزوں کا خوب خیال رکھو

کہتے ہیں کہ ایک آدمی شقیق زاہد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت فرمایئے۔ ارشاد فرمایا کہ تین چیزوں کا خوب خیال رکھو۔

۱. اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو کہ وہ ثابت قدمی عطا کرتا ہے۔

۲. اور اس کے دشمن سے لڑائی رکھو کہ وہ تیری مدد بھی فرماتا ہے۔

۳. اور اس کے وعدوں کے سچا ہونے کا یقین کرو کہ وہ تجھ تک پہنچائے گا۔

تین خصوصی اوصاف

کسی دانا کا قول ہے کہ اولیاء اللہ کے لئے تین خصوصی اوصاف ہیں۔ ہر بات میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد، ہر بات میں اللہ تعالیٰ کی طرف اِحتیاج اور ہر بات میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع۔

تین خصلتیں جن کا اختیار کرنا لازمی ہے

محمد بن کعب قُرظی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جن میں سے کوئی ایک بھی کسی حالت میں نہیں چھوڑنی چاہیے۔

۱......کسی پر کبھی زیادتی نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

انما بغیکم علیٰ انفسکم. (۱۰/۲۳)

"یہ تمہاری سرکشی تمہارے لئے وبال ہونے والی ہے۔"

۲......اور کسی کے خلاف تدبیر نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ولا یحیق المکر السیء الا باھلہ. (۴۳/۲۳)

''اور بُری تدبیروں کا وبال ان تدبیر والوں ہی پر پڑتا ہے۔''

۳. اور کبھی عہد نہ توڑو کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فمن نکث فانما ینکث علٰی نفسہ. (۱۰/۴۸)

''پھر جو شخص عہد توڑے گا سو اس کے عہد توڑنے کا وبال اسی پر پڑے گا۔''

(بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

تین درجے ہیں زُہد کے

ابراہیم بن اَدہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں زُہد کے تین درجے ہیں فرض، فضل اور سلامت۔ فرض تو حرام سے بچنا ہے اور فضل یہ ہے کہ حلال میں بھی محتاط رہے اور سلامت یہ کہ مُشتبہ امور میں پرہیزگاری اختیار کرے۔ (بحوالہ چیدہ چیدہ از حکمت کے موتی)

تین دوست انسان کے

علم دولت اور عزت تینوں دوست تھے، ایک مرتبہ ان کے بچھڑنے کا دن آ گیا علم نے کہا مجھے درسگاہوں میں تلاش کیا جا سکتا ہے، دولت کہنے لگی مجھے امراء اور بادشاہوں کے محلات میں تلاش کیا جا سکتا ہے، عزت خاموش رہی علم اور دولت نے اس سے اس کی خاموشی کی وجہ پوچھی تو عزت ٹھنڈی آہ بھرتی ہوئی کہنے لگی کہ جب میں کسی سے بچھڑ جاتی ہوں تو دوبارہ نہیں ملتی۔

تین باتوں سے علیحدگی

آپ ﷺ تین باتوں سے اپنے آپ کو بالکل علیحدہ رکھتے تھے۔

(۱)......جھگڑے سے، (۲)......تکبر سے، (۳)......بے کار بات کرنے سے۔

اور تین باتوں سے اپنے آپ کو بچا رکھا تھا۔

(۱)......نہ کسی کی مذمت فرماتے۔

(۲)......نہ کسی کو عیب لگاتے۔

(۳)......نہ کسی کے عیب تلاش کرتے۔ (بحوالہ: شوق فقیر، صفحہ نمبر ۶۳)

تین نصیحتیں حضور ﷺ کی

حضور ﷺ نے فرمایا سنو ابوبکر تین چیزیں بالکل برحق ہیں۔

(۱)......جس پر کوئی ظلم کیا جائے اور وہ اس سے چشم پوشی کرے تو ضرور اللہ تعالیٰ اسے عزت دے گا اور اس کی مدد کرے گا۔

(۲)......جو شخص سلوک اور احسان کا دروازہ کھولے گا اور صلہ رحمی کے ارادے سے لوگوں کو دیتا رہے گا اللہ تعالیٰ اسے برکت دے گا اور زیادتی عطا فرمائے گا۔

(۳)......اور جو شخص ہاتھ بڑھا کر سوال کا دروازہ کھولے گا اور لوگوں سے مانگتا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کے ہاں بے برکتی کردے گا اور کمی میں ہی اسے مبتلا رکھے گا۔ یہ روایت ابوداؤد شریف میں بھی ہے۔ (بحوالہ کنز العمال)

تین جھوٹ جائز ہیں

حضرت نواس بن سمعان ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا بات ہے میں تم کو کذب میں گرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں جس طرح پروانے آگ میں گرتے ہیں۔ (سن لو) ہر ایک جھوٹ لکھا جاتا ہے سوائے اس جھوٹ کے جو لڑائی میں دشمنوں کو دھوکہ دینے کیلئے بولا جائے اور وہ جو دو آدمیوں میں صلح صفائی کی غرض سے ہو اور وہ جھوٹ جو شوہر اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لئے بولے۔

(بحوالہ: شعیب الایمان)

تین چیزیں موجب بواسیر ہیں

اطباء لکھتے ہیں کہ

(۱)......مچھلی اور انڈہ کھانے سے بواسیر کا مرض ہوتا ہے۔

(۲)......اسی طرح مٹی کھانے سے بھی۔

(۳)...... بیت الخلاء میں زیادہ دیر تک بیٹھنے سے بھی مرض بواسیر لاحق ہو جاتا ہے۔

(بحوالہ: اطباء کے حیرت انگیز کارنامے)

تین چیزوں کی گناہ گاروں کو ضرورت ہے

(۱)......ایک تو اللہ تعالیٰ کی معافی کی تا کہ عذاب سے نجات پائیں۔

(۲)......دوسرے پردہ پوشی کی تا کہ رسوائی سے بچیں۔

(۳)......تیسرے عصمت کی تا کہ وہ دوبارہ گناہ میں مبتلا نہ ہوں۔

(بحوالہ: تفسیر ابن کثیر جلد۱، صفحہ نمبر ۵۸۳)

تین گروہ اہل جنت کے

(۱)......ایک گروہ ہوگا جن کو جنت کے خدام پانی پلا رہے ہوں گے۔

(۲)......ایک جماعت وہ ہوگی جن کو ملائکہ مشروب پلائیں گے۔

(۳)......ایک جماعت وہ ہوگی جن کو جنت کے داروغہ مشروب پلائیں گے۔

تین کام حور لینے کے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین کام ایسے ہیں جس شخص کے پاس ان میں سے ایک بھی ہوگا اس کی حور عین کے ساتھ شادی کی جائے گی۔

(۱)......وہ شخص جس کے پاس ضرورت کی امانت خفیہ طور پر رکھی گئی اور اس نے

اس کو خوف خدا کی وجہ سے ادا کر دیا۔

(۲)......وہ شخص جس نے اپنے قاتل کو معاف کر دیا۔

(۳)......وہ شخص جس نے ہر (فرض) نماز کے بعد ''قل ھواللہ احد'' (پوری سورۃ اخلاص) کی تلاوت کی۔ (بحوالہ: ترغیب اصبہانی)

تین چیزیں حضرت قتادہؓ نے حضور ﷺ سے مانگی

۱۔ بیوی کی محبت ۲۔ آنکھ کی بینائی۔

۳۔ اور جنت ان کی آنکھ کے ساتھ خدا کی خصوصی قدرت کا مظاہرہ۔

بیہقی اور ابن اسحاقؒ نے روایت کی ہے کہ جنگ احد میں حضرت قتادہ بن نعمانؓ کی آنکھ میں تیر لگا جس سے آنکھ نکل کر رخسار پر آ گئی۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت قتادہ سے فرمایا کہ اگر چاہو تو یہ آنکھ اچھی ہو جائے تو میں اس کو اس کی جگہ پر رکھ دوں اچھی ہو جائے گی۔ اور اگر چاہو تو جنت ملے تو صبر کرو، حضرت قتادہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! جنت تو بڑا اچھا انعام ہے لیکن مجھے کانا ہونا برا معلوم ہوتا ہے۔ آپ میری آنکھ اچھی کر دیجئے اور جنت کے لئے بھی میرے واسطے دعا فرمایئے۔ آپ ﷺ نے ان کی آنکھ کا ڈھیلا اٹھا کر اس کو اس کے حلقے میں ڈال کر رکھ دیا۔ اس کی روشنی دوسری آنکھ سے بھی تیز ہو گئی اور ان کے لئے جنت کی بھی دعا فرما دی۔ (رسول اللہ ﷺ کے تین سو معجزات صفحہ ۱۰۱)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت قتادہؓ اپنی آنکھ کی پتلی کو ہاتھ میں لئے ہوئے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو صبر کرے تیرے لئے جنت ہے اور اگر تو چاہے تو اسی جگہ رکھ دے کہ تیرے لئے دعا کروں۔ حضرت قتادہؓ نے عرض یا رسول اللہ ﷺ! میرے ایک بیوی ہے جس سے مجھ کو محبت ہے، مجھ کو یہ اندیشہ ہے کہ اگر بے آنکھ رہ گیا تو کہیں وہ میری بیوی مجھ سے نفرت نہ کرنے لگ جائے۔ آپ ﷺ نے دست مبارک سے آنکھ اس جگہ پر رکھ دی اور یہ دعا فرمائی۔ ''اللھم اعطہ جمالہ'' اے

اللہ اس کو حسن و جمال عطا فرما'' (الاصابہ جلد صفحہ ۲۲۵)

حضرت قتادہ بن نعمانؓ فرماتے ہیں کہ میں احد کے دن آپ ﷺ کے چہرے کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اپنا چہرہ دشمنوں کے مقابل کر دیا تا کہ دشمنوں کے تیر میرے چہرے پر پڑیں اور آپ ﷺ کا چہرہ انور محفوظ رہے۔ دشمنوں کا آخری تیر میری آنکھ پر ایسا لگا کہ آنکھ کا ڈھیلا باہر آ نکل پڑا جس کو میں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ یہ دیکھ کر آب دیدہ ہو گئے اور میرے لئے دعا فرمائی کہ یا اللہ! جس طرح قتادہ نے تیرے نبی کے چہرہ کی حفاظت فرمائی اسی طرح تو اس کے چہرے کو محفوظ رکھ، اور اس کی آنکھ کو دوسری آنکھ سے بھی زیادہ خوبصورت اور تیز نظر بنا! اور آنکھ کو اسی جگہ رکھ دیا۔ اسی وقت آنکھ بالکل صحیح اور سالم بلکہ پہلے سے بہتر اور تیز ہو گئی۔

(رواہ الطبرانی وابونعیم والدارقطنی)

تین چیزوں سے اعمال کی حفاظت ہوتی ہے

شقیق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں اعمال کا قلعہ ہیں۔

ایک یہ اعتقاد رکھنا کہ جو عمل بھی ہوا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوا، تا کہ عجب پیدا نہ ہو۔

دوسرے یہ کہ عمل سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا کو بنائے، تا کہ اپنی خواہش مغلوب ہو۔

تیسرے یہ کہ عمل کے ثواب کی صرف اللہ تعالیٰ سے تمنا رکھے، کوئی اور طمع یا ریا مقصود نہ ہو۔ ان باتوں سے اعمال میں اخلاص آئے گا۔ (بحوالہ از خزینۃ الاسرار)

تین باتیں

عوف بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اچھے اور نیک لوگ اپنے خطوط میں ایک دوسرے کو تین باتیں لکھا کرتے تھے۔

۱...... جو کوئی آخرت کے لئے کمانے لگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دنیا کی کفالت فرماتے

ہیں۔

۲...... جو کوئی اپنے معاملات اللہ تعالیٰ کے ساتھ درست کر لیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ اس کے معاملات کو درست فرما دیتے ہیں۔

۳. جو کوئی اپنے باطن کو درست کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو درست فرما دیتے ہیں۔

(بحوالہ از خزینۃ الاسرار)

تین چیزوں میں مبتلا

حامد لفاف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کی ہلاکت کا ارادہ فرماتے ہیں تو اسے تین چیزوں میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

۱...... اسے عمل عطا فرماتے ہیں مگر اہل علم جیسے اعمال سے محروم رکھتے ہیں۔

۲...... اسے نیک لوگوں کی ہم نشینی نصیب فرماتے ہیں مگر ان کی حق شناسی سے کورا رکھتے ہیں۔

۳...... نیک اعمال کا دروازہ اس پر کھولتے ہیں مگر اخلاص سے بے بہرہ رکھتے ہیں۔

(بحوالہ از خزینۃ الاسرار)

تین چیزوں کو بھولنا نہیں چاہیے

ایک دانا کو مقولہ ہے کہ عقل مند کو تین چیزیں کبھی نہ بھولنی چاہیے۔ ایک دنیا کا فانی ہونا اور اس کی بہاروں کا اجڑ جانا۔ دوسرے موت۔ تیسرے وہ آفات جن سے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں۔

(بحوالہ از خزینۃ الاسرار)

تین چیزیں تعجب خیز ہیں

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بعض نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اور بعض نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا نام لکھا ہے، لیکن مشہور روایت ابوذر رضی اللہ عنہ

کی ہے، فرماتے ہیں کہ تین چیزوں پر مجھے اس قدر تعجب ہوا کہ ہنسی آنے لگی اور تین چیزوں پر اس قدر غم ہوا کہ رونا آگیا۔ ہنسی والی تین چیزوں میں سے۔

پہلی چیز وہ شخص جو طالب دنیا ہے حالانکہ موت اس کی تلاش میں ہے، یعنی دنیا سے لمبی لمبی امیدیں وابستہ رکھتا ہے لیکن موت کا دھیان نہیں کرتا۔

دوسرے وہ شخص ہے جو خود تو غافل ہے مگر اس سے غفلت نہیں کی جارہی یعنی موت سے غافل ہے اور قیامت اس کے سامنے ہے۔

تیسرے وہ شخص جو منہ بھر کے ہنستا ہے اور نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہیں یا ناراض۔

اور رُلانے والی چیزوں میں سے ایک اپنے پیاروں کی جدائی ہے، یعنی حضور ﷺ کا وصال اور آپ ﷺ کے صحابہؓ کا وفات پاجانا۔

دوسری چیز موت کے وقت کی گھبراہٹ۔

اور تیسری بات اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری ہے کہ کچھ پتا نہیں میرے لئے کس جانب کا حکم ہوگا، جنت کی طرف لے جائے گا یا دوزخ کی طرف۔

آنحضرت ﷺ سے روایت ہے کہ موت کے متعلق جو کچھ تم جانتے ہو اگر جانوروں کو بھی معلوم ہوجاتا تو تمہیں بڑھیا گوشت کھانے کو کہیں نہ ملتا۔

(بحوالہ تاریخ ابن خلدون ج ۴)

تین آدمیوں کی دُعا رد نہیں ہوتی

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین قسم کے آدمی ہیں جن کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی۔ عادل حکمران، روزہ دار جب کہ افطار کرنے لگے اور مظلوم کی دعا کو سب پردوں سے اوپر اٹھایا جاتا ہے۔ اور رب ذوالجلال فرماتے ہیں مجھے اپنے جلال اور عزت کی قسم کہ میں تیری ضرور مدد کروں گا۔ گو کچھ عرصہ بعد ہی سہی۔ (حوالہ بالا)

تین بار جنت اور دوزخ کو یاد کرنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے تین بار جنت کا سوال کرتا ہے تو جنت کہتی ہے اے اللہ! اسے جنت میں داخل کردے اور جو شخص دوزخ سے تین بار پناہ چاہتا ہے تو دوزخ کہتی ہے اے اللہ! اسے آگ سے پناہ دے۔ سو ہم اللہ تعالیٰ کے حضور سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں آگ سے پناہ نصیب فرمائیں اور جنت کا داخلہ عطا فرمائیں۔ (بحوالہ از خزینۃ الاسرار)

تین قسمیں اعمال نامے کی

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اعمال نامے تین قسم کے ہیں۔

ایک وہ جس کو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں گے۔

دوسرے وہ جن کی اللہ تعالیٰ مغفرت نہیں فرمائیں گے۔

تیسرے وہ جن سے اللہ تعالیٰ کچھ بھی نہ چھوڑیں گے۔

پہلا وہ ہے جس میں بندہ نے خود اپنی ذات پر گناہوں کی وجہ سے ظلم کیا ہے اور معاملہ اس کے اور اللہ کے درمیان ہے۔ دوسرا وہ ہے جس میں بندے نے شرک کیا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

انه من يشرك بالله فقد حرم الله عليه الجنة وماوه النار ؕ

”بے شک جو شخص اللہ کے ساتھ شریک قرار دے گا اس پر اللہ تعالیٰ جنت کا داخلہ حرام کردے گا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔“

اور تیسرے وہ ہے جس میں بندوں کے باہمی ایک دوسرے پر ظلم ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ قیامت میں تمام حقوق

والوں کو ان کے حقوق دلائے جائیں گے، حتیٰ کہ سینگ والی بکری نے اگر بے سینگ بکری کو مارا تھا تو بے سینگ بکری کو سینگ والی بکری سے بدلہ دلا جائے گا۔ اس لئے بندہ کو چاہیے کہ وہ اپنے جھگڑے والوں کو راضی کرنے کو کوشش کرے کیونکہ بندہ کا معاملہ اگر اللہ کے ساتھ ہے تو وہ رحیم ہے، معافی مانگنے پر بخش دیتا ہے۔ البتہ اگر معاملہ بندہ کا بندے کے ساتھ ہوگا تو وہ لازمی طور پر اپنے حق کا مطالبہ کرے گا جس میں توبہ استغفار کچھ فائدہ نہیں دیتے، جب تک کہ صاحبِ حق راضی نہ ہو۔ اگر اسے راضی نہ کر سکا تو قیامت کے دن وہ اس کی نیکیوں سے اپنا حق وصول کرلے گا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

(بحوالہ از معارف الحدیث)

تین عمل مرنے کے بعد جاری رہنے والے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کے عمل بھی بند ہو جاتے ہیں البتہ تین عمل بند نہیں ہوتے۔

۱...... صدقہ جاریہ۔

۲...... علم جس سے لوگ نفع حاصل کر رہے ہوں۔

۳...... نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہو۔ (بحوالہ از معارف الحدیث)

تین حقوق بیٹے کے باپ کے ذمہ

فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا باپ کے ذمہ بیٹے کے حقوق میں سے تین چیزیں ہیں۔

۱...... پیدائش پر اس کا اچھا نام رکھے۔

۲...... سمجھدار ہو جائے تو اسے قرآن پاک پڑھائے۔

۳......بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کرے۔ (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

تین چیزیں اہل جنت کے اخلاق میں سے ہیں

کہتے ہیں کہ تین چیزیں اہل جنت کے اخلاق میں سے ہیں جو کسی مرد کامل میں ہی پائی جاسکتی ہیں۔

۱......برائی کرنے والے کے ساتھ بھلائی کرنا۔

۲......ظالم سے درگزر کرنا۔

۳. محروم رکھنے والے کو عطا کرنا۔ یمحو اللہ ما یشآء ویثبت (۳۹/۱۴)

''اللہ تعالیٰ جس حکم کو چاہیں موقوف کر دیتے ہیں اور جس حکم کو چاہیں ثابت رکھتے ہیں۔'' (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

تین قسمیں ہمسایہ کی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمسائے تین طرح کے ہوتے ہیں بعض کے تین حقوق ہیں بعض کے دو اور بعض کا صرف ایک حق ہے۔

پہلی قسم کا وہ ہمسایہ ہے جو ہمسائیگی کے علاوہ رشتہ دار بھی ہے اور مسلمان بھی۔

دوسری قسم مسلمان ہمسائے کی ہے۔

اور تیسری قسم یعنی جس کا صرف ایک حق ہے وہ ایسا ہمسایہ ہے جو نہ مسلمان ہے نہ رشتہ دار بلکہ ذمی کافر ہے۔

جب پڑوسی مسلمان رشتہ دار ہو تو اس کے تین حق ہیں۔ قرابت کا، اسلام کا اور ہمسایہ ہونے کا۔ رشتہ دار نہ ہو تو صرف اسلام اور ہمسائیگی کے دو حق ہوں گے۔ اور اگر ذمی کافر ہو تو صرف پڑوسی ہونے کا حق ہے۔ لہٰذا پڑوسی خواہ ذمی کافر ہی ہو اس کے حق کی رعایت بھی لازم ہے۔ (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

تین چیزیں نکل کر کبھی واپس نہیں آتی

۱　تیر کمان سے۔

۲　بات زبان سے۔

۳　جان جسم سے۔

تین چیزیں بھائی کو بھائی کا دشمن بنادیتی ہیں

۱　عورت۔

۲　مال۔

۳　زمین۔

تین فراعنہ مصر

۱......فرعون سنان بن الاشعل بن علوان بن العمید بن عملیق یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں تھا۔

۲......فرعون ریان بن الولید یہ سیدنا یوسف علیہ السلام کے زمانے کا ہے۔

۳......فرعون الولید بن مصعب یہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا ہے۔

(بحوالہ: حیرت انگیز اسلامی معلومات)

تین واجب التعظیم شخص

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین اشخاص کی تعظیم خداوندی کی ہے، بوڑھا مسلمان، حافظ قرآن جو نہ حد سے تجاوز کرنے والا ہو (یعنی غلط خواں اور غلط طریقہ سے تفسیر کرنے والا نہ ہو) اور نہ اس کی تلاوت سے دوری اختیار کرنے والا ہو، مصنف بادشاہ۔ (بحوالہ: ابوداؤد شریف)

تین چیزیں قرآن میں

☆ قرآن میں تقویٰ کے تین درجے ہیں

تقویٰ عام، تقویٰ خاص، تقویٰ اخص الاخواص۔

☆ قرآن میں یقین کے تین درجے ہیں

علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین۔

☆ قرآن میں دلیل کے تین درجے ہیں

دلیل سماوی، دلیل ارضی، دلیل انفسی

☆ قرآن میں ایمان کے تین درجے ہیں

وجود ذہنی، وجود عینی، وجود لسانی۔

☆ قرآن میں صراط مستقیم پر آنے کے تین طریقے ہیں

سن کر، دیکھ کر، پوچھ کر۔ (بحوالہ: حیرت انگیز اسلامی معلومات)

تین شخص حساب سے آزاد

حضرت ابن عباس ﷺ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تین شخص ایسے ہیں جنہیں حساب کتاب کی کوئی پرواہ نہیں ہوگی (اور وہ اس سے بالکل بے فکر ہوں گے) اور انہیں نہ تو پہلے صور کی چیخ دہشت زدہ کرے گی اور نہ کوئی قیامت کے دن میدان محشر کی بڑی گھبراہٹ غمگین کرے گی۔"

۱......ایک قرآن کا حافظ جو حق تعالیٰ کے احکام پوری پابندی سے عمل کرے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں (اہل جنت کا) سردار اور معزز ہو کر آئے گا۔ یہاں تک کہ رسولوں کا رفیق بن جائے گا۔

۲......دوسرا وہ مؤذن جو سات سال تک اذان دے اور اس پر تنخواہ نہ لے۔

۳......تیسرا وہ غلام جو اپنی جان سے اللہ کا حق ابھی ادا کرے اور اپنے مالکوں کا بھی۔ (بیہقی)

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے خطاب کر کے فرمایا کہ "کیا تم میں سے کوئی شخص اس کی قدرت نہیں رکھتا ہے کہ ہر روز قرآن کی ایک ہزار آیتیں پڑھا کرے۔" صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ روزانہ ایک ہزار آیتیں کون پڑھ سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "تم میں کوئی ﴿ الھکم التکاثر ﴾ نہیں پڑھ سکتا۔" مطلب یہ کہ ﴿ الھکم التکاثر ﴾ روزانہ پڑھنا ایک ہزار آیتوں کے برابر ہے۔ (معارف القران ج۸ ص ۸۱۰)

تین سطریں جنت کے دونوں طرف سونے کے پانی سے تحریر ہیں

(۱)......لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۲)......جو ہم نے آگے بھیج دیا یعنی صدقہ وغیرہ کر دیا اس کا ثواب مل گیا اور جو دنیا میں ہم نے کھا پی لیا اس کا ہم نے نفع اٹھا لیا اور جو کچھ ہم چھوڑ آئے اس میں ہمیں نقصان ہوا۔

(۳)......امت گناہ گار ہے اور رب بخشنے والا ہے۔ (منتخب احادیث صفحہ نمبر ۴۷)

تین نصیحتیں عقبہ بن عامر کی اپنی وفات کے وقت اپنی اولاد کو

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت جب قریب آیا تو انہوں نے فرمایا! "اے میرے بیٹو! میں تمہیں تین باتوں سے روکتا ہوں انہیں اچھی طرح یاد رکھنا"۔

۱......حضور اکرم ﷺ کی طرف سے حدیث صرف معتبر اور قابل اعتماد آدمی سے ہی لینا کسی اور سے نہ لینا۔

۲......قرضہ لینے کی عادت نہ بنالینا چاہے چوغہ پہن کر گزارا کرنا پڑے۔
۳......اشعار لکھنے میں نہ لگ جانا ورنہ ان میں تمہارے دل ایسے مشغول ہوجائیں گے کہ قرآن سے رہ جاؤ گے۔ (حیاۃ الصحابہ جلد ۳، ص ۲۳۱)

تین دیوان نکلیں گے قیامت کے دن انسان کے

آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ قیامت کے دن انسان کے تین دیوان نکلیں گے، ایک میں نیکیاں لکھی ہوئی ہوں گی، دوسرے میں گناہ ہوں گے، تیسرے میں خدا کی نعمتیں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں میں سے سب سے چھوٹی نعمت سے فرمائے گا کہ اٹھ اور اپنا معاوضہ اس کے نیک اعمال سے لے لے۔ اس سے اس کے سارے ہی نیک عمل ختم ہوجائیں گے، پھر بھی وہ یکسو ہوکر کہے گی کہ باری تعالیٰ میری پوری قیمت وصول نہیں ہوئی۔ خیال کیجئے ابھی گناہوں کا دیوان یونہی الگ تھلگ رکھا ہوا ہے، اور تمام نعمتوں کا دیوان بھی یونہی رکھا ہوا ہے۔ اگر بندے پر خدا کا ارادہ رحم و کرم کا ہوا تو اب وہ اس کی نیکیاں بڑھادے گا اور اس کے گناہوں سے تجاوز کرجائے گا اور اس سے فرمادے گا کہ میں نے اپنی نعمتیں تجھے بغیر بدلے کے بخش دیں۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۳، صفحہ ۷۸)

تین چیزیں دانتوں کے لئے ضرر رساں

اطباء لکھتے ہیں کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے دانت خراب ہوجاتے ہیں۔

(۱)......گرم کھانا کھانے کے بعد ٹھنڈا پانی پینے سے۔
(۲)......مچھلی اور انڈہ بیک وقت کھانے سے۔
(۳)......میٹھی چیز کھانے سے۔ (بحوالہ: انتخاب لاجواب)

چار کا عدد

چار خوش نصیب محدثین محمد نام کے

تیسری صدی ہجری میں مصر کے چار محدثین بہت مشہور ہوئے چاروں کا نام محمد تھا اور چاروں علم حدیث کے جلیل القدر ائمہ میں شمار ہوئے۔ ان میں سے ایک محمد بن نصر مروزی رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ تیسرے محمد بن المنذر رحمۃ اللہ علیہ اور چوتھے محمد بن اسحاق بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ۔ ان کا ایک عجیب واقعہ حافظ ابن کثیر نے نقل کیا ہے۔ یہ چاروں حضرات مشترکہ طور سے حدیث کی خدمت میں مشغول تھے۔ بسا اوقات ان علمی خدمات میں انہماک اس قدر بڑھتا کہ فاقوں تک نوبت پہنچ جاتی۔ ایک دن چاروں ایک گھر میں جمع ہو کر احادیث لکھنے میں مشغول تھے کھانے کو کچھ نہ تھا بالآخر طے پایا کہ چاروں میں سے ایک صاحب طلب معاش کے لئے باہر نکلیں گے تاکہ غذا کا انتظام ہو سکے۔ قرعہ ڈالا گیا تو حضرت محمد بن نصر مروزیؒ کے نام نکلا۔ انہوں نے طلب معاش کیلئے نکلنے سے پہلے نماز پڑھنی اور دعا کرنی شروع کر دی۔

یہ ٹھیک دوپہر کا وقت تھا اور مصر کے حکمران احمد بن طولونؒ اپنی قیام گاہ میں آرام کر رہے تھے ان کو سوتے ہوئے خواب میں سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ فرما رہے تھے کہ محدثین کی خبر لو، ان کے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہے۔

ابن طولون بیدار ہوئے تو لوگوں سے تحقیق کی کہ اس شہر میں محدثین کون کون ہیں؟ لوگوں نے ان حضرات کا پتہ دیا۔ احمد بن طولون نے اسی وقت ان کے پاس ایک ہزار دینار بھجوائے اور جس گھر میں وہ خدمت حدیث میں مشغول تھے اسے خرید کر وہاں ایک مسجد

بنوادی اور اسے علم حدیث کا مرکز بنا کر اس پر بڑی جائیدادیں وقف کردیں۔

(البدیہ والنہایہ ص ۱۰۳، ج ۱۱)

چار چیزیں قرآن مجید سے متعلق

۱۔ آسمانی کتابیں چار ہیں۔ توریت، انجیل، زبور اور قرآن مجید۔

۲۔ آپ ﷺ کا نام مبارک محمد قرآن مجید میں صرف چار مرتبہ آیا ہے۔

۳۔ قرآن مجید کے خزانے کی کنجی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں بھی چار ہی کلمے ہیں۔

۴۔ قرآن مجید چار مضامین میں بند ہے۔ عقائد، احکام، قصص، امثال۔

۵۔ قرآن مجید میں چار مقصودی مسائل ہیں۔ توحید رسالت، صدق قرآن، آخرت

۶۔ قرآن مجید میں چار جماعتوں کا تذکرہ ہے۔ مومنین، منافقین، مشرکین، اھل کتاب۔

۷۔ قرآن مجید میں ہدایت کے چار درجے ہیں، ھدایت، استقامت، انابت الی اللہ، رابط علی القلب۔

۸۔ قرآن مجید میں گمراہی کے چار درجے ہیں۔ شک، اضلال، جدال، مہر جباریت۔

۹۔ قرآن مجید میں کفر کی چار قسمیں ہیں۔ کفر تکذیب، کفر اعراض، کفر نفاق کفر ارتداد۔

۱۰۔ قرآن مجید میں شرک کی چار قسمیں ہیں۔ شرک فی العلم، شرک فی التصرف، شرک، فی الدین، شرک فی عبادۃ الصالحین۔

۱۱۔ قرآن مجید کی ہر سورۃ میں چار چیزیں ہیں۔ امتیاز سورت، ۔ ربط سورت،

دعویٰ سورت، تقسیم سورت۔

۱۲۔ قرآن مجید میں شرک فعلی کی چار قسمیں ہیں۔تحریمہ اللہ، تحریمہ غیر اللہ، نیازات اللہ، نیازات غیر اللہ۔

۱۳۔ قرآن مجید میں عذاب کی چار وجوہات ہیں۔استھزاء بالرسل، اخراج بالرسل، معجزہ کا انکار۔اہل حق سے مقابلہ۔(خطبات حکیم الاسلام، جلد صفحہ نمبر ۲۵۸)

چار علامات نیک بختی کی

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار باتیں آدمی کی نیک بختی کی علامت ہیں۔

۱......اس کی بیوی نیک ہو

۲......اولاد فرمانبردار اور صالح ہو۔

۳......اس کے شرکاء اور ساتھی نیک ہوں۔

۴......اس کا رزق اپنے وطن میں ہو۔

چار خصلتیں منافقت کی

حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس میں چار خصلتیں ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں ان میں سے ایک خصلت ہوگی تو اس میں منافقت کی ایک خصلت ہوگی جب تک کہ اسے چھوڑ نہ دے۔وہ چار خصلتیں یہ ہیں۔

۱......جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

۲......جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

۳......جب عہد کرے تو دھوکہ دے۔

۴......جب جھگڑا کرے تو گالیاں دے۔ (مشکوۃ المصابیح صفحہ ۱۷، از بخاری ومسلم)

چار قسم کے دل ہیں

مسند احمد ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دل چار قسم کے ہیں:

۱۔ ایک تو صاف دل جو روشن چراغ کی طرح چمک رہا ہو۔

۲۔ دوسرے وہ دل جو غبار آلود ہیں۔

۳۔ تیسرے وہ دل جو الٹے ہیں۔

۴۔ چوتھے وہ دل جو مخلوط ہیں۔

پہلا دل تو مومن کا ہے جو پوری طرح نورانی ہے۔ دوسرا کافر کا دل ہے جس پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ تیسرا دل خالص منافقوں کا ہے جو جانتا ہے اور انکار کرتا ہے، چوتھا دل اس منافق کا ہے جس میں ایمان اور نفاق دونوں جمع ہیں ایمان کی مثال اس سبزے کی طرح ہے جو پاکیزہ پانی سے بڑھ رہا ہو اور نفاق کی مثال اس پھوڑے کی طرح جس میں پیپ اور خون بڑھتا ہی جاتا ہے۔ اب جو مادہ بڑھ جائے دوسرے پر غالب آجاتا ہے۔

اس حدیث کی اسناد بہت ہی عمدہ ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۸۹)

چار چیزوں کا مطالبہ انبیاء علیہم السلام کی طرف سے

حضرت ابوبکر ورّاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ مخلوق کو اس کی طرف بلائیں اور دعوت دیں اور ان پر چار چیزوں کا مطالبہ رکھیں، دل، زبان دیگر اعضاء اور خُلق پھر ان چار میں سے بھی ہر ایک سے دو باتوں کا مطالبہ کیا۔ دل سے احکام خداوندی کی تعظیم اور مخلوق پر شفقت کا مطالبہ۔ زبان سے ہمیشہ پابندی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور لوگوں کے ساتھ خوش کلامی کا مطالبہ۔ دیگر اعضاء سے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور مسلمانوں سے تعاون کا مطالبہ۔ اور خُلق سے اللہ تعالیٰ کی قضا پر

راضی رہنے اور مخلوق کے ساتھ اچھے معاملے اور ان کی تکالیف کو برداشت کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ (بحوالہ تنبیہ الغافلین)

چار گھڑیوں سے کبھی غافل نہ رہو

وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ "آل داؤد" کے حکیمانہ اقوال میں لکھا ہے:

سمجھدار انسان کو چاہیے کہ وہ چار گھڑیوں سے کبھی غافل نہ رہے، ایک وہ گھڑی جس میں اپنے رب سے مناجات کرے، دوسری وہ گھڑی جس میں اپنا محاسبہ کرے، تیسری وہ گھڑی، جس میں وہ اپنے ان مخلص دوستوں کے ساتھ تنہائی میں بیٹھے، جو اس کے عیوب سے آگاہ کریں اور پوری سچائی کے ساتھ اپنے آپ سے آشنا کریں اور چوتھی وہ گھڑی جو اپنے اور اپنی لذتوں کیساتھ گذارے، جو محمود اور حلال ہوں کہ یہی گھڑی اس کے لئے دوسری گھڑیوں میں معاون اور مددگار ہوگی اور یہی گھڑی دلوں کی راحت کا سامان ہوگی، اور سمجھدار انسان کو چاہیے کہ وہ صرف تین چیزوں کے لئے چلتا پھرتا نظر آئے، اصلاح روزگار کیلئے، حلال لذتوں کے لئے، اور وقت موجود کے زادراہ کی تیاری کیلئے۔

اور سمجھدار انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے دور اور زمانے سے خوب اچھی طرح واقف ہو، اپنی زبان کی حفاظت کرتا ہو اور اپنے کام سے کام رکھتا ہو۔ (محاسبۃ النفس ۳۰)

چار قسمیں گفتگو کی

ابو اسحاق الفزاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابراہیم بن ادھم، زیادہ تر خاموش رہا کرتے تھے اور جب گفتگو کرتے تھے تو کافی کھل کر بات کرتے تھے، ایک دن میں نے ان سے کہا: بات کیجئے نا! تو انہوں نے فرمایا: گفتگو کی چار قسمیں ہوتی ہیں۔

ایک ایسی گفتگو جس سے تم نفع کی امید بھی رکھتے ہو اور اس کے نتیجے سے بھی ڈرتے

ہو، اس سے بچنے میں ہی سلامتی ہے۔

اور ایک ایسی گفتگو جس سے نہ تم کسی فائدہ کی امید رکھتے ہو اور نہ ہی اس کے نتائج سے ڈرتے ہو، تو اس سے بچنے میں کم سے کم یہ فائدہ ہوتا ہے تم اپنے بدن اور اپنی زبان کی ذمہ داری ہلکی کر دیتے ہو۔

اور ایک ایسی گفتگو ہوتی ہے جس سے تمہیں کسی فائدہ کی امید نہیں ہوتی، جب کہ اس کے نتائج سے تم ڈرتے ہو، تو یہ سب سے خطرناک روگ ہوتا ہے۔

اور ایک ایسی گفتگو ہوتی ہے، کہ جس سے تمہیں بھرپور فائدہ حاصل کرنے کی امید ہوتی ہے، اور اس کے نتائج بھی اچھے ہوتے ہیں ایسی گفتگو کو عام کرنا اور سب تک پہنچانا تمہارا فرض بنتا ہے، وہ کہتے ہیں: کہ اس طرح انہوں نے تین تہائی گفتگو کو بیکار قرار دے دیا۔ (عیون الاخبار ۵۔۱۸۰)

چار طرح کے آدمی ہوتے ہیں

خلیل بن احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آدمی چار طرح کے ہوتے ہیں، ایک وہ آدمی جو جانتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ جانتا ہے۔ لہٰذا اس سے مسائل دریافت کیا کرو۔

اور ایک وہ آدمی جو جانتا تو ہے، مگر اسے یہ پتہ نہیں کہ وہ جانتا ہے، ایسا آدمی بھلکڑ ہوتا ہے، سو اسے یاد دلایا کرو۔

اور ایک آدمی جو کچھ نہیں جانتا اور اسے اچھی طرح پتہ ہوتا ہے کہ وہ نہیں جانتا، ایسا آدمی رشد و ہدایت کا طلبگار ہوتا ہے، اسے سکھایا کرو۔

اور ایک آدمی جو کچھ نہیں جانتا اور اس بات سے لاعلم ہوتا ہے کہ وہ کچھ نہیں جانتا، ایسا آدمی جاہل ہوتا ہے، اسے ٹھکرا دیا کرو۔ (عیون الاخبار ۵۔۱۲۶)

چار چیزیں مسلمانوں کے حقوق میں تم پر لازم ہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد گرامی نقل فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے حقوق میں سے چار چیزیں تجھ پر لازم ہیں۔

۱......یہ کہ تو ان کے نیکوکار لوگوں سے تعاون کرے۔

۲......اور دوسرے یہ کہ ان کے گنہگاروں کے لئے اِستغفار کرے۔

۳......تیسرے یہ کہ ان میں سے جو توبہ کرے اس کے ساتھ محبت کرے

۴......چوتھے یہ کہ ان کے بے توفیقوں کے لئے دعا کرتا رہے۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا ہے کہ ایک مسلمان کے لئے اپنے مسلمان بھائی پر چھ باتیں لازم ہیں۔ان میں سے اگر ایک بھی چھوڑ دی تو گویا ایک حقِ واجب چھوڑ دیا۔

۱. اول یہ کہ اگر وہ دعوت وغیرہ پر بلائے تو قبول کرے۔

۲. بیمار ہو تو اس کی مزاج پرسی کرے۔

۳. فوت ہو جائے تو جنازہ پر پہنچے۔

۴. کبھی ملاقات ہو تو سلام کہے۔

۵. وہ خیر خواہی کا تقاضہ کرے تو ہمدردی کرے۔

۶. چھینک آنے پر الحمدللہ کہے تو جواب دے۔ (بحوالہ از حقوق العباد ص۹۹)

چار امور سے اسلام کا قیام ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اسلام کا قیام چار امور سے ہے۔یقین، عدل، صبر اور جہاد۔علماء نے ان چاروں امور کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یقین کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ عمل خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو، دنیا کی متاع اور مخلوق کی

رضا مطلوب نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ رزق پر پورا پورا اعتماد ہو۔

ایسے ہی عدل کی بھی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ کسی کا حق اپنے ذمہ ہو تو مطالبہ سے پہلے ہی ادا کردے، دوسرا یہ کہ اپنا حق کسی کے ذمہ ہو تو اس کے مطالبہ میں نرمی اختیار کرے۔ اور صبر کی بھی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی میں پختگی اختیار کرے، دوسرے یہ کہ جن چیزوں سے اللہ پاک نے منع فرمایا ہے ان سے مضبوطی کے ساتھ رُک جائے۔ اور جہاد کی بھی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اپنے دشمن شیطان سے کبھی غافل نہ ہو، کیونکہ اگر تو اس سے غافل بھی ہو جائے تو وہ تجھ سے کبھی غافل نہیں ہوتا، وہ اس بھیڑیے کی طرح ہے کہ جب بکریوں میں گھس جاتا ہے تو جس بکری کو غافل پاتا ہے پھاڑ کھاتا ہے۔ دوسری یہ کہ بنی آدم کے اکثر فتنے مال کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں، سو تو تھوڑے مال پر قناعت کر، تا کہ دھوکہ میں مبتلا نہ ہو جائے۔ (بحوالہ تاریخ ابن کثیر ج ۳)

چار احسان

○ بندہ جس وقت گناہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر چار احسان فرماتا ہے۔

۱......نہیں بند کرتا رزق کو۔

۲......نہیں موقوف کرتا تندرستی کو۔

۳......نہیں ظاہر کرتا گناہ کو۔

۴......نہیں عذاب کرتا فی الحال۔ (بحوالہ مخزن اخلاق)

چار قسم کے لوگوں پر چار بندوں کے ذریعہ قیامت کے دن حجت قائم کی جائی گی

کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چار قسم کے لوگوں پر اپنے چار بندوں کے ذریعہ حجت قائم فرمائیں گے۔

اغنیاء یعنی مالداروں پر حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے ذریعہ۔ جب غنی کہے گا کہ مال و دولت کی مصروفیت نے مجھے تیری عبادت سے ہٹائے رکھا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو سلیمان (علیہ السلام) سے بڑھ کر غنی نہ تھا۔ اس کی دولت و ثروت نے اسے میری عبادت سے نہیں روکا۔

غلاموں پر حضرت یوسف علیہ السلام کے ذریعہ حجت قائم کریں گے۔ جب کوئی غلام کہے گا کہ میں مملوک غلام تھا میری غلامی تیری عبادت سے رکاوٹ بنتی رہی۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یوسف علیہ السلام کو تو ان کی غلامی نے میری عبادت سے نہیں روکا تھا۔

اور فقراء پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ حجت قائم کریں گے۔ فقیر کہے گا کہ میری احتیاج تیری عبادت کرنے میں آڑ بنتی رہی۔ اللہ پاک فرمائیں گے تو عیسیٰ (علیہ السلام) سے زیادہ محتاج نہ تھا مگر ان کے فقر نے میری عبادت سے انہیں نہیں روکا۔

اور بیماریوں پر حضرت ایوب علیہ السلام کے ذریعہ حجت قائم فرمائیں گے۔ جب مریض کہے گا کہ میرے لئے بیماری رکاوٹ بنتی رہی تو ارشاد ہوگا کہ تیرا مرض زیادہ شدید تھا یا ایوب علیہ السلام کا؟ ان کو تو بیماری نے میری عبادت سے نہیں روکا۔

چنانچہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی کا بھی کوئی عذر نہیں چل سکے گا۔ نیک لوگ بیماری یا کسی سختی وغیرہ کی وجہ سے خوش ہوا کرتے تھے کہ اس میں گناہوں کا کفارہ ہے۔

(بحوالہ حلیۃ الاولیاء ج ۴ ص ۴۲۰)

چار چیزوں کی تلاش

۱..... ڈھونڈا ہم نے دولت مندی کو مال میں مگر پایا اس کو قناعت میں۔

۲..... ڈھونڈا ہم نے راحت کو کثرتِ مال میں مگر پایا اس کو قلتِ مال میں۔

۳..... ڈھونڈا ہم نے لذت کو نعمتوں میں مگر پایا اس کو تندرستی میں۔

۴..... ڈھونڈا ہم نے رزق کو زمین میں مگر پایا اس کو آسمانوں میں۔ (جامع لطائف)

چار چیزیں سخت ترین اعمال سے ہیں

چار چیزیں سخت ترین اعمال سے ہیں۔

۱...... بخشنا خطا کا وقت غصے کے۔

۲...... سخاوت کرنا وقت مفلسی کے۔

۳...... پاک دامن رہنا وقتِ خلوت میں۔

۴...... سچی بات کہنا بوقتِ خوف یا امید کے۔ (بحوالہ مخزن اخلاق ص ۱۷۰)

چار قسم کے نمازی ہوتے ہیں

نمازی چار قسم کے ہوتے ہیں۔

۱. ٹھاٹھ کے ۲. آٹھ کے ۳. کھاٹ کے ۴. تین سو ساٹھ کے۔

ٹھاٹھ کے وہ جو پنجگانہ پڑھتے ہیں۔

آٹھ کے وہ جو آٹھویں دن صرف جمعہ پڑھتے ہیں۔

کھاٹ کے وہ جو مجبوراً نماز جنازہ میں کھڑے ہو جاتے ہیں

اور تین سو ساٹھ کے وہ جو عید کے دن شاملِ نماز ہوتے ہیں۔

(بحوالہ مخزن اخلاق ص ۱۷۰)

چار چیزیں

○ عورت سے ہم چار چیزیں چاہتے ہیں۔ ۱. اس کے دل میں نیکی ہو ۲. اس کے چہرے میں حیاء ہو ۳. اس کی زبان میں شیرینی ہو ۴. اس کے ہاتھ کام میں لگے رہیں۔ (بحوالہ مخزن اخلاق ص ۱۷۰)

چار کا گلدستہ

احمد اور محمد رسول اللہ ﷺ کے اسم ذاتی ہیں، باقی اسمائے طیبہ اسمائے صفاتی ہیں۔ ان

دونوں نام مبارک میں چار حرف ہیں اور رب تعالیٰ کے اسم ذات ''اللہ'' میں بھی چار ہی حرف ہیں۔

آپ سے پہلے پیغمبران الوالعزم صاحب شرائع بھی چار تھے، نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام۔

آپ کی بعثت کے وقت چار نبی زندہ تھے۔ دو زمین پر، حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہم السلام اور دو آسمانوں پر، یعنی حضرت ادریس اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام۔

(تفسیر در منثور، جلد پنجم)

آسمانی کتابیں بھی چار ہیں۔ توریت، انجیل، زبور اور قرآن مجید۔

حمد کے مادے سے آپ کے جو اسمائے گرامی بنے ہیں وہ بھی چار ہی ہیں:

حامد، محمود، احمد اور محمد علیہ الصلاۃ والسلام۔

آپ ﷺ کا نام مبارک محمد (ﷺ) قرآن مجید میں چار بار آیا ہے۔

قرآن کے خزانے کی کنجی ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' میں بھی چار ہی کلمے ہیں۔

اسی طرح کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ'' میں بھی صرف چار کلمے ہیں۔

ملائکہ مقربین بھی چار ہیں۔ جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام۔

عرش کو اٹھانے والے فرشتے بھی چار ہیں۔

آپ ﷺ کے خلفائے راشدین بھی چار ہی ہیں۔ ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

آپ ﷺ کے دین اسلام میں سلاسل صوفیہ کرام بھی چار ہیں۔ قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ اور سہروردیہ۔

حضور ﷺ کی صاحبزادیاں چار تھیں:

حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہن۔

قرآن چار مضامین میں بند ہے۔ عقائد، احکام، قصص اور امثال۔

قرآن میں چار مقصودی مسائل ہیں۔ توحید، رسالت، صداقتِ قرآن اور آخرت۔

قرآن میں چار جماعتوں کا تذکرہ ہے۔ مومنین، منافقین، مشرکین اور اہلِ کتاب۔

قرآن میں ہدایت کے چار درجے ہیں۔ ہدایت، استقامت، انابت الی اللہ، رابط علی القلب۔

قرآن میں گمراہی کے چار درجے ہیں۔ شک، اضلال، جدال اور مہر جباریت۔

قرآن میں کفر کی چار قسمیں ہیں۔ کفر تکذیب، کفر اعراض، کفر نفاق اور کفر ارتداد۔

قرآن مجید میں شرک کی چار قسمیں ہیں۔ شرک فی العلم، شرک فی التصرف، شرک فی الدعا، شرک فی عبادۃ الصالحین۔

قرآن کی ہر سورۃ میں چار چیزیں ہیں۔ امتیاز سورت، ربط سورت، دعویٰ سورت اور تقسیم سورت۔

قرآن میں شرک فعلی کی چار قسمیں ہیں۔ تحریمۃ اللہ، تحریمۃ غیر اللہ، نیازات اللہ، نیازات غیر اللہ۔

قرآن میں عذاب کی چار وجوہات ہیں۔ استہزاء بالرسل، اخراج بالرسل، معجزہ کا انکار، اہل حق سے مقابلہ۔

سیرۃ النبی ﷺ کے عناصر اربعہ۔ تعلیم کتاب، تلاوت الفاظ، تعلیم حکمت، تزکیہ نفس۔

آپ ﷺ مشعل نور، آپ کی سنتیں راہنما، آپ کا بتایا ہوا راستہ قرآن، اس پر چلنے والا مسلمان۔ (بحوالہ چیدہ چیدہ از خزینۃ الاسرار)

چار بادشاہ روئے زمین پر حکمرانی کرنے والے

علامہ سلیمان الجمل رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”وجملۃمن ملکھا کلھا اربعۃ، اثنان مؤمنان واثنان کافران فالمومنان

سلیمان وذو القرنین والکافرون نمرود وبخت نصر."

(حاشیة الجمل علی الجلالین. جلد ا، ص ۲۱۰)

"کل روئے زمین پر حکمرانی کرنے والے بادشاہ چار ہوئے ہیں، جن میں سے دو مومن تھے اور دو کافر، مومن بادشاہ تو سلیمان علیہ السلام اور سکندر ذوالقرنین تھے اور کافر بادشاہ نمرود اور بخت نصر تھے۔"

چار چیزیں زہر قاتل اور چار چیزیں ان کا تریاق

چار چیزیں زہر قاتل ہیں اور چار چیزیں ان کا تریاق ہے:

۱......دنیا زہر قاتل ہے اور زہد (دنیا سے بے رغبتی) اس کا تریاق ہے۔

۲......مال زہر قاتل ہے، زکوۃ اس کا تریاق ہے۔

۳......کلام (ہر وقت بولنا) زہر قاتل ہے اور ذکر اللہ اس کا تریاق ہے۔

۴......دنیا کی بادشاہت زہر قاتل ہے اور عدل وانصاف اس کا تریاق ہے۔

(الکنز المدفون۔ص۹۶)

چار علامتیں اللہ کے پسندیدہ بندے کی

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے معلوم کیا، اللہ کے پسندیدہ اور مخصوص بندے کی کیا علامات ہیں؟ فرمایا، چار علامتیں ہیں:

۱......وہ راحت کو ترک کردے۔

۲......اس کے پاس تھوڑا بہت جو کچھ بھی ہو اس میں اللہ کے لئے ضرور خرچ کرے۔

۳......دنیا والوں کی نظر میں اپنے مقام اور مرتبہ سے نیچے گرنے پر خوش ہو۔

۴......اس کی نظر میں تعریف اور برائی یکساں ہو۔ (تنبیہ الغافلین ابو اللیث سمرقندیؒ)

شریف آدمی کو چار باتوں پر عمل کرنا چاہیے

مشہور ہے کہ شریف آدمی کو چار باتوں سے عار نہیں کرنی چاہیے، اگر چہ حکمران ہی کیوں نہ ہو۔

۱. والدین کے لئے اپنی مجلس سے کھڑے ہو جانا۔

۲. مہمان کی خدمت کرنا۔

۳. اپنے گھوڑے کی نگرانی رکھنا۔

۴. اپنے استاد کی جس سے علم سیکھا ہے خدمت کرنا۔

چار علامتیں ریا کار کی

ریا کار کی چار علامتیں ہیں

۱.....تنہائی میں نیک کام میں سستی کرتا ہے۔

۲.....لوگوں کے سامنے پورے نشاط اور چستی سے کرتا ہے۔

۳.....جس کام پر لوگ تعریف کریں اور اس کو زیادہ کرتا ہے۔

۴.....جس عمل پر اس کی برائی کی جائے اس کو کم کر دیتا ہے۔ (بحوالہ تنبیہ الغافلین)

چار شرطیں عمل کی قبولیت کے لئے

ہر عمل کی قبولیت کے لئے چار چیزیں ضروری ہیں۔

۱.....علم (علم کے بغیر عمل کا صحیح ہونا دشوار ترین بلکہ ناممکن ہے اور وہی عمل قبول ہوتا ہے جو صحیح ہو)

۲.....نیت (نیت کے بغیر عمل باعث اجر نہیں ہوتا اور بعض اعمال نیت کے بغیر معتبر ہی نہیں)۔''انما لا عما ل بالنیات'' (عمل کا دارومدار نیت پر ہے)

۳.....صبر (ہر عمل کو صبر وسکون کے ساتھ کرے، یا عمل کرنے میں جو پریشانیاں پیش

آئیں ان پر بطیب خاطر صبر کرے)۔

(پہلی دو چیزیں عمل سے پہلے اور تیسری چیز درمیان کی ہے۔)

۴......اخلاص (اخلاص کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا ہے۔)

(بحوالہ مذاق العارفین احیاء العلوم امام غزالیؒ)

چار چیزوں کا التزام

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص عُجب کا علاج کرنا چاہتا ہے اسے چار چیزوں کا التزام کرنا چاہیے۔

ایک یہ کہ ہر عمل کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یقین کرے، اس سے عجب کی بجائے شکر میں لگے گا۔

دوسری یہ کہ اپنے اوپر جو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں ان میں دھیان لگاتا رہے اس سے شکر میں مصروف رہے گا، عمل میں پختگی آئے گی اور عُجب سے محفوظ رہے گا۔

تیسری یہ کہ ڈرتا رہے کہ کیا معلوم عمل قبول بھی ہوگا یا نہیں، قبول نہ ہونے کے خوف میں مشغول ہوگا تو خود پسندی میں مبتلا نہ ہوگا۔

چوتھی چیز یہ ہے کہ اپنے گزشتہ گناہوں پر نظر ڈالتا رہے جب یہ خطرہ گردش کرتا رہے گا کہ کہیں گناہ نیکیوں پر غالب ہی نہ آجائیں تو عُجب پیدا نہیں ہوگا، بھلا ایسا آدمی اپنے عمل پر کیا ناز کرسکتا ہے جسے یہی پتہ نہیں کہ کل قیامت کے دن نامہ اعمال میں کیا ظاہر ہونے والا ہے۔ پس خوشی اور مسرت تو نامہ اعمال پڑھنے کے بعد ہی ظاہر ہوسکتی ہے۔

(بحوالہ تنبیہ الغافلین ابو اللیث سمرقندیؒ)

چار قسم کا خرچ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ چار قسم

کے اخراجات ایسے ہیں کہ قیامت کے دن ان کا کوئی حساب نہیں ہوگا۔

۱......وہ خرچ جو اپنے والدین پر کیا۔

۲......جو افطار کے لئے کیا۔

۳......وہ جو سحری کے لئے کیا۔

۴......اور وہ خرچ جو اپنے اہل وعیال پر کیا۔ (بحوالہ تنبیہ الغافلین ابو اللیث سمرقندیؒ)

چار طرح کے دینار

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ دینار چار طرح کے ہیں ایک وہ دینار جسے تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگا دے، ایک وہ جو مساکین کو دے دے، ایک وہ جو کسی غلام کی آزادی میں لگے، اور ایک وہ جو تیرے اہل وعیال پر لگ جائے، اور ان سب میں زیادہ اجر والا وہ دینار ہے جو تیرے اہل وعیال پر لگتا ہے۔ (بحوالہ از احیاء العلوم ج ۳)

چار خصوصیتیں مرض کے دوران

ایک مہاجر کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کی بیمار پرسی کی اور کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ مریض کو اپنے مرض کے دوران چار خصوصیتیں حاصل ہوتی ہیں۔

۱. قلم اس سے اٹھا لیا جاتا ہے (کہ اس کے گناہ وغیرہ نہیں لکھے جاتے)۔

۲. تندرستی کے ایام میں جو اعمال کیا کرتا تھا، ان کا سارا اجر وثواب بدستور اس کو ملتا رہتا ہے۔

۳. اس کے جوڑ جوڑ سے غلطیوں اور کوتاہیوں کو نکال باہر کر دیا جاتا ہے۔

۴. مر گیا تو مغفرت کے ساتھ مرے گا اور جیتا رہا تو مغفرت کے ساتھ جیئے گا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب کسی مومن بندہ کو بیماری میں مبتلا کرتے ہیں تو بائیں جانب والے فرشتے کو فرماتے ہیں کہ اس سے قلم اٹھا لے

اور دائیں والے کو حکم ہوتا ہے کہ میرا بندہ صحت کی حالت میں جو اچھے اعمال کیا کرتا تھا وہ بدستور لکھتے رہو کہ اس کو رکاوٹ میری طرف سے پیش آئی ہے۔

(بحوالہ از مریض کے فضائل ص ۱۲۰)

چار آدمی ہیں جو از سرِ نو اعمال شروع کرتے ہیں

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا چار آدمی ہیں جو از سرِ نو اعمال شروع کرتے ہیں (یعنی پہلی برائیاں سب صاف ہو جاتی ہیں)

۱. مریض جب تندرست ہو جاتا ہے۔
۲. مشرک جب مسلمان ہو جاتا ہے۔
۳. ایمان و اخلاص کے ساتھ جمعہ پڑھ کر لوٹنے والا۔
۴. حلال کمائی سے حج کرنے والا۔ (بحوالہ خطبات حکیم الاسلام ج ۳)

چار توجہ طلب چیزیں

کسی دانا کا قول ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں جو چار مقامات میں غوطہ لگاتی اور چار جگہوں میں جا کر ابھرتی ہیں۔

پہلی اللہ تعالیٰ کی رضا ہے جو طاعتوں میں غوطہ لگاتی ہے اور سخیوں کے گھر میں سر نکالتی ہے۔

دوسری اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے جو خطاؤں اور گناہوں میں غوطہ لگاتی ہے اور بخیلوں کے گھر جا کر ابھرتی ہے۔

تیسری خوش عیشی (عمدہ زندگی) اور رزق کی وسعت جو ثواب والے اعمال میں چھپتی ہے اور نمازیوں کے گھروں میں ظاہر ہوتی ہے۔

چوتھی تنگدستی جو سزا والے اعمال میں چھپتی ہے اور نماز میں سستی کرنے والوں کے

گھروں میں جا کر نمودار ہوتی ہے۔ (بحوالہ از حکمت کے موتی)

چار چیزوں میں مبتلا ہونے والا چار باتوں سے کس طرح غافل رہتا ہے

حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تعجب کی بات ہے کہ چار چیزوں میں مبتلا ہونے والا چار باتوں سے کس طرح غافل رہتا ہے اُس شخص پر تعجب ہے جو غموں میں مبتلا ہوتے ہوئے بھی "لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظّٰلمین" ٥

(۸۷/۲۱)

"تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بے شک میں خود ظلم کرنے والوں میں سے ہوں۔"

نہیں پڑھتا جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فاستجبنا له ونجينه من الغم وكذلك ننجي المؤمنين٥ (۸۸/۲۱)

"ہم نے ان کی دعا قبول کر لی اور غم سے نجات دے دی اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح نجات دیتے ہیں۔"

اور مجھے اس شخص پر تعجب ہے، جو ذرا بھی مصیبت کا خوف رکھتا ہے پھر "حسبی اللّٰه ونعم الوكيل" "مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔" نہیں پڑھتا۔ کیونکہ آگے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فانقلبوا بنعمة من اللّٰه وفضل لم يمسسهم سوء واتبعوا رضوان اللّٰه والله ذو فضل عظيم٥

(۱۷۴/۳)

"پس یہ لوگ خدا کی نعمت اور فضل سے بھرے ہوئے واپس آئے کہ ان کو کوئی ناگواری پیش نہیں آئی اور وہ لوگ رضائے حق کے تابع رہے اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے۔"

اور مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو لوگوں کے مکر سے ڈرتا ہے اور پھر

"وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد" (۴۴/۴۰)

"میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں خدا تعالیٰ سب بندوں کا نگران ہے۔"

نہیں پڑھتا۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد فرماتے ہیں: فوقہ اللہ سیئات ما مکروا وحاق بال فرعون سوء العذاب٥ (۴۵/۴۰)

"پھر خدا تعالیٰ نے اس مومن کو ان لوگوں کی مضر تدبیروں سے محفوظ رکھا اور فرعون والوں پر (مع فرعون) موذی عذاب نازل ہوا۔"

اور مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو جنت کی رغبت کے باوجود ماشاء اللہ لاقوۃ الاباللہ (۳۹/۱۸)

"جو اللہ کو منظور ہو وہی ہوتا ہے بدوں خدا کی مدد کے کسی میں کوئی قوت نہیں۔"

نہیں پڑھتا۔ کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فعسٰی ربی ان یؤتین خیرا من جنتک (۴۰/۱۸)

"قریب ہے کہ میرا رب مجھ کو تیرے باغ سے اچھا باغ دیدے۔"

(تنبیہ الغافلین ابو اللیث ثمر قندیؒ)

چار چیزیں سونے سے پہلے

کسی دانا سے پوچھا گیا کہ آدمی کو اپنے بستر سے کس نیت سے اٹھنا چاہیے؟ فرمایا کہ اس سوال سے پہلے تو یہ دیکھنا چاہیے کہ سونا کس نیت سے چاہیے۔ اٹھنے کا سوال تو پھر ہوگا۔ جو سونے کی حالت اور کیفیت سے واقف نہیں وہ جاگنے کا طریق کیا جانے گا۔ پھر فرمایا کہ بندے کو اس وقت تک سونا مناسب نہیں جب تک چار چیزیں درست نہ کر لے۔

پہلی تو یہ کہ روئے زمین پر اگر کسی شخص کا اس پر کچھ مطالبہ ہے تو اس معاملہ کو ختم کیے بغیر سونا مناسب نہیں کیا جانے کہ مَلَکُ الْمَوْت آجائے اور اسی حال میں اللہ تعالیٰ کے حضور

پیشی ہو کہ کوئی عذر یا دلیل پاس نہ ہو۔

دوسری یہ کہ سونے سے پہلے دیکھ لے کہ اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سے کوئی فرض میرے ذمہ باقی تو نہیں۔

تیسری یہ کہ سونے سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کرلے ممکن ہے اسی رات مَلکُ الْمَوْت آجائے اور توبہ کئے بغیر ہی موت کی آغوش میں چلا جائے۔

چوتھی یہ کہ سونے سے پہلے اپنی وصیت صحیح اور جائز طریق سے لکھی ہوئی ہو، مبادا وصیت کے بغیر ہی مرجائے۔ (بحوالہ تنبیہ الغافلین)

چار چیزوں کی نیت

کسی دانا کا قول ہے کہ آدمی صبح کرتا ہے تو اسے چار چیزوں کی نیت کرنی چاہیے۔

ایک اللہ تعالیٰ کے فرائض ادا کرنے کی۔

دوسری جن باتوں سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے ان سے رُکنے کی۔

تیسری معاملات والوں کے ساتھ انصاف کرنے کی۔

اور چوتھی یہ کہ جن کے ساتھ جھگڑا ہے ان کے ساتھ مُصالحت کرنے کی جب ان چار نیتوں پر صبح کرے گا تو امید ہے کہ صالحین میں شمار ہونے لگے اور کامیاب ہوجائے۔

(بحوالہ تنبیہ الغافلین)

چار افراد تاریخ کے ممتاز ترین

یہ اللہ کا بہت بڑا فضل تھا، اور اس امت کی اقبال مندی کہ اس کارِ عظیم (تدوین حدیث، تدوین فقہ، فن اسماء الرجال، صحاح ستہ وغیرہ) کے لئے ایسے لوگ میدان میں آئے جو اپنی ذہانت، دیانت، اخلاص اور علم میں تاریخ کے ممتاز ترین افراد ہیں، پھر ان میں سے چار شخصیتیں امام ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ) امام مالک (م ۱۷۹ھ) امام شافعی (م ۲۰۴ھ) امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ جو فقہ کے چار دبستانِ فکر کے امام

ہیں، اور جن کی فقہ اس وقت تک عالم اسلام میں زندہ اور مقبول ہے، اپنے تعلق باللہ، للّٰہیت، قانونی فہم، علمی انہماک اور جذبۂ خدمت میں خاص طور پر ممتاز ہیں، ان حضرات نے اپنی پوری زندگی اور اپنی ساری قابلیتیں اس بلند قصد اور اس اہم خدمت کے لئے وقف کردی تھیں، انھوں نے دنیا کے کسی جاہ واعزاز اور کسی لذت وراحت سے سروکار نہیں رکھا تھا، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو دوبار عہدۂ قضا پیش کیا گیا، اور انھوں نے انکار کیا یہاں تک کہ قید خانہ ہی میں آپ کا انتقال ہوا، امام مالک رحمہ اللہ نے ایک مسئلہ کے اظہار میں کوڑے کھائے اور ان کے شانے اتر گئے، امام شافعی رحمہ اللہ نے زندگی کا بڑا حصہ عسرت میں گذارا، اور اپنی صحت قربان کردی، امام احمد رحمہ اللہ نے تن تنہا حکومت وقت کے رجحان اور اس کے ''سرکاری مسلک'' کا مقابلہ کیا اور اپنے مسلک اور اہل سنت کے طریقہ پر پہاڑ کی طرح جمے رہے، ان میں سے ہر ایک نے اپنے موضوع پر تن تنہا اتنا کام کیا اور مسائل و تحقیقات کا اتنا بڑا ذخیرہ پیدا کردیا، جو بڑی بڑی منظم جماعتیں اور علمی ادارے بھی آسانی سے نہ پیدا کرسکتے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے تراسی ہزار مسائل اپنی زبان سے بیان کئے، جن میں سے اڑتیس ہزار عبادت سے تعلق رکھتے ہیں، اور پینتالیس ہزار معاملات سے۔ شمس الائمہ کردری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے جس قدر مسائل مدون کئے ان کی تعداد چھ لاکھ ہے۔ المدونہ میں جو امام مالک رحمہ اللہ کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے چھتیس ہزار مسائل ہیں، کتاب الأم جو امام شافعی کے افادات کا مجموعہ ہے، سات ضخیم جلدوں میں ہے، ابوبکر خلال رحمہ اللہ (م ۳۱۱ھ) نے امام احمد رحمہ اللہ کے مسائل چالیس جلدوں میں جمع کئے۔ (تاریخ دعوت وعزیمت ج ۱ ص ۸۱۔۸۲)

چار چیزوں کا شکر

حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر صبح کرنے والے پر چار چیزوں کا شکر ادا کرنا واجب ہے، پہلا تو بطور شکریہ کہے: ''الحمد للہ الذی نور قلبی بنور الھدیٰ وجعلنی من المؤمنین ولم یجعلنی ضالا'' ''سب تعریفیں اس ذات کے

لئے ہیں جس نے میرے دل کو نورِ ہدایت سے منور فرمایا اور مجھے اہلِ ایمان میں رکھا اور گمراہ نہیں کیا۔"

دوسرا شکر یوں کرے: الحمد لله الذی جعلنی من امة محمد صلی الله علیہ وسلم "تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے مجھے حضرت محمد ﷺ کا امتی بنایا۔"

تیسرا شکر یہ کرے: الحمد لله الذی لم یجعل رزقی بیدغیرہ "اس ذات کے لئے سب تعریفیں ہیں جس نے میرا رزق کسی اور کے قبضہ میں نہیں دیا۔"

اور چوتھا شکر یوں کرے: الحمد لله الذی ستر علی عیوبی "سب تعریفیں اس اللہ کی ہیں جس نے میرے عیبوں کی پردہ پوشی فرمائی۔" (بحوالہ تنبیہ الغافلین)

چار چیزوں کا جاننا ضروری ہے

حضرت شقیق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اگر دو سو برس تک زندہ رہے اور ان چار چیزوں کو نہ جان سکے تو کوئی چیز بھی اس سے زیادہ دوزخ کی سزاوار نہیں۔

ایک اللہ تعالیٰ کی معرفت۔

دوسرے اللہ تعالیٰ کے عمل کی معرفت۔

تیسرے اپنے نفس کی معرفت۔

چوتھے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے دشمن کی معرفت۔

اللہ تعالیٰ کی معرفت تو یہ کہ ظاہر و پوشیدہ میں اسی کا فیضان سمجھے کہ کوئی اس کے سوا نہ عطا کرنے والا ہے اور نہ روکنے والا۔ اللہ کے عمل کی معرفت یہ ہے کہ یہ یقین حاصل ہو کہ اللہ تعالیٰ وہی عمل قبول فرماتے ہیں جو خالص اس کی رضا کے لئے ہو۔ اپنے نفس کی معرفت یہ ہے کہ اپنا ضعف پہچانے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جو فیصلہ فرما دیا ہے یہ اسے ذرا بھی رد نہیں کر سکتا، الغرض قسمتِ خداوندی پر راضی رہے۔ اللہ کے اور اپنے دشمن کی معرفت یہ ہے کہ

اسے شر اور برائی کی اصل جڑ سمجھے اور اس کا علاج معرفت خداوندی کے ذریعہ سے کرے حتیٰ کہ اس کی قوت کمزور پڑ جائے۔ (بحوالہ مخزن اخلاق)

چار چیزوں کی قدر

حاتم زاہد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ چار چیزوں کی قدر چار قسم کے لوگ ہی پہچانتے ہیں۔

۱. جوانی کی قدر بوڑھے لوگ پہچانتے ہیں۔
۲. عافیت کی قدر مصائب میں مبتلا لوگ پہچانتے ہیں۔
۳. صحت کی قدر بیماروں کو محسوس ہوتی ہے۔
۴. اور حیات کی قدر کا احساس مرنے والے کو ہوتا ہے۔

(بحوالہ حکمت کے موتی ص ۸۸)

چار چیزوں سے حکمت پیدا ہوتی ہے

ایک دانا کا قول ہے کہ حکمت چار چیزوں سے پیدا ہوتی ہے۔

اول ایسا بدن جو دنیوی مشاغل سے خالی ہو۔

دوم ایسا پیٹ جو دنیوی خوراک سے خالی ہو۔

سوم ایسا ہاتھ جو دنیوی مال ومتاع سے خالی ہو۔

چہارم دنیا کے انجام میں دھیان رکھنا یعنی اپنا انجام پیشِ نظر رکھنا کہ کچھ پتا نہیں کیا ہوگا نا معلوم اعمال قبول بھی ہوں گے یا نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اعمالِ طیب ہی قبول فرماتے ہیں۔ (بحوالہ حکمت کے موتی ص ۸۸)

چار چیزیں عمل کی بنیاد

حاتم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے عمل کی بنیاد کس چیز کو بنایا ہے؟ فرمایا

چار چیزوں کو۔

ایک یہ کہ میرا رزق مقرر ہے جو میرے سوا کسی کو نہیں مل سکتا، جیسا کہ کسی دوسرے کا رزق مجھے نہیں ملتا، اس بات پر میں نے خوب یقین بٹھالیا ہے۔

دوسری یہ کہ میرے ذمہ کچھ فرائض ہیں جو میرے سوا کوئی دوسرا ادا نہیں کر سکتا لہٰذا میں ان کی ادائیگی میں مشغول ہوں۔

تیسری یہ کہ میرا یقین ہے کہ میرا رب ہر وقت مجھے دیکھ رہا ہے لہٰذا میں اس سے حیاء رکھتا ہوں۔

چوتھی چیز یہ کہ میں جانتا ہوں کہ میرے پاس ایک مدت ہے جو چلی جا رہی ہے لہٰذا میں اس سے بھی پہلے کچھ لینا چاہتا ہوں۔

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ موت کی طرف سبقت کا مطلب ہے اعمال صالحہ کے ذریعہ اس کی تیاری کرنا، اللہ تعالیٰ کے روکے ہوئے کاموں سے رُکنا اور اس کے سامنے عاجزی کرتے رہنا کہ اس توفیق پر قائم رکھے اور خاتمہ بالخیر ہو جائے۔

(بحوالہ تنبیہ الغافلین)

چار چیزوں کے باوجود

ابونضرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص چار چیزوں کے باوجود کسی بھلائی میں اضافہ نہیں کر سکا، معلوم ہوتا ہے کہ اس کا یہ عمل بھی مقبول نہیں۔

پہلی یہ کہ جو شخص ماہِ رمضان کے روزے رکھتا ہے اور مزید کسی نیکی میں ترقی نہیں کرتا یہ بھی اس کے نامقبول ہونے کی علامت ہے۔

دوسری یہ کہ جو حج فرض ادا کرتا ہے اور کسی بھلائی میں آگے نہیں بڑھا یہ بھی اس کے نامقبول ہونے کی علامت ہے۔

تیسری یہ کہ جو شخص جہاد کر کے لوٹا ہے پھر کسی بھلائی میں اضافہ نہیں کر پایا یہ اس بات

کی علامت ہے کہ اس کا جہاد بھی مقبول نہیں۔

چوتھی یہ کہ جو شخص بیماری سے صحت یاب ہوا اور کسی بھلائی میں آگے نہیں بڑھا یہ اس بات کی علامت ہے کہ بیماری اس کے گناہوں کا کفّارہ نہیں بنی۔ (بحوالہ قوت القلوب)

چار چیزیں عمل کی درستی کے لئے

کہتے ہیں کہ عاقل شخص کو چار چیزیں درکار ہیں جن سے ان کے اعمال درست ہوں گے اور محنت ضائع نہ ہوگی۔

ایک علم جو اس کے لئے حجت بنے۔

دوسرا توکل کہ عبادت میں دل جمعی میسر آئے اور لوگوں سے کوئی امید وابستہ نہ ہو۔

تیسرا صبر کہ اس کا عمل مکمل ہو۔

اور چوتھا اخلاص کہ اس کے ساتھ اجر پا سکے۔ (بحوالہ جواہرات علیہ ص ۲۳۰)

چار خوبیاں

ایک دانا کا قول ہے کہ استقامت کی علامت یہ ہے کہ وہ شخص پہاڑ جیسا بن جائے، پہاڑ میں چار خاصیتیں ہیں، ایک یہ کہ گرمی اور حرارت سے پگھلتا نہیں، دوسری یہ کہ سردی اسے منجمد نہیں کرتی، تیسری یہ کہ ہوا اسے ہلا نہیں سکتی اور چوتھی یہ کہ سیلاب اسے بہا نہیں سکتا۔ ایسے ہی استقامت والے شخص میں چار خوبیاں ہوتی ہیں۔

ایک یہ کہ اس پر کوئی احسان کرے تو صرف احسان کی وجہ سے وہ ناحق اس کی طرف نہیں جھکتا۔

دوسری یہ کہ کوئی اس کے ساتھ برائی کرے تو صرف اس وجہ سے وہ ناحق بات نہیں کہتا۔

تیسری یہ کہ نفس کی خواہشات اسے احکامِ خداوندی سے نہیں ہلا سکتیں۔

اور چوتھی یہ کہ دنیوی متاع کا سیلاب اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے نہیں روک سکتا۔

(بحوالہ حکمت کے موتی ص ۲۸۸)

چار نشانیاں جاہل کی ہیں

مشہور ہے کہ جاہل کی چار نشانیاں ہیں۔

ایک بلاوجہ غصہ دکھانا۔

دوسری غلط امور میں نفس کے پیچھے لگنا۔

تیسری ناحق اور غلط محل پر مال خرچ کرنا۔

اور چوتھی اپنے دوست اور دشمن میں تمیز نہ کرنا۔

مطلب یہ کہ جاہل اللہ کی اطاعت کی بجائے شیطان کی پیروی اختیار کرتا ہے اور یہ کس قدر بدترین تبادلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: افتتخذونه وذريته اولياء من دوني وهم لكم عدو بئس للظلمين بدلا ٥ (۱۸/۵۰)

''سو کیا پھر تم اس کو اور اس کے چیلے چانٹوں کو دوست بناتے ہو مجھ کو چھوڑ کر حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں یہ ظالموں کے لئے بہت برا بدل ہے۔'' (بحوالہ تنبیہ الغافلین)

چار علامتیں عاقل انسان کی ہیں

عاقل انسان کی چار علامتیں ہیں۔ اول جاہل کے مقابلہ میں حلم و بردباری دکھانا، دوسری باطل سے نفس کو روکنا، تیسری برمحل مال خرچ کرنا اور چوتھی اپنے دوست اور دشمن میں تمیز کرنا۔

چار دشمن آدمی کے

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خوب جان لے تیرے چار دشمن ہیں۔ اور تجھے ان سب کے ساتھ جہاد کرنے کی ضرورت ہے ان میں سے۔

ایک دشمن دنیا ہے جو بہت ہی دھوکہ باز اور مکار ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
وما الحیٰوۃ الدنیا الامتاع الغرور ''اور دنیوی زندگی محض دھوکہ کا اسباب ہے۔'' نیز
ارشاد فرمایا: فلا تغرنکم الحیٰوۃ الدنیا ولا یغرنکم باللہ الغرور ۝ (۱۸۵/۳)
''سو تم کو دنیوی زندگانی دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ تم کو دھوکہ باز شیطان اللہ سے
دھوکہ میں ڈالے۔''

اور دوسرا دشمن تیرا اپنا نفس ہے جو کہ بدترین دشمن ہے۔

اور تیسرا دشمن شیطان ہے۔

اور چوتھا دشمن انسانی شیطان ہے اس سے بہت بچو کہ یہ شیطان جن سے بھی زیادہ خطرناک ہے کیونکہ شیطان جن تو وسوسہ ہی سے ایذا دیتا ہے اور شیطان الانس وہ بُرا رفیق ہے جس کی ایذا بالمشافہ ہوتی ہے اور علانیہ ہوتی ہے وہ ہمیشہ تیرے لئے ایسے حیلوں کی تلاش میں رہتا ہے کہ جس کے ذریعہ وہ تجھے تیرے مقصد سے ہٹا دے۔ (بحوالہ تنبیہ الغافلین)

چار مراحل آدمی کے لئے ہیں

کسی دانا کا قول ہے کہ انسان کے لئے چار مراحل ہیں۔

ایک مرحلہ دنیوی زندگی کا۔

دوسرا قبر والے قیام کا۔

تیسرا محشر میں حاضری کا۔

اور چوتھا مرحلہ اس آخری ٹھکانے کا ہے جس کے لئے ہم پیدا ہوئے ہیں۔

تو ہماری دنیوی زندگی کی مثال تو یہ ہے جیسے حُجاج کا رواں دواں قافلہ جو چند ساعتوں کے لئے کھانے وغیرہ کی ضروریات کے لئے رُکا ہو، کہ وہ نہ تو پڑاؤ کرتے ہیں نہ اپنے جانوروں سے سامان وغیرہ اتارتے ہیں، کیونکہ جلد ہی چل دینے کا ارادہ ہے اور قبر میں ٹھہرنے کی مثال یوں ہے جیسے یہی قافلے والے کسی منزل پر پڑاؤ کرنے کے لئے

سامان وغیرہ کھول دیتے ہیں ایک دن یا رات آرام کر کے پھر کوچ کر جاتے ہیں اور حشر میں ٹھہرنے کی مثال ایسی ہے جیسا کہ حُجاج کے قافلے سب مکہ مکرمہ میں جا کر اترتے ہیں جو ہر حاجی کا قبلہ مقصود ہوتا ہے، دور دراز کی کٹھن مسافتیں طے کرنے والے قافلے یہاں پہنچ کر رک جاتے ہیں مگر حج کے اعمال وعبادات ادا کرنے کے بعد سب دائیں بائیں بکھر جاتے ہیں۔ محشر کا قیام بھی ایسا ہی ہے کہ حساب سے فارغ ہو کر سب اپنے اپنے جنت یا دوزخ والے ٹھکانوں کی طرف چلے جائیں گے۔ (بحوالہ تنبیہ الغافلین)

چار قسمیں ہیں قلوب کی

قلوب کی چار قسمیں ہیں۔

ایک وہ قلب جس پر پردے پڑے ہوں یہ کافر کا دل ہے۔

دوسرا وہ دل ہے جو بالکل خالی ہو وہ منافق کا دل ہے۔

تیسرا وہ دل ہے جو چراغ سے بھی زیادہ روشن ہو وہ مومن کا دل ہے۔

اور چوتھا وہ دل ہے جس میں ایمان اور نفاق دونوں ہوں۔ پس ایمان ایک ایسے باغ و بہار درخت کی طرح ہے جسے عمدہ پانی سیراب کر رہا ہو اور نفاق کی مثال اس پھوڑے کی سی ہے جس میں خون و پیپ پرورش پا رہا ہو۔

چار ذہین بھائی

علامہ ابن جوزی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے علی بن مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ جب ”نزار بن معد“ کا وقت رحلت آیا تو اس نے اپنے مال کو اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔ جن کی تعداد چار تھی۔ (۱) مضر (۲) ربیعہ (۳) ایاد اور (۴) انمار۔

اس نے ان سے کہا بیٹو! یہ سرخ (خیمہ جو چمڑے کا بنا ہوا تھا) اور جو مال اس سے مشابہت رکھتا ہے وہ ”مضر“ کا ہے۔ اسی کی وجہ سے مضر کو ”مضر الحمراء“ کہا جاتا ہے۔

اور یہ جو سیاہ خیمہ اور جو مال اس کے مشابہہ ہے وہ ربیعہ کا ہے اور یہ خادمہ اور جو مال اس کے مشابہ وہ ایاد کا ہے (اس خادمہ کا مخلوط رنگ تھا جس میں سیاہی سفیدی تھی)۔ اور یہ تھیلی اور بیٹھک انمار کی ہے۔

اور نزار نے بیٹوں سے یہ بھی کہا ''اگر موجودہ چیزوں کی تقسیم کے بارے میں تمہارے درمیان اختلاف پیدا ہوجائے تو تم لوگ ''افعی بن الافعی جرہمی'' سے فیصلہ کروا لینا۔

اب جب ''نزار بن معد'' کا سفرِ آخرت گزر چکا اور وہ جہانِ فانی سے کوچ کر گیا تو چاروں بھائیوں کا آپس میں اس تقسیم کے وقت اختلاف پیدا ہوگیا۔ اس صورت حال کے بعد چاروں بھائیوں نے افعی کے سامنے اپنا معاملہ پیش کرنے کا ارادہ کیا اور افعی کی طرف جانے کے لئے تیاری شروع کردی۔ افعی اس وقت شاہ نجران تھا۔ پھر چاروں بھائی سفر پر روانہ ہوگئے۔ دوران سفر ''مضر'' کی نظر ایک زمین کے ٹکڑے پر پڑی جس میں سے کسی جانور نے گھاس چری تھی، یہ دیکھ کر اس نے کہا یہاں سے اونٹ نے گھاس چری ہے اور وہ اونٹ ایک آنکھ سے کانا ہے۔

ربیعہ کہنے لگا وہ ٹیڑھا بھی ہے یعنی ایک کروٹ میں جھک کر چلتا ہے۔

پھر ایاد کہنے لگا یہ اونٹ ابتر بھی ہے، یعنی اس کی دم کٹی ہوئی ہے۔

پھر انمار کہنے لگا وہ بدکا ہوا ہے یعنی اپنے مالک سے بھاگا ہوا ہے۔

یہ باتیں ہوئیں اور پھر وہ لوگ چل پڑے، ابھی انہوں نے تھوڑا سا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ ان کو ایک شخص ملا جس کی سواری کا اونٹ کھو گیا تھا اور وہ اسے ڈھونڈتا پھر رہا تھا۔

اس شخص نے ان چاروں بھائیوں سے اپنے اونٹ کے بارے میں پوچھا کہ تم نے کہیں اِدھر اُدھر کوئی اونٹ تو نہیں دیکھا؟ اس کی بات سن کر مضر نے کہا:

کیا وہ کانا ہے؟

اس شخص نے کہاہاں۔

پھر ربیعہ نے اس سے مخاطب ہوکر کہا کیا وہ ٹیڑھا بھی ہے؟

اس شخص نے اس بات کی بھی تصدیق کی، پھرانمار اس سے کہنے لگا کیا وہ بدکا ہوا ہے (یعنی تم سے بھاگا ہوا ہے)۔

اس شخص نے اس بات کی بھی تصدیق کردی اور کہنے لگا ''واللہ! یہ سب نشانیاں میرے اونٹ کی ہیں مجھے بتاؤ کہ وہ کہاں ہے؟''

سوان چاروں نے کہا کہ ہم نے نہیں دیکھا لیکن وہ آدمی یہ ساری معلومات سن کر کہاں ماننے والا تھا۔ چنانچہ وہ ان سے لپٹ پڑا اور کہنے لگا میں تمہیں کیسے سچا سمجھوں جبکہ تم نے اونٹ کی تمام علامات بیان کردی ہیں۔ پھر وہ شخص ان کے پیچھے لگ گیا حتیٰ کہ یہ لوگ چلتے چلتے نجران پہنچ گئے اور ''افعی جرہمی'' کے پاس چلے گئے، تو اونٹ والے بوڑھے شخص نے بادشاہ کو پکار کر کہا کہ ''ان لوگوں کے ہاتھ میرا اونٹ لگا ہے کیونکہ انہوں نے مجھے تمام علامات بتلائی ہیں اور اس کے باوجود کہتے ہیں کہ ہم نے اسے نہیں دیکھا۔

افعی بھائیوں سے مخاطب ہوکر کہنے لگا جس چیز کو تم نے نہیں دیکھا اس کی علامات کیسے بیان کیں؟

اس کی بات سن کر مضر کہنے لگا ہم زمین کے ایک ٹکڑے کے پاس سے گزر رہے تھے وہاں ہری بھری گھاس تھی میں نے دیکھا کہ وہ ایک سمت کی گھاس چرتا چلا گیا اور دوسری طرف کی گھاس کو نہیں چھیڑا، اس بات سے میں سمجھا کہ وہ ایک آنکھ سے کانا ہے۔ اس کے بعد ربیعہ گویا ہوا۔

زمین پر میں نے اس کے پاؤں کے ایک نشان کو مکمل پایا اور دوسرا نشان خراب پایا۔ اس بات سے میں نے اندازہ لگایا کہ وہ اپنے ٹیڑھے پن کی وجہ سے ایک پاؤں زمین پر سخت ڈالتا ہے اور اس کو رگڑتا ہوا اٹھانے کی وجہ سے خراب کردیتا ہے۔

پھر ایاد کہنے لگا میں نے اس کی مینگنیوں کو دیکھا اس سے میں سمجھ گیا کہ اس کی دم کٹی ہوئی ہے کیونکہ اگر وہ دم والا ہوتا تو اس کی دم ہلانے کی وجہ سے مینگنیاں متفرق ہو جاتیں۔

پھر انمار کہنے لگا میں نے دیکھا کہ زمین کا ایسا حصہ جہاں گھاس خوب گنجان (گھنی) ہے وہاں سے کھائی گئی تھی لیکن تھوڑی سے پھر دوسری ایسی جگہ سے گھاس کھائی گئی تھی جو خراب جگہ تھی اور بدتر جگہ تھی جہاں گھاس کم تھی۔ تو اس سے میں نے جان لیا کہ وہ بدکا ہوا ہے ورنہ اچھی جگہ سے گھاس کھاتا رہتا۔ افعٰی نے ان چاروں بھائیوں کا بیان سن کر بوڑھے شخص سے کہا ان لوگوں کا تیرے اونٹ سے کوئی تعلق نہیں کہیں اور جا کر تلاش کر۔

پھر افعٰی نے ان بھائیوں سے پوچھا تم کون ہو؟

ان بھائیوں نے اپنا پورا معاملہ افعٰی کے گوش گزار کیا تو اس نے ان کو مرحبا کہا اور پھر بولا باوجود اس قدر فہم و ذکاء کے جو میں دیکھ چکا ہوں پھر بھی تم کو میرے فیصلے کی احتیاج کیسے ہوئی؟

پھر اس نے ان کے لئے عمدہ سے عمدہ کھانا اور عمدہ شراب منگوائی اور ان کو بیٹھک میں ٹھہرایا اور ایک شخص کو ان پر متعین کر دیا جو ان کی گفتگو کے بارے میں کان لگائے رکھے۔ اب یہ چاروں بھائی جب کھانے سے فارغ ہو گئے تو مضر نے کہا آج تک میں نے ایسی عمدہ شراب نہیں دیکھی، اچھا ہوتا کہ یہ قبر پر لگے ہوئے انگور کی نہ ہوتی۔

پھر ربیعہ کہنے لگا:

میں نے آج تک ایسا گوشت نہیں کھایا کاش کہ وہ جس بکری کا ہے اس کی کتیا کے دودھ سے پرورش نہ کی جاتی۔

پھر ایاد کہنے لگا میں نے آج تک ایسا صاحب ثروت و شرافت نہیں دیکھا کاش کہ وہ اسی باپ کا بیٹا ہوتا جس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

اس شخص نے جب ان کی یہ گفتگو سنی تو جا کر افعٰی کو بیان کر دی۔ بادشاہ نے اس کے

بعد ناظم شراب خانہ سے پوچھا کہ تم نے جو شراب ابھی مہیا کی تھی وہ کس طرح حاصل کی گئی تھی؟

اس نے کہا یہ اس انگور سے بنائی گئی ہے جو آپ کے والد صاحب کی قبر پر لگا ہوا ہے ہمارے پاس اس وقت اس سے زیادہ نفیس شراب موجود نہیں تھی۔

پھر بادشاہ نے بکری کے بارے میں چرواہے سے تحقیق کی تو اس نے اقرار کرلیا کہ ہم اس بکری کو کتیا کا دودھ پلایا کرتے تھے اور بکریوں میں اس سے فربہ اور کوئی بکری نہ تھی۔ اس لئے اس کو ذبح کیا گیا۔ پھر بادشاہ نے اپنی ماں سے اپنے باپ کے بارے میں تحقیق کی تو اس نے بتایا کہ وہ ایسے بادشاہ کے ماتحت تھی جس کی اولاد نہیں ہوتی تھی اس لئے مجھے اس بات سے بڑی گرانی تھی کہ اس کے بعد حکومت کا سلسلہ منقطع ہوجائے گا تو میں نے اپنے نفس پر ایک ایسے شخص کو قدرت دی جو ہمارے پاس مہمان ہوا تھا۔ پس اس سے اس سلطنت کا وارث پیدا ہوا۔

اس تحقیق کے بعد بادشاہ ان کی ذہانت پر حیران ہوا اور ان کے پیچھے اسی شخص کو لگایا جس نے ان کی باتیں سنی تھیں کہ ان سے جو کچھ انہوں نے کہا اس کی وجہ سے دریافت کرے۔

چنانچہ اس شخص نے ان سے جا کر گفتگو کی۔ اس کی بات سن کر مفر کہنے لگا یہ شراب اس انگور سے بنائی گئی جو قبر پر لگا ہوا ہے، یہ مجھے ایسے معلوم ہوا کہ شراب کا خاصہ ہے کہ جب پی جاتی ہے تو سرور لاتی ہے اور غم زائل ہوجاتا ہے لیکن اس شراب کا اثر میں نے اس سے مختلف پایا، جب میں نے اسے پیا تو دل پر غم کا غلبہ ہوگیا۔

پھر ربیعہ کہنے لگا یہ بات کہ گوشت ایسی بکری کا ہے جسے کتیا کا دودھ پلا کر پالا گیا ہے مجھے ایسے معلوم ہوئی کہ بھیڑ بکری اور دوسری اقسام کے حیوانات کا گوشت نیچے اور چربی اوپر ہوتی ہے بجز کتے کے کہ اس کا گوشت اوپر اور چربی نیچے ہوتی ہے۔ تو میں نے اس

گوشت میں کتے کی یہ خاصیت دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہ گوشت ایسی بکری کا ہے جس کو کتیا کا دودھ پلایا گیا ہے، جس کی وجہ سے گوشت نے یہ خاصیت حاصل کی۔

پھر ایاد کہنے لگا یہ بات کہ یہ بادشاہ اپنے باپ کا بیٹا نہیں ہے جس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے میں نے اس طرح معلوم کی کہ اس نے ہمارے ساتھ نہیں کھایا، میں اس بات سے سمجھ گیا کہ اس کی یہ طبعی حالت اس کے باپ جیسی نہیں ہے کیونکہ وہ ایسا نہیں کیا کرتا تھا۔

اس شخص نے جا کر افعٰی کو اس تمام گفتگو سے مطلع کیا تو اس نے کہا یہ لوگ شیاطین معلوم ہوتے ہیں لہٰذا ان کو جلد رخصت کرنا چاہیے۔

پھر افعٰی ان بھائیوں کے پاس آیا اور ان سے کہا اپنی روداد سناؤ تو انہوں نے جو کچھ ان کے باپ نے وصیت کی تھی بیان کی اور جو کچھ باہم اختلاف واقع ہوا وہ بھی بیان کیا تو اس نے فیصلہ کیا جو مال سرخ خیمے کے مشابہ ہے وہ مفر کا ہے، چنانچہ مفر کے حصے میں دینار اور سرخ اونٹ آئے۔ پھر افعٰی نے کہا جو اموال سیاہ قبہ کے مشابہ ہیں خواہ وہ چوپائے ہوں یا کچھ اور یہ سب ربیعہ کا ہے پھر اس کے حصے میں کالے گھوڑے آئے اس لئے اس کو ربیعہ الفرس بھی کہا۔

پھر اس نے کہا کہ جو مال اس خادمہ کے مشابہ ہو جس کے رنگ میں سفیدی اور سیاہی ہے وہ ایاد کا ہے تو اس کے حصے میں ابلق گھوڑے یعنی ایسے گھوڑے (جو سیاہ وسفید مخلوط رنگ کے ہوں) اور گائے بیل آئے۔

پھر انمار کے حق میں درہموں اور زمین کو تجویز کیا، پھر اس کے بعد یہ چاروں بھائی افعٰی سے رخصت ہو گئے۔ (کتاب الازکیاء، علامہ ابن جوزیؒ)

چار قسم کے اکرام

مشہور فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں جو شخص امیدوں کو مختصر رکھے اللہ تعالیٰ اس پر چار قسم کے اکرام فرماتے ہیں۔

۱......اپنی اطاعت پر قوت عطا فرما دیتے ہیں اور جب اسے جلد ہی موت کا یقین ہو جاتا ہے تو عمل میں خوب کوشش کرتا ہے اور نا گوار چیزوں سے متاثر نہیں ہوتا۔

۲......اس کا غم کم ہو جاتا ہے۔

۳......روزی کی تھوڑی مقدار پر راضی ہو جاتا ہے۔

۴......اللہ تعالیٰ اس کے دل کو منور کر دیتے ہیں۔

علمائے کرام نے کہا ہے کہ دل کا نور چار چیزوں سے ہوتا ہے۔

۱......خالی پیٹ رہنے سے۔

۲......نیک آدمی کے پاس رہنے سے۔

۳......گزرے ہوئے گناہوں کو یاد کرنے اور ان پر ندامت کرنے سے۔

۴......امیدوں کو مختصر کرنے سے۔

جس شخص کی امیدیں لمبی ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ اس انسان کو چار عذابوں میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

۱......عبادت میں کاہلی پیدا ہو جاتی ہے۔

۲......دنیا کا غم زیادہ سوار ہو جاتا ہے۔

۳......مال جمع کرنے اور بڑھانے کی فکر ہر وقت مسلط رہتی ہے۔

۴......انسان کا دل سخت ہو جاتا ہے۔

علمائے کرام نے لکھا ہے کہ دل کی سختی چار چیزوں سے پیدا ہوتی ہے۔

۱......زیادہ شکم سیری (زیادہ پیٹ بھر کر کھانا)۔

۲......بری صحبت

۳......گناہوں کو یاد نہ کرنے سے۔

۴......امیدوں کے لمبا ہونے سے۔

اس لئے ضروری ہے کہ آدمی لمبی لمبی امیدیں نہ باندھے۔ انسان کو ہر وقت یہ فکر رہنی چاہیے کہ پتہ نہیں کون سا سانس زندگی کا آخری سانس ہو اور کس وقت قلب کی حرکت بند ہو جائے۔ (بحوالہ فضائل صدقات)

چار قیمتی باتیں

جب شیطان انسان سے چار باتیں سرزد کرا دیتا ہے تو کہتا ہے اب مجھے اس کے خلاف اور کچھ کرانے کی ضرورت نہیں۔

یعنی چار میں سے ایک بات بھی اس کی تباہی کے لئے کافی ہے، وہ چار باتیں یہ ہیں:

۱. انسان کا تکبر کرنا۔ ۲. اپنے اعمال کو زیادہ سمجھنا۔

۳. اپنے گناہوں کو بھول جانا۔ ۴. پیٹ بھر کر کھانا کھانا۔

اور فرمایا کہ یہ آخری خرابی یعنی پیٹ بھر کر کھانا سب خرابیوں کی جڑ ہے۔

(ملفوظات حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ)

چار لڑکوں کی شہادت کا اعزاز

خنساء رضی اللہ عنہا (تماضر بنت عمرو بن الحارث) عرب کی مشہور شاعرہ تھی، زمانہ جاہلیت میں اس کے بھائی کا انتقال ہو گیا یہ حادثہ اس کے لئے اتنا سخت تھا کہ وہ اس پر چھا گیا وہ ہر وقت غم میں ڈوبی رہتی اور دردناک اشعار پڑھ پڑھ کر روتی رہتی۔ خنساء رضی اللہ عنہا نے کچھ عرصے بعد اسلام قبول کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں قادسیہ کی جنگ چھڑی تو اس نے اپنے چار لڑکوں کو جہاد کے لئے روانہ کیا۔ یہ چاروں لڑکے جنگ قادسیہ میں شہید ہو گئے۔ جب اس نے اس حادثہ کی خبر سنی تو اس کی زبان سے نکلا:

"اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے یہ عزت دی کہ میرے بیٹے نصرت دین اور اعلاء کلمۃ الاسلام کی راہ میں مارے گئے، میں امید کرتی ہوں کہ خدا مجھے اپنی رحمت کے مقام پر

ان سے ملائے گا۔“ (بحوالہ حکایات صالحین)

چار انعام اتباع سنت کے اہتمام سے

جو شخص اتباع سنت کو اپنی حیات کا جزو لاینفک بنالیتا ہے تو خداوند قدوس اسے چار انعامات سے نوازتے ہیں۔

ا۔ زندگی میں برکت...... برکت وہ نعمت خداوندی ہے جس کا ہر فرد و بشر متلاشی ہے ہر انسان چاہتا ہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ برکت کی بارش برسائے۔

اور یہ برکت اسے حاصل ہوتی ہے جو اتباع سنت کا خوب خوب اہتمام کرتا ہے اتباع سنت کی وجہ سے اس کے تمام مشکل کام آسان سے آسان تر ہوتے چلے جاتے ہیں جس کا مشاہدہ عام ہے۔ درحقیقت اتباع سنت سے سرشار انسان کی زندگی ”قدم قدم پر برکتیں نفس نفس پر رحمتیں“ کی مصداق ہوجاتی ہے۔

۲۔ دین پر استقامت...... اتباع سنت کے اہتمام سے خداوند قدوس دوسرا انعام دین پر استقامت کا عطا فرماتے ہیں اور یہ انعام وہ ہے جس کی ضرورت ہر مسلمان کو ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿ان الذین قالو ربنا الله ثم استقامو﴾۔

صرف ایمان لے آنا اور خداوند قدوس کو اپنا رب مان لینا کافی نہیں بلکہ حکم ہے استقامت کا کہ پھر استقامت اختیار کرو۔

دنیا میں مصائب و آلام کا آنا ایک لازمی امر ہے خصوصاً آج کے اس پُر آشوب دور میں جبکہ ہر طرف نئے نئے فتنے سر اُبھار رہے ہیں، ہر جانب گھٹا ٹوپ اندھیرا پھیلتا جارہا ہے، ظاہری روشنیوں سے دنیا جگمگا رہی ہے لیکن باطنی روشنیاں ناپید ہیں۔

روشنی کی دھوم ہے لیکن اندھیرا عام ہے
صبح بھی ایسی نظر آتی ہے گویا شام ہے

ایسے دور میں فتنوں سے بچ بچا کر گزر جانا یقیناً سعادت و افتخار مندی کی بیّن دلیل

ہے اور یہ استقامت سے ہی ممکن ہے اگر یہ انعام خداوندی ہمارے شامل حال نہ ہو تو ہر دم پھسل جانے کا کھٹکا لگا رہے۔ چنانچہ اس عظیم انعام خداوندی یعنی استقامت کے حصول کا ذریعہ جذبہ اتباع سنت ہے۔

۳۔ نیک لوگوں کی محبت...... تیسرا انعام خداوند قدوس کی طرف سے یہ ملتا ہے کہ نیک لوگوں کی محبت نصیب ہوتی ہے من جانب اللہ نیک لوگوں کے قلوب میں اس کی محبت گھر کر جاتی ہے نیک لوگوں کی محبت بے شک انتہائی کارآمد اور ذریعہ نجات ہے۔ اور نیک لوگوں کی محبت سے دنیا اور دین دونوں سنورتے ہیں یہ محبت انسان کے لئے فوز وفلاح کے راستے ہموار کرتی ہے۔

۴۔ اللہ کے دشمنوں پر رعب...... چوتھا انعام خداوندی یہ دیا جاتا ہے کہ اتباع سنت کی برکت سے خداوند قدوس اپنے دشمنوں کے قلوب پر اپنے اس بندے کا رعب بٹھادیتے ہیں۔ شب وروز ہم دیکھتے ہیں کہ جن کے چہرے پر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نمایاں ہوتی ہے ان کے چہروں پر ایک عجیب سا نور چمکتا نظر آتا ہے جبکہ دیگر چہرے اس نور سے ناآشنا نظر آتے ہیں۔

چنانچہ اتباع سنت کی برکت سے اس کا ایسا رعب ہوتا ہے کہ بڑے بڑے طاقت و قوت والوں کی نظریں ان کے چہرے پر نہیں ٹکتی اللہ تعالیٰ ہمیں اتباع سنت کی دولت سے سرشار فرمائے۔ آمین (بحوالہ مثالی نوجوان ص ۱۰۰)

چار باتوں میں توبہ پہچانی جاتی ہے

کسی دانا کا قول ہے کہ آدمی کی توبہ چار باتوں میں پہچانی جاتی ہے۔

ایک یہ کہ! اپنی زبان کو فضول گوئی، غیبت اور جھوٹ سے روک لے۔

دوسری یہ کہ! اپنے دل میں کسی کے لئے حسد اور عداوت نہ رکھے۔

تیسری یہ کہ! بدکار لوگوں سے علیحدگی اختیار کر لے۔

چوتھی یہ کہ! موت کی تیاری میں لگا رہے۔ گزشتہ پر ندامت کے ساتھ استغفار کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری پر کمربستہ ہو جائے۔ (بحوالہ گناہوں سے توبہ کیجئے)

چار علامتیں ہیں توبہ کی قبولیت کی

کسی حکیم سے پوچھا گیا کہ کون سی علامت ہے کہ جس سے معلوم ہو سکے کہ توبہ قبول ہوگئی ہے فرمایا چار علامتیں ہیں۔

پہلی یہ کہ! بُرے لوگوں سے ہٹ کر اچھے لوگوں سے میل جول اختیار کرے۔

دوسری یہ کہ! سب گناہ چھوڑ کر تمام اطاعتوں پر کمربستہ ہو جائے۔

تیسری یہ کہ! اس کے دل سے دنیا کی لذتیں اور فرحتیں سب جاتی رہیں اور آخرت کا غم ہمیشہ کے لئے اس کے دل میں گھر کر جائے۔

چوتھی یہ کہ! رزق وغیرہ اشیاء سے جس کی اللہ تعالیٰ نے ضمانت اور ذمہ داری لے رکھی ہے اپنے آپ کو فارغ کر کے ان کاموں میں لگے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دے رکھا ہے۔

یہ علامتیں موجود ہوں تو وہ ان لوگوں میں سے ہو جائے گا۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ!

یقیناً اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں توبہ کرنے والوں سے اور محبت رکھتے ہیں پاک صاف رہنے والوں سے۔ (سورہ آل عمران آیت نمبر ۲۲۲)

اور لوگوں پر اس کے حق میں چار چیزیں واجب ہو جائیں گی۔

پہلی یہ کہ! اس سے محبت کرنے لگیں اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔

دوسری یہ کہ! اس کے لئے توبہ پر دوام وثابت قدمی کی دعا کرتے رہیں۔

تیسری یہ کہ! گزشتہ گناہوں پر اسے شرمندہ نہ کیا کریں۔

چوتھی یہ کہ! اس کے پاس بیٹھا کریں، اس کے ساتھ بھلائی میں تعاون اور اچھی

گفتگو کیا کریں اور اللہ تعالیٰ اس شخص کو چار کرامات سے نوازیں گے۔

ایک یہ کہ! اسے گناہوں سے یوں پاک کر دیں گے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

دوسری یہ کہ! اس سے محبت رکھیں گے۔

تیسری یہ کہ! شیطان لعین کو اس پر مسلط نہیں ہونے دیں گے۔

چوتھی یہ کہ! دنیا سے جانے سے پہلے اسے خوف سے امن کی نوید عطا فرمائیں گے۔

(بحوالہ گناہوں سے توبہ کیجئے)

چار باتیں

ہوسکتا ہے کہ دنیا والوں کو ہماری گندی نیت اور بدنظری کا علم نہ ہو لیکن اللہ تعالیٰ کو تو ہر ہر چیز کی خبر ہے۔ علامہ آلوسیؒ نے "بیشک اللہ تعالیٰ باخبر ہے اس سے جو تم کرتے ہو" کی تفسیر میں چار باتیں لکھی ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ!

(۱)......تمہاری نظریں گھما گھما کر دیکھنے سے باخبر ہے۔

(۲)......بدنگاہی کرنے والا شخص حواس خمسہ کے ذریعے جو لذت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو اس کی بھی خبر ہے۔

(۳)......بدنظری کرنے والا اس سلسلہ میں ظاہری اعضاء کو جو استعمال کرتا ہے اللہ اسے بھی جانتا ہے۔

(۴)......اور بدنظری سے اس کا جو کچھ مقصود ہو، اللہ تعالیٰ کی نظر سے وہ مقصود بھی پوشیدہ نہیں۔ مختصر یہ کہ۔

جو کرتا ہے تو چھپ کے اہل جہاں سے
کوئی دیکھتا ہے تجھے آسماں سے

بہرحال نظر کی پاکیزگی بھی بہت ضروری ہے اگر نظر پاک نہیں ہوگی تو جسم کے دوسرے اعضاء کا پاک رہنا مشکل ہوگا۔ (بحوالہ بدنظری کے نقصانات ص ۸۸)

چار باتیں سیکھئے

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ سے گزر رہے تھے ایک لڑکے پر نظر پڑی جس کے چہرے سے ذہانت ہویدا تھی۔ آپ نے پوچھا بیٹا! کچھ پڑھا بھی ہے یا یوں ہی اپنا وقت اور عمر برباد کر رہے ہو، اس نے جواب دیا کچھ زیادہ تو نہیں پڑھا لیکن میں نے چار باتیں سیکھی ہیں۔ آپ نے پوچھا کونسی؟ کہنے لگا: مجھے سر کا علم، کانوں کا علم، زبان کا علم اور دل کا علم حاصل ہے۔ آپ نے فرمایا: مجھے بھی تو کچھ بتاؤ، اس نے کہا سر: اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکانے کے لئے ہے، کان اس کا کلام سننے کے لئے، زبان اس کا ذکر کرنے کے لئے اور دل اس کی یاد بسانے کے لئے۔ حضرت ابن مبارک اس کے حکمت آمیز کلام سے اتنے متاثر ہوئے کہ اس سے نصیحت کے لئے کہا اس لڑکے نے کہا آپ مجھے شکل و شباہت سے علم معلوم ہوتے ہیں اگر علم اللہ تعالیٰ کے لئے پڑھا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے علاوہ سے امید نہ رکھنا۔

(بحوالہ الکنز المدفون ص ۲۳۰)

چار صفتیں پیدا کیجیے

مسند احمد میں فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ چار باتیں جب تجھ میں ہوں۔ پھر اگر ساری دنیا بھی فوت ہو جائے تو تجھے نقصان نہیں۔

(۱) امانت کی حفاظت۔

(۲) بات چیت کی صداقت۔

(۳) حسن اخلاق

(۴) وجہ حلال کی روزی۔

چار چیزوں سے بچئے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چار چیزیں ہیں جو روزہ کو ختم کرتی ہیں، وضو کو توڑتی ہیں، عمل کو ضائع کرتی ہیں۔

۱. غیبت ۲. جھوٹ ۳. چغلی اور ۴. ایسی عورت کے موقع حُسن کو دیکھنا جس کی طرف دیکھنا جائز نہیں۔ یہ چیزیں برائی کی جڑوں کو یوں سیراب کرتی ہیں جیسے پانی پودے کی جڑوں کی سیراب کرتا ہے۔ اور شراب پینا ان سب سے بڑھ کر ہے۔ حضرت کعب احبارؒ فرماتے ہیں کہ میں نے انبیائے سابقین علیہم السلام کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ جو شخص غیبت سے توبہ کر کے مرتا ہے وہ جنت میں سب سے آخر میں داخل ہوگا۔ اور جو بلا توبہ یونہی مر گیا وہ دوزخ میں سب سے پہلے داخل ہوگا۔

حاتم زاہد رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے کہ تین چیزیں جب کسی مجلس میں ہوں تو وہاں سے رحمت ہٹادی جاتی ہے۔ ۱. دنیا کا ذکر ۲. ہنسی اور ۳. لوگوں کی غیبتیں۔

یحییٰ بن مُعاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تیری طرف سے ایک مومن کے حصہ میں تین چیزیں آنی چاہئیں، تو تیرا شمار اچھے لوگوں میں ہوگا۔ ایک یہ کہ اگر تو اسے نفع نہیں پہنچا سکتا تو مضرت بھی نہ پہنچا۔ دوسری یہ کہ اگر تو اسے مسرت نہیں پہنچا سکتا تو غم بھی نہ دکھا۔ تیسری یہ کہ اگر تو اس کی تعریف نہیں کرتا تو مذمت بھی نہ کر۔

کسی دانا کا قول ہے کہ اگر تو تین باتوں سے عاجز ہے، تو تین باتیں اور اختیار کر۔

۱۔ اگر تو بھلائی سے عاجز ہے تو برائی سے رُک جا۔

۲۔ اگر تو نفع رسانی سے عاجز ہے تو مضرت رسانی سے باز رہ۔

۳۔ اگر تو روزہ نہیں رکھ سکتا تو لوگوں کا گوشت بھی مت کھا۔

(بحوالہ تنبیہ الغافلین)

چار قسمیں غیبت کی

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غیبت کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک کفر ہے، دوسری نفاق ، تیسری معصیت، چوتھی مباح جو کہ مُوجب اجر ہے۔ کفر کی صورت یہ ہے کہ کسی مسلمان کی غیبت کر رہا ہے کسی نے ٹوکا کہ غیبت نہ کر تو یہ کہتا ہے کہ یہ غیبت نہیں ہے اور میں سچ ہی کہہ رہا ہوں، اس شخص نے اللہ کی حرام کردہ چیز کو حلال قرار دیا ہے۔ اور ایسا کرنے والا آدمی کافر ہو جاتا ہے (اَلْعِیَاذُ باللہ)۔ نفاق کی یہ صورت ہے کہ کسی انسان کی غیبت اس کا نام لئے بغیر کرے اور مخاطب اسے سمجھ رہا ہو کہ اس کی مراد فلاں شخص ہے، ایسا شخص اپنے جی میں سمجھ رہا ہے کہ میں غیبت سے بچ گیا ہوں مگر واقعہ میں اس نے غیبت کر لی ہے، یہ نفاق ہے۔ معصیت یہ ہے کہ ایک آدمی کسی کا نام لے کر اس کی غیبت کرتا ہے اور اپنے اس فعل کو معصیت اور گناہ بھی سمجھتا ہے، ایسا شخص گنہگار ہے اور اسے توبہ لازم ہے۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ کسی فاسق شخص کی غیبت کرے جو کہ علانیہ فسق کرتا ہے، یا کسی صاحب بدعت کی غیبت کرتا ہے یہ مباح ہے اس شخص کو اجر ملے گا، کہ لوگ اس کے تعارف کرانے سے اس فاسق یا بدعتی سے بچ سکیں گے۔ حدیث شریف میں ہے کہ فاسق کا فسق ذکر کر دو تا کہ لوگ اس سے بچ سکیں۔ (بحوالہ تنبیہ الغافلین)

چار بیٹے اور باپ کی تیمارداری

حضرت طاوس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک شخص کے چار بیٹے تھے۔ وہ بیمار ہوا۔ ان بیٹوں میں سے ایک نے اپنے تین بھائیوں سے کہا کہ اگر تم باپ کی تیمارداری اس شرط پر کرو کہ تم کو باپ کی میراث میں سے کچھ نہیں ملے گا، تو تم کرو ورنہ میں اس شرط پر تیمارداری کرتا ہوں کہ میراث میں سے کچھ نہ لوں گا۔ وہ اس پر راضی ہو گئے کہ تو ہی اس شرط پر تیمار داری کر ہم نہیں کرتے۔ اس نے خوب خدمت کی۔ لیکن باپ کا انتقال ہی ہو گیا اور شرط

کے موافق اس نے کچھ نہ لیا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے، فلاں جگہ سو دینار (اشرفیاں) گڑی ہوئی ہیں، وہ تو لے لے، اس نے خواب ہی میں دریافت کیا کہ ان میں برکت بھی ہوگی۔ اس نے کہا کہ برکت اس میں نہیں ہے۔ صبح کو بیوی سے خواب ذکر کیا۔ اس نے ان کے نکالنے پر اصرار کیا، اس نے نہ مانا، دوسرے دن پھر خواب دیکھا جس میں کسی دوسری جگہ دس دینار بتائے۔ اس نے پھر وہی برکت کا سوال کیا اس نے کہا کہ برکت ان میں نہیں ہے، اس نے صبح بیوی سے اس کا بھی ذکر کیا اس نے پھر اصرار کیا ،مگر وہ نہ مانا۔ تیسرے دن پھر اس نے خواب دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ، فلاں جگہ جا۔ وہاں تجھے ایک دینار (اشرفی) ملے گا، وہ لے لے۔ اس نے پھر وہی برکت کا سوال کیا ۔اس شخص نے کہاہاں اس میں برکت ہے۔ یہ جا کر وہ دینار لے آیا اور بازار میں جا کر اس سے دوں مچھلیاں خریدیں، جن میں سے ہر ایک کے اندر سے ایک ایسے قسم کا موتی نکلا جس قسم کا عمر بھر کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ بادشاہ وقت نے ان دونوں کو بہت اصرار سے نوے خچروں کے بوجھ کے بقدر سونے سے خریدا۔ (بحوالہ حکایات الصالحین ص ۲۳۰)

چار بادشاہوں کے مقولے

ابوبکر عیاش رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ چار بادشاہوں نے ایک ایک بات کہی مگر ایسی گویا کہ ایک ہی کمان سے نکلے ہوئے تیر ہیں۔

۱......کسریٰ کا مقولہ ہے کہ جو بات میں نے کہی نہ ہو اس پر کبھی ندامت نہیں ہوئی، البتہ کہی ہوئی بات پر کبھی ندامت بھی ہوتی ہے۔

۲......شاہ چین کا کہنا ہے کہ جب تک میں نے کوئی بات نہیں کہی وہ میرے قابو میں ہے، مگر جب کہہ دی تو اب وہ مجھ پر غالب ہے میرے بس میں نہیں۔

۳..... قیصر روم کا کہنا ہے کہ مجھے ایسی بات پر جو نہ کہی ہو کرنے کی طاقت ہے مگر جو

۴.....شاہِ ہند کا مقولہ ہے کہ ایسے شخص پر تعجب ہے جو ایسی بات کرتا ہے کہ اگر اس کا چرچا کیا جائے تو اسے نقصان دے اور اگر اسے عام نہ کیا جائے تو اسے کچھ فائدہ نہ ہو۔

(بحوالہ خزینۃ الاسرار ص۲۲۲)

چار ہزار حدیثوں میں سے چار کا انتخاب

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ میں نے چار ہزار حدیثوں میں سے چار سو احادیث نکالیں اور چار سو سے چالیس کا انتخاب کیا، پھر ان میں سے بھی صرف چار حدیثوں کو منتخب کیا۔

۱. عورت کے ساتھ دل نہ لگاؤ کہ وہ آج تیری ہے کل کسی اور کی ہوگی، اس کا کہنا مانے گا تو تجھے دوزخ تک پہنچائے گی۔

۲. مال کے ساتھ دل نہ لگاؤ کہ یہ مُستعار چیز ہے جو آج تیرے پاس ہے کل کسی اور کے پاس ہوگا۔ لہٰذا غیر کی چیز کے لئے خواہ مخواہ مشقت نہ اٹھاؤ کہ اس کے منافع تو غیر اٹھائیں اور کلفتیں تُو برداشت کرے اور یہ بھی ہے کہ مالِ کے ساتھ دل نہ لگاؤ گے تو تجھے حقوق اللہ کی ادائیگی سے روکے گے، فقر کا خوف پیدا ہوگا اور شیطان کی اطاعت ہونے لگے گی۔

۳. دل میں جو بات کھٹک پیدا کرے اس ترک کر دو، کیونکہ مومن کا قلب گواہ کی مانند ہے جو شبہات پر اضطراب محسوس کرتا ہے، حرام سے بھاگتا ہے، حلال سے سکون پاتا ہے۔

۴. کوئی عمل اس وقت تک اختیار نہ کرو جب تک کہ اس کی قبولیت کا یقین نہ ہونے لگے۔

(بحوالہ خزینۃ الاسرار ص۲۲۲)

چار طرح کے اکرام

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس کی امیدیں مختصر ہوں اللہ تعالیٰ اسے چار طرح کے اکرام سے نوازتے ہیں۔

۱. اسے اپنی اطاعت و بندگی کی توفیق دیتے ہیں کیونکہ بندہ جب یقین کر لیتا ہے کہ وہ عنقریب مر جائے گا، تو وہ طاعات میں محنت کرنے لگتا ہے اور کوئی تکلیف بھی آئے تو پرواہ نہیں کرتا اس سے اس کے اعمال بڑھ جاتے ہیں۔

۲. اللہ تعالیٰ اس کے غم و افکار کو کم کر دیتے ہیں کیونکہ جب عنقریب مر جانے کا یقین ہے تو ناموافق بات بھی پیش آجائے تو چنداں خیال نہیں کرتا۔

۳. اسے قلیل مقدار پر راضی اور قانع بنا دیتا ہے کیونکہ جب عنقریب مر جانے کا یقین ہے تو وہ کثرت کو طلب ہی نہیں کرے گا، اس کا تو سارا فکر فکرِ آخرت ہی ہوتا ہے۔

۴. اس کے قلب کو منور فرماتے ہیں کیونکہ مشہور ہے کہ نورِ قلب چار چیزوں سے میسر آتا ہے، ایک بھوکا پیٹ، دوسری نیک ساتھی، تیسری یہ کہ اپنے سابقہ گناہوں سے بے فکر نہ ہو، چوتھی یہ کہ امید مختصر ہو۔ (بحوالہ تنبیہ الغافلین)

چار چیزوں سے تنگ دلی پیدا ہوتی ہے

لمبی امیدیں لگانے پر چار چیزوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ طاعات میں سستی، دنیا کے افکار کا ہجوم، مال جمع کرنے کی حرص اور دل میں قساوت یعنی سختی پیدا ہو جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ سنگ دلی چار چیزوں سے پیدا ہوتی ہے۔

۱. بھرے ہوئے پیٹ سے۔

۲. بُرے ساتھی کی رفاقت سے۔

۳. سابقہ گناہوں کو بھلانے دینے سے۔

۴. لمبی لمبی امیدیں باندھنے سے۔ (بحوالہ تنبیہ الغافلین)

چار صفات اچھی عورت میں ہونی چاہئیں؟

اہل اللہ نے لکھا ہے کہ بیوی میں چار صفات ضرور ہونی چاہئیں:

۱...... پہلی صفت اس کے چہرے پر حیا ہو یہ بات بنیادی حیثیت رکھتی ہے کہ جس عورت کے چہرے پر حیا ہوگی اس کا دل بھی حیا سے لبریز ہوگا۔ مثل مشہور ہے کہ چہرہ انسان کے دل کا آئینہ ہوتا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ مردوں میں بھی حیا بہتر ہے مگر عورتوں میں بہترین ہے۔

۲...... دوسری صفت اس کی زبان میں شیرینی ہو یعنی جو بولے تو کانوں میں رس گھولے۔ یہ نہ ہو کہ ہر وقت خاوند کو جلی کٹی سناتی رہے یا بچوں کو بات بات پر جھڑکتی رہے۔

۳...... تیسری صفت یہ کہ اس کے دل میں نیکی ہو۔

۴...... چوتھی صفت یہ کہ اس کے ہاتھ کام کاج میں مصروف رہیں۔

یہ خوبیاں جس عورت میں ہوں یقیناً وہ بہترین بیوی کی حیثیت سے زندگی گزار سکتی ہے۔ (بحوالہ تنبیہ الغافلین)

چار چیزوں کا دعویٰ چار چیزوں کے بغیر باطل ہے

حاتم زاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جو شخص چار چیزوں کا چار چیزوں کے بغیر دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ وہ شخص جو اپنے مولا کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر اس کے حرام سے نہیں بچتا۔ دوسرا وہ شخص جو جنت کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مال نہیں خرچ کرتا۔ تیسرا وہ جو رسول اللہ ﷺ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر سنت کی اتباع نہیں کرتا۔ چوتھا وہ شخص جو اعلیٰ درجات کی محبت کا دعویدار ہے مگر فقرا اور مساکین سے ہم نشینی

نہیں رکھتا۔

کسی حکیم کا قول ہے کہ جس شخص میں چار چیزیں ہوں گی وہ ہر قسم کی بھلائی سے خالی ہوگا۔

۱. اول اپنے ماتحتوں پر دست درازی کرنے والا۔
۲. اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والا۔
۳. جو شخص غرباء کو حقیر جانتا ہے۔
۴. جو شخص مساکین کو ان کی ناداری کی وجہ سے شرمندہ کرتا ہے۔

(بحوالہ قندیل ص۳۳)

چار چیزوں میں دل کی حیات ہے

بعض حکماء کا قول ہے کہ دل کی حیاتِ چار چیزوں میں ہے، علم، رضا، قناعت، اور زہد۔ علم کی بدولت رضا کا درجہ ملتا ہے اور رضا سے قناعت حاصل ہوتی ہے اور قناعت زہد تک پہنچاتی ہے۔ اور زہد دنیا کی نگاہوں میں بے وقعت ہوتا ہے، نیز فرمایا کہ زہد تین چیزوں کا نام ہے، اول دنیا کی معرفت اور اس کے پیچھے نہ لگنا۔ دوسرے مولیٰ کی خدمت اور ادب کی رعایت کرنا۔ تیسرے آخرت کا شوق اور اس کے لئے طلب اور محنت کرنا۔

(بحوالہ قندیل ص۳۹)

چار قسم کے اکرام

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص امیدوں کو مختصر رکھے حق تعالیٰ شانہٗ چار قسم کے اکرام اس پر کرتے ہیں۔ ۱: اپنی طاعت پر اس کو قوت عطا فرماتے ہیں اور جب اس کو عنقریب موت کا یقین ہوتا ہے تو عمل میں خوب کوشش کرتا ہے اور ناگوار چیزوں سے متاثر نہیں ہوتا۔ ۲: اس کو غم کم ہو جاتا ہے۔ ۳: روزی کی تھوڑی مقدار

پر راضی ہو جاتا ہے۔۴: اس کے دل کو منور کر دیتی ہے۔ (بحوالہ تنبیہ الغافلین)

چار چیزوں سے دل کا نور پیدا ہوتا ہے

علماء نے کہا ہے کہ دل کا نور چار چیزوں سے پیدا ہوتا ہے۔

۱: خالی پیٹ رہنے سے ۔۲: نیک آدمی کے پاس رہنے سے ۔۳: گزرے ہوئے گناہوں کو یاد کرنے (اوران پر ندامت) سے ۔۴: اور امید کے مختصر کرنے سے۔

(بحوالہ منبہات ابن حجرؒ)

چار قسم کے عذاب

اور جس شخص کی امیدیں لمبی لمبی ہوتی ہیں، اس کو حق تعالیٰ شانہ چار قسم کے عذابوں میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

۱......عبادت میں کاہلی پیدا ہو جاتی ہے۔

۲......دنیا کا غم زیادہ سوار ہو جاتا ہے۔

۳......مال کے جمع کرنے اور بڑھانے کا فکر ہر وقت مسلط رہتا ہے۔

۴......دل سخت ہو جاتا ہے۔ (بحوالہ منبہات ابن حجرؒ)

چار چیزوں سے دل کی سختی پیدا ہوتی ہے

اور علماء نے لکھا ہے کہ دل کی سختی چار چیزوں سے پیدا ہوتی ہے۔

۱......زیادہ شکم سیری سے۔

۲......بری صحبت سے۔

۳......گناہوں کو یاد نہ کرنے سے۔

۴......امیدوں کی لمبی ہونے سے۔

اس لئے ضروری ہے کہ آدمی لمبی لمبی امیدیں ہرگز نہ باندھیں ہر وقت یہ

فکر رہنا چاہیے کہ نہ معلوم کونسا سانس زندگی کا آخری سانس ہو (کس وقت قلب کی حرکت بند ہو جائے)۔ (بحوالہ منبہات ابن حجرؒ)

چار چیزوں کو طلب کرو

ایک دانا کا قول ہے کہ ہم نے چار چیزوں کی طلب کی، مگر ان کے طریق میں غلطی کھائی۔

۱. ہم نے مال میں غنا کو تلاش کیا مگر وہ قناعت میں تھی۔

۲. ہم نے فراوانی اور کثرت میں راحت کو ڈھونڈا وہ قلت اور فقر میں تھی۔

۳. ہم نے عزت مخلوق میں تلاش کی مگر وہ تقویٰ میں تھی۔

۴. ہم نے نعمت طعام ولباس میں سمجھی مگر وہ اسلام میں اور اللہ تعالیٰ کی ستاری یعنی پردہ پوشی میں تھی۔ (بحوالہ منبہات ابن حجرؒ)

چار تورات کی سطریں

حضرت وَہب رحمۃ اللہ علیہ بن مُنَبِّہ فرماتے ہیں کہ میں نے تورات میں چار سطریں مسلسل دیکھیں۔

پہلی سطر کا مضمون یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتا ہے، اور پھر بھی یہ گمان رکھے کہ اس کی بخشش نہیں ہوئی تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ مذاق کرنے والوں میں سے ہے۔

دوسری سطر کا ترجمہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے اوپر آنے والی مصیبت کی شکایت کرتا ہے وہ اپنے رب کا شکوہ کرتا ہے۔

تیسری سطر کا حاصل یہ ہے جو شخص کسی شی کے فوت ہونے پر غم کھاتا ہے وہ اپنے رب کی تقدیر پر خفا ہوتا ہے۔

چوتھی سطر میں ہے کہ جو شخص کسی غنی کے سامنے تواضع دکھاتا ہے تو اس کے دین کے دو تہائی حصے جاتے رہتے ہیں، یعنی اس کا یقین ناقص ہو جاتا ہے۔ (بحوالہ منبہات ابن حجرؒ)

چار مراتب کھانے کے

فتاوٰی عالمگیریہ میں لکھا ہوا ہے کہ کھانے کے چند مراتب ہیں۔

پہلا درجہ فرض ہے اور وہ اتنی مقدار ہے جس سے آدمی ہلاکت سے بچے۔ اگر کوئی شخص اتنا کم کھائے یا کھانا پینا چھوڑ دے جس سے ہلاک ہو جائے تو گناہ گار ہوگا۔

دوسرا درجہ ثواب کا ہے کہ اتنی مقدار کھائے جس سے کھڑے ہو کر نماز پڑھی جا سکے اور روزہ سہولت سے رکھ سکے۔

تیسرا درجہ جائز کا ہے۔ اور وہ ۲ کی مقدار پر پیٹ بھرنے کی مقدار تک اضافہ ہے تا کہ بدن میں قوت پیدا ہو۔ اس درجہ میں نہ ثواب ہے نہ گناہ ہے معمولی حساب اس میں ہے بشرطیکہ کہ مال حلال طریقے سے حاصل ہوا ہو۔

چوتھا درجہ حرام ہے وہ پیٹ بھرنے سے زائد مقدار ہے البتہ اس درجے میں اگر مقصود روزہ پر قوت ہو کہ کل کو روزہ رکھنا ہے یا یہ غرض ہو کہ مہمان بھوکا نہ رہے تو اس مقدار میں بھی مضائقہ نہیں۔ اور کم کھانے کا ایسا مجاہدہ جس سے فرائض میں نقصان آوے جائز نہیں۔ البتہ اگر اس میں نقصان نہ آوے تو کم کھانے کا مجاہدہ کرنے میں مضائقہ نہیں کہ اس میں نفس کی اصلاح بھی ہے، اور کھانا بھی رغبت سے کھایا جاتا ہے۔ اس طرح سے کسی جوان کو کم کھانے کا مجاہدہ تا کہ اس کی شہوت کا زور ٹوٹ جائے جائز ہے (بحوالہ فتاوٰی عالمگیری)

چار ضروری کام

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے عرض کیا کہ اگر آپ کسی وقت تشریف رکھا کریں تو ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہو جایا کریں کہ کچھ ارشاد

سنیں۔انہوں نے فرمایا۔مجھے چار کام اس وقت درپیش ہیں ان میں مشغول ہوں،ان سے فراغت پر یہ ہوسکتا ہے۔

ا...... جب ازل میں عہد لیا گیا تھا تو حق تعالیٰ شانہ نے ایک فریق کے متعلق فرمایا تھا کہ یہ جنتی ہیں،اور دوسروں کو فرمایا تھا کہ یہ دوزخی ہیں۔مجھے ہر وقت یہ فکر رہتا ہے کہ نہ معلوم میں کن میں ہوں۔

۲...... جب بچہ ماں کے پیٹ میں شروع ہوتا ہے تو اس وقت ایک فرشتہ جو اس نطفہ پر مقرر ہوتا ہے وہ حق تعالیٰ شانہ سے پوچھتا ہے کہ اس کو سعید لکھوں یا بد بخت۔مجھے ہر وقت یہ فکر لگا رہتا ہے کہ نہ معلوم مجھے کیا لکھا گیا ہے۔

۳...... جب فرشتہ آدمی کی روح قبض کرتا ہے تو یہ پوچھتا ہے کہ اس روح کو مسلمانوں کی روحوں میں رکھوں یا کافروں کی۔نہ معلوم میرے متعلق اس فرشتہ کو کیا جواب ملے گا۔

۴...... قیامت میں حکم ہوگا "وامتازوا الیوم ایھا المجرمونَ." "آج مجرم لوگ فرمانبرداروں سے الگ ہوجائیں" مجھے یہ چکر رہتا ہے کہ نہ معلوم میرا شمار کس فریق میں ہوگا

یعنی ان چاروں فکروں سے جب امن نصیب ہوجائے اس وقت دوستوں سے بے فکری سے باتیں کرنے کا ٹائم مل سکتا ہے۔اب تو میں ہر وقت ان فکروں میں رہتا ہوں، کہاں اطمنان سے بیٹھ سکتا ہوں۔ (بحوالہ تنبیہ الغافلین)

چار چیزوں میں عورت خاوند سے کم تر ہو

کہتے ہیں کہ عورت چار چیزوں میں خاوند سے کم تر ہونی چاہیے۔ورنہ خاوند اس کی نگاہ میں ذلیل ہوگا،عمر میں،قد کی لمبائی میں،مال میں،شرافت میں،اور چار چیزوں میں خاوند سے بڑھی ہونی چاہیے،خوب صورتی میں،ادب میں،تقوٰی میں،عادتوں میں۔

(بحوالہ احیاء العلوم)

چار چیزیں

حضرت شفیق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آدمی چار چیزوں میں زبان سے تو میری موافقت کرتے ہیں اور عمل سے مخالفت کرتے ہیں۔

۱......وہ کہتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کے بندے اور غلام ہیں۔ اور کام آزاد لوگوں کے سے کرتے ہیں۔

۲......یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ شانہٗ ہماری روزی کا ذمہ دار ہے۔ لیکن ان کے دلوں کو اس کی ذمہ داری پر اس وقت تک اطمینان نہیں ہوتا جب تک دنیا کی کوئی چیز ان کے پاس نہ ہو۔

۳......یہ کہتے ہیں کہ آخرت دنیا سے افضل ہے لیکن دنیا کے لئے مال جمع کرنے کی فکر میں ہر وقت لگے رہتے ہیں (آخرت کا کوئی فکر نہیں)۔

۴......کہتے ہیں کہ موت یقینی چیز ہے آ کر رہے گی لیکن اعمال ایسے لوگوں سے کرتے ہیں جن کو کبھی مرنا ہی نہ ہو۔ (بحوالہ منبہات ابن حجرؒ)

چوتھے آسمان کے فرشتے کو مدد کے لئے حرکت میں لانے والی دعا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کی کنیت ابو معلق تھی اور وہ تاجر تھے اپنے اور دوسروں کے مال سے تجارت کیا کرتے تھے اور وہ بہت عبادت گزار اور پرہیز گار تھے ایک مرتبہ وہ سفر میں گئے انہیں راستے میں ایک ہتھیاروں سے مسلح ڈاکو ملا اس نے کہا اپنا سارا سامان یہاں رکھ دو میں تمہیں قتل کروں گا اس صحابی نے کہا تم نے مال لینا ہے وہ لے لو، ڈاکو نے کہا نہیں میں تو تمہارا خون بہانا چاہتا ہوں اس صحابی نے کہا مجھے ذرا مہلت دو میں نماز پڑھ لوں اس نے کہا جتنی پڑھنی ہے پڑھ لو چنانچہ انہوں نے وضو کر کے نماز پڑھی اور یہ دعا تین مرتبہ

مانگی۔

یا ودود یا ذالعرش المجید یا فعّال لا لما یرید أسئلک بعزتک التی لا ترام وملکک الذی لا یضام وبنورک الذی ملأ أرکان عرشک ان تکفینی شر ھذا اللص یا مغیث أغثنی

تو اچانک ایک گھوڑے سوار نمودار ہوا جس کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا جسے اٹھا کر اس نے اپنے گھوڑے کے کانوں کے درمیان بلند کیا ہوا تھا اس نے اس ڈاکو کو نیزہ مار کر قتل کر دیا پھر وہ اس تاجر کی طرف متوجہ ہوا تاجر نے پوچھا تم کون ہو؟ اللہ نے تمہارے ذریعے سے میری مدد فرمائی ہے اس نے کہا میں چوتھے آسمان کا فرشتہ ہوں جب آپ نے پہلی مرتبہ دعا کی تو میں نے آسمان کے دروازوں کی کھڑکھڑاہٹ سنی جب آپ نے دوبارہ دعا کی تو میں نے آسمان والوں کی چیخ وپکار سنی پھر آپ نے تیسری مرتبہ دعا کی تو کسی نے کہا یہ ایک مصیبت زدہ کی دعا ہے میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اس ڈاکو کو قتل کرنے کا کام میرے ذمہ کر دیں پھر اس فرشتے نے کہا آپ کو خوشخبری ہو کہ جو آدمی بھی وضو کر کے چار رکعت پڑھے اور پھر یہ دعا مانگے اس کی دعا ضرور قبول ہو گی، چاہیے وہ مصیبت زدہ ہو یا نہ ہو۔ (حیاۃ الصحابہ، جلد:۳، صفحہ:۱۷۶)

چار علامتیں سعادت مندی کی

۱ بیوی کا نیک ہونا۔

۲ اسکی روزی اس کے شہر میں ہو۔

۳ ساتھ اُٹھنے بیٹھنے والے لوگ نیک ہوں۔

۴ اس کا گھر وسیع ہو یعنی اپنے کام سے فارغ ہو کر سیدھا گھر آجائے۔

(بحوالہ منبہات ابن حجرؒ)

چار پسندیدہ باتیں

کہتے ہیں کہ حامد لفّاف رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے، میں تمہاری ان چار باتوں کو اچھی نظر سے دیکھتا ہوں گو یہ طریق سلف کے خلاف ہی ہے۔

ایک یہ کہ تم فرائض کو مختصر طور پر اہتمام سے ادا کرتے ہو، جیسا کہ سلف کثرت فضیلت کا اہتمام کرتے تھے۔

دوسری یہ کہ اپنے گناہوں پر عدم مغفرت کا ڈر اللہ تعالیٰ سے یونہی رکھو۔ جیسا کہ اسلاف طاعت کے قبول نہ ہونے کا خوف رکھتے تھے۔

تیسری یہ کہ حرام مال میں اس قدر پرہیزگاری اختیار کرو جتنی کہ وہ لوگ حلال مال میں کیا کرتے تھے۔

چوتھی یہ کہ اپنے دوستوں اور بھائیوں سے حسن سلوک اور ایثار کا وہ معاملہ رکھو، جیسا کہ اسلاف اپنے دشمنوں کے ساتھ رکھتے تھے۔ (بحوالہ منبہات ابن حجرؒ)

چار دنوں کا انتخاب

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

بیشک اللہ تعالیٰ نے دنوں میں سے چار دنوں کا انتخاب فرمایا۔

مہینوں میں سے چار مہینوں کا۔

عورتوں میں سے چار عورتوں کا۔

اور چار آدمی سب سے پہلے جنت میں جائیں گے۔

اور چار آدمی ایسے ہیں جن کی خود جنت مشتاق ہے۔

چنانچہ دنوں میں سے پہلا جمعہ کا دن ہے جس میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ مومن بندہ

اس میں اپنی دنیا اور آخرت کے لئے جو بھی مانگ لے اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں۔

دوسرا عرفہ کا دن ہے کہ جب وہ دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے بطور فخر فرماتے ہیں کہ ذرا میرے بندوں کو دیکھو جو غبار آلودہ پراگندہ بال اپنے مال خرچ کر کے جسم و جان کو تعب و مشقت میں ڈال کر پہنچے ہیں، گواہ ہو جاؤ کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔

تیسرا قربانی کا دن ہے یہ دن جب آتا ہے اور بندہ قربانی کرتا ہے تو اس کے خون کا پہلا قطرہ جو زمین پر گرتا ہے بندے کے لئے ہوئے سب گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

چوتھا عید الفطر کا دن ہے کہ بندے جب رمضان کے روزوں سے فارغ ہو کر عید کے لئے نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ارشاد فرماتا ہے کہ ہر عمل کرنے والا اپنی اجرت کا مطالبہ رکھتا ہے اور میرے بندوں نے ماہ مبارک کے روزے رکھے اور آج عید کے لئے نکلے ہیں اور اپنے اجر کے طالب ہیں، میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا ہے اور ایک پکارنے والا آواز لگاتا ہے کہ اے محمد ﷺ کی امت لوٹ جاؤ کہ میں نے تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے۔

اور مہینوں میں سے چار یہ ہیں۔

ایک رجب اکیلا اور تین ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم ملے ہوئے ہیں اور مسلسل ہیں۔

اور چار عورتیں یہ ہیں، مریم بنت عمران رضی اللہ عنہ اور خدیجہ بنت خُوَیلد رضی اللہ عنہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے والی ہیں۔ اور آسیہ بنت مُزاحم فرعون کی بیوی اور فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ جو کہ جنتی عورتوں کی سردار ہے۔

اور جنت کی طرف سبقت کرنے والے ہر قوم میں سے الگ الگ ہیں۔

چنانچہ حضرت محمد ﷺ عرب قوم میں سب سے پہلے جائیں گے۔

سلمان رضی اللہ عنہ اہل فارس سے سابق ہوں گے۔

صُہَیب رضی اللہ عنہ اہل روم سے سبقت لے جائیں گے۔

اور بلال رضی اللہ عنہ اہلِ حبشہ سے سابق ہوں گے۔

اور وہ چار آدمی جن کی جنت مشتاق ہے وہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، حضرت عمّار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) (بحوالہ البدایہ والنہایہ)

چار علامتیں بدبختی کی ہیں

حدیث شریف میں ہے بدبختی کی چار علامتیں ہیں۔

۱......آنکھوں سے آنسو کا جاری نہ ہونا۔

۲......دل کی سختی۔

۳......طول امل یعنی لمبی امید باندھنا۔

۴......دنیا کی حرص۔ (معارف القرآن، جلد:۵، صفحہ:۲۷۹)

چار باتیں گناہ سے بھی بُری ہیں

گناہ بہت بُرا ہوتا ہے لیکن چار باتیں گناہ سے بھی زیادہ بُری ہیں۔

(۱)......گناہ کو ہلکا سمجھنا/ اگر کوئی بندہ گناہ کا مرتکب ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ گناہ کو گناہ تو سمجھے۔ اس گناہ کو ہلکا سمجھنا گناہ سے بھی زیادہ بُرا کام ہے۔

(۲)......گناہ کر کے خوش ہونا/ جیسے عورتیں کہتی ہیں، دیکھا میں نے اسے جلانے کے لئے یہ بات کی، اب وہ جو یہ کہہ رہی ہے کہ میں نے اسے جلانے کے لئے یعنی اس کے دل کو دکھ پہنچانے کے لئے یہ بات کی ہے، تو یہ گناہ پر خوش ہونے والی بات ہے۔ یا اگر کسی گناہ کا راستہ کھل جائے تو خوش ہو کہ اب میرے لئے گناہ کرنا آسان بن گیا ہے، یہ بھی گناہ کرنے سے زیادہ برا ہے۔

(۳)......گناہ پر اصرار کرنا/ ایک گناہ کو بار بار کرنا بھی بہت برا کام ہے۔

(۴)......گناہ پر فخر کرنا/ گناہ پر اترانا اور فخر کرنا بھی گناہ کرنے سے زیادہ برا کام ہے۔ (بحوالہ منبہات ابن حجرؒ)

چار اسباب ہلاکت کے

حضرت عبدالرحمٰن بن سابط رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب کسی بستی والے چار چیزوں کو حلال سمجھنے لگتے ہیں تو ان کی ہلاکت کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔

۱. جب کہ وہ تول میں کمی کریں۔
۲. پیمائش میں کمی کریں۔
۳. بکثرت زنا کرنے لگیں۔
۴. سود کھانے لگیں۔

کیونکہ زنا عام ہوگا تو ان میں وبا پھیلے گی ناپ تول میں کمی کریں گے تو بارش سے محروم ہو جائیں گے۔ سود کھائیں گے تو باہمی تلوار چلے گی۔ (بحوالہ مکاشفۃ القلوب)

چار باتیں جو گناہ کرنے کے بعد گناہ سے بھی بدتر ہو جاتی ہیں

عوّام بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ چار باتیں ہیں جو گناہ کرنے کے بعد گناہ سے بھی بدتر ہو جاتی ہیں۔

۱. گناہ کو حقیر اور چھوٹا جاننا۔
۲. اس پر خوش ہونا۔
۳. اس پر اصرار کرنا۔
۴. اس پر اترانا۔ (بحوالہ مکاشفۃ القلوب)

چار چیزیں تمام بھلائیوں کی جامع ہیں

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام

کو وحی بھیجی اے آدم چار چیزیں ایسی ہیں جو تیرے لئے اور تیری اولاد کے لئے بھلائیوں کی جامع ہیں۔ ایک وہ جو مجھ سے تعلق رکھتی ہے ایک وہ جو صرف تجھ سے تعلق رکھتی ہے۔ ایک وہ جو میرے اور تیرے درمیان ہے ایک وہ جو تیرے اور لوگوں کے درمیان ہے۔ پہلی جو صرف مجھ سے تعلق رکھتی ہے یہ ہے کہ تو میری عبادت کرے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائے۔ دوسری جو خالص تیری ہے وہ تیرا عمل ہے کہ میں تیرے عمل کی تجھے ایسے وقت میں جزا دوں گا جب کہ تو اس کا سب سے زیادہ محتاج ہوگا۔ تیسری جو میرے اور تیرے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ تو دعا مانگا کرے اور میں قبول کیا کروں۔ اور چوتھی جو لوگوں اور تیرے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ تو ان کے ساتھ ایسا معاملہ کر جو ان کی طرف سے تجھے اپنے لئے پسند ہے۔ (بحوالہ الکنز المدفون)

چار آدمی نیک بختی سے محروم ہیں

ایک دانا کا قول ہے کہ چار آدمی نیک بختی سے محروم ہیں۔

ایک وہ شخص جو حضور اقدس ﷺ پر صلوۃ وسلام پڑھنے میں بخل کرتا ہے۔

دوسرا وہ جو مؤذن کا جواب نہیں دیتا۔

تیسرا وہ جس سے کسی کار خیر میں تعاون طلب کیا جائے اور وہ تعاون نہ کرے۔

چوتھا وہ شخص جو اپنے لئے اور باقی مومنوں کے لئے اپنی نمازوں کے بعد دعا کرنے سے عاجز رہے۔ (بحوالہ حکمت کے موتی)

چار چیزیں سخت ناپسندیدہ ہیں

ابو بُریدہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ چار چیزیں سخت ناپسندیدہ ہیں۔

۱. یہ کہ آدمی (بلا وجہ) کھڑا ہو کر پیشاب کرے۔

۲. نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ہی پیشانی پونچھنے لگے۔

۳. اذان سنتے ہوئے کلماتِ اذان کا جواب نہ دے۔

۴. یہ کہ میرا نام لیا جائے تو مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (بحوالہ حکمت کے موتی)

چار باتوں کے لئے جو شخص علم حاصل کرتا ہے وہ دوزخ میں جائے گا

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص چار باتوں کے لئے علم حاصل کرتا ہے وہ دوزخ میں جائے گا۔

۱. یہ کہ علم حاصل کر کے اہلِ علم کا مقابلہ کرے۔

۲. یا اس کے ذریعہ نادانوں سے بحث کرے۔

۳. یا اس کی بدولت لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے۔

۴. یا اس کے ذریعہ امراء سے مال بٹورے اور عزت وجاہت حاصل کرے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم کا اول درجہ خاموشی ہے اور دوسرا کان لگا کر سننا۔ تیسرا درجہ اسے محفوظ کرنا، چوتھا اس پر عمل کرنا، پانچواں اسے پھیلانا اور عام کرنا۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عالم بنو یا متعلم بنو یا علم سننے والے بنو، اگر ان تین باتوں میں سے کچھ نہ کیا تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ (بحوالہ حکمت کے موتی)

چار کام توبہ نصوح کے لئے

انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرے.....توبہ کیسے کرے؟ ذرا توجہ سے پڑھیے، اہم بات ہے۔

☆ پہلا کام یہ کرے کہ جو گناہ ہو چکے ہوں ان پر دل میں نادم اور شرمسار ہو اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا ارادہ ہو۔

☆ پھر دوسرا کام یہ کرے کہ وہ اپنے دل کو حسد اور کینے سے خالی کر لے، کیونکہ جب گناہ سے توبہ کر رہا ہو اور سینہ کینے سے بھرا ہوا ہو تو وہ توبہ بھلا کیا فائدہ دے گی۔ لہٰذا اس کے دل

میں مؤمن کے بارے میں انتقام، نفرت اور دشمنی نہ رہے وہ سب اللہ کے لئے معاف کر دے۔ ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک صحابی ﷺ کو آتے دیکھا تو فرمایا کہ وہ جنتی آرہا ہے، جنتی آرہا ہے۔ سننے والے بہت حیران ہوئے، حتیٰ کہ ایک صاحب کے دل میں خیال آیا کہ میں پتہ تو کروں کہ اس کا کون سا خاص عمل ہے کہ اس کے لئے جنت کی بشارت دی گئی ہے، چنانچہ وہ اسے کہنے لگے، میرا جی چاہتا ہے کہ میں تین دن آپ کے گھر مہمان بنوں، انہوں نے کہا، جی ضرور تشریف لائیے، وہ ان کے گھر پہنچ گئے۔ انہوں نے تین دن تک اس کو دیکھا مگر ان کو کوئی خاص عمل نظر نہ آیا۔ جس طرح باقی لوگ تہجد اور دیگر نوافل پڑھتے تھے اسی طرح وہ بھی پڑھتے، ان کو کوئی انوکھی بات نظر نہ آئی، تین دن کے بعد انہوں نے پوچھا، بھئی! میں نے نبی ﷺ کی زبان مبارک سے آپ کے بارے میں یہ الفاظ سنے تھے اور اسی لئے میں آپ کے ہاں مہمان بنا کہ مجھے آپ کے اندر وہ خاص عمل نظر آئے جس کی وجہ سے آپ کو جنت کی بشارت دی گئی تھی۔ لیکن مجھے تو آپ میں کوئی ایسا عمل نظر نہیں آیا، اگر کوئی ہے تو آپ خود ہی بتا دیں، انہوں نے فرمایا کہ میرا اور تو کوئی خاص عمل نہیں ہے البتہ یہ ہے کہ جب میں رات کو بستر پر سونے کے لئے لیٹتا ہوں تو میں اپنے دل میں ایمان والوں کے بارے میں پائے جانے والے غصہ اور کینہ کو اللہ کے لئے ختم کر دیتا ہوں۔

☆ اس کے بعد تیسرا کام یہ ہے کہ وہ فاسق و فاجر لوگوں سے ہمیشہ کے لئے علیحدہ ہو جائے۔ ہم روزانہ وتر میں اللہ تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں: وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ

"اور (اے پروردگار!) ہم جدا ہوتے ہیں اور چھوڑتے ہیں ہر اس بندے کو جو فاسق و فاجر ہے۔"

ہم روزانہ رات کو عشاء کے وقت کھڑے ہو کر نماز میں اللہ تعالیٰ سے ہاتھ باندھ کر

وعدہ کرتے ہیں اور دن پھر انہی لوگوں کے ساتھ گزار رہے ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اب ان سے کوئی تعلق ہی نہیں رہے گا چاہے رشتہ داری ہی ہو، نہیں، بلکہ اس کے ساتھ دوستی ختم کردے۔ لین دین کا معاملہ تو ہر ایک کے ساتھ کرنا ہی ہوتا ہے، وہ تو کافروں کے ساتھ بھی کرتے ہیں۔ مگر ایک ہوتا ہے دوستی کا تعلق، قلب کا تعلق وہ توڑ لے۔ اور یہ مطلب بھی نہیں کہ اب اس کو سلام بھی کبھی نہیں کرنا، نہیں بلکہ جو اصول شریعت نے بنا دیئے ہیں ان کی حدود میں رہیں اور دل کی محبت کا جو تعلق تھا اس کو ختم کرلیں اور پرہیزگار لوگوں سے دوستی رکھیں، اگر پھر بھی بدکار لوگوں کے ساتھ صحبت رہے گی تو پھر توبہ قبول نہیں ہوگی اور وہ لوگ پھر گناہوں میں ملوث کردیں گے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی گندی نالی میں پڑا ہو تو اس کے اوپر ہی پانی ڈالنے سے کچھ نہیں ہوتا، اس کو نالی سے نکال کر پاک پانی میں ڈالیں تو پھر وہ صاف ہوگا۔ اسی طرح ہم اگر اپنے دل کو پاک کرنا چاہتے ہیں تو فاسق و فاجر لوگوں کی گندی نالی سے اپنے آپ کو بچانا پڑے گا، پھر اگر اس پر اللہ کے ذکر کے چند قطرے پڑ جائیں گے تو یہ دل پاک اور صاف ہوجائے گا۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے قول کا پاس کریں جو ہم روزانہ اپنے پروردگار کے سامنے کہہ رہے ہوتے ہیں۔

☆ اس کے بعد چوتھا کام یہ کرے کہ موت کی تیاری میں لگ جائے۔

جس بندے نے یہ چار کام کرلئے، وہ سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی توبۃ النصوح کی توفیق عطا فرمادی ہے۔ (بحوالہ از گناہوں سے توبہ کیجئے)

چار انعامات توبہ نصوح کے

جب بندہ توبہ نصوح کرلیتا ہے تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ بھی چار کام کردیتے ہیں:

(۱)...... اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ حدیث پاک میں

فرمایا گیا: التائب حبیب اللّٰہ ''گناہوں سے توبہ کرنے والا اللہ کا دوست بن جاتا ہے۔''

(۲)......اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو اس طرح مٹاتے ہیں کہ جیسے اس نے کبھی گناہ کئے ہی نہیں تھے۔ التائب من الذنب کمن لا ذنب له ''گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے کہ جیسے اس نے کبھی کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔''

(۳)......چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سچی توبہ کر لیتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت اس کے ساتھ شامل ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس بندے کو آئندہ شیطان کے فریب اور ہتھکنڈوں سے بچا لیتے ہیں۔ ان عبادی لیس لک علیھم سلطٰن.

(الحجر:۴۲)

''اے مردود! جو میرے بندے ہوں گے ان پر تیرا کوئی بس نہیں چل سکتا۔''

اس کا کیا مطلب؟.....کیا وہ فرشتہ بن گیا؟ کیا اس سے کوئی گناہ صادر ہی نہیں ہو سکتا؟ نہیں، نہیں.....اس کا مطلب یہ ہے کہ اب بھی اس سے کوئی ایسا گناہ تو ہو سکتا ہے کہ جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہوں سے گر جائے یا اسے اللہ کے دربار سے دھتکار دیا جائے لیکن اگر اس سے کوئی چھوٹی موٹی خطا ہوئی بھی تو فوراً اس سے توبہ کر کے معافی مانگ لے گا۔

(۴)......ایسے بندے کو اللہ تعالیٰ اس کی موت سے پہلے فرشتوں کو بھیج کر اس کے اچھے انجام کی خوشخبری سنا دیتے ہیں۔ تتنزل علیھم الملٰئکة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التی کنتم توعدون. (حم السجدۃ:۳۰)

''ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشخبری سنو اس بہشت کی جس کا تم سے وعدہ تھا۔'' اللہ رب العزت ہمیں بھی یہ نعمت عطا فرما دے۔ (آمین)

(بحوالہ از گناہوں سے توبہ کیجئے)

چار سنتیں انبیائے کرام کی

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ چار چیزیں سنن المرسلین ہیں۔

الحیاء والعطر والمسواک والنکاح۔ ”حیا، خوشبو، مسواک اور نکاح۔“

۱......شرم وحیا

دنیا میں جتنے بھی انبیاء کرام گزرے وہ سب کے سب باحیا تھے۔ آج تو یورپ کی دنیا کہتی ہے کہ (شرم ایک بیماری ہے)

گویا ان کے نزدیک جتنا کوئی بے شرم ہوگا اتنا ہی وہ صحتمند ہوگا۔ اسلام نے حیا کو عورت کا حسن قرار دیا ہے، بلکہ یہاں تک فرمادیا کہ: **الحیاء شعبۃ من الایمان** (حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے)۔ یہیں سے اندازہ کر لیجئے کہ اسلامی نظریات میں اور آج کے کفر کی زندگی میں کتنا فرق ہے۔ یاد رکھیں کہ جس معاشرے کی بنیاد ہی بے حیائی پر ہو وہاں مادر پدر آزاد پیدا ہوتے ہیں، ان کے اندر انسانیت نہیں بلکہ حیوانیت ہوتی ہے۔

۲......خوشبو

سب انبیائے کرام خوشبو استعمال کیا کرتے تھے۔ دین اسلام نے شروع سے ہی پاکیزگی اور صفائی کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: **واللّٰہ یحب المطھرین**

(توبہ:۱۰۸)

”اور اللہ تعالیٰ پاک صاف رہنے والوں سے محبت فرماتے ہیں۔“

آپ سکھوں کو دیکھ لیجئے، ان کے ہاں گندا رہنا ان کا دین ہے، وہ اپنے جسم کے کسی حصے کے بال بھی عمر بھر نہیں تراشتے۔ آپ خود سوچیں کہ ان بالوں میں کتنی ناپاکی اور گندگی ہوتی ہوگی۔ اسی طرح سادھو بھی نہادھو کر صاف ستھرے نہیں رہتے۔ مگر دین اسلام کا حسن و جمال دیکھئے کہ کبھی تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: **الطھور شطر الایمان** (طہارت ایمان کا حصہ ہے)۔ اور کبھی فرمایا: **الطھور نصف الایمان** (طہارت آدھا ایمان ہے)۔

جو اپنے ظاہر کو پاک نہیں رکھ سکتا وہ بھلا اپنے باطن کو کیا پاک کر سکے گا۔

۳......مسواک

تمام انبیائے کرام مسواک کیا کرتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر مجھے امت پر بوجھ کا ڈر نہ ہوتا تو میں مسواک کرنے کو فرض قرار دے دیتا۔ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب بھی حضور ﷺ گھر میں تشریف لاتے تھے تو مسکراتے ہوئے تشریف لاتے اور آ کر سب سے پہلے آپ ﷺ مسواک فرمایا کرتے تھے تاکہ اہل خانہ کے پاس بیٹھیں تو منہ صاف ہو اور بو نہ آئے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جو نماز مسواک کر کے پڑھی جائے، وہ اس نماز سے ستر گناہ فضیلت رکھتی ہے جو مسواک کے بغیر پڑھی جائے۔

ایک اور روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے منہ کو صاف رکھا کرو اس لئے کہ فرشتہ نماز کی تلاوت سنتا ہے حتیٰ کہ فرشتہ اس کے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ اس قاری کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھ دیتا ہے۔ یہ فضیلت اس نمازی کے لئے ہے جو مسواک کر کے نماز پڑھ رہا ہو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم اپنے منہ کو صاف رکھو تو تمہاری عورتیں زنا کا ارتکاب نہیں کیا کریں گی۔ یاد رکھنا کہ منہ کو صاف رکھنے کی دو سنتیں ہیں، منہ کو صاف رکھنا بھی سنت ہے اور منہ میں مسواک مارنا بھی سنت ہے۔ کئی لوگ لکڑی کی مسواک تو کر لیتے ہیں لیکن منہ صاف نہیں ہو پاتے، جس کی وجہ سے بدبو آ رہی ہوتی ہے۔ اس سے ایک سنت پر تو عمل ہو جاتا ہے لیکن منہ صاف رکھنے والی سنت حاصل نہیں ہوتی۔ پہلے زمانے میں غذائیں سادہ تھیں، وہ جو کی خشک روٹی کھاتے یا ستو پھانکتے اور پھر اوپر پانی یا دودھ استعمال کرتے تھے جس کی وجہ سے منہ کو صاف رکھنا آسان تھا۔ اُس وقت نہ تو آج کے دور کی آئس کریم ہوتی تھی اور نہ ہی مرغن غذائیں۔ آج کے دور

کے غذاؤں سے اپنے منہ کو صاف کرنے کے لئے اگر مسواک کام پورا نہیں کرتا تو آپ کو چاہیے کہ برش پر دوائی لگا کر استعمال کریں اور منہ کو بو سے صاف رکھیں۔ ہم نے بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ تو انگریزوں کا طریقہ ہے..... نہیں، ہرگز نہیں..... بلکہ منہ کو صاف کرنا شروع ہی سے ہمارے مشائخ کا طریقہ رہا ہے۔

آج کے دور میں عورتیں سمجھتی ہیں کہ مسواک کرنا مردوں کے لئے سنت ہے، یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ مسواک کرنا مردوں کے لئے بھی سنت ہے اور عورتوں کے لئے بھی سنت ہے۔ عورتیں لکڑی کے مسواک کی جگہ کیکر، بادام یا اخروٹ کی چھال استعمال کریں ان کے لئے یہی سنت ہے۔ اخروٹ کی چھال دانتوں کو اتنا صاف کر دیتی ہے کہ دانت کتنے ہی میلے کیوں نہ ہوں، آپ اخروٹ کی سبز چھال لے کر منہ میں لگائیں تو ایک منٹ کے اندر اندر دانت ایسے صاف ہو جائیں گے جیسے آپ کسی ڈینٹل کلینک سے دانت صاف کروا کر آئے ہوں۔

۴......نکاح

سب انبیائے کرام علیہم السلام نکاح کرتے تھے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ولقد أرسلنا من قبلک وجعلنا لهم ازواجا وذرية (الرعد:۳۸)

''اے میرے محبوب ﷺ! ہم نے آپ سے پہلے کتنے ہی انبیاء کو بھیجا اور ہم نے ان کے لئے بیویاں اور اولادیں بنائیں۔''

سوچنے کی بات ہے کہ جب انبیائے کرام نکاح کرنے کے باوجود اللہ رب العزت کے محبوب اور مقبول بندے تھے تو آج ہم نکاح کریں گے تو ہمیں اللہ رب العزت کی معرفت کے راستے میں رکاوٹ کیوں پیش آئے گی۔ حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

النکاح نصف الایمان (نکاح آدھا ایمان ہے)۔

کنوارا آدمی جتنا بھی نیک اور متقی بن جائے، پھر بھی اس کا ایمان آدھا ہوگا۔ اسے

کامل ایمان اس وقت نصیب ہوگا جب وہ نکاح کر کے اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے قابل ہو جائے گا۔

آج دین سے دوری کا یہ حال ہے کہ کئی گھروں میں بچیاں دس دس، پندرہ پندرہ سال سے جوان ہو چکی ہیں لیکن ان کے والدین کہتے ہیں کہ ان کا رشتہ باہر نہیں کرنا، یقین جانیے کہ وہ اپنے لئے جہنم خرید رہے ہوتے ہیں۔ (بحوالہ از خطبات فقیر)

چار چیزیں آدمی کے لئے عافیت کی ہیں

حضرت مُعاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سُفیان رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ اہلِ مجلس سے سوال کیا کہ تم لوگ عافیت کسے سمجھتے ہو؟ ہر کسی نے کچھ نہ کچھ جواب دیا، حضرت مُعاویہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے لئے چار چیزیں عافیت کی ہیں۔

۱. وہ گھر جس میں وہ سر چھپائے ہوئے ہے۔
۲. سامانِ زندگی جو کفایت کر سکے۔
۳. ایسی بیوی جو اسے راضی رکھے۔
۴. اور ایک وہ شخص بھی عافیت میں ہے جسے حکام نہیں جانتے کہ اسے کسی ایذا میں مبتلا کر سکیں۔ (بحوالہ تاریخ ابن کثیر ج ۳)

چار نعمتیں اور اللہ کا شکر

کسی حکیم کا قول ہے کہ میں چار نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا رہتا ہوں۔

پہلی یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہزاروں قسم کی مخلوق بنائی ہے اور میں نے دیکھا کہ ان سب میں بنی آدم اشرف المخلوق ہے اور مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے انہی میں بنایا ہے۔

دوسری یہ کہ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت بخشی ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ نے مردوں میں پیدا فرمایا۔

تیسری یہ کہ میں دیکھتا ہوں کہ اسلام تمام دینوں میں سے افضل اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے اور مجھے بھی اللہ پاک نے مسلمان بنایا ہے۔

چوتھی یہ کہ میں دیکھتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ کی امت سب امتوں میں افضل ہے اور مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے اسی امت میں پیدا فرمایا۔ (بحوالہ لطائف ونوادر ص ۱۱۱)

چار خصلتیں دنیا و مافیہا سے بڑھ کر

محمد بن کعب رحمۃ اللہ علیہ قرظی روایت کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ السلام سواری پر سوار ہونے لگے تو کچھ لوگ حاضر ہو کر کہنے لگے اے اللہ کے رسول آپ کو یہ ایک ایسا انعام ملا ہے جو آپ سے پہلے کسی کو نہیں ملا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام فرمانے لگے جس شخص کو چار خصلتیں میسر آ گئیں وہ تخت سلیمانی سے کہیں بڑھ کر ہیں جو آلِ داؤد کو ملا ہے۔

۱. خلوت وجلوت میں اللہ تعالیٰ کا خوف وخشیت۔
۲. فقر ہو یا غنیٰ ہر حال میں میانہ روی۔
۳. ناراضگی ہو یا رضا ہر حال میں عدل وانصاف کرنا۔
۴. خوشحالی اور تنگ حالی میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنا۔

(بحوالہ لطائف ونوادر ص ۱۱۱)

چار چیزیں زادِ راہ ہوتی ہیں

ابو مُطیع رحمۃ اللہ علیہ بلخی نے حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ جنگلوں کے جنگل زادِ راہ کے بغیر توکل پر طے کر لیتے ہیں، کہنے لگے نہیں، بلکہ زاد سفر کے ساتھ طے کرتا ہوں، پوچھا وہ کیا؟ جواب دیا چار چیزیں میرا زادِ راہ ہوتی ہیں۔ وہ یہ کہ میں پوری کی پوری دنیا کو اللہ تعالیٰ کی مِلک تصور کرتا ہوں اور ساری مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا کنبہ

خیال کرتا ہوں۔ اور تمام اسباب اور ارزاق کو اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں یقین کرتا ہوں۔ اور پوری مخلوق میں اللہ تعالیٰ کی قضاوقدر کو نافذ سمجھتا ہوں۔ (بحوالہ لطائف ونوادر ص ۱۱۱)

چار قسم کے دل ہیں

مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دل چار قسم کے ہیں۔

۱......ایک تو صاف دل جو روشن چراغ کی طرح چمک رہا ہو۔

۲......دوسرے وہ دل جو غلاف آلودہ ہیں۔

۳......تیسرے وہ دل جو الٹے ہیں۔

۴......چوتھے وہ دل جو مخلوط ہیں۔

پہلا دل تو مومن کا ہے جو پوری طرح نورانی ہے۔ دوسرا کافر کا دل ہے جس پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ تیسرا دل خالص منافقوں کا ہے جو جانتا ہے اور انکار کرتا ہے۔ چوتھا دل اس منافق کا ہے جس میں ایمان اور نفاق دونوں جمع ہیں۔ ایمان کی مثال اس سبزے کی طرح ہے جو پاکیزہ پانی سے بڑھ رہا ہو اور نفاق کی مثال اس پھوڑے کی طرح ہے جس میں پیپ اور خون بڑھتا ہی جاتا ہے۔ اب جو مادہ بڑھ جائے وہ دوسرے پر غالب آجاتا ہے۔ اس حدیث کی اسناد بہت ہی عمدہ ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد:۱، صفحہ:۸۹)

چار انعامات اللہ تعالیٰ کے عاشقین کے

اللہ تعالیٰ اپنے عاشقین کو چار انعامات عطا فرماتے ہیں۔

(۱)......ان کو بغیر خاندان کے عزت عطا فرمادیتے ہیں۔

(۲)......بغیر کسب کے اللہ تعالیٰ علم عطا فرمادیتے ہیں۔

(۳)......اللہ تعالیٰ بغیر مال کے غناء عطا فرمادیتے ہیں۔

(۴)......بغیر جماعت کے ان کو اُنس عطا فرمادیتے ہیں۔

(بحوالہ: فرمودات مولانا حافظ پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی)

چار چیزیں بینائی پر اثر انداز ہونے والی

بقراط طبیب نے کہا ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں جس سے قوت باصرہ کو نقصان پہنچتا ہے۔

(۱) گرم کھانا (۲) بہت تیز گرم پانی سر پر ڈالنا (۳) آفتاب کی طرف نظر جما کر دیکھنا (۴) دشمنوں کے چہروں کو دیکھنا۔ (بحوالہ: اطباء کے حیرت انگیز کارنامے)

چار کام کرو

ایک بزرگ کہتے ہیں چار کام کرو۔

(۱)...... زیادتی نہ کرو

(۲)...... جو زیادتی کرے اس کو معاف کر دو۔

(۳)...... جو اپنے پاس ہے اوروں پر خرچ کرو۔

(۴)...... جو دوسروں کے پاس ہے اسکی طمع نہ کرو۔

(بحوالہ ذخیرہ معلومات ص ۱۵۴)

چار نہ سیر ہونے والی چیزیں

کہتے ہیں کہ چار چیزیں چار چیزوں سے سیر نہیں ہوتیں۔

(۱) زمین پانی سے۔ (۲) آنکھ دیکھنے سے (۳) کان سننے سے (۴) طالب علم حصول علم سے۔ (بحوالہ ذخیرہ معلومات ص ۱۵۴)

چار بڑے فرشتوں کی ڈیوٹی

ابن سابطہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چار فرشتے دنیا کے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام اور ملک الموت علیہ السلام۔ جبرئیل علیہ السلام لشکروں اور ہواؤں کے انتظامات پر مقرر ہیں۔ میکائیل علیہ السلام کے ذمہ بارش

اور نباتات کا انتظام ہے۔ قبض ارواح کا انتظام ملک الموت کے سپرد ہے۔ اسرافیل علیہ السلام ان پر اللہ کا حکم لاتے ہیں۔ (بحوالہ ابن ابی حاتم، ابوالشیخ فی العظمۃ)

چار باتیں مخلص کے اوصاف

کسی دانا سے پوچھا گیا کہ مخلص کون ہوتا ہے فرمایا مخلص وہ ہے جو اپنی بھلائیوں کو یوں چھپاتا ہے جیسے اپنی برائیوں کو۔ اور ایک دانا سے سوال کیا گیا کہ اخلاص کی انتہا کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ تجھے لوگوں سے اپنی تعریف پسند نہ لگے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کسی شخص کے متعلق کیسے معلوم ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور خاص لوگوں میں سے ہے فرمایا چار باتوں سے:

۱......راحت و آرام کی پرواہ نہ کرے۔

۲......تھوڑا بہت جو کچھ پاس ہو، دے دیتا ہو۔

۳......مرتبہ کی پستی کو پسند کرتا ہو۔

۴......تعریف اور مذمت اس کو یکساں دکھائی دیتی ہو۔

(بحوالہ ذخیرہ معلومات ص ۱۸۸)

چار علامتیں ہیں ریاکاری

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ریاء کار کی چار علامتیں ہیں، ۱. انتہائی سست رہتا ہے۔ ۲. لوگوں کے مجمع میں بہت ہوشیار اور چست ہوتا ہے۔ ۳. تعریف کی جائے تو خوب محنت سے کام کرتا ہے۔ ۴. اگر اس کی خدمت ہو جائے تو کام برباد کر دیتا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو پیدا فرمایا اور اس میں وہ سامان پیدا فرمائے جو نہ کسی آنکھ نے

دیکھے اور نہ کسی کان نے سنے اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر ان کا خیال تک گزرا تو آپ نے اسے فرمایا کہ کوئی بات کر اس پر اس نے تین بار کہا کہ بالتحقیق مومنوں نے فلاح پائی اور پھر کہنے لگی کہ میں ہر بخیل، منافق اور ریا کار پر حرام ہوں۔ (بحوالہ قوت القلوب)

چار چیزیں عمل کی سلامتی کے لئے درکار ہیں

ایک دانا کا قول ہے کہ عمل کی درستی اور سلامتی کے لئے چار چیزیں درکار ہیں۔

۱......شروع کرنے سے پہلے اس کا علم کہ اس کے بغیر کوئی عمل درست نہیں ہو سکتا کیونکہ جب تک کوئی عمل علم کے بغیر ہوگا تو اس میں بنانے کی نسبت بگاڑنے والی باتیں زیادہ ہوں گی۔

۲......شروع کرنے سے پہلے صحیح نیت کا ہونا کہ عمل نیت سے درستگی پاتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: **انما الاعمال بالنیّت و انما لکل امرئ ما نوی۔** یعنی اعمال کا ثمرہ نیت پر موقوف ہے اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جو اس نے نیت کی ہے۔ پس روزہ ہو یا نماز اور حج ہو یا زکوٰۃ ایسے ہی باقی عبادتیں نیت سے ہی درست ہوتی ہیں۔ لہٰذا عمل کی اصلاح کے لئے پہلے نیت کا صحیح ہونا ضروری ہے۔

۳......صبر یعنی دوران عمل صبر و تحمل اختیار کرے تا کہ عمل سکون و اطمینان سے ادا ہو سکے۔

۴......اخلاص، کوئی عمل اس کے بغیر قبول نہیں ہوتا۔ اگر تیرا عمل اخلاص کے ساتھ ہو گا تو اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائیں گے اور لوگوں کے قلوب کو تیری طرف مائل کر دیں گے۔

(بحوالہ ذخیرہ معلومات ص ۱۹۹)

چار اہم باتیں

کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کو بعض لوگوں نے کہا کہ آپ مجلس

میں تشریف رکھیں تو ہم آپ کی باتوں سے مستفید ہوں۔ فرمانے لگے کہ میں چار باتوں میں مشغول ہوں ان سے فرصت ہوتی تو ضرور تمہارے پاس بیٹھتا پوچھا گیا وہ چار باتیں کیا ہیں؟ فرمایا

ایک تو یہ ہے کہ میں سوچتا ہوں کہ یوم میثاق میں جب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے میثاق سے لیا تھا تو فرمایا تھا کہ یہ لوگ جنت میں ہوں گے اور میرا کچھ نہیں گیا۔ اور یہ لوگ دوزخ میں ہوں گے اور میرا کچھ نہیں بگڑا۔ مجھے پتہ نہیں کہ میں ان دونوں گرہوں میں سے کس گروہ میں تھا۔

اور دوسری یہ کہ میں سوچتا ہوں کہ ماں کے پیٹ میں جب بچے کا جسم بنتا ہے اور اس میں روح پھونکی جاتی ہے تو اس پر مقرر فرشتہ سوال کرتا ہے کہ اے اللہ! یہ نیک بخت اور سعید ہے یا شقی اور بد بخت ہے؟ تو مجھے معلوم نہیں کہ اس وقت میرے لئے کیا جواب ارشاد ہوا تھا۔

اور تیسری یہ کہ جب موت کا فرشتہ روح قبض کرنے لگے گا اور پوچھے گا کہ یا اللہ! یہ مسلمانوں کے ساتھ رہے یا کافروں کے تو نامعلوم میرے واسطے کیا جواب ارشاد ہوگا۔

اور چوتھی بات یہ ہے کہ میں اللہ پاک کے اس ارشاد میں سوچتا رہتا ہوں، وامتازوا اليوم ايها المجرمون (۳۶/۵۹)

''اے مجرمو آج الگ ہو جاؤ۔'' کچھ پتا نہیں کہ میں کس گروہ میں سے ہوں گا۔

(بحوالہ تنبیہ الغافلین)

چار علامتیں غفلت سے بیدار ہونے کی

عقلمند کو غفلت کی نیند سے بیدار ہونا چاہیے۔ بیدار ہونے کی چار علامتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ دنیا کے کاموں میں قناعت اختیار کرے اور آہستہ چلے۔ دوسری یہ کہ آخرت کے کاموں میں حرص اختیار کرے اور سبقت دکھائے۔ تیسری یہ کہ دینی امور میں علمی تدابیر اور

جدوجہد سے کام لے۔ چوتھی یہ کہ مخلوق کے بارے میں ہمدردی اور حسن معاملہ اختیار کرے

(بحوالہ تنبیہ الغافلین)

چار اسباب عذاب قبر سے نجات کے

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص عذاب قبر سے نجات چاہتا ہے اسے چار چیزوں کی پابندی کرنی چاہیے اور چار چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔

پہلی چار چیزیں ہیں۔ نماز کی پابندی، صدقہ، قرآن پاک کی تلاوت اور تسبیحات کی کثرت کیونکہ یہ چیزیں قبر کو منور اور وسیع کرتی ہیں۔

دوسری چار چیزیں یہ ہیں کہ جھوٹ نہ بولے، خیانت نہ کرے، چغل خوری سے پرہیز کرے اور پیشاب کے چھینٹوں سے بچے۔ حضور ﷺ سے روایت ہے کہ پیشاب سے بہت بچو کہ اکثر عذاب قبر اسی وجہ سے ہوتا ہے اور حضور ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہاری طرف سے چار چیزیں ناپسند ہیں نماز میں فضول کام، قرأت میں لغو حرکات اور شور، روزہ میں گناہ اور بے حجابی کی باتیں اور قبرستان میں ہنسنا۔ جناب محمد بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ قبرستان کی طرف دیکھ کر فرمانے لگے ان قبروں کی خاموشی سے دھوکہ نہ کھانا، کیا جانے ان میں کس قدر غم زدہ لوگ پڑے ہیں، اور بظاہران کی یکسانیت سے بھی دھوکہ نہ کھائیو کچھ معلوم نہیں کہ ان میں کس قدر تفاوت ہے۔ سو عاقل کو چاہیے کہ قبر میں جانے سے پہلے اس کو بکثرت یاد کیا کرے۔ (بحوالہ تنبیہ الغافلین)

چار باتیں اور چار آیتیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین باتوں پر تو میں قسم کھاتا ہوں اور چوتھی پر بھی اگر قسم کھالوں تو سچا ہی رہوں گا۔

ا......جس کسی کا اللہ تعالیٰ دنیا میں متولی امور بن جائے تو پھر قیامت کے دن اس کو

کسی غیر کے سپرد نہیں کرے گا۔

۲......اور اسلام کا حصہ رکھنے والے کو بے نصیب نہیں کرے گا۔

۳......اور جس شخص کو کوئی محبوب رکھے گا قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا۔

۴......اور چوتھی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں جس کسی پر پردہ ڈالیں گے قیامت میں بھی اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سورہ نساء کی چار آیتیں مسلمانوں کے لئے تمام دنیا سے بہتر ہیں۔

(۱)......اللہ پاک کا ارشاد ہے:

ان اللّٰہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذٰلک لمن یشآء ومن یشرک باللّٰہ فقدافترٰی اثماً عظیماo (۱۱۶/۴)

''بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جائے۔ اس کے سوا اور جتنے گناہ ہیں جس کے لئے منظور ہوگا وہ گناہ بخش دیں گے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے، اس نے بہت بڑے جرم کا ارتکاب کیا۔''

(۲)......دوسری آیت یہ ہے:

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جآؤک فاستغفروا اللّٰہ واستغفرلھم الرسول لوجدوا اللّٰہ توابا رحیماo (۶۴/۴)

''اگر وہ لوگ جب اپنا نقصان کر بیٹھے تھے اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے اور رسول (ﷺ) بھی ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحمت کرنے والا پاتے۔''

(۳)......تیسری آیت یہ ہے:

ان تجتنبوا کبآئر ماتنھون عنہ نکفر عنکم سیاٰتکم و ندخلکم

مدخلا کریما ○ (۳۱/۴)

''جن کاموں سے تم کو منع کیا جاتا ہے ان میں سے جو بھاری بھاری کام ہیں اگر تم ان سے بچتے رہو تو ہم تمہاری خفیف برائیاں تم سے دور فرمادیں گے اور ہم تم کو ایک معزز جگہ یعنی بہشت میں داخل کریں گے۔''

(۴)...... چوتھی آیت یہ ہے: ومن یعمل سوءً او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما ○ (۱۱۰/۴)

''اور جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان کا ضرر کرے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑی مغفرت والا پائے گا۔'' (بحوالہ تنبیہ الغافلین)

چار چیزیں انسان کی سعادت میں شمار ہوتی ہیں

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ چار چیزیں انسان کی سعادت میں شمار ہوتی ہیں:

۱. بیوی نیک ہو۔ ۲. اولاد فرمانبردار ہو۔ ۳. دوست احباب نیک ہوں۔

۴. رزق اپنے ہی شہر میں ہو۔

چار چیزوں میں ہمسایہ کے ساتھ حسن معاملہ کی تمام باتیں داخل ہیں

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہمسایہ کے ساتھ حُسن معاملہ کی تمام باتیں چار چیزوں میں داخل ہیں۔

اوّل یہ کہ اپنے پاس جو کچھ بھی ہو اس کے ذریعہ اس کی ہمدردی کرے۔

دوسرے اس کے پاس جو کچھ بھی ہو کبھی اس کی طمع نہ رکھے۔

تیسرے اپنی ایذاؤں اور تکالیف کو اس سے روک کر رکھے۔

چوتھے اس کی ایذا پر صبر کرے۔ (بحوالہ تنبیہ الغافلین)

چار آدمی جنت کی خوشبو سے محروم ہوں گے

حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص شراب کا عادی ہو اور اسی حالت میں مر جائے وہ قیامت کے دن مدہوشی کی حالت میں اٹھے گا۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چار قسم کے آدمی ہیں جو جنت کی خوشبو بھی نہیں پائیں گے۔ حالانکہ اس کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت سے محسوس ہوگی، ایک بخیل، دوسرا احسان جتانے والا، تیسرا شراب کا رسیا (عادی) اور چوتھا والدین کا نافرمان۔ (بحوالہ قندیل ص ۸۸)

چار کام میری امت میں جاہلیت کے ہیں

حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ میری امت میں چار کام جاہلیت کے ہیں جنہیں وہ نہ چھوڑیں گے۔

۱...... حسب نسب پر فخر کرنا۔

۲...... انسان کو اس کے نسب کا طعنہ دینا۔

۳...... ستاروں سے بارش طلب کرنا۔

۴...... میت پر نوحہ کرنا۔

اور فرمایا نوحہ کرنے والی عورتیں اگر بے توبہ کیے مر جائے تو اسے قیامت کے دن گندھک کا پیراہن پہنایا جائے گا اور کھجلی کی چادر اوڑائی جائے گی۔ مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والیوں اور نوحہ کو کان لگا کر سننے والیوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (بحوالہ ابن کثیر، جلد نمبر ۵، صفحہ نمبر ۳۴۳)

چار سنہری موتی

۱...... جو شخص رسول ﷺ کو عالم الغیب سمجھتا ہے، وہ وحی کا منکر ہے۔

۲......جو شخص رسول ﷺ کو حاضر و ناضر سمجھتا ہے، وہ معراج اور ہجرت کا منکر ہے۔

۳......جو شخص رسول ﷺ کو مختار کل سمجھتا ہے وہ آپ ﷺ کی شفاعت کا منکر ہے۔

۴......جو شخص رسول ﷺ کو بشر و انسان نہ مانے وہ آپ ﷺ کی اولاد اور والدین کا منکر ہے۔ (ماخذ خطبات دین پوری)

چار مہلک باتیں

حضرت عبدالرحمٰن بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جن بستیوں میں چار باتیں عام ہو جاتی ہیں وہ بستیاں برباد کردی جاتی ہیں۔

(۱) کم تولنا (۲) کم ناپنا (۳) زنا کاری (۴) سود خوری۔

(۱) زنا کاری سے وبائی امراض پھیلتے ہیں۔

(۲) کم تولنے اور کم ناپنے سے بارش بند ہو جاتی ہے۔

(۳) سود خوری سے قتل و خونریزی کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔

آج کون سی چیز ہے جو ہمارے معاشرے میں نہ پائی جاتی ہو۔

چار فوائد لسی پینے کے

حضرت مولانا عبدالشکور دین پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے، جو شخص حد سے زیادہ لسی پیتا ہے اسے چار فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

۱......وہ کبھی بوڑھا نہیں ہوتا۔

۲......اسے کتا نہیں کاٹتا۔

۳......اس کے گھر میں چور داخل نہیں ہوتا۔

۴......وہ پانی میں نہیں ڈوبتا۔

ان فوائد کی انوکھی تشریح یہ تھی کہ لسی زیادہ پینے سے آدمی بلغم کا شکار ہو جاتا ہے

ساتھ ساتھ مختلف امراض اسے گھیر لیتے ہیں۔اس لیے اموماً بیماری اس کا جوانی میں ہی اس کا خاتمہ کر دیتی ہے اور بوڑھا ہونے کی نوبت ہی نہیں آتی۔

کتا اس لیے نہیں کاٹتا کہ بلغم سے اس کے جوڑوں میں خاص کر گھٹنوں میں درد رہنے لگتا ہے اس لیے وہ چھڑی کے بغیر چل نہیں سکتا اور چھڑی دیکھ کر کتا دور سے بھاگ جاتا ہے۔

چور اس لیے گھر میں داخل نہیں ہوتا کہ وہ بلغم کی وجہ سے ساری رات کھانستا اور جاگتا رہتا ہے، لہٰذا چور کو گھر میں داخل ہونے کی ہمت ہی نہیں ہوتی۔

وہ ڈوبتا نہیں مراد یہ ہے کہ وہ موٹا ہو جاتا ہے۔موٹے آدمی کے جسم میں چربی اور گیس زیادہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ پانی میں ہاتھ پاؤں کے معمولی اشارے کے ساتھ تیر سکتا ہے۔

(ماخذ: خطبات مولانا عبدالشکور دین پوریؒ)

چار عبادتیں اور عمل صالح

اچھے کاموں کے لیے اور عمل صالح کے لیے انسان کو چار عبادتیں تیار کرتی ہیں، نماز، روزہ، زکوٰۃ، اور حج، ان عبادات کے بغیر اسلامی زندگی نہیں بن سکتی، ایک مسلمان کو تمام دوسرے انسانوں سے ممیز اور مشخص کرنے کے لیے ان عبادات کی پابندی کرنی چاہیے، اللہ سے لو لگائے جب آپ ہر نماز میں اور ہر رکعت میں پڑھیں گے ﴿اھدنا الصراط المستقیم﴾ اور یہ یقین کامل ہوگا کہ آپ اپنے رب کے سامنے کھڑے ہیں اور سیدھے سچے راستے کی ہدایت کے طلبگار ہیں تو ضرور آپ کی دعا قبول ہوگی اور آپ کو اللہ سیدھا راستہ دکھائے گا۔

انسان انسان میں محبت اور بھائی چارہ، مسلمانوں میں باہمی خلوص اور رضامندی، انسان کی عزت اور مساوات انسانی کا احترام وہی لوگ کر سکتے ہیں کہ جو

سیدھے راستے پر ہوں، بے شک ایسے ہی لوگوں کے لیے اللہ کا انعام ہے۔

(بحوالہ صراط مستقیم ص ۷۷)

چار قسم کے آدمیوں پر تعجب ہے جو چار باتوں سے غافل ہیں

حضرت جعفر الصادق رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ شریف لائے تو ان سے علمی استفادہ کیلئے آپ نے لوگوں سے کہا کہ مجھے تعجب ہے چار قسم کے آدمیوں پر جو چار باتوں سے غافل ہیں۔

۱...... مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو مصیبت میں پھنسا ہوا ہو اور ''یا ارحم الراحمین'' نہ پڑھتا ہو، حالانکہ قرآن پاک میں حضرت ایوب علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے۔

وایوب اذ نادی ربه انی مسنی الضر وانت ارحم الرحمین .

(سورہ انبیاء آیت ۸۳)

ترجمہ...... اور ایوب نے جب آپنے رب کو پکارا کہ میں مصیبت میں پھنسا ہوا ہوں اور آپ ارحم الراحمین ہیں۔''

اس دعا کا فائدہ خود قرآن کریم میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ:

فاسجبنا له فکشفنا مابه من ضر. (سورۃ انبیاء . آیت ۸۴)

ترجمہ: پس ہم نے ان کی دعا قبول کی اور انکی تکلیف دور فرمائی۔

۲...... مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو غم میں پھنسا ہوا ہو اور وہ دعا نہ پڑھے جو حضرت یونسؑ نے مچھلی کے پیٹ میں پڑھی تھی۔ وہ دعا یہ ہے:

لا اله الا انت سبحنک انی کنت من الظلمین . (سورۃ انبیاء ۸۷)

ترجمہ: ''تیرے سوا کوئی حاکم نہیں، تو بے عیب ہے، میں گناہگار ہوں۔''

اس کا فائدہ قرآن پاک میں یہ بیان کیا گیا ہے: **فاستجبنا له ونجینه من الغم ، وکذالک ننجی المومنین .** (سورۃ انبیاء آیت ، ۸۸)

ترجمہ:......پس ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو غم سے نجات دی، اور اسی طرح ہم مومنین کو نجات دیا کرتے ہیں۔

۳...... مجھے تعجب ہے اس شخص پر جسے کوئی خوف لاحق ہو اور وہ دعا نہ پڑے جو صحابہ کرام نے خوف کے وقت پڑھی تھی۔وہ دعا یہ ہے۔

حسبنا اللہ ونعم الو کیل. (سورۃ آل عمران . آیت ۱۷۳)

ترجمہ:......"کافی ہے ہم کو اللہ، اور کیا خوب کارساز ہے۔"

اس کا فائدہ قرآن پاک میں یہ بیان کیا گیا ہے۔

فانقلبو بنعمة من اللہ وفضل لم یمسسھم سو ء .

(سورۃ آل عمران، آیت ۱۷۴)

ترجمہ: پس لوٹے وہ اللہ کی نعمت اور فضل کے ساتھ اور ان کی کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔"

۴...... مجھے تعجب اس شخص پر جو دشمنوں کے مکروفریب میں مبتلا ہو اور وہ دعا نہ پڑھے جو فرعون کے خاندان کے ایک مومن نے پڑھی تھی۔وہ دعا یہ ہے۔

افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر باالعباد . (سورہ مومن، آیت ۴۴)

ترجمہ: میں سونپتا ہوں اپنا کام اللہ کو۔بے شک اللہ کی نگاہ میں سب بندے"

اس کا فائدہ قرآن میں یہ بتایا گیا۔

فوقہ اللہ سیات مامکرو (سورہ مومن آیت ۴۵)

ترجمہ: "پس اللہ نے اس کو انکے برے مکروفریب سے بچالیا۔"

(بحوالہ تنبیہ الغافلین)

چار قسم کے لوگ ہوتے ہیں

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں۔

۱......ایک تو وہ جسے بھلائی میں سے بہت حصہ ملا لیکن اس کے اخلاق اچھے نہیں۔

۲......وہ جس کے اخلاق تو اچھے ہیں لیکن بھلائی کے کاموں میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

۳......وہ جس کے نہ اخلاق اچھے ہوں اور نہ بھلائی کے کاموں میں اس کا کوئی حصہ ہے۔ (یہ تمام لوگوں میں سب سے برا ہے)

۴......چوتھا وہ جس کے اخلاق بھی اچھے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں اس کا حصہ بھی خوب ہے۔ یہ لوگوں میں سب سے افضل ہے۔ (حیاۃ الصحابہ، جلد ۳، صفحہ ۵۹۰)

چار حالتوں کے درمیان مؤمن رہتا ہے

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مؤمن چار حالتوں کے درمیان رہتا ہے، اگر کسی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو صبر کرتا ہے اور اگر کوئی نعمت ملتی ہے تو شکر کرتا ہے اور اگر بات کرتا ہے تو سچ بولتا ہے اور اگر کوئی فیصلہ کرتا ہے تو انصاف والا فیصلہ کرتا ہے اور ایسے مؤمن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: نور علیٰ نور. (سورۂ نور، آیت: ۳۵)

مؤمن پانچ قسم کے نوروں میں چلتا پھرتا ہے اس کا کلام نور ہے اور اس کا علم نور ہے، مؤمن اندر جاتا ہے تو نور میں اور باہر آتا ہے نور ہے اور قیامت کے دن یہ نور کی طرف لوٹ کر جائے گا۔ اور کافر پانچ قسم کی ظلمتوں (اندھیروں) میں چلتا پھرتا ہے۔ اس کا کلام ظلمت ہے، اس کا عمل ظلمت ہے، کافر اندر جاتا ہے تو ظلمت ہے اور باہر آتا ہے تو ظلمت ہے اور قیامت کے دن یہ بے شمار ظلمتوں کی طرف لوٹ کر جائے گا۔

(حیاۃ الصحابہ، جلد ۳، صفحہ ۵۸۶)

پانچ کا عدد

پانچ ناقابل فراموش باتیں

حضرت علی ؓ کا فرمان ہے کہ میری پانچ باتیں یاد رکھو، ان کو کبھی مت بھولنا یہ ایسی باتیں ہیں اگر تم لوگ اونٹوں پر سوار ہو کر انکی تلاش میں نکلو تو اپنے اونٹوں کو کمزور اور دبلا بنالو گے مگر یہ باتیں تمہیں کہیں نہیں ملیں گی۔

پہلی بات کہ آدمی اپنے رب کے سوا کسی سے امید نہ رکھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ کسی سے نہیں ڈرے سوائے اپنے گناہوں سے۔یعنی کسی سے خوف نہ رکھے ہاں اپنے کیئے ہوئے گناہوں سے ڈرتا رہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ کوئی جاہل و ناواقف اس مسئلے کے متعلق پوچھنے میں شرم نہ کرے جس کے بارے میں وہ جانتا نہ ہو۔

چوتھی بات یہ ہے کہ جب کسی عالم سے کوئی ایسی بات پوچھے جو اس کو معلوم نہیں تو وہ یہ کہنے میں شرم محسوس نہ کرے کہ اس بات کو اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے، میں نہیں جانتا۔

اور پانچویں بات یہ ہے کہ صبر ایمان کے لئے وہی درجہ رکھتا ہے جو بدن کے لئے سر رکھتا ہے اور اس کا ایمان نہیں جس کا صبر نہیں۔ (بحوالہ حلیۃ الاولیاء ج ۳)

پانچ عقوبتیں مومن کیلئے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ مومن کیلئے اللہ کے یہاں پانچ قسم کی عقوبتیں ہیں۔

۱......بیماری چھوٹے گناہوں کا کفارہ ہے۔

۲......مصیبتیں گناہ صغیرہ کا کفارہ ہے۔

۳......قبر میں عذاب دیا جاتا ہے جب گناہ زیادہ ہوں۔

۴......اگر گناہ اس سے بھی زیادہ ہوں تو پل صراط پر روکا جائے گا۔

•۵ پانچویں قسم یہ ہے کہ بقدر ضرورت دوزخ میں عذاب ہوگا۔

(بحوالہ حلیۃ الاولیاء ج۳)

پانچ سو سال کے راستے کی چیز ہے لوح محفوظ

ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے پاس لوح محفوظ ہے، جو پانچ سو سال کے راستے کی چیز ہے۔ سفید موتی کی ہے۔ یاقوت کے دو پتھروں کے درمیان تریسٹھ بار اللہ تعالیٰ اس پر توجہ فرماتا ہے۔ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے جو چاہتا ہے برقرار رکھتا ہے۔ ام الکتاب اسی کے پاس ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ رات کہ تین ساعتیں باقی رہنے پر ذکر محفوظ کھولا جاتا ہے پہلی ساعت میں اس پر نظر ڈالی جاتی ہے جسے اس کے سوا کوئی اور نہیں دیکھتا بس جو چاہتا ہے مٹاتا ہے جو چاہتا ہے برقرار رکھتا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد نمبر۳، صفحہ نمبر۵۱)

پانچ علامات سعادت مندی کی

حضرت علی ؓ بن ابی طالب فرماتے ہیں۔ آدمی کی سعادت مندی کی پانچ باتیں ہیں۔

۱۔ اس کی بیوی اس کے موافق ہو۔

۲۔ اس کی اولاد نیک ہو۔

۳۔ اس کے دوست متقی ہو۔

۴۔ اس کا ہمسایہ نیک ہو

۵۔ اس کی روزی اپنے شہر میں ہو۔ (بحوالہ اخلاق سلف صفحہ نمبر۸۰)

پانچ خوبیاں ذکرالٰہی کی

ذکر کے اندر پانچ خوبیاں ہیں۔

۱۔ اللہ کی رضامندی ۲۔ فرمانبرداری کا جذبہ پیدا ہونا

۳۔ شیطان سے حفاظت ۴۔ رقتِ قلب

۵۔ گناہوں سے پرہیز کی قوت کا پیدا ہونا۔ (بحوالہ الکنز المدفون ص ۱۳۴)

پانچ علامتیں سعادت اور بدبختی کی

حضرت فُضیل رضی اللہ عنہ بن عیاض فرماتے ہیں کہ سعادت کی علامتیں پانچ ہیں۔

۱. دل میں یقین، ۲. دین میں پرہیزگاری، ۳. دنیا سے زُہد و بے رغبتی، ۴. آنکھوں میں حیاء اور ۵. بدن میں خشیت و تواضع۔

اور پانچ ہی علامتیں بدبختی کی ہیں۔

۱. دل میں سختی کا ہونا، ۲. آنکھوں میں جُمود ہونا کہ خوفِ خدا سے رونا نہ آتا ہو، ۳. حیاء کی کمی، ۴. دنیا کی رغبت ہو اور ۵. امیدیں لمبی لمبی ہوں۔

(بحوالہ الکنز المدفون ص ۱۳۴)

پانچ چیزیں قسادتِ قلب کا نشان ہیں

پانچ چیزیں قسادتِ قلب کا نشان ہیں۔

۱. توبہ کی امید پر گناہ کرنا۔

۲. علم سیکھنا اور عمل نہ کرنا۔

۳. عمل کرنا اور اخلاص نہ ہونا۔

۴. رزق کھانا اور شکر نہ کرنا۔

۵. دفن کرنا مُردوں کا اور عبرت نہ پکڑنا۔ (حسن بصریؒ) (بحوالہ الکنز المدفون ص ۱۳۵)

پانچ درجے انسانی فضیلت کے ہیں

اول درجہ نبوت کا ہے اور نبی وہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی نازل ہو۔

دوسرا درجہ صدیقیت کا ہے، صدیق وہ ہے جس کا دل خود ہی "وحی اللہ" پر گواہی دے۔

تیسرا درجہ شہادت کا ہے، شہید وہ ہے جو حکم نبی پر جان نثار کرے۔

چوتھا درجہ صالحیت کا ہے، صالح وہ ہے جس کی طبیعت نیکی ہی پر پیدا ہوئی ہے۔

پانچواں درجہ اطاعت کا ہے، مطیع وہ ہے جو حکم برداری میں لگا رہے، یہ بھی صلحاء کے ساتھ شمار ہوں گے۔ (بحوالہ الکنز المدفون ص ۱۳۸)

پانچ اسماء القرآن

قرآن مجید کے اسماء پانچ شمار کیے گئے ہیں:

پہلا نام "قرآن" ہے جو تمام ناموں میں اشہر ہے، اکسٹھ ۶۱ مرتبہ اسی نام کا ذکر کیا گیا ہے۔ قرآن کا لغوی معنی ہے جمع کرنا اور اصطلاحی معنی ہے تلاوت کرنا، جیسے ارشادِ ربانی ہے "ان علینا جمعه وقرآنه"۔

دوسرا نام ہے "الفرقان" جس کا معنی ہے حق و باطل میں فرق کرنے والی، جیسے یوم بدر کو یوم الفرقان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن کا دوسرا نام فرقان ہے "تبارک الذی نزل الفرقان"۔

اور تیسرا نام "الذکر" ہے، جیسے قرآن مجید میں ہے "وانه لذکر لک ولقومک" دوسری جگہ اسی مادہ سے فرمایا "فان الذکریٰ تنفع المومنین"۔

چوتھا اس کا نام "کتاب" ہے جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے "ذالک الکتاب لاریب فیه" اور یہاں کتاب بمعنی مکتوب کے ہے۔

آخری نام اس کا "تنزیل" ہے، جیسا کہ قرآن شریف میں ہے "تنزیل من رب العالمین"۔ باقی صفاتِ قرآن ہیں نہ کہ اسماءِ قرآن۔

(بحوالہ: علوم القرآن، مصنف مفتی تقی عثمانی)

پانچ خصوصی انعامات حضور ﷺ کی امت پر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ رمضان شریف کے متعلق میری امت کو خاص طور پر پانچ خصوصی انعامات دیئے گئے ہیں، جو کہ پہلی امتوں کو نہیں دیئے گئے۔

۱......روزہ دار کے منہ کی بو روزہ رکھنے کے بعد بھوک کی شدت کی وجہ سے جو پیدا ہوتی ہے، اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

۲......ان کے لئے دریا کی مچھلیاں بھی مغفرت کی دعا کرتی ہیں اور افطار کی وقت تک کرتی رہتی ہیں۔

۳...... جنت روزہ داروں کے لئے سجائی جاتی ہے اور حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ میرے بندے (دنیا کی مشقتیں پھینک کر) تیری طرف آئیں۔

۴......اس ماہ میں شیطان کو قید کر دیا جاتا ہے۔

۵......رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کے لئے مغفرت کی جاتی ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا "کیا یہ شبِ مغفرت شبِ قدر ہے؟" فرمایا "نہیں بلکہ دستور ہے کہ مزدور کو کام ختم کرنے کے بعد مزدوری دی جاتی ہے۔"

(بحوالہ فضائل صدقات)

پانچ چیزیں پانچ امتحان

ایک نبی نے ایک رات خواب دیکھا، خواب میں ان سے کہا گیا کہ علی الصبح سب

سے پہلی چیز جو ملے اسے کھالینا، دوسری کو چھپا دینا، تیسری کا کہا مان لینا، چوتھی کو مایوس نہ کرنا، پانچویں سے فرار اختیار کرنا۔

اگلے روز صبح سب سے پہلی جو چیز سامنے آئی وہ ایک بہت بڑا پہاڑ تھا۔ یہ دل میں کہنے لگے، اللہ تعالیٰ میری طاقت سے باہر مجھ کو حکم نہیں فرماتے، چنانچہ کھانے کا عزم لے کر اس کی طرف بڑھے، قریب ہوئے تو یہ پہاڑ چھوٹا سا ہوگیا اور پاس پہنچے تو وہ شہد سے بھی میٹھا لقمہ بن چکا تھا، اسے کھایا اور خدا تعالیٰ کی حمد کی اور پھر آگے چل دیئے۔

سامنے سونے کا طشت دکھائی دیا، کہنے لگے اسے چھپانے اور دفن کرنے کا حکم ہے۔ چنانچہ زمین میں گڑھا کھود کر اسے دفن کر دیا اور آگے چل دیئے۔ تھوڑے فاصلے پر جا کر پیچھے دیکھا تو وہ طشت زمین کی سطح پر پڑا دکھائی دیا، واپس آ کر اسے پھر دفن کر دیا بلکہ کئی بار یونہی کیا، مگر وہ پھر اوپر نکل آتا، آخر یہ کہہ کر آگے چلے گئے کہ میں نے حکم کی تعمیل کر دی ہے۔

آگے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک پرندے نے کہا، اے اللہ کے نبی میری مدد کر، انہوں نے بات مان لی اور اسے اپنی آستین میں پناہ دی۔

اتنے میں ایک باز آ کر کہنے لگا، ”اے اللہ کے نبی! میں بھوکا ہوں اور اس پرندے کے پیچھے صبح سے لگا ہوا ہوں، آپ مجھے میرے رزق سے مایوس نہ کریں۔“ انہوں نے دل میں سوچا کہ تیسری کا کہا ماننے کا حکم تھا، میں نے مان لی اور چوتھی کو مایوس نہ کرنے کا حکم تھا اور چوتھی چیز باز ہے، اب کیا کرنا چاہیے۔ اسی حیرت میں ایک تجویز سوجھی، انہوں نے چھری کے ساتھ اپنی ران سے گوشت کا ایک ٹکڑا کاٹ کر باز کے آگے ڈال دیا، جسے لے کر وہ چل دیا اور انہوں نے بعد میں اس پرندے کو چھوڑ دیا اور خود آگے چل پڑے۔

پانچویں چیز جو دیکھی، وہ ایک بدبودار مُردار تھا، یہ یہاں سے بھاگ کر گزر گئے۔ شام ہوئی تو کہنے لگے ”پروردگار! میں حکم تو بجالایا ہوں مگر ان امور کی ذرا تفصیل فرما دیجئے۔“

رات ہوئی تو خواب میں بتایا گیا کہ پہلی جو کھائی ہے وہ غضب ہے، جو پہلے پہاڑ کی مانند ہے مگر جب صبر کیا جائے اور غصے کو پی لیا جائے تو وہ شہد سے بھی میٹھا لقمہ بن جاتا ہے۔ دوسری چیز نیک عمل ہے کہ اسے جتنا چھپاؤ وہ نمایاں ہو کر رہتا ہے۔ تیسری چیز امانت ہے، جو امانت رکھے اس میں خیانت نہ کرے۔ چوتھی چیز حاجت مند کا سوال ہے، کوئی حاجت مند سوال کرے تو اس کی حاجت پورا کرنے کی کوشش کرے، گو خود بھی ضرورت مند ہو۔ پانچویں چیز غیبت ہے لہٰذا غیبت کرنے والوں سے بھاگ کر گزر جاؤ۔ واللہ اعلم۔

(تنبیہ الغافلین، از ابواللیث سمرقندیؒ۔ صفحہ ۷۶)

پانچ لاکھ احادیث کا نچوڑ پانچ نصیحتیں

"سنو بیٹا! میں تمہیں کام کی پانچ باتیں بتا رہا ہوں، ان کو غور سے سن لو، تمہارے بہت کام آئیں گی۔"

"جی فرمائیے!"

"وہ کام کی پانچ باتیں احادیث ہیں اور یہ ان پانچ لاکھ احادیث کا نچوڑ ہیں جو مجھے یاد ہیں۔"

"پانچ لاکھ احادیث کا نچوڑ!"

مارے حیرت کے ان کے بیٹے کے منہ سے نکلا۔

"ہاں غور سے سنو!" ہمارے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱...... اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور انسان کے لئے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔"

۲...... انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی، بے فائدہ اور بے مقصد کاموں کو چھوڑ دے۔

۳...... تم مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ

کرلو جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو۔

۴.....حلال بھی ظاہر ہے حرام بھی اور دونوں کے درمیان شبہے کی چیزیں ہیں، ان کو بہت سے لوگ نہیں جانتے، جو آدمی شبہات سے بچا، اس نے اپنے دین اور آبرو کو محفوظ کرلیا اور جو شخص شبہات میں پڑا، وہ حرام پر پڑ جائے گا، جیسے کہ کوئی چرواہا اگر اپنے ریوڑ کو کسی کے کھیت کی باڑ کے قریب چرائے تو اس کا ریوڑ اس (دوسرے کے) کھیت سے بھی چر لے گا۔

اتنا فرمانے کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا:

خبردار! بلاشبہ ہر بادشاہ نے باڑ لگادی ہے اور اللہ کی باڑ حرام کردہ چیزیں ہیں۔

۵.....کامل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔

یہ پانچ احادیث بیٹے کو سنا کر باپ نے پھر فرمایا:

ان احادیث کو آئینے کی طرح محفوظ رکھنا اور اپنے اعمال کا محاسبہ ان کے ذریعے کرتے رہنا۔

قارئین! یہ وصیت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے حماد کو کی تھی جو کتاب ''وصایا امام اعظمؒ'' میں منقول ہے۔ (بحوالہ وصایا امام اعظمؒ)

پانچ چیزوں میں قلب کا علاج ہے

عبداللہ انطاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ قلب کا علاج پانچ چیزوں میں ہے۔

۱۔ بزرگوں کی صحبت
۲۔ تلاوت قرآن
۳۔ حرام مال سے پرہیز
۴۔ اخیر رات میں اٹھ کر تہجد پڑھنا
۵۔ صبح صادق کے وقت عاجزی کے ساتھ دعا مانگنا۔

پانچ خصائل کی وجہ سے ابلیس بد بخت ہوا، حضرت آدمؑ پانچ خصائل کی وجہ سے نیک بخت ہوئے

۱۔ ابلیس نے اپنے گناہ کا اقرار نہ کیا۔

۲۔ ابلیس اپنے گناہ پر نادم نہ ہوا۔

۳۔ ابلیس نے اپنے نفس کو ملامت نہیں کیا۔

۴۔ ابلیس اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو گیا۔

۵۔ ابلیس نے نہ استغفار وتوبہ کی۔

نیز فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اسکے برعکس کیا اور پانچ خصائل کے باعث نیک بخت ہو گئے۔

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے گناہ کا اقرار کیا۔

۲۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے گناہ پر ندامت ہوئی۔

۳۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے نفس کو ملامت کیا۔

۴۔ حضرت آدم علیہ السلام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہوئے۔

۵۔ حضرت آدم علیہ السلام جلدی توبہ کی طرف متوجہ ہوئے۔

(اخلاق سلف صفحہ نمبر ۵۴)

پانچ مرتبہ زمین کی روزانہ پکار

زمین روزانہ پانچ مرتبہ پکارتی ہے۔

۱......اے انسان تو میری پشت پر چلتا ہے اور ایک دن میرے پیٹ میں جائے گا۔

۲......اے انسان تو میری پشت پر طرح طرح کی چیزیں کھاتا ہے اور میرے پیٹ میں تجھ کو کیڑے مکوڑے کھائیں گے۔

۳......اے انسان تو میری پشت پر ہنستا ہے عنقریب میرے پیٹ میں جا کر روئے گا۔

۴......اے انسان تو میری پشت پر خوش ہوتا ہے کل کو میرے پیٹ میں غمگین ہوگا۔

۵......اے انسان تو میری پشت پر گناہ کرتا ہے میرے پیٹ میں تجھ کو سزا دی جائے گی۔ (بحوالہ قبر کی پہلی رات)

پانچ باتوں پر یقین کرنے کا نام ایمان ہے

اللہ تعالیٰ کے بہت سے صفاتی ناموں میں سے ایک نام المؤمن بھی ہے یعنی امن عطا کرنے والا اور بے خوف کر دینے والا، ایمان کے معنی ہیں یقین کرنا، تصدیق کرنا، ماننا اور اعتماد کرنا، شریعت اسلامی میں ایمان سے مراد اس بات کی تصدیق کرنا ہے، جس کی بابت یقینی طور پر معلوم ہو کہ یہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

قرآن اور احادیث کی روشنی میں پانچ باتوں پر یقین کرنے کا نام ایمان ہے۔

۱......اللہ تعالیٰ کی ذات پر اس کی بے مثال صفات کے ساتھ۔

۲......فرشتوں کے وجود پر، کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اس کے فرمانبردار بندے ہیں۔

۳......اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر، بالخصوص قرآن مجید پر۔

۴......اللہ کے نبیوں پر اور اس کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر۔

۵......آخرت کی زندگی اور اس میں جزا اور سزا پر۔

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ان باتوں پر ایمان لانے کا ذکر کیا گیا ہے، ایمان کے اجزائے اعظم سمجھانے کے لیے ایک آیت شریف کا مفہوم ملاحظہ فرمایئے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے "رسول اس چیز پر یقین رکھتا ہے کہ جو اس کے رب کی طرف سے اتاری گئی یعنی قرآن پر اور جو لوگ اس رسول کو ماننے والے ہیں، (وہ بھی

یقین رکھتے ہیں) یہ سب اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔"

ایمان کے ساتھ عمل صالح ضروری ہے، یہ نہیں ہوسکتا کہ زبان سے تو کہیں کہ ہم ایمان لائے، مگر آپ کا عمل صالح نہ ہو اور آپ وہ کام کریں کہ جن کو قرآن نے برا کہا ہے اور اللہ کے رسول نے جن کو منع فرمایا ہے، یاد رکھئے اچھے اعمال کے بغیر نجات ممکن نہیں، قرآن مجید نے صاف صاف بتادیا ہے کہ:

"جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے وہی جنت والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔"

چنانچہ اس موضوع میں چند باتیں صاف ہوگئی ہیں:

اللہ تعالیٰ مالک حقیقی ہے، وہی حاکم مطلق ہے، زمین اور زمین کی ہر چیز اس کی ہے انسان اللہ کا بندہ ہے، انسان کا حاکم اللہ ہے۔

اس دنیا میں اللہ کا قانون ہی دستور عمل ہے جو قانون اور دستور قرآن سے الگ ہو، مسلمان کے لیے وہ لائق قبول اور قابل عمل نہیں ہے، مسلمان غیر قرآنی دستور کی پیروی نہیں کرسکتا۔ مسلمان وہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ، اس کی کتاب، قرآن مجید اور اس کے رسول پر یقین رکھے اور ایمان لائے۔ اس دنیا میں عمل صالح یعنی نیک کام کرے۔

(بحوالہ خوشگوار زندگی کے پچاس رہنما اصول)

پانچ خصوصیات حضور ﷺ کی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مجھے ایسی پانچ خصوصیات عطا ہوئی جو کسی نبی کو عطا نہیں ہوئیں۔

۱...... میں اَسْوَدْ واَحْمَرْ یعنی تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

۲...... روئے زمین کو میرے لئے ذریعہ طہارت اور سجدہ گاہ بنایا گیا ہے۔ (کہ اس

سے پہلے نہ تیمم جائز تھا، نہ ہر جگہ عبادت کرنا)۔

۳......تیسرے ایک مہینہ کی مسافت سے دشمن پر رعب ڈال کر میری مدد فرمائی گئی۔

۴......میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا۔

۵......مجھے خصوصی سفارش کا حق ملا ہے جسے میں نے اپنی امت کے لئے محفوظ کر لیا ہے۔ (بحوالہ خصوصیات مصطفیٰ ﷺ)

پانچ قسم کے حقوق عورت کے خاوند پر

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شوہر پر عورت کے پانچ طرح کے حق لازم ہیں۔

ایک یہ کہ گھر سے باہر اس کے کام کاج سنوارے اور اسے گھر سے باہر نہ جانے دے، کہ وہ عورت ہے جس کا بلا وجہ نکالنا گناہ ہے اور بے مُرَوّتی ہے۔

دوسرے یہ کہ نماز، روزہ وغیرہ احکام کے متعلق بقدر ضرورت مسائل اسے سکھائے۔

تیسرے یہ کہ اسے حلال کھانا کھلائے کیونکہ حرام غذا سے پیدا ہونے والا گوشت دوزخ میں پگھلایا جائے گا۔

چوتھے یہ کہ اس پر کوئی ظلم نہ کرے کہ وہ اس کے پاس امانت ہے۔

پانچویں یہ کہ وہ اگر اس پر کچھ زیادتی بھی کر بیٹھے تو محض اس ہمدردی میں اسے برداشت کرے کہ کہیں اس سے بھی بڑھ کر کوئی بات نہ کر بیٹھے۔

(بحوالہ تنبیہ الغافلین)

پانچ قسم کے لوگوں کی نماز قبول نہیں ہوتی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ پانچ قسم کے لوگوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

۱......اس عورت کی جس پر اس کا خاوند (کسی شرعی وجہ سے) ناراض ہو۔

۲......اس غلام کی جو آقا کی اطاعت سے بھاگ نکلا ہو۔

۳......اس شخص کی جو قطع تعلقی کی وجہ سے تین دن سے زائد تک مسلمان بھائی سے کلام نہیں کرتا۔

۴......اس شخص کی جو شراب کا عادی ہے۔

۵......اور اس امام کی جسے مقتدی (کسی شرعی وجہ سے) ناپسند سمجھتے ہوں۔

(بحوالہ تنبیہ الغافلین)

پانچ چیزوں میں غور وفکر کرنا چاہیے

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فکر وسوچ کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے آدمی کو پانچ چیزوں میں غور کرنا چاہیے۔

اول آیات اور علامات میں۔

دوسرے اللہ تعالیٰ کے انعامات واحسانات میں۔

تیسرے اللہ تعالیٰ کے ثواب میں۔

چوتھے اس کے عذاب میں۔

پانچویں اس کے انعامات اور اپنی بے پرواہی اور غفلت میں۔

آیات وعلامات میں تو یہ فکر ہے کہ اس کی عظیم قدرت میں نظر دوڑائے کہ آسمان و زمین بنائے، سورج مشرق سے طلوع ہوتا اور مغرب میں غروب ہوتا ہے، رات دن کا ایک عجیب سلسلہ قائم کیا ہے۔ خود اپنی ذات پر نظر دوڑائے جیسا کہ آیت مبارکہ میں ہے: وفی الارض ایٰت للموقنین ٥ وفی انفسکم، افلا تبصرون ٥ (۵۱/۲۰-۲۱)

"اور یقین لانے والوں کے لئے زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں اور خود تمہاری ذات میں بھی، تو کیا تم نہیں دیکھتے؟" تو جب بندہ آیات وعلامات میں غور وفکر کرتا ہے تو اس کے یقین ومعرفت میں اضافہ ہوتا ہے۔ نعمتوں میں غور وفکر یہ ہے کہ ان پر نظر کرے اور

منعم تک پہنچنے کی کوشش کرے۔ کسی دانا سے سوال کیا گیا کہ آلاء اور نعماء کے لفظوں میں معنوی فرق کیا ہے؟ فرمایا ظاہری نعمتیں آلاء اور باطنی نعمتیں نعماء کہلاتی ہیں چنانچہ دونوں ہاتھ تو آلاء میں داخل ہیں اور ان میں پکڑنے کی جو قوت ہے وہ نعماء میں داخل ہے، چہرہ آلاء میں سے ہے اور اس کا حسن و جمال نعماء میں سے ہے، منہ آلاء میں سے ہے اور قوۃ ذائقہ نعماء میں سے۔ دونوں پاؤں آلاء اور ان میں چلنے کی قوت نعماء کی ایک فرد ہے۔ کسی بندے کے پاؤں تو ہیں مگر چلنے سے معذور ہے تو اس پر آلاء کا فیضان تو ہے مگر نعماء سے محروم ہے، ہڈیاں اور پٹھے وغیرہ سب آلاء کے فرد ہیں ان کی صحت اور افادیت نعماء ہیں۔ بعض کا قول یہ ہے کہ نعمت کا عطا کرنا آلاء ہے اور آفات کو ٹالنا نعماء ہے، بعض نے اس کے برعکس کہا ہے، بعض دونوں کا معنی ایک ہی بتاتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها۔ (۱۴/۳۴)

''اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننے لگو تو گن نہ سکو گے۔'' تو انسان جب اللہ تعالیٰ کی آلاء اور نعماء میں غور و فکر کرتا ہے تو محبت خداوندی میں اضافہ ہوتا ہے۔

ثواب میں تفکر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے لئے جنت میں جو ثواب اور اعزاز و اکرام رکھے ہیں ان کا دھیان کیا کرے جس سے اس کی رغبت بڑھے گی انہیں حاصل کرنے کے لئے مزید محنت اور کوشش کرے گا۔ اپنے رب کی اطاعت و فرمانبرداری زیادہ سے زیادہ کر سکے گا۔

عذاب کا تفکر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نافرمانوں کے لئے دوزخ میں جو تکالیف اور سزائیں ذلت و رسوائی تیار کر رکھی ہیں ان کا دھیان کیا کرے، اس سے خوف خداوندی میں اضافہ ہوگا، معاصی سے بچنے کی ہمت و طاقت بڑھے گی۔ احسانات میں تفکر یہ ہے کہ یہ سوچا کرے کہ اللہ تعالیٰ کا کس قدر انعام واحسان ہے کہ میرے عیوب پر پردہ ڈال رکھا ہے ان پر فوراً سزا دینے کی بجائے مجھے ان سے توبہ کرنے کو فرمایا اور اس کا موقعہ بھی دیا، اور

اس کے برعکس میری بے پروائی اور جفا یہ ہے کہ اس کے احکام چھوڑ رکھے ہیں اور معاصی میں مبتلا ہوں، اس فکر اور سوچ سے حیاء اور شرم کا مادہ بیدار ہوتا ہے، غرض ان پانچ چیزوں میں دھیان لگانے والا انسان وہ ہے جس کے بارے میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد مبارک ہے کہ ایک گھڑی کی فکر سال بھر عبادت سے بہتر ہے، باقی ان کے سوا سوچ بچار میں پڑنا وسوسہ ہے۔ (بحوالہ تنبیہ الغافلین)

پانچ چیزوں کے جواب

شقیق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سات سو علماء سے پانچ چیزوں کے متعلق سوال کیا تمام نے ایک ہی جواب دیا۔

۱...... میں نے پوچھا عاقل کون ہے؟ سب نے یہی جواب دیا کہ عاقل وہ شخص ہے جو دنیا سے محبت نہیں رکھتا۔

۲...... میں نے پوچھا دانا اور ہوشیار کون شخص ہے؟ جواب ملا جسے دنیا دھوکہ نہ دے سکے۔

۳...... میں نے پوچھا غنی کون ہے؟ جواب آیا جو اپنے لئے اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہو جائے۔

۴...... میں نے پوچھا فقیہہ کون ہے؟ جواب ملا جو زیادہ کی طلب نہیں رکھتا۔

۵...... میں نے پوچھا بخیل کون ہے؟ جواب ارشاد ہوا جو شخص اپنے مال سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتا۔ (بحوالہ الکنز لمدفون ص۱۲۴)

پانچ حقوق قرآن مجید کے

۱. قرآن مجید پر ایمان:

قرآن مجید کا پہلا حق یہ ہے کہ اخلاصِ دل سے قرآن مجید پر ایمان لانا۔

۲. تجوید و ترتیل سے پڑھنا:

قرآن مجید کا دوسرا حق یہ ہے کہ قرآن مجید کو نبی اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں پر یعنی تجوید و ترتیل سے پڑھنا اور پڑھانا۔

۳. قرآن مجید کے معنی و مطالب:

قرآن مجید کا تیسرا حق یہ ہے کہ قرآن مجید کا معنی و مطلب نبی اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے پر علماء حق کی تشریحات کے مطابق سیکھنا اور سکھانا۔

۴. قرآنی احکامات پر عمل:

قرآن مجید کا چوتھا حق یہ ہے کہ ہر حال میں قرآن مجید کے احکامات پر عمل کرنا اور دوسروں کو بھی عمل کی تاکید کرنا۔

۵. قرآنی (اسلامی) نظام:

قرآن مجید کا پانچواں حق یہ ہے کہ قرآن مجید کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اسلامی نظام کو تمام دنیا میں نافذ کرنے کے لئے مخلصانہ محنت اور جدوجہد کرنا۔

(بحوالہ اصلاحی مواعظ ج ۵)

پانچ قسم کے لوگ

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ اور فقیہ تھے ایک مسئلے کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے فرمایا دنیا میں پانچ قسم کے لوگ ہیں۔ایک علماء وہ تو انبیاء کے وارث ہیں دوسرے زاہد جو رہبر ہیں تیسرے نمازی جو سیف اللہ ہیں چوتھے تاجر جو اللہ کے امین ہیں پانچویں حاکم جو مخلوق کے نگہبان ہیں۔

جب عالم لالچی اور مال جمع کرنے والا ہو جائے تو کس کی اقتداء کی جائے؟ اور جب زاہد دنیا کی طرف راغب ہو جائے تو پھر کس سے راستہ معلوم کیا جائے اور جب نمازی ریاکار ہو جائے اور ریاکاری کا کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا تو دشمن پر کس طرح فتح حاصل کی

جائے؟ اور جب تاجر خیانت کرنے لگے تو امانت داری کہاں ڈھونڈی جائے؟ اور جب حاکم خود ہی بھیڑیا بن جائے تو کون بکریوں کی حفاظت کرے؟ (بحوالہ الکنز لمدفون ص ۱۲۸)

پانچ عیب اور خدمت حق تعالیٰ میں پانچ فضیلتیں

بلخ کا ایک گورنر تھا جس کا عم زاد بھائی بڑی جانفشانی اور قابلیت سے اس کی خدمت انجام دیتا۔ یکا یک اس نے ملازمت چھوڑ دی اور خدمت حق تعالیٰ میں لگ گیا۔ گورنر کو معلوم ہوا تو اس نے اسے بلاوا بھیجا اور پوچھا: ''تمہیں کیا ہوا کہ تم نے ہماری ملازمت ترک کر دی اور ہم سے دور ہو گئے؟''

مرد حق نے جواب دیا: ''میں نے آپ کی ملازمت میں پانچ عیب دیکھے اور خدمت حق تعالیٰ میں پانچ فضیلتیں پائیں''۔

گورنر نے پوچھا ''وہ کیا؟''

اس نے جواب دیا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ جب میں آپ کی ملازمت میں تھا، صبح سے لیکر دوپہر تک آپ کے سامنے پاؤں پر کھڑا رہتا تھا اور آپ ایک بار بھی نہ کہتے کہ بیٹھ جاؤ۔ اب جبکہ میں خدمت حق میں مصروف ہوں اور چار رکعت نماز ادا کرتا ہوں تو اس دوران میں اللہ تعالیٰ دو بار بیٹھ جانے کے لئے فرماتا ہے۔

دوسری یہ کہ جب تک آپ خود سیر ہو کر کھانہ کھا، نہ لیتے مجھے نہ دیتے اب میں اس آقا کی پرستش کرتا ہوں جو مجھے کھانا کھلاتا ہے اور خود کبھی نہیں کھاتا۔

''تیسری یہ کہ جب آپ سوتے تو ایک نگہبانوں کی فوج آپ کے سرھانے کھڑی ہوتی اور بے خواب رہتی اور آپ کے بیدار ہونے تک نگہبانی کرتی۔ میں اب اس آقا کی عبادت کرتا ہوں جو مجھے سلا کر میرے جاگنے تک میری حفاظت کرتا ہے''۔

''چوتھی یہ کہ جب میں آپ کا خادم تھا اور کبھی قصور کرتا اور آپ کو اطلاع ہو جاتی تو خطا بخشوانے کے لیے مجھے کسی بڑی ہستی کی سفارش لانی پڑتی۔ بصورت دیگر آپ مجھے قتل

کر سکتے تھے۔اب میں اس مالک کا نوکر ہوں جو میری توبہ کرنے پر خود ہی میرے بے شمار گناہ معاف کر دیتا ہے"۔

پانچویں یہ کہ جب میں آپ کی خدمت کرتا تھا، تو مجھے اس کی بھی ضرورت تھی کہ آپ کے ساتھ کئی دوسروں کی بھی خوشامد کروں۔اب میں اس مالک کا بندہ ہوں جو مجھے اپنے سوا کسی دوسرے کی خدمت کرنے ہی نہیں دیتا بلکہ اس نے اپنی مخلوق میری خدمت میں لگا رکھی ہے"۔ (بحوالہ الکنز لمدفون ص۱۲۴)

پانچ چیزیں سنت انبیاء میں سے ہیں

حضرت ابوہریرہ ﷺ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزیں سنت انبیاء میں سے ہیں۔

(۱) مونچھیں کٹوانا (۲) ناخن کٹوانا (۳) زیر ناف بال مونڈنا (۴) بغل کے بال اکھاڑنا (۵) مسواک کرنا۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جبرائیلؑ کچھ عرصہ تک تشریف نہ لائے آپ ﷺ نے تاخیر کی وجہ پوچھی تو کہنے لگے کہ ہم کیسے آئیں جبکہ یہاں کے لوگ ناخن نہیں تراشتے، مونچھیں نہیں کٹاتے، اعضاء بدن کی میل نہیں اتارتے اور مسواک نہیں کرتے۔ پھر یہ بھی کہا کہ ہم تو تیرے رب کے حکم سے ہی حاضر خدمت ہوتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ! ہر جمعہ کو غسل کرنا، مسواک کرنا اور خوشبو لگانا ضروری ہے۔حمید بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ! جو شخص جمعہ کو اپنے ناخن تراشتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی بیماری دور کر دیتے ہیں اور شفاء عطا فرماتے ہیں۔

حضور اقدس ﷺ کا فرمان ہے کہ معراج کی شب جب آپ جنت میں داخل ہوئے تو حوروں کی ایک خاص جماعت نے آپ کا استقبال کیا، اور کہنے لگیں کہ آپ ﷺ اپنی

امت سے فرمایئے کہ وہ مسواک کیا کریں کہ اس سے ہمارے حسن میں اضافہ ہوتا ہے۔

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ہر چالیس دن میں زیر ناف صفائی کی اور ہر جمعہ میں ناخن تراشنے کی مدت مقرر فرمائی۔

آیت مبارکہ ﴿وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرَاھِیْمَ رَبُّہٗ﴾ میں جس ابتلا اور امتحان کا ذکر ہے۔ وہ پانچ طرح کی طہارت اور صفائی سر کے حصے میں اور پانچ طرح کی باقی جسم میں مراد ہے۔ سر والی پانچ یہ ہیں مونچھیں کٹوانا، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، مسواک کرنا، اور سر کی مانگ نکالنا۔ اور باقی جسم کی یہ ہیں ناخن تراشنا، ختنہ کرنا، بغل کے بال اکھاڑنا، زیر ناف بال صاف کرنا، پانی سے استنجا کرنا۔

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ! مسواک کرنا تین قسم پر ہے یا تو اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور سنت پر عمل مقصود ہوگا، یا ذاتی نفع، یا لوگوں کی وجہ سے۔ اگر سنت اور اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو تو اس پر اجر ملے گا، اور ہر نماز ستر نمازوں کے برابر ہوگی جیسا کہ حدیث شریف میں بھی آیا ہے اور اگر ذاتی نفع کے لئے ہو تو اس پر ثواب نہ ہوگا، اور اگر ریاکاری کی نیت ہے تو اس پر گناہ بھی ہوگا۔ (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

پانچ آدمیوں کی صحبت اختیار مت کرو

امام حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پانچ آدمیوں کی صحبت اختیار مت کرو۔

۱......ایک اس شخص کی صحبت جو جھوٹ بولتا ہو، تم جھوٹے کے فریب میں مت آنا وہ شراب کی مانند ہے دھوکا اس کی فطرت ہے۔

۲......دوسرے احمق کی صحبت کہ تم اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے، وہ تمہیں نفع پہنچانا چاہے گا اور حماقت سے نقصان پہنچا دے گا۔

۳......تیسرے بخیل کی صحبت کہ جب تمہیں اس کی سخت ضرورت ہوگی وہ تم سے قطع

تعلق کر لے گا۔

۴...... بزدل کی صحبت کہ یہ تمہیں دشمنوں کے نرغے میں دیکھ کر بھاگ جائے گا اور تمہاری مدد نہ کرنے میں اپنی عافیت سمجھے گا۔

۵...... پانچویں فاسق کی صحبت کہ یہ شخص تمہیں ایک لقمہ تر بلکہ لقمہ سے کم کے عوض میں فروخت کرنے سے بھی گریز نہیں کرے گا، لوگوں نے عرض کیا کہ ایک لقمے سے کم کیا چیز ہو سکتی ہے؟ فرمایا! لقمے کی حرص کرنا اور پھر اس کا نہ ملنا۔

حضرت ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ!

دو کے علاوہ کسی سے دوستی مت کرنا، ایک اس شخص سے جس سے تم اپنے دنیاوی معاملات میں فائدہ اٹھاؤ، دوسرے اس شخص سے جس کے پاس بیٹھ کر تم اپنی آخرت سدھارو، ان کے علاوہ کسی شخص سے دوستی کرنا سراسر حماقت ہے۔

(بحوالہ احیاء العلوم ج ۲)

پانچ حروف پر مشتمل انسان کیا ہے؟

لفظ انسان پانچ حروف پر مشتمل ہے۔

(۱) الف (۲) ن (۳) س (۴) الف (۵) ن

(۱)...... الف، سے اللہ پر یقین رکھنے والا۔

(۲)...... ن، سے نبی ﷺ کی اطاعت کرنے والا۔ (بحوالہ الکنز لمدفون ص ۱۲۴)

پانچ آفتوں میں مبتلا ہوتا ہے حسد کرنے والا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ باہم بغض نہ رکھو ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ محض نرخ بڑھا کر نیلام میں شرکت مت کرو اور اے اللہ کے بندو بھائی بھائی ہو جاؤ۔

حضرت معاویہ ﷛ سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا میرے بیٹے حسد سے بہت بچو کہ اس کا اثر اندر پہلے ظاہر ہوگا اور تیرے دشمن کے اندر بعد میں۔

فقیہ ؒ فرماتے ہیں کہ حسد سے بڑھ کر کوئی چیز مضر نہیں کہ دشمن تک اس کا اثر بد پہنچنے سے پہلے پہلے خود حسد کرنے والا پانچ آفتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

(۱)...... مسلسل غم

(۲)...... ایسی مصیبت جس کا کوئی اجر نہیں

(۳)...... ایسی قابل مذمت حالت جس پر کبھی تحسین نہیں

(۴)...... اللہ تعالیٰ حسد کرنے والے پر ناراض ہوتے ہیں۔

(۵)...... توفیق کے دروازے اس پر بند ہو جاتے ہیں۔

حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے دشمن ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں۔ ارشاد فرمایا وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کی وجہ سے دوسروں پر حسد کرتے ہیں۔

مالک بن دینارؒ سے منقول ہے کہ میں قاریوں کی شہادت تمام مخلوق پر قابل قبول سمجھتا ہوں۔ البتہ باہم ایک دوسرے پر ان کی شہادت کو قابل قبول نہیں سمجھتا۔ کیونکہ میرا مشاہدہ ہے کہ وہ ایک دوسرے پر حسد کرتے ہیں اور ان کی اکثریت ایسی ہی ہے۔ ایک دانا کا مقولہ ہے کہ حسد سے بہت بچو۔ کیونکہ حسد ہی وہ پہلا گناہ ہے جو آسمان میں اللہ تعالیٰ کی معصیت کا باعث بنا اور یہی وہ پہلا گناہ ہے جو زمین میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا سبب بنا۔

آسمان پر اللہ تعالیٰ کی معصیت سے مراد شیطان کا وہ قصہ ہے جب حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ تو نے مجھے آگ سے اور اسے مٹی سے بنایا ہے۔ آدم علیہ السلام پر حسد کیا جس کی وجہ سے یہ مردود ہوا۔ اور زمین میں نافرمانی

سے مراد آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کا قصہ ہے کہ جس نے اپنے بھائی ہابیل کو حسد کی وجہ سے قتل کردیا تھا جس کا ذکر "وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ" کی آیت میں مذکور ہے۔ (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

پانچ اہم نصیحتیں

۱......حقیر سے حقیر پیشہ ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے۔

۲......ہر اچھا کام پہلے ناممکن ہوتا ہے۔

۳......نفس کی تمنا پوری نہ کرو ورنہ برباد ہو جاؤ گے۔

۴......جس نعمت کی قدر نہ کی جائے وہ ختم ہو جاتی ہے۔

۵......اس راستے پر چلو جو بندے کو خالق سے ملا دیتا ہے۔

(بحوالہ از ذخیرہ معلومات ص ۱۲۳)

پانچ چیزوں کا غم اور فکر

کہتے ہیں کہ زندہ آدمی کو پانچ چیزوں کا غم ہوتا ہے، لہٰذا ہر آدمی کو ان پانچ چیزوں کی فکر میں رہنا چاہیے۔

۱......اپنے گزشتہ گناہوں کی فکر رکھے کہ ان کا کرنا تو یقینی ہے مگر معافی کا کچھ پتہ نہیں، لہٰذا ان کی ہر وقت فکر لگی رہنی چاہیے۔

۲......گو نیکیاں کتنی بھی ہوں مگر ان کے مقبول ہونے کا یقین نہیں۔

۳......اپنی گزشتہ زندگی کا تو علم ہے کہ کیسے گزری مگر باقی کا کچھ پتہ نہیں۔

۴...... یہ تو یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ دو ٹھکانے بنائے ہیں، مگر کیا معلوم ہمارا ٹھکانا کون سا ہے۔

۵...... یہ پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ آدمی سے راضی ہیں یا ناراض، پس جس شخص کو عمر بھر یہ

پانچ فکر لگے ہوں گے وہ اسے ہنسنے سے روک دیں گے۔

اور جسے دنیا میں یہ پانچ غم حاصل نہیں اسے مرنے کے بعد پانچ قسم کے غموں کا سامنا ہوگا۔

۱......اپنے چھوڑے ہوئے مال پر حسرت ہوگی جسے حلال وحرام طریقوں سے جمع کرتا رہا، اور پھر اپنے دشمن وارثوں کے لئے چھوڑ گیا۔

۲......اعمالِ صالحہ میں سستی اور ڈھیل پر ندامت ہوگی، نامہ اعمال میں تھوڑی نیکیاں دیکھ کر واپس لوٹنے کی اجازت چاہے گا کہ اعمالِ صالحہ کر سکے مگر اجازت نہ ملے گی۔

۳......اپنے گناہوں پر ندامت ہوگی، اپنے نامہ اعمال میں گناہوں کے انبار دیکھ کر واپسی کی اجازت چاہے گا کہ توبہ واستغفار کر سکے مگر اجازت نہ ملے گی۔

۴......اپنے ذمہ حقوق کے بہت سے مدعی دیکھے گا جنہیں اپنے اعمال دیئے بغیر راضی کرنے کی کوئی صورت نہ بن پڑے گی۔

۵......اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر ناراض پائے گا، جسے راضی کرنے کی کوئی صورت ممکن نہ ہوگی۔

حضور ﷺ کی حدیث شریف ہے کہ کان تحتہ کنز لھما ''اور اس دیوار کے نیچے ان کا کچھ مال مدفون تھا۔'' اس آیت کی تفسیر میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دیوار کے نیچے سونے کی ایک تختی تھی جس پر یہ پانچ سطریں لکھی تھیں۔

- ایسے شخص پر تعجب ہے جو موت کا یقین رکھنے کے باوجود خوشیاں مناتا ہے۔
- اس شخص پر حیرانی ہے جسے دوزخ کا یقین ہے اور پھر ہنستا ہے۔
- اور اس شخص پر تعجب ہے جو تقدیر پر ایمان رکھتا ہے اور پھر غمگین رہتا ہے۔
- اس شخص پر تعجب ہے جو دنیا کے زوال پر یقین رکھتا ہے، اہل دنیا کے پاس اسے اولتے بدلتے دکھتا ہے اور پھر اس پر مطمئن ہوتا ہے۔

○ اور پانچویں سطر میں "لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ" لکھا تھا۔

(بحوالہ از سیرت حلبیہ ج ۴)

پانچ نافع کلمات

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے انہیں کہا مجھے ایسے کلمات سکھایئے جن سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع پہنچائیں۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ فرمانے لگے میں تجھے ایسے کلمات سکھاؤں گا کہ جو بھی ان پر عمل کرے گا اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے اس کے درجات بلند فرمائیں گے۔

۱. ہمیشہ پاکیزہ مال کھائیں۔

۲. اللہ تعالیٰ سے یومیہ رزق کی درخواست کرتے رہیں۔

۳. اپنے آپ کو مردہ لوگوں میں شامل کریں۔

۴. اپنی عزت اللہ تعالیٰ کے لئے وقف کردو، جو بُرا بھلا کہے یا ایذا پہنچائے تو اپنے جی سے کہہ لو کہ میں اپنی عزت اللہ تعالیٰ کے لئے وقف کر چکا ہوں۔

۵. اور جب کبھی کوئی برائی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کردو۔

(بحوالہ از مخزن اخلاق)

پانچ چیزوں کی وصیت

روایت ہے کہ آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کو پانچ چیزوں کی وصیت فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ اپنی آئندہ نسل کو بھی اس کی تاکیدہ کریں۔

پہلی یہ کہ اپنی اولاد سے کہہ دو دنیا پر کبھی مطمئن نہ ہونا میں نے جنت پر اطمینان کیا تھا جو ابدی بھی ہے مگر اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا اور مجھے وہاں سے سفر کا حکم ملا۔

دوسری یہ کہ انہیں کہہ دو کہ اپنی بیویوں کی خواہشات پر کبھی عمل نہ کرنا میں نے اپنی

بیوی کی خواہش پر عمل کیا تھا کہ درخت کا پھل کھالیا، اس پر ندامت دیکھنا پڑی۔

تیسری یہ بات کہہ دو کہ جو کام بھی کرنے کا ارادہ کرو پہلے اس کا انجام سوچ لو۔ اگر میں انجام سوچ لیتا تو بعد میں جو کچھ دیکھا نہ دیکھتا۔

چوتھی بات یہ کہ جب کوئی چیز دل میں کھٹکتی ہو تو اس سے اجتناب کرو کہ اُکل شجر کے وقت میرے دل میں بھی کھٹک تھی۔ مگر میں نے یہ خیال نہ کیا تو ندامت اٹھانی پڑی۔

پانچویں چیز یہ کہ اہم امور میں مشورہ کر لیا کرو میں نے اگر ملائکہ سے مشورہ کر لیا ہوتا تو وہ ابتلا نہ ہوتا جو بعد میں ہوا۔ (بحوالہ احیاء العلوم ج ۳)

پانچ باتیں تورات میں لکھی ہیں

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تورات میں پانچ باتیں لکھی ہیں۔

۱. غنیٰ قناعت میں ہے۔

۲. سلامتی تنہائی میں ہے۔

۳. آزادی خواہشات کے چھوڑنے میں ہے۔

۴. محبت رغبت ترک کرنے میں ہے۔

۵. اور طویل ایام میں نفع اٹھانا قلیل ایام میں صبر کرنے پر منحصر ہے۔

(بحوالہ لطائف و نوادر ص ۲۶۷)

پانچ قسم کی شرافت فقیر کو حاصل ہوتی ہے

اول یہ کہ نماز یا صدقہ وغیرہ اعمال میں اس کا اجر غنی سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔

دوسری یہ کہ اسے جب کسی شے کی ضرورت اور خواہش ہوتی ہے اور وہ اسے نہ پا سکے تو اس کے لئے اجر لکھ دیا جاتا ہے۔

تیسری یہ کہ وہ جنت میں پہلے جائیں گے۔

چوتھی یہ کہ ان کا حساب آخرت میں قلیل ہوگا۔

پانچویں یہ کہ ان کو ندامت بھی نہ ہوگی کیونکہ آخرت میں تو غنی لوگ یہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ فقیر ہوتے، مگر فقیر کو یہ حسرت کبھی نہ ہوگی کہ کاش وہ غنی ہوتا اس سلسلہ میں متعدد روایات وارد ہیں۔ (بحوالہ خزینہ معلومات ص ۲۱۷)

پانچ چیزوں کا اہتمام مال سے متعلق

۱...... یہ غور کرے کہ مال کا مقصد کیا ہے۔ کس غرض سے یہ مال پیدا کیا گیا۔ تا کہ صرف وہی غرض اس سے وابستہ رکھی جائے۔

۲...... مال کے آنے اور حاصل کرنے کے طریقے کی سختی سے نگرانی کرے، کہیں اس میں ناجائز طریقہ شامل نہ ہو جائے مثلاً ایسا ہدیہ جس میں رشوت کا شائبہ ہو، یا ایسا سوال جس میں ذلت کا اندیشہ ہو۔

۳...... حاجت کی مقدار سے زائد اپنے پاس نہ رہنے دے۔ جتنی مقدار کی واقعی ضرورت ہے وہ تو مجبوری ہے اس سے زیادہ کو فوراً خرچ کر دے۔

۴...... خرچ کے طریقے کی نگرانی کرے کہیں بے محل خرچ نہ ہو جائے، ناجائز موقع پر خرچ نہ ہو جائے۔

۵...... مال کی آمد میں، خرچ میں، اور بقدر ضرورت روکنے میں، ہر چیز میں نیت خالص رہے۔ محض اللہ کی رضا مقصود ہو جو رکھے یا استعمال میں لاوے وہ محض اس نیت سے کہ اس سے اللہ کی اطاعت میں قوت ہو، جو ضرورت سے زائد ہو اس کو لغو و بے کار سمجھ کر جلد خرچ کر دے۔ اس کو ذلیل سمجھ کر خرچ کرے، وقیع نہ سمجھے۔ ان شرائط کے ساتھ مال کا ہونا مضر نہیں ہے۔

(بحوالہ خزینہ معلومات ص ۲۱۷)

پانچ باتیں خوب یاد کرلو

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پچاس کے قریب مشائخ " یہ بات نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اے لوگو مجھ سے پانچ باتیں خوب یاد کرلو دو جوڑے ہیں ایک الگ ہے۔

۱. اپنے گناہ کے سوا کسی سے خوف مت رکھو۔

۲. اپنے رب کے سوا کسی سے کوئی امید مت رکھو۔

۳. کوئی شخص جب نہیں جانتا تو اسے سیکھنے سے حیا نہیں کرنی چاہیے۔

۴. جب تم میں سے کسی ایک سے پوچھا جائے اور وہ نہ جانتا ہو تو یہ کہنے میں کہ میں نہیں جانتا حیا نہیں کرنی چاہیے۔

۵. اور جان رکھو کہ صبر کا تمام امور میں وہی درجہ ہے جو بدن میں سر کا ہے، جب سر بدن سے جدا ہو جاتا ہے تو جسم بیکار ہو جاتا ہے، ایسے ہی جب صبر جاتا رہے تو سب امور بگڑ جاتے ہیں۔ (بحوالہ خزینہ معلومات ص ۲۱۷)

پانچ عطیات

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے غلطی اور بھول کو اٹھا دیا ہے۔ اور جس چیز پر تم کو مجبور کیا جائے اور جو تمہاری طاقت میں نہ ہو اور بوقت ضرورت بعض چیزیں تمہارے لئے حلال کردی ہیں جو عموماً حرام ہیں اور پانچ چیزیں تم کو عطا فرمائیں۔

۱......اس نے دنیا تمہیں محض اپنے فضل سے عطا فرمائی اور تم سے اس کا مطالبہ بطور قرض کے کیا ہے سو تم اس میں سے جو کچھ اپنی دلی خوشی سے دو گے تو وہ تمہارے لئے دس گنا سے سات سو گنا تک بلکہ حدِ بے حساب تک بڑھا دیا جائے گا۔

۲......دوسری چیز یہ کہ اس نے بعض چیزیں تمہاری طبیعت کے خلاف تم سے لے

لیں۔اور تم نے اس پر صبر کیا۔اور ثواب کی امید رکھی تو اس کے عوض اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے صلاۃ ورحمت مقرر فرمائی۔ارشاد پاک ہے اولئک علیهم صلوٰت من ربهم ورحمة .

۳......تیسری چیز یہ ہے کہ نعمت پر شکر کرو گے تو اس نعمت میں زیادتی اور اضافہ کا وعدہ فرمایا کہ شکر کرو گے تو میں ضرور تمہیں زیادتی عطا کروں گا۔

۴......چوتھی یہ کہ تم میں سے کوئی شخص اتنی برائی کرے کہ حد کفر کو پہنچ جائے مگر پھر توبہ کرلے تو وہ توبہ قبول فرمالیتا ہے اور اس سے محبت بھی کرتا ہے۔ارشاد باری ہے "ان الله یحب التوابین ویحب المتطهرین" ۔ (۲۲۲/۲)

"یقیناً اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں توبہ کرنے والوں سے اور محبت رکھتے ہیں پاک صاف رہنے والوں سے۔"

۵......اور پانچویں چیز یہ ہے کہ اگر جبرائیل علیہ السلام ومیکائیل علیہ السلام کو وہ عطا ہوتی تو ان کے لئے بھی نہایت ہی گرانقدر ہوتی۔وہ یہ ہے ارشاد فرمایا" ادعونی استجب لکم." (۶۰/۴۰) "مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا۔"

(بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

پانچ آفتوں میں گرفتار

علماء نے لکھا ہے کہ نکاح کسی غریب سے کرے، مالدار عورت سے نہ کرے۔اس لئے کہ جو شخص مالدار عورت سے نکاح کرتا ہے، پانچ آفتوں میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

۱......مہر زیادہ دینا پڑے گا۔

۲......رخصتی میں دیر اور ٹال مٹول ہوگی (کہ اس کے جہیز کی تیاری ہی ختم نہ ہوگی)۔

۳......اس سے خدمت لینا مشکل ہوگا۔

۴......خرچ زیادہ مانگے گی۔

۵......طلاق دینا چاہی گی تو اس کے مال کا لالچ طلاق نہیں دینے دے گا۔

(بحوالہ خزینہ معلومات ص ۲۱۷)

پانچ قسم کے لوگوں کے لئے جنت کی ضمانت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں پانچ قسم کے لوگوں کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔

۱......نیک عورت جو اپنے خاوند کی تابعدار ہو۔

۲......وہ بیٹا جو اپنے والدین کا فرمانبردار ہو۔

۳......وہ شخص جو مکہ کے راستہ میں فوت ہو گیا۔

۴......وہ شخص جو اچھے اخلاق والا ہو۔

۵......وہ شخص جو کسی مسجد میں نیکی سمجھ کر ثواب کی غرض سے اذان دیتا ہو۔

(بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

پانچ قسم کے آدمیوں کی نماز نہیں ہوتی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پانچ قسم کے آدمیوں کی نماز نہیں ہوتی۔

۱. جو عورت اپنے خاوند سے ناراض ہے۔

۲. جو غلام اپنے آقا کے پاس سے بھاگ جائے، جب تک واپس نہ لوٹے۔

۳. وہ قطع تعلق کرنے والا جو تین دن کے بعد بھی اپنے بھائی سے نہیں بولتا۔

۴. جو شخص شراب کا عادی ہے۔

۵. ایسا شخص جو لوگوں کو نماز پڑھاتا ہے اور وہ اس کو ناپسند رکھتے ہیں۔

(بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

پانچ خاصیتیں جمعہ کی

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ان سب دنوں سے بڑھ کر ہے اور وہ اللہ کے نزدیک عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے بھی بڑھا ہوا ہے، اس کی پانچ خاصیتیں ہیں۔

۱. حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اس میں ہوئی۔

۲. اور اس میں انہیں زمین پر اتارا گیا۔

۳. اور اسی دن ان کا وصال ہوا۔

۴. اس میں ایک گھڑی ایسی بھی آتی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ سے جو بھی سوال کیا جائے عطا ہوتا ہے بشرطیکہ سوال حرام کام کا نہ ہو۔

۵. اس دن قیامت قائم ہوگی اور ہم مقرب فرشتہ اپنے رب کے پاس ہو یا زمین و آسمان میں کہیں بھی ہو وہ جمعہ کے دن سے ڈر محسوس کرتا ہے۔ (کہ کہیں قیامت کا دن نہ ہو) (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

پانچ چیزوں کی پابندی کا رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی اہتمام کرتے تھے

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پانچ چیزیں ہیں جن پر خود رسول اللہ ﷺ اور آپ کے مخلص پیروکار پابندی سے لگے ہوئے تھے۔

۱. جماعت کا اہتمام۔

۲. اتباع سنت۔

۳. مسجد کی آبادی۔

۴. قرآن پاک کی تلاوت۔

۵. جہاد فی سبیل اللہ۔ (بحوالہ از جواہرات علمیہ)

پانچ چیزیں

کہتے ہیں کہ جو شخص پانچ چیزیں روکتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے پانچ چیزیں روک لیتے ہیں۔

۱. جو زکوٰۃ روک لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے مال کی حفاظت روک دیتے ہیں۔
۲. جو صدقہ کو روکتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے عافیت روک لیتے ہیں۔
۳. جو عُشر روکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی زمین کی برکتوں کو روک دیتے ہیں۔
۴. جو دُعا روکتا ہے اللہ تعالیٰ قبولیت روک لیتے ہیں۔
۵. اور جو شخص نماز میں سُستی کرتا ہے اللہ تعالیٰ موت کے وقت اس سے ''لا الٰہ الا اللّٰہ'' روک دیتے ہیں۔ (بحوالہ از جواہراتِ علمیہ)

پانچ چیزیں اس امت کو خاص طور پر دی گئی ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کو پانچ چیزیں خاص طور پر دی گئی ہیں۔ جو پہلی امتوں کو نہیں ملی تھیں۔

ایک یہ کہ ان کے منہ کی بدبو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

دوسری یہ کہ ان کے لئے فرشتے دعا کرتے ہیں اور افطار کے وقت تک کرتے رہتے ہیں۔

تیسری یہ کہ اس میں سرکش شیطان قید کر دیئے جاتے ہیں کہ وہ رمضان میں برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان میں پہنچ سکتے ہیں۔

چوتھی یہ کہ جنت ہر روز ان کے لئے آراستہ کی جاتی ہے پھر حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ میرے نیک بندے دنیا کی مشقتیں اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آدیں۔

پانچویں یہ کہ رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کے لئے مغفرت کی جاتی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یہ شب مغفرت شب قدر ہے فرمایا نہیں بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دے دی جاتی ہے۔

(بحوالہ از جواہرات علیہ)

پانچ نصیحتیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت انس رضی اللہ عنہ کو

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ باتوں کی وصیت کی ہے فرمایا:

۱...... اے انس! کامل وضو کر تمہاری عمر بڑھے گی۔

۲...... جو میرا امتی ملے سلام کرو نیکیاں بڑھیں گی۔

۳...... گھر میں سلام کر کے جایا کرو گھر کی خیریت بڑھے گی۔

۴...... ضحیٰ کی نماز پڑھتے رہو تم سے اگلے لوگ جو خدا والے بن گئے تھے ان کا یہی طریقہ تھا۔

۵...... اے انس چھوٹوں پر رحم کر، بڑوں کی عزت کر تو قیامت کے دن میرا ساتھی ہوگا۔ (تفسیر ابن کثیر جلد: ۳، صفحہ: ۵۲۸)

پانچ چیزیں جسے عطا ہو گئیں وہ پانچ چیزوں سے محروم نہیں رہتا

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس شخص کو پانچ چیزیں عطا ہو گئیں وہ پانچ چیزوں سے محروم نہیں رہتا۔

۱...... جسے شکر عطا ہو گیا، وہ نعمت میں اضافے سے محروم نہیں رہتا۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے: لئن شکرتم لازیدنکم (۱۴/۷)

"اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں بالضرور زیادہ عطا کروں گا۔"

۲...... جسے صبر نصیب ہوا وہ ثواب سے محروم نہیں رہے گا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انما یوفی الصبرون اجرھم بغیر حساب (۳۹/۱۰)

''صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب ملتا ہے۔''

۳...... جسے توبہ کی توفیق ملی وہ قبولیت سے محروم نہیں رہتا۔ ارشاد ربانی ہے:

وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہٖ (۴۲/۲۵)

''کہ وہی ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔''

۴...... اور جسے استغفار نصیب ہو گیا وہ مغفرت سے محروم نہیں رہتا۔ ارشاد ربانی ہے: استغفروا ربکم انہ کان غفارا (۷۱/۱۰)

''اپنے رب سے بخشش مانگا کرو کہ وہ بہت ہی بخشنے والا ہے۔''

۵...... اور جسے دعا کی توفیق ملی وہ قبولیت سے محروم نہیں رہتا اللہ پاک فرماتے ہیں:

ادعونی استجب لکم. (۴۰/۶۰) ''تم مجھے پکارو میں تمہاری سنتا ہوں۔''

(بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

پانچ چیزوں سے پانچ چیزوں کی طرف بلائے

ایک حدیث میں ہے کہ ہر عالم کے پاس نہ بیٹھا کرو، سوائے اس عالم کے جو تمہیں پانچ چیزوں سے پانچ چیزوں کی طرف بلائے۔

۱. شک سے یقین کی طرف۔
۲. تکبر سے تواضع کی طرف۔
۳. عداوت سے ہمدردی کی طرف۔
۴. ریا سے اخلاص کی طرف۔
۵. طمع سے زُہد کی طرف۔

(بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

پانچ فرشتوں کا اعلان

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد سے سنا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد روایت کرتے ہیں کہ ہر روز آسمان سے پانچ فرشتے اترتے ہیں۔

ایک مکہ مکرمہ میں۔

دوسرا مدینہ طیبہ میں۔

تیسرا بیت المقدس میں۔

چوتھا مسلمانوں کے قبرستان میں۔

اور پانچواں مسلمانوں کے بازاروں میں۔

مکہ مکرمہ والا فرشتہ یہ اعلان کرتا ہے خبردار جو جوئی اللہ تعالیٰ کے فرض کو چھوڑتا ہے وہ اس کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ مدینہ طیبہ والا فرشتہ یہ اعلان کرتا ہے خبردار جو کوئی رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کو چھوڑتا ہے وہ ان کی شفاعت سے محروم ہو جاتا ہے۔ بیت المقدس والا فرشتہ پکارتا ہے، سُن لو! جو کوئی حرام طریقہ سے مال کماتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا کوئی عمل قبول نہیں فرماتے۔ قبرستان والا فرشتہ اہلِ قبور کو پکار کر پوچھتا ہے تمہیں ندامت کس بات پر ہو رہی ہے اور تم کن لوگوں پر غِبطہ اور رشک کرتے ہو، وہ جواب دیتے ہیں کہ ہمیں اپنی عمروں کے بیکار چلے جانے پر ندامت ہے اور ہمیں ان لوگوں پر غِبطہ اور رشک ہے جو اللہ تعالیٰ کے کلام پاک کی تلاوت کرتے ہیں علم دین سیکھتے سکھاتے ہیں، آنحضرت ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اپنے گناہوں پر استغفار کرتے ہیں اور ہم ان تمام اعمال سے قاصر ہیں۔ بازاروں والا فرشتہ پکار پکار کر کہتا ہے اے لوگوں کے گروہ! ذرا ٹھہرو ذرا سوچو اللہ تعالیٰ کا غیظ و غضب اور اس کا جلال بھی کوئی شے ہے۔ جو شخص اس کے جلال اور غضب سے ڈرتا ہے اسے اپنے زخموں کا علاج کر لینا چاہیے۔ اپنے گناہوں سے توبہ کرنی چاہیے۔ ہم نے تمہیں شوق دلایا مگر تمہیں شوق نہ ہوا۔ ہم نے تمہیں ڈرایا مگر تمہیں ڈر پیدا نہیں ہوا۔ اگر کچھ

ڈرنے والے لوگ نہ ہوتے، دودھ پیتے بچے نہ ہوتے، رکوع سجود کرنے والے بوڑھے نہ ہوتے اور زمین پر چرنے والے حیوانات نہ ہوتے تو تم پر کبھی کا عذاب نازل کر دیا جاتا۔

(بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

پانچ باتوں کا حکم کرنے کی تاکید

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام بن زکریا علیٰ نبینا وعلیہما السلام کو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث فرمایا تو بنی اسرائیل کے لئے انہیں پانچ باتوں کا حکم کرنے کی تاکید فرمائی اور فرمایا کہ ان کو ہر بات کی مثال بھی سمجھائیں۔ چنانچہ آپ نے انہیں ارشاد فرمایا کہ:

۱. صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو کسی کو اس کے ساتھ شریک مت بناؤ۔ اور اس کی یہ مثال بیان فرمائی کہ شرک کی مثال یوں سمجھو جیسے کسی نے اپنے ذاتی مال سے ایک غلام خریدا اور اپنی باندی سے اس کا نکاح کر کے رہنے کے لئے ایک گھر بھی دیا، اور تجارت کرنے کو مال دیا کہ منافع کما کر جو کچھ اپنی ضروریات سے بچ جائے وہ مالک کو ادا کرتا رہے، ادھر غلام نے یہ کیا کہ منافع میں سے اپنی ضروریات کے بعد جو کچھ بچتا تھوڑا سا مالک کو دے کر باقی سب اس کے دشمن کو دے دیتا۔ اب تم ہی بتاؤ کہ ایسے غلام کو کون اچھا کہے گا۔

۲. دوسرے آپ نے ان کو نماز کا حکم دیا اور اس کی یہ مثال دی کہ جیسے کوئی شخص کسی بادشاہ کی ملاقات کے لئے اجازت حاصل کرے لیکن شرف باریابی حاصل ہونے پر جب بادشاہ اس کی طرف متوجہ ہوا کہ اس کی حاجات معلوم کر کے پوری کرے تو یہ خود کمال غفلت سے دائیں بائیں جھانکنا شروع کر دے جس پر بادشاہ بھی منہ موڑ کر اس کی طرف سے بے نیاز ہو بیٹھتا ہے۔

۳. پھر آپ نے ان کو روزہ کا حکم فرمایا اور ساتھ ہی یہ مثال سمجھائی کہ روزہ دار کی مثال اس شخص کی سی ہے جو ہتھیار لگا کر ڈھال تھام کر لڑائی کے لئے نکلتا ہے جس کے بعد نہ

تو دشمن اس تک پہنچ سکتا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ہتھیار اس پر کارگر ہو سکتا ہے۔

۴. پھر آپ نے ان کو صدقہ کا حکم دیا اور یہ مثال سنائی کہ جیسے کسی شخص کو دشمن قید کر لے اور یہ ایک خاص رقم کے عوض اس سے سودا کر لے پھر تھوڑا بہت جو بھی کماتا ہے اسے ادا کرتا رہے حتیٰ کہ اپنے آپ کو آزاد کروا لے۔

۵. پھر آپ نے ان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر کا حکم اس مثال کے ساتھ سمجھایا کہ ذکر کی مثال یوں سمجھو جیسے کسی قوم پر دشمن حملہ کرنے لگے تو وہ قلعہ میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیں اور قلعہ بند ہو کر دشمن سے اپنی جان بچائیں۔

پھر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں ان پانچ باتوں کا بھی حکم کرتا ہوں جن کا حکم اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو فرمایا تھا۔ اس کے علاوہ پانچ اور باتوں کا بھی حکم دیتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے ارشاد فرمائی ہیں۔

جماعت کا بہت ہی دھیان رکھنا۔ سننا اور اطاعت اختیار کرنا (یعنی حاکم وقت کا جائز امور میں کہا ماننا) ہجرت اور جہاد کرنا۔ اور جو شخص اہلِ جاہلیت کی سی ہول پکار کر کہے گا وہ جہنم کا ایندھن ہے۔ (بحوالہ از نایاب تحفہ ص ۲۳۴)

پانچ چیزیں پسندیدہ ہیں ذکر اللہ میں

ذکر اللہ میں پانچ چیزیں پسندیدہ اور محمود ہیں۔

۱. اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔

۲. اس سے مزید نیکی کرنے کی حرص بڑھتی ہے۔

۳. جب تک ذکر میں لگا رہے شیطان سے حفاظت رہتی ہے۔

۴. اس سے قلب میں رقت پیدا ہوتی ہے۔

۵. ذکر معاصی سے روکتا ہے۔ (بحوالہ از نایاب تحفہ ص ۲۳۴)

پانچ چیزیں

کسی دانا کا قول ہے کہ عقل مند کو کسی ایسے شہر میں پڑاؤ نہیں کرنا چاہیے جہاں پانچ چیزیں نہ ہوں۔ ایک بااختیار بادشاہ، دوسرے عادل قاضی، تیسرے کامیاب بازار، چوتھے جاری رہنے والی نہر اور پانچویں دانا طبیب۔

کسی دانا کا قول ہے کہ تاجر میں تین باتیں نہ ہوں تو دونوں جہانوں میں خسارہ پاتا ہے۔ ایک ایسی زبان جو جھوٹ سے، فضول گوئی سے اور قسموں سے پاک صاف ہو۔ دوسرے ایسا دل جو کھوٹ سے، خیانت اور حسد سے پاک ہو۔ تیسرے ایسا نفس جو جمعہ اور جماعت خیال کا رکھتا ہو موقع ملے تو علم کی طلب میں لگتا ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو ماسوا پر ترجیح دیتا ہو۔ (بحوالہ از نایاب تحفہ ص ۲۳۵)

پانچ چیزوں کا لحاظ ضروری ہے

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص اپنی کمائی پاکیزہ بنانا چاہتا ہے اسے پانچ چیزوں کا لحاظ ضروری ہے۔

ایک یہ کہ کمائی میں لگ کر اللہ تعالیٰ کے کسی فرض میں تاخیر نہ کرے، نہ اس میں کوئی نقص پیدا ہونے دے۔

دوسرے یہ کہ اس کی خاطر مخلوق خدا میں سے کسی کو ایذا نہ دے۔

تیسری یہ کہ کمائی سے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی کفالت مقصود ہو، مال کی کثرت اور خزانے بنانا مطلوب نہ ہو۔

چوتھی یہ کہ اپنے آپ کو ہمت سے بڑھ کر مشقت میں نہ ڈالے۔

پانچویں یہ کہ رزق کو منجانب اللہ سمجھے اور کسب کو محض ایک ذریعہ یقین کرے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ بندہ جو بھی حرام مال کماتا ہے اسے صدقہ کرے تو اجر نہیں ملتا۔ خرچ کرے تو برکت نہیں ہوتی۔

میراث میں چھوڑ جائے تو دوزخ کے لئے زادِ راہ بنتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں بلکہ بھلائی سے مٹاتے ہیں۔ (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

پانچ چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگو

صحابہ ﷺ فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ اے مہاجرین وانصار پانچ چیزوں میں مبتلا ہونے سے اللہ کی پناہ مانگو۔

۱. جب کسی قوم میں بے حیائی عام اور علانیہ ہونے لگے تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھیلتی ہیں جو پہلے کبھی نہ تھیں۔

۲. اور جب لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگتے ہیں تو قحط میں اور بادشاہ کے ظلم وستم اور کئی طرح کی سختیوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔

۳. جب لوگ زکوٰۃ روک لیتے ہیں تو اس سے آسمان کی بارش روک لی جاتی ہے اگر چوپائے وغیرہ دیگر مخلوق نہ ہوتی تو کبھی بارش نہ برستی۔

۴. جب لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے عہد کو توڑتے ہیں تو ان پر اللہ تعالیٰ غیر اقوام کے دشمن مسلط کر دیتے ہیں۔

۵. اور جب حکام کتاب اللہ کے احکام چھوڑ بیٹھتے ہیں تو ان میں باہم اختلاف اور لڑائی ڈال دی جاتی ہے۔ (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

پانچ چیزوں سے امراض پیدا ہوتے ہیں

تمام اطباء رومی، فارسی اور ہندی اس بات پر متفق ہیں کہ امراض پانچ چیزوں سے پیدا ہوتے ہیں۔

(۱)......دن کو زیادہ نیند کرنے سے۔

(۲)......رات کو کم سونے سے۔

(۳)......رات کو زیادہ کھانے اور زیادہ پینے سے۔

(۴)...... جماع کی کثرت سے۔

(۵)...... پیشاب کے روکنے سے۔ (بحوالہ از حکمت کے موتی ص ۱۱۳)

پانچ آدمی اللہ کی ذمہ داری میں ہیں

حضرت معاذ بن جبل ؓ فرماتے ہیں میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

جو آدمی اللہ کے رستے میں نکلتا ہے وہ اللہ کی ذمہ داری میں ہوتا ہے۔

اور جو کسی بیمار کی عیادت کرنے جاتا ہے وہ بھی اللہ کی ذمہ داری میں ہوتا ہے۔

اور جو صبح وشام کو مسجد جاتا ہے وہ بھی اللہ کی ذمہ داری میں ہوتا ہے۔

اور جو مدد کرنے کے لئے امام کے پاس جاتا ہے وہ بھی اللہ کی ذمہ داری میں ہوتا ہے۔

اور جو گھر بیٹھ جاتا ہے اور کسی کی غیبت اور برائی نہیں کرتا وہ بھی اللہ کی ذمہ داری میں ہوتا ہے۔ (حیاۃ الصحابہ جلد:۲، صفحہ:۸۱۵)

پانچ چیزوں کے فریب میں مبتلا ہونا قابلِ تعجب ہے

کسی دانا کا مقولہ ہے کہ یوں تو ساری دنیا ہی تعجب کا سامان ہے، مگر مجھے اس آدم زاد پر تعجب آتا ہے جو پانچ چیزوں کے فریب میں مبتلا ہے۔

اول مجھے اس صاحبِ ثروت پر تعجب ہے جو دنیا کا زائد حصہ اپنے فقر واحتیاج کے دن (قیامت) کے لئے آگے نہیں بھیجتا۔

دوسرے مجھے اس کھلی ہوئی زبان پر تعجب ہے کہ وہ نفس کی کس قدر اطاعت کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور تلاوتِ قرآن سے اِعراض کرتی ہے۔

تیسرے مجھے اس تندرست اور فارغ شخص پر تعجب ہوتا ہے جسے میں ہمیشہ روزے

کے بغیر دیکھتا ہوں وہ ہر مہینہ میں تین روزے کیوں نہیں رکھتا اور اس کے اچھے نتائج میں کیوں غور نہیں کرتا۔

چوتھے مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو بستر لگا کر صبح تک سوتا ہے رات کی دو رکعت نماز کی فضیلت کا کبھی خیال نہیں کرتا کہ گھڑی بھر کے لئے رات کو قیام ہی کر لیتا۔

پانچویں مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو اللہ تعالیٰ کے حضور جرأت دکھاتا اور اس کے ممنوعہ امور کا ارتکاب کرتا ہے، حالانکہ یہ بھی جانتا ہے کہ اسے قیامت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے تو پھر وہ کیوں اپنے انجام کو سوچ کر باز نہیں آتا۔

(بحوالہ از حکمت کے موتی ص ۱۱۳)

پانچ قیمتی چیزیں

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے پانچ چیزوں کو تلاش کیا اور ان کو پانچ جگہ پایا:

(۱)......رزق کی برکت چاشت کی نماز میں ملی۔

(۲)......قبر کی روشنی تہجد کی نماز میں ملی۔

(۳)......منکر نکیر کے سوالوں کا جواب قرأت میں پایا۔

(۴)......پل صراط سے پار ہونا روزہ اور صدقہ میں پایا۔

(۵)......عرش کا سایہ خلوت میں پایا۔

(بحوالہ: اولیاء اللہ کی وصیتیں اور آخری الفاظ)

پانچ چیزوں میں جلد بازی جائز ہے

۱......جب لڑکی جوان ہو جائے تو جتنی جلدی اس کا رشتہ مل سکے اتنا اچھا ہے، جب مل جائے تو پھر اس کی شادی بھی جلدی کرنی چاہیے۔

۲......اگر کسی کے ذمہ قرض ہو تو اس قرض کو ادا کرنے میں جلدی کرنی چاہیے۔

۳......جب کوئی بندہ فوت ہو جائے تو اس مرحوم کو دفن کرنے میں جلدی کرنی چاہیے۔

۴......جب کوئی مہمان آئے تو مہمان نوازی میں جلدی کرنی چاہیے۔ہم نے وسط ایشیا کی ریاستوں میں دیکھا ہے کہ جیسے ہی مہمان گھر میں آتا ہے تو فوراً کم از کم پانی تو ضرور ہی مہمان کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔اس کے بعد مشروبات اور کھانے پیش کیئے جاتے ہیں۔یاد رکھیں کہ پانی پلانا بھی مہمان نوازی میں شامل ہے لہٰذا جس نے مہمان کے سامنے پانی کا کٹورا بھر کر رکھ دیا اس نے گویا مہمان نوازی کر لی۔

۵......جب کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس سے توبہ کرنے میں جلدی کرنی چاہیے۔ (بحوالہ از حکمت کے موتی ص ۱۹۹)

پانچ اہم نصیحتیں آنحضرت ﷺ کی

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ ایک آنحضرت ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے لڑکے:

۱۔ تو اللہ کے حق کی حفاظت کر اللہ تیری حفاظت فرمائیں گے، تو اللہ کے حقوق کی حفاظت کر تو ہر وقت اللہ کو اپنے سامنے پائے گا۔

۲۔ جب تو مانگے تو اللہ سے مانگ۔

۳۔ جب مدد طلب کرے تو اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کر۔

۴۔ اور اس بات کو اچھی طرح جان لے کہ تمام امت اکٹھا ہو کر تجھے نفع پہنچانا چاہے تو اس کے علاوہ کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے مقدر میں کر دیا ہے۔

۵۔ اور تمام لوگ جمع ہو کر تجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو اس کے سوا کوئی

نقصان نہیں پہنچا سکتے جو اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے۔ (ترمذی۔۲۔۷۸)

اس حدیث شریف میں جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کو مخاطب کر کے پانچ باتوں کی نصیحت فرمائی۔

۱......اللہ تعالیٰ کے حق کی حفاظت کرو

تم اللہ کے حق کی حفاظت اور نگرانی کرو اللہ تمہاری حفاظت کرے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اللہ کے احکام کی تعمیل کرو، شریعت اور سنت نبوی ﷺ تمہاری زندگی سے ظاہر ہوتی ہو، نماز میں، روزہ میں، زکوٰۃ وصدقہ خیرات میں، اخلاق میں، گفتگو میں، معاشرہ میں اللہ کے احکام اور نبی ﷺ کی سنت کے تم پابند ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ بھی دنیا و آخرت کی ہر مشقت اور ہر پریشانی سے تمہاری حفاظت اور تمہاری دستگیری کرتا رہے گا۔ نیز تم اللہ کے حق کی حفاظت کرو گے، شریعت کے پابند ہو جاؤ گے تو تم ہر وقت اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے پاؤ گے۔ جب اللہ تعالیٰ ہر وقت تمہارے ساتھ ہے تو تم کو پھر کسی کا محتاج ہونے کی ضرورت نہیں اور جب اللہ کی طاقت تمہارے ساتھ ہے تو تمہارا کون بگاڑ سکتا ہے، نہ مخلوق سے امید ہے نہ ہی مخلوق سے ڈر ہے۔

۲......صرف خدا سے مانگو

دوسری نصیحت آپ ﷺ نے یہ فرمائی کہ جب تم کو کچھ مانگنے کی ضرورت پیش آجائے تو صرف اللہ سے مانگو اللہ تعالیٰ کی دولت کا سمندر اتنا وسیع ہے کہ انسانی عقل حیران اور ششدر ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ سب کو اس کی تمنا اور ارزوں کے مطابق دے دے تو اس کی دولت میں سے اتنا بھی نہیں جاتا جتنا سمندر میں سے سوئی کی نوک میں آسکتا ہے۔ اور وہ صاحب دولت بھی خوش نصیب ہے کہ ادھر تم اللہ سے مانگتے ہو اور ادھر اللہ پاک اس کے دل میں ڈال دیتا ہے اور بے چین ہو کر تمہارے پاس لے آتا ہے، اور اگر تم اس کو قبول کر لیتے ہو تو وہ اپنی خوش نصیبی سمجھتا ہے۔ تم بھی مقبول بارگاہ ہوئے اور اس کی دولت کو بھی

عنداللہ شرف قبولیت حاصل ہوا تم نے تقویٰ اختیار کیا اور اس کا مال ایک متقی کو پہنچ گیا۔

جناب رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم مومن کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا دوست ہرگز نہ بناؤ اور تمہارے یہاں کا کھانا متقی لوگوں کے علاوہ کوئی دوسرا کھانے نہ پائے۔ لہذا تمہارا دوست بھی کامل ہونا چاہیے اور تمہارے مہمان بھی متقی لوگ ہونے چاہیے۔

(ترمذی ۲۔۶۵)

۳...... صرف اللہ سے مدد مانگو

تیسری نصیحت آپ ﷺ نے یہ فرمائی کہ جب تم کسی مصیبت، دشواری میں مبتلا ہو جاؤ۔ کسی پریشانی میں، بیماری میں، دشمنوں کے نرغے میں آجاؤ اور ہر طرف سے تمہیں ستایا جارہا ہو تو ایسے حالات میں تمہارے، دستگیر صرف خدا تعالیٰ ہیں۔ اس لئے صرف اسی سے فریاد کرو اور اسی سے مدد مانگو۔

۴...... مخلوق تم کو نفع نہیں پہنچا سکتی

چوتھی نصیحت یہ فرمائی کہ اگر دنیا کے تمام انسان اور تمام امت مل کر تم کو کسی بات کا نفع پہنچانا چاہیں تو اس سے زیادہ ایک پیسہ کا بھی نفع نہیں پہنچا سکتے، جو اللہ نے تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے، لہذا مخلوق سے زیادہ امیدیں مت باندھا کرو۔ یہ فضول خیالات ہیں۔ تمہیں اپنی محنت خود کرنی ہے جو تمہارے مقدر میں ہے وہ تم کو اس بہانہ سے ملتا رہے گا۔ اور ہر وقت خدا کی یاد تمہارے اندر غالب رہے گی۔

۵...... مخلوق تم کو نقصان نہیں پہنچا سکتی

پانچویں نصیحت جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمائی کہ اگر دنیا کے تمام انسان اس بات پر متفق ہو جائے کہ تم کو نقصان پہنچائیں گے تو اس سے زیادہ ایک ڈھیلے کے برابر بھی تم کو نقصان نہیں پہنچا سکتے جو اللہ نے تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ کسی کی کوئی طاقت نہیں جو تمہیں نفع پہنچائے یا تمہیں کوئی نقصان پہنچائے۔ اس لئے سارا بھروسہ خدا پر کرو۔ اور خدا

تعالیٰ کے ہی نیاز مند بن جاؤ۔

پانچ طرح کی موت کے وقت کی بشارت ہے

پہلی عام مومنین کے لئے کہ انہیں کہا جائے گا کہ عذاب کی ہیشگی کا خوف نہ کھانا، یعنی تمہیں عذاب میں ہمیشہ نہیں رکھا جائے گا۔ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام اور علمائے عظام تمہاری سفارش فرمائیں گے اور ثواب کے نہ ملنے کا غم نہ رکھو۔ جنت کی بشارت حاصل کرو کہ بالآخر تم کو وہاں پہنچنا ہے۔

دوسری بشارت مخلصین کے لئے ہے کہ انہیں کہا جائے گا کہ اپنے اعمال کے مردود ہونے کا خوف نہ کھاؤ کہ تمہارے اعمال مقبول ہیں، اور ان پر ثواب نہ ملنے کی کچھ فکر نہ کرو کہ تمہیں کئی گنا زائد کر کے دیا جائے گا۔ اور ایسے ہی توبہ کر لینے کے بعد اپنے کئے کا غم نہ لگائے رکھو۔

تیسری بشارت توبہ کرنے والوں کے لئے ہے کہ انہیں کہا جائے گا کہ اپنے گناہوں سے خوف نہ کھاؤ ان کی بخشش ہو گئی ہے اور توبہ کر لینے کے بعد ثواب نہ ملنے پر بھی غم نہ کھاؤ۔

چوتھی بشارت زاہدوں کے لئے کہ حشر اور حساب کا کوئی خوف نہ کرو اور اجر و ثواب کے اضافوں میں کسی کی فکر نہ کرنا حساب اور عذاب کے بغیر جنت میں داخل ہونے کی بشارت حاصل کرو۔

پانچویں بشارت ان علماء کے لئے جو لوگوں کو بھلائی سکھاتے تھے اور خود بھی اپنے علم پر عمل کرتے تھے، کہ ان سے کہا جائے گا کہ یوم قیامت کی گھبراہٹوں کا کچھ خوف نہ کرو اور نہ ہی کوئی غم اور فکر کرو کہ تمہیں تمہارے اعمال پر جزا دی جائے گی، اپنے لئے بھی جنت کی بشارت حاصل کرو اور ان کے لئے بھی جو تمہارے نقش قدم پر چلے۔

غرض وہ شخص خوش نصیب ہے جسے آخری وقت میں بشارت نصیب ہو، کیونکہ یہ بشارت ان کے لئے ہے جو نیکو کار مومن ہوں گے فرشتے نزول فرمائیں گے تو یہ ان سے

پوچھیں گے کہ تم کون ہو ہم نے تم سے بڑھ کر خوبصورت اور خوشبو والا شخص کبھی نہیں دیکھا، فرشتے کہیں گے ہم تمہارے دوست اور محافظ ہیں دنیا میں تمہارے اعمال لکھا کرتے تھے، آخرت میں تمہارے دوست بن کر رہیں گے۔ (بحوالہ از منبہات ابن حجرؒ)

پانچ نشانیاں افضل انسان کی

افضل انسان کی پانچ نشانیاں ہیں۔

پہلی یہ کہ اپنے رب کی عبادت میں دھیان رکھتا ہو۔

دوسری یہ کہ مخلوق کیلئے اس کا نفع نمایاں ہو۔

تیسری یہ کہ لوگ اس کے شر سے محفوظ ہوں۔

چوتھی یہ کہ وہ لوگوں سے کوئی توقع نہ رکھتا ہو۔

پانچویں یہ کہ وہ موت کی تیاری میں لگا رہتا ہو۔ (بحوالہ از منبہات ابن حجرؒ)

پانچ چیزوں کی پابندی جنت کی نعمتیں حاصل کرنے کے لئے

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اہل جنت والے انعامات کو حاصل کرنا چاہتا ہے اسے پانچ چیزوں کی پابندی لازم ہے۔

پہلی یہ کہ اپنے نفس کو تمام گناہوں سے باز رکھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **ونهى النفس عن الهوىٰ٥فان الجنة هى الماوىٰ٥** (۸۰/۴۰-۴۱)

''اور اس نے نفس کی خواہش سے روکا۔ سو جنت اس کا ٹھکانہ ہوگا۔''

دوسری یہ کہ دنیا کی تھوڑی سی مقدار پر راضی ہو جائے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جنت کی قیمت ترکِ دنیا ہے۔

تیسری یہ کہ ہر نیک کام کی خواہش رکھے اور طاعت کے کسی کام کو نہ چھوڑے نا معلوم کون سی طاعت گناہوں کی بخشش اور جنت کے حصول کا سبب بن جائے۔ اللہ تعالیٰ کا

ارشاد پاک ہے۔ تلک الجنۃ التی اورثتموھا بما کنتم تعملون ۞ (۷۲/۴۳)

''اور یہ وہ جنت ہے جس کے تم اپنے اعمال کے عوض مالک بنا دیئے گئے۔'' ایک اور آیت میں ہے۔ جزآء بما کانوا یعملون ۞ (۱۷/۳۲)

''انہیں یہ بدلہ ان کے اعمال کی وجہ سے دیا گیا۔''

اور انہیں جو کچھ بھی اعزاز و کرامت ملیں گے وہ طاعت کی بدولت ہی ملیں گے۔

چوتھی بات یہ کہ نیک لوگوں سے محبت رکھے اور ان کی ہم نشینی اختیار کرے کیونکہ ان میں سے کسی ایک کی بھی جب بخشش ہوگی تو وہ اپنے بھائیوں اور احباب کی سفارش کرے گا۔ جیسا کہ روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ باہمی بھائی چارہ خوب پیدا کرو کیونکہ قیامت میں ہر بھائی کو سفارش کا موقع ملے گا۔

اور پانچویں چیز یہ ہے کہ بکثرت دعا کیا کرے اور اللہ تعالیٰ سے جنت کی اور خاتمہ بالخیر کی بہت زیادہ درخواست کرتا رہے۔ بعض داناؤں کا کہنا ہے کہ ثواب کا یقین رکھتے ہوئے بھی دنیا کی طرف مائل ہونا جہالت ہے۔ اور اعمال کے ثواب کو جان لینے کے باوجود ان کے لئے محنت نہ کرنا بے ہمتی اور اپنے کو عاجز بنانا ہے۔ اور جنت میں یقیناً راحت و آرام ہے۔ مگر یہ اسی کو ملے گا جس نے دنیا میں اس کے لئے تکالیف اٹھائی ہوں گی۔ جنت میں غنیٰ اور تونگری ہوگی جو انہیں لوگوں کو ملے گی جنہوں نے بقدر ضرورت تھوڑی سی دنیا پر کفایت کی اور فضول اور زائد چیزوں کو چھوڑ دیا۔ (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

پانچ چیزوں کی امر بالمعروف کے لئے ضرورت ہے

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امر بالمعروف کرنے والے کو پانچ چیزوں کی ضرورت ہے۔

پہلی چیز علم، کہ جاہل اس کام کو اچھی طرح نہیں کر سکتا۔

دوسری یہ کہ مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور دین کی برتری ہو۔

تیسری یہ کہ نرمی اور محبت کے ساتھ شفقت کا مظاہرہ کرے سخت اور تندخو نہ بنے۔
اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرعون کی طرف بھیجتے ہوئے فرمایا
تھا: فقولا له قولا لينا. (۲۰/۴۴) ''اس کے ساتھ نرمی سے بات کرنا۔''
چوتھی یہ کہ صبر و تحمل اختیار کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے لقمان علیہ السلام کے بیان
میں ارشاد فرمایا ہے: وامر بالمعروف وانه عن المنكر واصبر علىٰ مااصابک.
''اور سکھلا بھلی بات اور منع کر برائی سے اور تحمل کر جو تجھ پر پڑے۔''
پانچویں چیز یہ ہے کہ جس بات کی دوسروں کو تلقین کرتا ہے خود بھی اس پر عمل کرتا ہو
تا کہ لوگ اس کو خود عمل نہ کرنے کی عار نہ دلائیں۔ اتامرون الناس بالبر وتنسون
انفسكم۔ (۲/۴۴) ''کیا حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بھولتے ہو اپنے آپ کو۔''
کے تحت داخل نہ جائے۔ (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

پانچ چیزوں سے نیکیوں اور رزق میں اضافہ ہوتا ہے

کہتے ہیں کہ پانچ چیزیں ہیں جو شخص ان پر ہمیشگی کرے گا اس کی نیکیوں میں پہاڑوں
کی مانند زیادتی کی جائے گی اور اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں وسعت کرتے ہیں۔
اوّل وہ شخص جو صدقہ پر ہمیشگی کرتا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر۔
دوسرے جو صلہ رحمی کرتا ہے تھوڑی چیز سے ہو یا زیادہ سے۔
تیسرے جو جہاد فی سبیل اللہ پر دوام رکھتا ہے۔
چوتھے جو ہمیشہ باوضو رہتا ہے، اور پانی کے استعمال میں اسراف نہیں کرتا۔
پانچویں وہ جو اپنے والدین کی اطاعت کرتا ہے اور اس پر ہمیشگی کرتا ہے۔
(بحوالہ از جواہراتِ علمیہ)

پانچ قومی امراض اور ان کے نتائج

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب کسی قوم کے اندر ملی اور قومی امانتوں میں خیانت کی عادت راہ پا جائے تو اللہ تعالیٰ اس سے جرات چھین لیتا ہے۔

اور جس قوم میں زنا کاری پھیل جائے تو اس قوم کی نسل ختم ہونے لگ جاتی ہے۔

اور جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرنے لگ جائے تو اس سے خوشحالی رخصت ہو جاتی ہے۔

اور جس قوم میں حق کے خلاف فیصلے ہونے لگ جائیں تو اس میں کشت وخون راہ پا جاتا ہے۔

اور جب کوئی قوم بدعہد ہو جائے تو اس پر دشمن مسلط کر دیا جاتا ہے"۔

(بحوالہ: رواہ مالک، مشکوٰۃ شریف)

چھ کا عدد

چھ کاموں میں جلدی کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے

جلدی کرنا چھ کاموں میں سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ ان کے علاوہ سب کاموں میں جلدی شیطان سے ہے۔

۱..... مہمان کو کھانا کھلانے میں
۲..... مردے کی تجہیز و تکفین میں
۳..... لڑکی کی شادی کرنے میں
۴..... قرض ادا کرنے میں
۵..... گناہ سے توبہ کرنے میں
۶..... اذان سن کر مسجد جانے میں۔ (بحوالہ خزینہ معلومات ص ۲۲۲)

چھ باتیں

ایک بزرگ سے کسی نے کہا: حضرت! مجھے کچھ نصیحت کریں، بزرگ نے جواب میں کہا!

۱..... جب اللہ تعالیٰ کی نافرمان کرنی ہے تو اللہ کی دی ہوئی روزی نہ کھاؤ کیونکہ یہ بات تمہیں زیب نہیں دیتی کہ جس کی روزی کھاؤ اس کی نافرمانی بھی کرو۔

۲..... جب گناہ کا ارادہ کرو تو اللہ کی کائنات سے نکل کر کرو، کیونکہ یہ بات مناسب نہیں کہ اس کے ملک میں رہو اور اس کی نافرمانی بھی کرو۔

۳......گناہ ایسی جگہ کرو جہاں وہ دیکھ نہ سکے، کیونکہ جب رزق کھاتے رہو تو بھی اس کے ملک میں ہو تو اس کے سامنے گناہ کرنا کہاں کی عقل مندی ہے۔

۴......جب موت کا فرشتہ آئے تو اسے کہہ دینا کہ ذرا توبہ کرنے کی مہلت دے دو۔ بھلا موت کا فرشتہ کیونکر مہلت دینے لگا۔ جواب میں بزرگ نے کہا، تب اس کے آنے سے پہلے پہلے توبہ کرلو۔

۵......جب قبر میں منکر نکیر آئے تو انہیں باہر نکال دینا! اس نے کہا یہ کیسے ممکن ہے، بزرگ بولے اگر یہ ممکن نہیں تو ان کے آنے سے پہلے جواب کی تیاری کرلو۔

۶......قیامت کے دن جب حساب کے بعد گناہ گاروں کو دوزخ میں بھیجا جائے گا، اس وقت دوزخ میں جانے سے انکار کر دینا اس نے کہا! وہ بھلا میری مانیں گے، فرمایا! ''تب گناہ مت کرو''۔ (بحوالہ تنبیہ الغافلین علامہ ابولیث ثمرقندیؒ)

چھ نصیحتیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی

۱۔ جو آدمی زیادہ ہنستا ہے، اس کا رعب کم ہو جاتا ہے۔

۲۔ جو باتیں زیادہ کرتا ہے لوگ اس کو ہلکا اور بے حیثیت سمجھتے ہیں۔

۳۔ جو باتیں زیادہ کرتا ہے، اس کی لغزشیں زیادہ ہو جاتی ہیں۔

۴۔ جس کی لغزشیں زیادہ ہو جاتی ہیں، اس کی حیا کم ہو جاتی ہے۔

۵۔ جس کی حیا کم ہو جاتی ہے اس کی پرہیزگاری کم ہو جاتی ہے۔

۶۔ جس کی پرہیزگاری کم ہو جاتی ہے اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔

(بحوالہ خزینہ معلومات ص۱۲۲)

چھ خصوصیات شہید کی

اللہ تعالیٰ کے پاس شہید کی چھ خصوصیتیں ہیں:

۱۔ اپنی جگہ جنت میں دیکھتا ہے۔

۲۔ عذاب قبر سے بچ جاتا ہے۔

۳۔ قیامت کے خوف سے امن پاتا ہے۔

۴۔ شہید کے سر پر عزت کا تاج رکھا جاتا ہے۔

۵۔ ستر حوریں اس کے نکاح میں آتی ہیں۔

۶۔ ستر رشتہ داروں کو بخشواتا ہے۔ (بخاری شریف)

کسی نے کہا سب سے بہتر آدمی وہ ہے جس کے اندر پانچ باتیں ہوں:

۱۔ پروردگار کی عبادت کرنے والا ہو۔

۲۔ مخلوق کے لئے نفع بخش اور فائدہ مند ہو۔

۳۔ لوگ اس کے شر سے محفوظ ہوں۔

۴۔ لوگوں کے پاس جو مال و دولت ہے اس سے ناامید ہو۔

۵۔ موت کے لئے تیار ہو۔ (بحوالہ قندیل صفحہ ۱۱۰)

چھ خصلتیں عورت میں ہونی چاہئیں

حضرت احمد بن حرب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''اگر عورت میں چھ خصلتیں ہوں تو نہایت صالح ہے''

اول: پانچ نمازوں پر محافظہ ہو۔

دوم: خاوند کی تابعدار ہو۔

سوم: اپنے رب کی رضا جو ہو۔

چہارم: اپنی زبان کو غیبت و چغلی سے محفوظ رکھے۔

پنجم: دنیاوی ساز و سامان میں بے رغبت ہو۔

ششم: تکلیف پر صابر ہو۔ (بحوالہ اخلاق سلف، صفحہ نمبر ۸۰)

چھ وصیتیں

حضرت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت ﷺ کو ہمیشہ یہ چھ وصیتیں فرماتے رہتے تھے۔

۱. ہمسایہ کے حق میں اس قدر کہ گمان گزرتا تھا کہ شاید فرض ہو جائے گا۔

۲. عورتوں کے بارے میں اس قدر کہ گمان گزرتا تھا کہ شاید حرام ہو جائے گا طلاق دینا ان کو۔

۳. لونڈی غلاموں کے بارے میں اس قدر کہ گمان گزرتا تھا کہ شاید مقرر ہو جائے گی اُن کی لئے میعاد اور اس کے بعد وہ آزاد ہو جائیں۔

۴. مسواک کے بارے میں اس قدر کہ گمان گزرتا تھا کہ شاید فرض ہو جائے گا اس کا کرنا۔

۵. نماز با جماعت کے بارے میں اس قدر کہ گمان گزرتا تھا کہ شاید نہ قبول ہو گی نماز بغیر جماعت کے۔

۶. یاد اللہ کرنے کے حق میں اس قدر کہ گمان گزرتا تھا کہ شاید کوئی چیز نفع نہ دیا کرے گی بغیر یاد اللہ کے۔ (بحوالہ منبہات ابن حجرؒ)

چھ نقصان

مالدار کے لئے چھ نقصان ہیں۔

۱. ہمیشہ مغموم و بے قرار رہتا ہے

۲. عبادت میں ہمیشہ کمی اور نقصان رہتا ہے

۳. نافرمانیٔ خدا زیادہ کرتا ہے

۴. حساب زیادہ دینا پڑے گا

۵. عدم ادائیگی حقوق کے لئے سخت عذاب دیا جائیگا

۶. ثواب واجر کم پاتا ہے۔ (بحوالہ فضائل صدقات)

چھ فائدے

غریب کو چھ فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

۱. ہمیشہ بے غم اور مطمئن رہتا ہے

۲. یادِ خدا میں زیادہ لگا رہتا ہے

۳. عداوت و دشمنی سے محفوظ رہتا ہے

۴. حساب کی تخفیف رہتی ہے

۵. عذاب سے محفوظ رہتا ہے

۶. اعمالِ صالحہ کا ثواب زیادہ پاتا ہے۔ (بحوالہ فضائل صدقات)

چھ خرابیاں سوال کرنے کی

تمدنی خرابیوں سے قطع نظر کر کے دیکھا جائے تو سوال کی عادت رفتہ رفتہ طرح طرح کی روحانی امراض میں مبتلا کر دیتی ہے۔ مثلاً:

۱...... خدا پر توکل نہیں رہتا۔ وہ خدا کو گویا بھیک مانگنے کا آلہ قرار دیتا ہے۔ ایسے ہی شخص کی نسبت آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے "ملعون ہے وہ شخص جو اللہ کا نام لے کر سوال کرے۔"

۲...... رسول اللہ ﷺ کی وقعت بھی اس کے دل میں نہیں رہتی۔ وہ جانتا ہے کہ بھیک مانگنے میں خدا کے رسول ﷺ کا واسطہ دینے سے خواہ مخواہ مسلمان آدمی کو کچھ نہ کچھ دینا ہی پڑے گا۔

۳...... قیامت کے دن کا اعتقاد بھی برائے نام رہ جاتا ہے۔ حلال ذریعہ سے روزی کمانا اور محنت و مشقت کرنا ہر شخص کا فرض ہے اور اس کے خلاف عمل کرنا یقیناً گناہ اور قابلِ

مواخذہ۔ مگر عادی سائل کے دل میں یہ خیال سما جاتا ہے کہ محنت کرنا ہمارا کام نہیں ہے، اس کے لئے دوسرے لوگ بنائے گئے ہیں اور دوسروں کی کمائی پر گذارہ کرنا ہمارے لئے حلال ہے اور یہ بات عقلاً وشرعاً باطل ہے۔

۴...... ایسا شخص کفران نعمت کا بھی مجرم ہوتا ہے، کیونکہ جو کچھ مانگ کر جمع کرتا ہے اس کا چھپانا اور باوجود استطاعت کے مفلسی کا اظہار کرنا ضروری سمجھتا ہے۔

۵...... بالآخر کذب وریا کاری کا جو سخت ترین گناہ ہیں، مرتکب ہوتا ہے اور ان باتوں کو اپنی کامیابی کا بہترین ذریعہ قرار دیتا ہے۔

۶...... سائل ذلیل وخوار ہوتا ہے مسئول کے نزدیک، بلکہ جو کوئی اس پر مطلع ہوتا ہے وہ بھی اسے ذلیل سمجھتا ہے۔ عزت کا جانا، نظروں سے گرنا، آبرو ریزی، نا ملائم باتوں کا برداشت کرنا، مجالس میں اس کی طرف اعتناء نہ ہونا اور اس کی بات پر کان نہ دھرنا اور اس کے وعظ وپند کا تاثیر نہ کرنا، یہ سب کچھ سوال کی بدولت ہوتا ہے۔ اور شرع وعقل وعرف میں روا نہیں ہے کہ انسان اپنے تئیں ذلیل کرے۔ اگر فقیر در بدر بھٹکتا پھرتا ہے تو اس میں اور کتے میں فرق ہی کیا ہے؟ فقیر وہ ہے جو سوال سے مستغنی ہو۔

جناب رسولِ خدا حضرت محمد ﷺ نے فرمایا "ہاتھ تین ہیں، اول دست خداوند جو کہ سب سے بالا ہے۔ دوسرے دست دہند یعنی دینے والے کا ہاتھ جو کہ دستِ خداوند کے پیچھے ہے۔ تیسرا دست گیرندہ یعنی لینے والے کا ہاتھ جو کہ پست ترین ہے۔" نیز فرمایا "سوال بدترین ذلت ہے خواہ باپ ہی سے کیوں نہ ہو۔"

(بحوالہ اولیاء اللہ کی وصیتیں اور آخری الفاظ)

چھ علامتیں جاہل کی

کسی عقلمند کا مقولہ ہے کہ جاہل چھ باتوں سے پہچانا جاتا ہے۔

۱...... بے موقع غصہ (جاہل آدمی، انسان، جانور بلکہ بے جان چیز پر غصہ کرتا ہے)

۲......غیر مفید گفتگو (سمجھدار آدمی کبھی فضول باتیں نہیں کرتا، یہ صرف جاہل کا کام ہے۔)

۳......بے موقع دینا (کسی کو کچھ دینا جس سے اخروی یا دنیوی فائدہ نہ ہو جہالت ہے)

۴......ہر ایک سے راز کھول دینا (راز کی بات ہر کسی سے کہہ دینا نقصان سے خالی نہیں)

۵......ہر کسی پر بھروسہ کر لینا (ہر کسی پر بھروسہ کرنے والا ہمیشہ پچھتاتا ہے)

۶......دوست و دشمن کی تمیز نہ کرنا۔

لباسِ خضر میں سینکڑوں رہزن بھی پھرتے ہیں
دنیا میں رہنا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر

سب سے اہم اور بڑا دشمن ابلیس ہے۔ اگر اس کو پہچاننے اور اس سے بچنے کی کوشش نہیں کی گئی تو ہلاکت یقینی ہے۔ (بحوالہ اقوال زریں کا انسائیکلوپیڈیا)

چھ باتوں کی وجہ سے موت کی تمنا

زاذان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی چھت پر تھے۔ وہ حضور ﷺ کے صحابی تھے۔ انہوں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ بوجھ اٹھائے اِدھر سے اُدھر جا رہے ہیں آپ نے وجہ پوچھی تو کسی نے بتایا کہ طاعون سے بچنے کے لئے جگہ بدل رہے ہیں آپ نے پکار پکار کر کہنا شروع کیا اے طاعون مجھے لیلے اے طاعون مجھے پکڑ لے کسی نے کہا کہ آپ صحابی ہو کر موت کو دعوت دے رہے ہیں حالانکہ حضور ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے آپ نے کہا کہ میں ان چھ باتوں کی وجہ سے موت کی تمنا رکھتا ہوں ہم نے پوچھا وہ کیا ہیں؟ فرمایا

ایک بچوں کا حاکم بن جانا (یعنی چھوٹوں کی حکومت ہونا)۔

دوسری کثرت سے شرطیں لگانا۔

تیسری فیصلہ میں رشوت لینا۔

چوتھی قطع رحمی۔

پانچویں ذمہ داری اور معاہدہ کی پرواہ نہ کرنا۔

اور آخری بات یہ کہ لوگ قرآن کو گیت کی شکل میں اپنالیں گے۔ایک آدمی کو جو کچھ بھی علم وفضل نہ رکھتا ہوگا اس لئے آگے بڑھائیں گے کہ وہ قرآن گا کر سناتا ہے۔

(بحوالہ منبہات ابن حجرؒ)

چھ مواقع پر اہل جنت اللہ تعالیٰ کی حمد کہیں گے

اہل جنت چھ مواقع پر اللہ تعالیٰ کی حمد کہیں گے۔ایک اس وقت جب "وامتازوا الیوم ایھاالمجرمون" ٥(۵۹/۳۶) "کہ اے مجرموا لگ ہوجاؤ۔" کا اعلان ہوگا اور وہ نیک لوگوں سے الگ ہوجائیں گے تو یہ کہیں گے: الحمدللّٰہ الذی نجنا من القوم الظٰلمین٥ (۲۸/۲۳)

"کہ حمد وثناء اس ذات کے لئے ہے جس نے ہمیں ظالم لوگوں سے رہائی دلائی۔"

دوسرے پل صراط سے جب گزر جائیں گے تو کہیں گے: الحمدللّٰہ الذی اذھب عنا الحزن ان ربنالغفور شکور "اللہ کالاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہم سے رنج وغم دور کیا بیشک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا اور بڑا قدر دان ہے۔"

تیسرے جب آب حیات سے غسل کر کے جنت کی طرف نگاہ کریں گے تو کہیں گے: الحمدللّٰہ الذی ھدٰنا لھٰذا وما کنا لنھتدی لولاان ھدٰنا اللّٰہ. (۴۳/۷)

"اللہ کالاکھ لاکھ احسان اور شکر ہے جس نے ہم کو اس مقام تک پہنچایا اور ہماری کبھی رسائی نہ ہوتی اگر اللہ تعالیٰ ہم کو نہ پہنچاتے۔"

چوتھے جب جنت میں داخل ہوں گے تو کہیں گے:الحمدللّٰہ الذی صدقنا

وعدہ واورثنا الارض (۳۹/۷۴)

''اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہم کو اس سرزمین کا مالک بنادیا۔''

پانچویں جب اپنی اپنی قیام گاہوں میں قرار پکڑیں گے تو کہیں گے: الحمدللہ الذی اذھب عنا الحزن ان ربنا الغفور شکور الذی احلنا دار المقامۃ من فضلہ. (۳۵/۳۴-۳۵)

''اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہم سے رنج وغم دور کیا اور بیشک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا اور بڑا قدر دان ہے جس نے اپنے فضل سے ہم کو ہمیشہ رہنے کے مقام میں لا اتارا۔''

اور چھٹے جب کھاپی کر فارغ ہوں گے تو کہیں گے: الحمدللہ رب العلمین

''تمام طرح کی تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام مخلوقات کا پالنے والا ہے۔''

(بحوالہ تنبیہ الغافلین)

چھ چیزوں سے پہلے پہلے اعمال صالحہ میں جلدی کرو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ چھ چیزوں سے پہلے پہلے اعمال صالحہ میں جلدی کرو۔

۱. مغرب کی طرف سے سورج کا طلوع۔ ۲. دجال کا خروج۔

۳. دھوئیں کا ظہور۔ ۴. دابۃ الارض کا نکلنا۔

۵. ایک چیز جو تمہارے ساتھ ہے (موت)۔ ۶. اور ایک چیز جو سب کے لئے عام ہو گی یعنی قیامت کا دن۔ (بحوالہ تنبیہ الغافلین)

چھ طرح کی عورتوں سے شادی نہ کرو

اہل عرب کہتے ہیں کہ چھ طرح کی عورتوں سے شادی نہ کرو۔

(۱)...... انانۃ سے۔ یہ وہ عورت ہے جو ہر وقت روتی چلاتی ہے، ہر لمحہ شکوے اس کی زبان پر رہیں، دائم المریض ہو یا بتکلف مریض بنی رہتی ہو، ایسی عورت میں کوئی خیر و برکت نہیں ہے۔

(۲)...... منانۃ سے۔ یہ وہ عورت ہے جو اپنے شوہر پر احسان جتلاتی ہو کہ میں نے تیرے لئے یہ کیا، وہ کیا۔

(۳)...... حنانۃ سے۔ یہ وہ عورت ہے جو اپنے پہلے شوہر یا پہلے شوہر کی اولاد سے محبت کرتی ہو، ایسی عورت سے بھی اجتناب رکھنا چاہیے۔

(۴)...... حداقۃ سے۔ یہ وہ عورت ہے جو ہر چیز کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھے اور شوہر کو خریدنے پر مجبور کرے۔

(۵)...... براقۃ سے۔ اس کی دو معنی ہیں۔ اہل عرب کے محاورے کے مطابق اس سے وہ عورت مراد ہے جو صبح و شام بناؤ سنگھار میں مصروف رہے۔ اہل یمن اس سے وہ عورت مراد لیتے ہیں جو کھانے کے وقت ناراض ہو جائے اور ہزار خوشامد کے باوجود سب کے ساتھ مل کر کھانا نہ کھائے جب سب لوگ کھالیں تو تنہا پیٹ بھر لے اور ہر چیز میں اپنا پورا حصہ الگ کر لے۔

(۶)...... متشدقۃ سے۔ اس سے وہ عورت مراد ہے جو ہر وقت بک بک کرتی رہتی ہے، ایک لمحے کے لئے بھی خاموش نہ رہے۔ (بحوالہ ازدواجی زندگی کے رہنما اصول)

چھ قسم کے لوگ چھ باتوں کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چھ قسم کے لوگ چھ باتوں کی وجہ سے قیامت کے دن حساب سے پہلے ہی دوزخ میں جائیں گے۔

عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں، ارشاد فرمایا

میرے بعد آنے والے حکام ظلم کی وجہ سے۔

اور عرب لوگ عصبیت کی وجہ سے۔

دہقان لوگ تکبر کی وجہ سے۔

تاجر لوگ خیانت کی وجہ سے۔

دیہاتی لوگ جہالت کی وجہ سے۔

اہل علم حسد کی وجہ سے یعنی ایسے علماء جو طلب دنیا میں ایک دوسرے پر حسد کرتے ہیں۔ لہٰذا مناسب ہے کہ طالب علم آخرت کے لئے علم حاصل کرے۔ اس صورت میں نہ یہ کسی پر حسد کرے گا نہ کوئی دوسرا اس پر حسد کرے گا۔ (بحوالہ صراطِ مستقیم ص ۱۳۴)

چھ حق مسلمان کے مسلمان پر ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا کہ مسلمان کا مسلمان پر کیا حق ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ عرض کیا کون سے، فرمایا،

۱۔ جب ملے تو سلام کہے۔

۲۔ دعوت کرے تو قبول کرے۔

۳۔ خیر خواہی کا طالب ہو تو خیر خواہی کرے۔

۴۔ چھینک کے وقت اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے تو اس کے جواب میں یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہے۔

۵۔ بیمار ہو تو بیمار پرسی کرے۔

۶۔ اور جب فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ میں شمولیت کرے۔

(بحوالہ حقوق العباد کی فکر کیجئے)

چھ چیزوں کی نصیحت

حضرت عبداللہ بن عباس ﷛ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوئے اور عرض کیا مجھے کچھ نصیحت فرمادیں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہیں چھ چیزوں کی نصیحت کرتا ہوں۔

سب سے پہلی چیز اللہ پر بھروسہ اور یقین ان چیزوں کا جن کا اللہ جل شانہٗ نے خود ذمہ لے رکھا ہے۔ (مثلاً روزی وغیرہ)۔

دوسرے اللہ کے فرائض کو اپنے اپنے وقت پر ادا کرنا۔

تیسری زبان ہر وقت اللہ کے ذکر سے تروتازہ رہے۔

چوتھی شیطان کا کہنا نہ ماننا، وہ ساری مخلوق سے حسد رکھتا ہے۔

پانچویں دنیا کو آباد کرنے میں مشغول نہ ہوجانا، کہ وہ آخرت کو برباد کرے گی۔

چھٹی مسلمانوں کی خیر خواہی کا ہر وقت خیال رکھنا۔ (بحوالہ حکمت کی باتیں ص ۱۵۵)

چھ باتوں کے بغیر مومن کو کوئی چارہ کار نہیں

اول ایسا عمل جو آخرت کے معاملے میں اس کی رہنمائی کرے۔

دوسرے ایسا ساتھی جو طاعات میں اس کا معین بنے اور معصیت سے روکتا رہے۔

تیسرے اپنے دشمن کی پہچان اور اس سے پرہیز کرے۔

چوتھے اللہ تعالیٰ کی آیات وعلامات اور شب و روز کے اختلافات سے عبرت حاصل کرے۔

پانچویں مخلوق سے انصاف قائم رکھنا کہ کل قیامت کے دن وہ مدعی اور خصم نہ بن جائیں۔

چھٹے موت سے قبل اس کی تیاری کرنا کہ قیامت کے دن رسوائی نہ ہو۔

(بحوالہ خزینۃ الاسرار ص ۲۲۲)

چھ نصیحتیں حضرت لقمان علیہ السلام کی

فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ جب حضرت لقمان علیہ السلام کا انتقال ہونے لگا، تو انہوں نے اپنے صاحبزادہ سے فرمایا کہ بیٹا میں نے تمہیں اس مدتِ زندگی میں بہت سی نصیحتیں کیں۔ اس وقت (آخری وقت ہے) چھ نصیحتیں تم کو کرتا ہوں:۔

۱...... دنیا میں اپنے آپ کو فقط اتنا ہی مشغول رکھنا جتنی زندگی باقی ہے (اور وہ آخرت کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں)۔

۲...... حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے جتنی تمہیں احتیاج ہے اتنی ہی اس کی عبادت کرنا (اور ظاہر ہے کہ آدمی ہر چیز میں اس کا محتاج ہے۔

۳...... آخرت کے لئے اسی مقدار کے مواقع اختیار کرنا جتنی مقدار وہاں قیام کا ارادہ ہو (اور ظاہر ہے کہ مرنے کے بعد تو وہاں کے علاوہ کوئی مقام ہی نہیں)۔

۴...... جب تک تمہیں جہنم سے خلاصی کا یقین نہ ہو جائے ہر وقت کوشش میں لگے رہنا)۔

۵...... گناہوں پر اتنی جرات کرنا جتنا جہنم کی آگ میں جلنے کا حوصلہ اور ہمت ہو (کہ گناہوں کی سزا ضابطہ کی چیز ہے)۔

۶...... جب کوئی گناہ کرنا چاہو، ایسی جگہ تلاش کر لینا جہاں حق تعالیٰ شانہ اور اس کے فرشتے نہ دیکھیں (کہ خود حاکم کے سامنے، سی آئی ڈی کے عملے کے سامنے بغاوت کا انجام معلوم ہے) (بحوالہ تنبیہ الغافلین)

چھ باتیں جنت کی طلب اور دوزخ سے بچنے کے لئے

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص چھ باتیں اختیار کرے، اس نے جنت کی طلب میں اور دوزخ سے بھاگنے میں کمی نہیں چھوڑی۔

۱. جس نے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کی اور اس کی اطاعت اختیار کی۔
۲. جس نے شیطان کو پہچانا اور اس کی نافرمانی اختیار کی۔
۳. جس نے حق کو پہچانا اور اسے قبول کیا۔
۴. جس نے باطل کو پہچانا اور اس سے بچاؤ اختیار کیا۔
۵. جس نے دنیا کو پہچانا اور اسے چھوڑ دیا۔
۶. جس نے آخرت کو پہچانا اور اس کی طلب میں لگ گیا۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا اے علیؓ چار خصلتیں شقاوت و بدبختی سے شمار ہوتی ہیں۔ آنکھوں کا خشک ہونا، دل کا سخت ہونا، دنیا کی محبت، امیدوں کا طویل ہونا۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی شمار ہوتی تو کافر کو اس سے پانی کا گھونٹ بھی نصیب نہ ہوتا۔ (بحوالہ الکنز المدفون ص ۵۵)

چھ نصیحت آموز سطریں

کہتے ہیں کہ بعض کتابوں میں چھ سطریں لکھی ہوئی ہیں،۔

پہلی سطر میں ہے کہ جو شخص دنیا کی وجہ سے غمگین ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ پر ناراض ہوتا ہے۔

دوسری میں ہے کہ جو شخص اپنی مصیبت کی شکایت کرتا ہے وہ اپنے رب کا شکوہ کرتا ہے۔

تیسری میں ہے کہ جو شخص یہ پرواہ نہیں کرتا کہ اس کا رزق کس راستہ سے آتا ہے، گویا وہ اس کی پرواہ نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ اسے کس دروازے سے دوزخ میں ڈالیں گے۔

چوتھی میں یہ ہے کہ جو شخص گناہ کرتا ہے اور اس پر ہنستا بھی ہے تو وہ روتا ہوا دوزخ میں جائے گا۔

پانچویں میں ہے جس شخص کی اہم فکر خواہشات کی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ آخرت کا

خوف اس کے قلب سے چھین لیتے ہیں۔

چھٹی میں یہ ہے کہ جو شخص کسی غنی کے سامنے اس کی دنیا کی وجہ سے تواضع کرتا ہے وہ ایسی حالت میں صبح کرے گا کہ فقر اس کے سامنے موجود ہوگا۔

(بحوالہ لطائف ونوادر)

چھ کام بے فائدہ ہوتے ہیں

۱......انسان یہ سمجھے کہ میرے دل میں اللہ کا بہت خوف ہے مگر وہ گناہوں سے نہ بچے تو یہ خوف بے فائدہ ہے۔

۲......جو انسان یہ کہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے بڑی امیدیں ہیں مگر وہ عمل کرنے کی کوشش نہ کرے تو یہ امید بھی بے فائدہ ہے۔اس لئے عمل کی کوشش ضرور کرے۔

۳......آدمی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے مگر اللہ تعالیٰ سے حسنِ ظن نہ ہو تو وہ دعا بھی بے فائدہ ہے۔کئی لوگ کہتے ہیں کہ ہماری تو اللہ تعالیٰ سنتا ہی نہیں۔ جب حسنِ ظن ہی نہیں ہوگا تو پھر دعا کیا قبول ہوگی۔

۴......ندامت کے بغیر استغفار بے فائدہ ہوتی ہے۔

۵......اصلاحِ باطن کے بغیر ظاہر بے فائدہ ہوتا ہے.....اور

۶......اخلاص کے بغیر عمل بے فائدہ ہوتا ہے۔ (بحوالہ خطباتِ فقیر ج ۳)

چھ خیر کی عادتیں

حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ اشعری رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں کہ چھ عادتیں خیر میں سے شمار ہوتی ہیں۔

اول اللہ کے دشمن سے تلوار کے ساتھ جہاد کرنا۔

دوسری گرمیوں میں روزہ رکھنا۔

تیسری مصیبت کے موقع پر اچھی طرح سے صبر کرنا۔

چوتھی حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑا نہ کرنا۔

پانچویں بادل والے دن یا فرمایا گرمی والے دن میں نماز کے لئے جلدی پہنچنا۔

چھٹی سردی کے موسم میں اچھی طرح سے وضو کرنا۔ (بحوالہ قوت القلوب ص ۱۵۵)

چھ مہلک گناہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چھ گناہ ایسے مہلک ہیں کہ ان میں توبہ بھی کام نہیں دیتی۔

۱. اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔

۲. یتیم کا مال کھانا۔

۳. پاکدامن عورت کو زنا کی تہمت لگانا۔

۴. میدان جہاد سے بھاگنا۔

۵. جادو کرنا۔

۶. نبی کو قتل کرنا۔ (بحوالہ حکمت کی باتیں)

چھ بُری خصلتیں زنا میں

بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت ہے کہ زنا سے بہت بچو کہ اس میں چھ خصلتیں ہیں۔ تین دنیا میں تین آخرت میں۔ دنیا کی تو یہ ہیں:

۱. رزق میں کمی اور بے برکتی ہو جاتی ہے۔

۲. نیکی کی توفیق سے محرومی ہو جاتی ہے۔

۳. لوگوں کے دلوں میں اس سے نفرت ہو جاتی ہے۔

اور آخرت کی تین یہ ہیں:

۱. اللہ کا غضب۔

۲. عذاب کی سختی۔

۳. اور دوزخ میں داخلہ جسے اللہ تعالیٰ نے النار الکبریٰ فرمایا ہے کہ وہ سب سے بڑی آگ ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ تمہاری یہ آگ دوزخ کی آگ کا ستر واں (۷۰) حصہ ہے۔ (بحوالہ صراط مستقیم ص ۱۵۱)

چھ چیزوں کی ذمہ داری سے جنت کی ضمانت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تم میرے لئے چھ چیزوں کی ذمہ داری قبول کرلو میں تمہارے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

۱. جب بات کرو جھوٹ نہ بولو۔

۲. جب وعدہ کرو اس کے خلاف نہ کرو۔

۳. جب کوئی امانت رکھے خیانت نہ کرو۔

۴. اپنی نگاہوں کو پست رکھو۔

۵. اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو۔

۶. اپنے ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضاء کو حرام سے بچائے رکھو۔ اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (بحوالہ تاریخ اسلام ص ۲۲۲)

چھ باتیں صحف موسوی کی

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ ارشاد فرمایئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا تھا؟ فرمایا چھ باتیں تھیں۔

۱...... مجھے تعجب ہے اس شخص پر جسے دوزخ کا یقین ہے، کہ وہ کیسے ہنستا ہے۔

۲...... اور تعجب ہے اس شخص پر جو موت کا یقین رکھتا ہے پھر کیسے خوشیاں مناتا ہے۔

۳...... اور مجھے تعجب ہے اس شخص پر جسے حساب کا یقین ہے تو پھر کیسے گناہ کرتا ہے۔

۴...... اور تعجب ہے اس شخص پر جو تقدیر پر یقین رکھتا ہے پھر کیوں مارا مارا پھرتا ہے۔

بعض روایتوں میں ہے کیونکر غم کرتا ہے۔

۵...... مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو دنیا اور اہل دنیا کی الٹ پلٹ دیکھتا ہے پھر کیسے اس پر مطمئن ہوتا ہے۔

۶...... اور مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو جنت کا یقین رکھتا ہے پھر نیکیاں نہیں کماتا۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ. (بحوالہ مخزن اخلاق)

سات کا عدد

سات آدمی جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سایہء رحمت میں رکھے گا

حضرت ابو ہریرہ ﷜ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ! سات آدمی ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس روز اپنے خصوصی سایہء رحمت میں رکھے گا جس روز اس کے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہء نہ ہوگا۔

۱۔ عادل امام

۲۔ اور وہ نوجوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں بڑھا پلا ہو۔

۳۔ اور وہ شخص جس کا دل مسجدوں سے معلق و وابستہ ہو۔

۴۔ اور وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کی ہو اسی کی وجہ سے ایک جگہ جمع ہوئے ہوں اور اسی کی وجہ سے جدا و منتشر ہوئے ہوں۔

۵۔ اور ایک وہ شخص جس کو کسی عہدہ و منصب اور حسن و جمال والی عورت نے اپنی طرف دعوت دی ہو اور وہ اس عورت سے یہ کہہ دے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں (یہ گناہ نہیں کر سکتا)

۶۔ اور ایک وہ شخص جس نے کوئی صدقہ کیا ہو اور اس طرح مخفی اور چپکے سے صدقہ کیا ہو کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی یہ نہ معلوم ہوا ہو کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔

۷۔ اور ایک وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کو تنہائی میں یاد کرے اور اس (کے خوف کی وجہ

سے اس) کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں۔ (بخاری شریف)

فائدہ!...... اللہ تعالیٰ کا کرم بہت وسیع اور اس کا فضل بہت عظیم ہے اور آخرت کی نعمتیں ان لوگوں کے لئے ہیں جو روئے زمین پر فساد اور برتری نہیں چاہتے اور حقیقت یہ ہے کہ حسنِ انجام نیکوکاروں ہی کے لئے ہے چنانچہ اللہ کے محبوب رسول ﷺ سات آدمیوں کو قیامت کے اس دن عرش کے سایہ تلے ہونے کی بشارت دے رہے ہیں جس دن دھوپ کی تمازت سے لوگوں کے چہرے جھلس رہے ہوں گے، پسینہ میں منہ تک غرق ہوں گے اور انہیں یہ معلوم نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ حساب کے وقت کیا کرے گا؟ اور اس کے بعد انہیں کہاں لے جایا جائے گا؟ جنت میں یا دوزخ کی آگ میں؟ کسی کو کچھ معلوم نہ ہوگا۔ ان سات خوش نصیبوں میں سے ایک خوش نصیب وہ نوجوان ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے اور اس کو راضی کرنے کی کوشش کرتے پلا بڑھا ہو، جس کے شب و روز عین سنت نبوی ﷺ کے مطابق گزرے ہوں۔

سات چیزیں بھلائی کے خزانوں میں سے ہیں

کہتے ہیں کہ سات چیزیں بھلائی کے خزانوں میں سے ہیں اور ان میں سے ہر چیز قرآن سے ثابت ہے۔

اول عبادت میں اخلاص، ارشادِ ربانی ہے: وما امروا الا لیعبدوا اللّٰہ مخلصین له الدین حنفاء. (۵/۹۸)

”اور ان لوگوں کو یہی حکم ہوا تھا کہ اللہ کی عبادت اس طرح کریں کہ اسی کیلئے عبادت کو خاص رکھیں۔“

دوسری والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا، قرآن مجید میں ہے: ان اشکرلی ولوالدیک الی المصیر ۰ (۱۴/۳۱)

”تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کیا کر پھر میری ہی طرف لوٹنا ہے۔“

تیسری صلح رحمی کرنا، قرآن مجید میں ہے: واتقوا اللّٰہ الذی تساء لون بہ والارحام ۔ (۱/۴)

''اور تم خدا تعالیٰ سے ڈرو جس کے نام سے ایک دوسرے سے مطالبہ کیا کرتے ہو اور قرابت سے بھی ڈرو۔''

چوتھی چیز اداءِ امانت ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ان اللّٰہ یامرکم ان تؤدوا الامٰنٰت الیٰ اھلھا. (۵۸/۴)

''بیشک اللہ تعالیٰ تم کو اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اہلِ حقوق کو ان کے حقوق پہنچا دیا کرو۔''

پانچویں یہ کہ اللہ تعالیٰ کی معصیت کے لئے کسی کی اطاعت نہ کرے، ارشادِ پاک ہے: ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللّٰہ ۔ (۶۴/۳)

''اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو رب قرار نہ دے۔''

چھٹی یہ کہ نفسانی خواہشات پر عمل نہ کرے، قرآن مجید میں ہے:

ونھی النفس عن الھویٰ ٥ (۴۰/۸۰) ''اور نفس کو خواہش سے روکا۔''

ساتویں یہ کہ طاعت میں خوب محنت کرے اللہ سے ڈرتا رہے اور ثواب کا امیدوار رہے، فرمانِ خداوندی ہے: یدعون ربھم خوفا وطمعا ومما رزقنٰھم ینفقون ٥

''وہ لوگ اپنے رب کو امید سے اور خوف سے پکارتے ہیں اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

ف...... پس ہر انسان پر لازم ہے کہ خوف کے مارے روتا دھوتا رہے کیونکہ معاملہ انتہائی کٹھن ہے۔ (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

سات شہداء کی ماں حضرت عفراء رضی اللہ عنہا

حضرت عفراء رضی اللہ عنہا کی ایک خصوصیت ہے کہ وہ سات شہداء کی ماں ہیں۔

حضرت عفراء رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح حارث سے ہوا۔ حارث سے انکے تین بیٹے ہیں حضرت عوف ﷺ، حضرت معاذ ﷺ، حضرت معوذ ﷺ حارث کے انتقال کے بعد پھر حضرت عفراء رضی اللہ عنہا نے بکیر بن یالیل سے شادی کی اور بکیر بن یالیل سے ان کے چار بیٹے پیدا ہوئے، ایاس، عاقل، خالد اور عامر، حضرت عفراء رضی اللہ عنہا کی یہ خصوصیت ہے کہ ان کے یہ سات بیٹے ساتوں کے سات جنگ بدر میں شہید ہوئے۔

(بحوالہ الاصابۃ جلد۴، صفحہ۳۶۴)

دیکھ اے چشم فلک تو حوصلے ان ماؤں کے
پیش کرتی ہیں جو بیٹوں کو شہادت کے لئے
سر کٹاتی ہیں کبھی وہ تاج عصمت کے لئے
اور کبھی جان وارتی ہیں رب کی الفت کیلئے

سات باتیں

ابو عبداللہ القرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کسی عالم کے پاس سات باتیں معلوم کرنے کے لئے سات سو میل کا سفر کر کے آیا آ کر کہا:

۱. آسمان سے زیادہ ثقیل ۲. زمین سے زیادہ وسیع ۳. پتھر سے زیادہ سخت ۴. آگ سے زیادہ جلانے والی ۵. زمہریر سے زیادہ ٹھنڈی ۶. سمندر سے زیادہ گہری ۷. یتیم سے زیادہ کمزور یا زہر سے زیادہ قاتل چیز بتایئے!

فرمایا:

۱......عفیف (پاک دامن) پر عیب لگانا آسمان سے زیادہ ثقیل ہے۔

۲......حق زمین سے زیادہ وسیع ہے۔

۳......کافر کا قلب پتھر سے زیادہ سخت ہے۔

۴......حرص (لالچ) آگ سے زیادہ جلانے والا ہے۔

۵......کسی قریب کی جانب حاجت لے جانا (جبکہ کامیابی نہ ہو) زمہریر سے زیادہ ٹھنڈا ہے۔

۶......قلب قانع (صابر کا دل) سمندر سے زیادہ عمیق (گہرا) ہے۔

۷......چغلی کا ظاہر ہونا زہر سے زیادہ مہلک ہے اور اس وقت چغل خور یتیم سے زیادہ ذلیل وضعیف ہو جاتا ہے۔ (بحوالہ از خزینہ معلومات ص ۲۱۹)

سات عادتیں بچوں کی

ایک دانشور کا قول ہے۔ "بچوں میں سات عادتیں ایسی ہیں کہ اگر بڑے ان کو اپنالیں تو نیک بندوں میں شمار ہونے لگیں، اللہ کے ولی بن جائیں۔"

۱......وہ رزق کا غم نہیں کرتے۔

۲......مل جل کر کھاتے ہیں۔

۳......لڑتے ہیں تو دل میں کینہ نہیں رکھتے۔

۴......لڑائی کے بعد صلح کرنے میں جلدی کرتے ہیں۔

۵......اپنے بڑوں سے ڈرتے ہیں۔

۶......ذراسی دھمکی سے رونے لگتے ہیں۔

۷......دشمنی کا لباس مستقل نہیں پہنتے۔ (بحوالہ از حکمت کی باتیں ص ۱۴۴)

سات مفید نسخے اصلاحِ نفس کے

۱. نفس کو شہوات سے روکا جائے، کیونکہ اڑیل حیوان کو جب چارہ کم ملتا ہے تو نرم ہو جاتا ہے۔

۲. عبادت کا بھاری بوجھ اس پر لاد دیا جائے کیونکہ گدھے کو جب چارہ کم ملتا ہے اور اس پر زیادہ بوجھ لادا جاتا ہے تو وہ لازمی طور پر اپنی شیخی چھوڑ دیتا ہے اور فرمانبردار بن

جاتا ہے۔

۳. ہر وقت اللہ تعالیٰ سے امداد طلب کرتا رہے کہ وہ نفس کے شر و فساد سے بچائے اور یہ تبھی ہوگا جب وہ اپنے نفس کو بیمار اور قصوروار سمجھے گا اور اس کی اصلاح کی نیت اور عزم دل میں رکھے گا۔

۴. اللہ کے تمام اوامر (احکام) کو پورا کرنے اور اس کے تمام نواہی (منکرات) سے بچنے کی بھرپور کوشش کرے۔

۵. اصلاحی بھائی چارہ قائم کرنا وہ اس طرح کہ چند افراد آپس میں مل کر یہ معاہدہ کرلیں کہ وہ ایک دوسرے کو نیکی کی ترغیب دیں گے اور گناہوں اور نفس پرستی سے روکیں گے اور ایک دوسرے کے اخلاق کی نگرانی کریں گے۔

۶. اپنے بدخواہوں اور غیبت کرنے والوں کی باتوں سے اپنے حقیقی عیوب کا پتہ چلایا جائے اور پھر ان کی اصلاح کی کوشش کی جائے۔ عام طور پر انسان کے مخالفین ہی اس کے عیوب کی ٹوہ لگاتے ہیں اور ان کا تذکرہ کرتے پھرتے ہیں اور بعض اوقات وہ ایسے عیوب بھی ڈھونڈ لیتے ہیں جو واقعتاً انسان میں موجود ہوتے ہیں۔ بس یہی موقع ہوتا ہے دشمن سے فائدہ اٹھانے کا۔

۷. اپنے نفس کا محاسبہ کرنا اور اس کی برائیوں اور عیوب کو ڈھونڈنا اور نفس پرستی اور غفلت پر خود کو سزا دینا اور تنبیہ کرنا جیسا کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اکابرین امت کا طریقہ کار رہا ہے۔ (یہود کی چالیس بیماریاں، ص ۱۵۴-۱۵۵)

سات چیزوں سے اللہ کا خوف ظاہر ہوتا ہے

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا خوف سات چیزوں سے ظاہر ہوتا ہے۔

اول یہ کہ آدمی کی زبان پر اس کا اثر ہوتا ہے، وہ جھوٹ، غیبت اور فضول گوئی کو چھوڑ کر اپنی زبان کو اللہ پاک کے ذکر میں، قرآن پاک کی تلاوت اور دیگر علمی باتوں میں لگاتا

ہے۔

دوسری یہ کہ اپنے پیٹ کے معاملہ میں خوف کھانے لگتا ہے کہ حلال اور پاکیزہ چیز کے سوا کوئی چیز نہیں کھاتا اور حلال بھی بقدر ضرورت کھاتا ہے۔

تیسری یہ کہ اس کی نگاہ پر اثر پڑتا ہے کہ وہ حرام کی طرف اور دنیا کی طرف رغبت اور شوق کی نظر سے نہیں دیکھتا بلکہ جب بھی دیکھتا ہے عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

چوتھی یہ کہ اپنے ہاتھ کے معاملہ میں ڈرنے لگتا ہے کہ کبھی حرام کی طرف نہیں بڑھاتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طاعت کی طرف پھیلاتا ہے۔

پانچویں یہ کہ اپنے قدموں کو اللہ تعالیٰ کی معصیت اور گناہ کی طرف نہیں چلاتا۔ چھٹی یہ کہ اپنے قلب کو باہمی بغض وعداوت اور حسد سے پاک صاف کر کے اپنے مسلمان بھائیوں سے ہمدردی اور شفقت کے جذبات سے معمور کرتا ہے۔

ساتویں یہ کہ طاعت وعبادت کر کے بھی ریا اور نفاق وغیرہ آفات سے ڈرتا رہتا ہے۔ ان صفات کو اپنا لینے کے بعد آدمی ان لوگوں میں سے ہو جاتا ہے جن کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے: **والآخرة عند ربک للمتقین ٥**

"اور آخرت آپ کے پروردگار کے ہاں خدا ترسوں کے لئے ہے۔"

اور ایک آیت میں ارشاد ہے: **ان للمتقین مفازا ٥** (۳۱/۷۸)

"بیشک خدا سے ڈرنے والوں کے لئے کامیابی ہے۔" (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

سات قیمتی کلمات

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مشہور ہے کہ جو شخص سات کلمات یاد کر لے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں باعزت ہوتا ہے۔ فرشتے اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ اللہ پاک اس کے گناہ بخش دیتے ہیں خواہ سمندر کی جھاگ کی مانند ہوں۔ ایسا شخص طاعت کی لذت محسوس کرتا ہے۔ اس کی حیات اور موت دونوں اس کے حق میں بہترین جاتی ہیں۔

اول ہر کام کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہ پڑھنا۔
دوسرا ہر چیز کے ختم پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنا۔
تیسرا یہ کہ کوئی لغوبات کر بیٹھے کم ہو یا زیادہ تو اس کے بعد اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کہنا۔
چوتھا یہ کہ جب یوں کہے کہ کل فلاں کام کروں گا تو ساتھ ہی اِنْشَاءَ اللّٰہ کہے۔
پانچواں یہ کہ کوئی ناپسند بات دیکھے تو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم پڑھے۔

چھٹا یہ کہ جب کوئی مصیبت پیش آئے جان کی ہو یا مال کی تھوڑی ہو یا زیادہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھے۔

ساتواں یہ کہ دن کے اوقات ہوں یا رات کے لحات اُس کی زبان پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ جاری رہے۔ (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

سات ہزار فائدے ہیں خاموشی میں

کسی دانا کا قول ہے کہ خاموشی میں سات ہزار فائدے ہیں، جو سات کلمات میں جمع ہیں اور ہر کلمہ ہزار فائدے پر مشتمل ہے۔
پہلا کلمہ یہ ہے کہ خاموشی بلا مشقت عبادت ہے۔
دوسرا یہ کہ بلا زیور کے زینت ہے۔
تیسرا یہ کہ بلا سلطنت کے ہیبت ہے۔
چوتھا یہ کہ بلا دیواروں کے قلعہ ہے۔
پانچواں اس میں کسی ایک کے پاس معذرت نہیں کرنا پڑتی۔
چھٹا اس میں کراماً کاتبین کی راحت ہے۔
ساتواں یہ کہ انسان کے عیوب کے لئے پردہ ہے۔
مشہور مقولہ ہے کہ خاموشی عالم کی زینت اور جاہل کا پردہ ہے، ایک دانا کا قول ہے

کہ ابن آدم کے بدن کے تین حصے ہیں ایک قلب دوسرا زبان تیسرا باقی اعضاء اور اللہ تعالیٰ نے ہر حصہ کو کوئی نہ کوئی شرف بخشا ہے، چنانچہ قلب کو اپنی معرفت اور توحید کا شرف بخشا اور زبان کو لا الہ الا اللہ کی شہادت اور اپنی کتاب کی تلاوت کا شرف بخشا اور باقی اعضاء کو نماز روزہ اور دیگر عبادات سے مشرف فرمایا اور ہر ایک حصہ بدن پر ایک محافظ اور نگران مقرر فرمایا مگر دل کی حفاظت و نگرانی بنفسِ نفیس فرمائی، چنانچہ بندہ کے مَافی الضَّمِیر کو ذات باری کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اس کی زبان پر محافظ مقرر فرمائے، چنانچہ ارشاد ہے: **ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید.** (۱۸/۵۰)

"وہ کوئی لفظ منہ سے نکالنے نہیں پاتا مگر اس کے پاس ہی ایک تاک لگانے والا تیار ہے۔"

اور اعضاء پر امر و نہی مسلط فرمائے پھر وہ ہر حصہ سے وفا چاہتے ہیں۔

سو دل کی وفا یہ ہے کہ ایمان پر قائم رہے حسد خیانت اور مکر وغیرہ نہ کرے۔

زبان کی وفا یہ ہے کہ غیبت نہ کرے جھوٹ نہ بولے بے فائدہ گفتگو نہ کرے۔

اعضاء کی وفا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کریں، کسی مسلمان کو ایذا نہ پہنچائیں پھر جو قلبی وفا میں کمی کرے گا وہ منافق ہے جو زبان والی وفا میں کمی کرے گا وہ کافر ہے اور جو اعضا والی وفا نہیں کرے گا وہ عاصی ہے۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک نوجوان کو دیکھا فرمانے لگے اے نوجوان اگر تو تین چیزوں کے شر سے بچ جائے تو جوانی کے شر سے محفوظ ہو جائے گا۔ ایک زبان کا شر، دوسرے شرم گاہ کا شر، تیسرے پیٹ کا شر۔ (بحوالہ از طریق السالکین ج ۲)

سات نصیحتیں رسول اللہ ﷺ کی

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے محبوب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے سات نصیحتیں کی ہیں۔

۱...... مجھے اس کا حکم فرمایا کہ مسکینوں سے محبت کرو اور ان کے قریب رہا کرو۔

۲...... مجھے یہ حکم فرمایا کہ میں اپنے سے اونچے لوگوں (زیادہ مالدار پر) نگاہیں نہ رکھوں، اپنے سے کم درجہ والوں پر نگاہیں رکھوں (ان پر غور کیا کروں)۔

۳...... مجھے حکم فرمایا کہ میں صلہ رحمی کیا کروں اگر چہ وہ مجھ سے منہ پھیرے یعنی جس کے ساتھ صلہ رحمی کروں وہ مجھ سے غائب ہو، دور ہو، یا یہ کہ وہ میرے ساتھ توجہ سے پیش نہ آئے، بلکہ مجھ سے روگردانی کرے۔ ترغیب وترہیب کے الفاظ یہ ہیں کہ اگر چہ وہ مجھ پر ظلم کرے۔ اس سے دوسرے معنی کی تائید ہوتی ہے۔

۴...... مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں کسی شخص سے کوئی چیز نہ مانگوں۔

۵...... مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں حق بات کہوں چاہے کسی کو کڑوی ہی لگے۔

۶...... مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ شانہ کے رضا کے مقابلے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کروں یعنی جس چیز سے حق تعالیٰ شانہ راضی ہوں اس کو اختیار کروں (اس کے کرنے پر احمق لوگ ملامت کریں تو کیا کریں)۔

۷...... مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں لاحول وَلاقوۃَ اِلا باللہ کثرت سے پڑھا کروں، اس لئے کہ یہ کلمات ایسے خزانہ سے اترے ہیں جو خاص عرش کے نیچے ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

سات عمل سات چیزوں کے بغیر نفع نہیں دیتے

ایک حکیم کا قول ہے کہ جو شخص سات عمل سات چیزوں کے بغیر کرتا ہے، وہ اپنے عمل سے نفع نہیں پاتا۔

پہلا یہ کہ خوف پر عمل کرتا ہے مگر بچتا نہیں، یعنی یوں تو کہتا ہے کہ میں اللہ کے عذاب سے ڈرتا ہوں مگر گناہوں سے نہیں بچتا، تو اس کا یہ کہنا کسی کام کا نہیں۔

دوسرا یہ کہ طلب کے بغیر رجاء (اُمید) کا عمل کرے یعنی یہ تو کہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھتا ہوں مگر اسے اعمال صالحہ کے ذریعہ طلب اور حاصل نہیں کرتا، تو اس کا یہ کہنا بھی فائدہ نہ دے گا۔

تیسرا وہ جو بلاقصد نیک اعمال کرنے کی نیت کرے مگر عملی طور پر انہیں اختیار کرنے کا ارادہ ہی نہ کرے تو یہ نیت بھی اسے کچھ فائدہ نہ دے گی۔

چوتھا وہ جو عملی کوشش کے بغیر دعا کرتا ہو، یعنی یہ دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے نیکی کی توفیق بخشیں مگر عملی طور پر محنت اور کوشش نہ کرے تو یہ دعا بھی اسے کچھ نفع نہ دے گی۔ اسے چاہیے کہ کچھ عملی محنت کرے تاکہ اللہ تعالیٰ اسے توفیق عنایت فرمائیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا وان اللّٰه لمع المحسنین٥

(۲۹/۶۹: پ ۲۱)

"جو لوگ ہماری راہ (اطاعت) میں محنت کرتے اور مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم ان کو اپنے راستے ضرور دکھائیں گے یعنی توفیق عطا فرمائیں گے۔ بیشک اللہ تعالیٰ ایسے خلوص والوں کے ساتھ ہے۔"

پانچواں کام وہ استغفار ہے جو بلا ندامت کیا جائے، یعنی "استغفر اللہ" تو کہتا رہے مگر اپنے گناہوں پر نادم نہ ہو، تو ایسا استغفار بھی اسے کچھ کام نہ دے گا۔

چھٹا کام یہ ہے کہ باطن سے بے پرواہ ہو کر ظاہر ہی میں لگا رہے، یعنی اعمال کے ظاہر کی اصلاح کرتا رہے مگر ان کے باطنی آداب و شرائط کو پورا نہ کرے تو یہ نرا ظاہر بھی کسی کام نہ آئے گا۔

ساتواں یہ کہ عمل تو پوری محنت اور کوشش سے کرے مگر اخلاص کے بغیر یعنی اس سے مقصود اللہ کی رضا نہ ہو تو یہ طاعت اور نیکی بھی کسی کام کی نہیں، محض نفسانی دھوکہ ہے۔

(بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

سات منزلیں

حضرت اوس بن حذیفہ ثقفی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ ''میں نے صحابہ کرام سے پوچھا آپ حضرات قرآن کی منزل کے حصے کس طرح کرتے ہو؟'' انہوں نے کہا کہ ہم قرآن کے سات حصے کرتے ہیں۔

(اول) تین سورتیں (بقرہ سے نساء تک)

(دوم) پانچ سورتیں (مائدہ سے براۃ تک)

(سوم) سات سورتیں (یونس سے نحل تک)

(چہارم) نو سورتیں (بنی اسرائیل سے فرقان تک)

(پنجم) گیارہ سورتیں (شعرآء سے یٰسین تک)

(ششم) تیرہ سورتیں (والصّٰفّٰت سے حجرات تک)

(ہفتم) مفصل سورتیں (قٓ سے آخر قرآن تک)

(بحوالہ: داؤد ابن ماجہ)

نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہفتے میں ختم قرآن کی یہ ترتیب ابن عمرو بن عاص کے لئے مقرر فرمائی تھی پھر اکثر صحابہ م اسی ترتیب نماز تہجد میں پڑھتے تھے۔

شاید منازل ''فمي بشوق'' (میرا منہ مبتلائے شوق قرآن ہے) کو احادیث سے اخذ کر کے حجاج کے زمانے میں ایک مستقل اصطلاح بنادی گئی ہے جو شب جمعہ کو شروع ہو کر شب جمعرات کو ختم ہوتی ہیں۔ ''فمي بشوق'' کی، فا فاتحہ کی، میم مائدہ کی، یا یونس کی، با بنی اسرائیل کی، ش شعراء کی، اور واؤ والصّٰفّٰت کی، اور قاف سورۂ قٓ کی رمز ہے۔ بعض حضرات نے دوسری منزل مائدہ کی بجائے نساء سے بتائی ہے۔ پس اب مجموعہ فم ''فمنی بشوق'' ہوگا۔ ان منازل میں کلمات وحروف کی بجائے سورتوں کے آخیر اور ان کی تمامیت کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

سات بیٹیوں کی برکت سے ایک آدمی جہنم سے بچ گیا

تاریخ میں ایک دلچسپ واقعہ ملتا ہے، وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

ایک شخص کے ہاں صرف بیٹیاں تھیں۔ ہر مرتبہ اس کو امید ہوتی کہ اب بیٹا پیدا ہوگا مگر ہر بار بیٹی پیدا ہوتی۔ اس طرح اس کے ہاں یکے بعد دیگرے چھ بیٹیاں ہوگئیں، اس کی بیوی کے ہاں پھر ولادت متوقع تھی۔ وہ ڈر رہا تھا کہ کہیں پھر لڑکی پیدا نہ ہو جائے۔ شیطان نے اس کو بہکایا، چنانچہ اس نے ارادہ کرلیا کہ اب بھی لڑکی پیدا ہوئی تو وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے گا۔

اس کی کج فہمی پر غور کریں! بھلا اس میں بیوی کا کیا قصور؟ رات کو سویا تو اس نے عجیب وغریب خواب دیکھا۔ اس نے دیکھا کہ قیامت برپا ہو چکی ہے، اس کے گناہ بہت زیادہ ہیں جن کے سبب اس پر جہنم واجب ہو چکی ہے، لہٰذا فرشتوں نے اس کو پکڑا اور جہنم کی طرف لے گئے۔

پہلے دروازے پر گئے تو دیکھا کہ اس کی ایک بیٹی وہاں کھڑی تھی جس نے اسے جہنم میں جانے سے روک دیا۔ فرشتے اسے لے کر دوسرے دروازے پر چلے گئے، وہاں اس کی دوسری بیٹی کھڑی تھی جو اس کے لئے آڑ بن گئی۔ اب وہ تیسرے دروازے پر چلے گئے، وہاں تیسری لڑکی کھڑی تھی جو رکاوٹ بن گئی۔ اس طرح فرشتے جس دروازے پر اس کو لے کر جاتے وہاں اس کی ایک بیٹی کھڑی ہوتی جو اس کا دفاع کرتی اور جہنم میں جانے سے روک دیتی۔ غرض یہ کہ فرشتے اسے جہنم کے چھ دروازوں پر لے کر گئے مگر ہر دروازے پر اس کی کوئی نہ کوئی بیٹی رکاوٹ بنتی چلی گئی۔ اب ساتواں دروازہ باقی تھا۔ فرشتے اس کو لے کر اس دروازے کی طرف چل دیئے۔ اس پر گھبراہٹ طاری ہوئی کہ اس دروازے پر میرے لئے رکاوٹ کون بنے گا؟ اسے معلوم ہوگیا کہ جو نیت اس نے کی تھی غلط تھی۔ وہ شیطان کے بہکاوے میں آ گیا تھا۔ انتہائی پریشانی اور خوف ودہشت کے عالم میں اس کی

آنکھ کھل گئی اور اس نے رب العزت کے حضور اپنے ہاتھوں کو بلند کیا اور دعا کی ''اللّٰھم لارزقنا السابعة'' اے اللہ مجھے ساتویں بیٹی عطا فرما۔

اس لئے جن لوگوں کا قضا و قدر پر ایمان ہے، انہیں لڑکیوں کی پیدائش پر رنجیدہ خاطر ہونے کی بجائے خوش ہونا چاہیے۔ ایمان کی کمزوری کے سبب جن بدعقیدہ لوگوں کا یہ تصور بن چکا ہے کہ لڑکیوں کی پیدائش کا سبب ان کی بیویاں ہیں، یہ سراسر غلط ہے۔ اس میں بیویوں کا یا خود ان کا کوئی عمل دخل نہیں بلکہ میاں بیوی تو صرف ایک ذریعہ ہیں، پیدا کرنے والی ہستی تو صرف اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہی ہے، جس کو چاہتا ہے لڑکا دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے لڑکی دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے۔ ایسی صورت میں ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اللہ کی قضا و قدرت پر راضی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ شوریٰ میں ارشاد فرمایا ہے:

للّٰہ ملک السمٰوٰت والارض یخلق ما یشاء یھب لمن یشاء اناثا ویھب لمن یشآء الذکور ۝ او یزوجھم ذکرانا واناثا ویجعل من یشاء عقیما انه علیم قدیر ۝ (سورۂ شوریٰ، آیت:۴۹-۵۰)

''آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جس کو چاہے بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے، یا پھر لڑکے اور لڑکیاں ملا جلا کر دیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے، وہ بڑے علم والا اور کامل قدرت والا ہے۔'' (سنہری کرنیں، صفحہ۲۴)

سات خصلتیں صدقہ کو بڑھانے والی

کہتے ہیں کہ سات خصلتیں صدقہ کو بڑھاتی ہیں اور اس میں عظمت پیدا کرتی ہیں۔

پہلی یہ کہ حلال مال سے صدقہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **انفقوا من طیبٰت ما کسبتم** . ''خرچ کیا کرو عمدہ چیز کو اپنی کمائی میں سے۔''

دوسری یہ کہ قلیل مال سے بھی بقدر ہمت دینا چاہیے۔

تیسری یہ کہ جلدی دینا کہ کہیں موقع نہ جاتا رہے۔

چوتھی یہ کہ بہترین اور عمدہ مال سے دینا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون ولستم باٰخذیہ الا ان تغمضوا فیہ واعلموا ان اللہ غنی حمید. (۲/۲۶۷)

"اور ردّی چیز کی طرف نیت مت لے جایا کرو کہ اس میں سے خرچ کرو، حالانکہ تم خود بھی اس کے لینے والے نہیں، ہاں اگر چشم پوشی کر جاؤ اور یہ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی کے محتاج نہیں تعریف کے لائق ہے۔"

یعنی جس طرح تم نے کسی سے قرض لینا ہو تو ردّی مال نہیں لیتے، سوا اس کے کہ چشم پوشی اور درگزر کر جاؤ۔

پانچویں یہ کہ ریا سے بچتے ہوئے چھپا کر صدقہ کرو۔

چھٹی یہ کہ اس پر احسان بھی نہ جتاؤ کہ اجر باطل ہو جائے۔

ساتویں یہ کہ اس کے بعد تکلیف نہ پہنچاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لا تبطلوا صدقٰتکم بالمن والاذٰی (۲/۲۶۴)

"تم احسان جتا کر یا ایذا پہنچا کر اپنی خیرات کو برباد مت کرو۔"

(بحوالہ از مکاشفۃ القلوب)

سات رزائل سے بچو

حدیث شریف میں ہے۔

۱ بدگمانی سے بچو۔

۲ کسی ساتھی کی کمزوری کی ٹوہ میں نہ رہا کرو۔

۳ جاسوسی نہ کرو۔

۴ ایک دوسرے پر بے جا بڑھنے کی ہوس نہ کرو۔

۵ حسد نہ کرو۔

۶ بغض نہ رکھو۔

۷ ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو۔

یہ سات زہریلے رزائل ہیں جو امت کی صفوں کو منتشر کرتے ہیں اجتماعیت ختم ہوتی ہے اس سے بچنا ضروری ہے اور اچھی صفت جسے اختیار کرنا ہے: کونو اعباداللہ اخوانا بھائی بھائی بن کر رہو امید ہے کہ اجتماعیت عام ہوگی محبت بھی عام ہوگی۔

(بخاری شریف مسلم شریف۔ معارف الحدیث جلد:۲ص:۲۱۲)

سات طریقوں میں سے کسی ایک طرح سے بخیل آدمی کا مال نکل جائے گا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''کنجوس اور بخیل آدمی کا مال سات طریقوں میں سے کسی ایک طرح سے نکل جائے گا:

۱...... یہ مرے گا تو اس کا وارث کوئی ایسا نامعقول ہوگا جو اس کے مال کو وہاں خرچ کردے گا جہاں اللہ کا حکم نہیں۔

۲......اس پر اللہ کسی جابر بادشاہ کو مسلط کردیں گے جو اسے ذلیل کرنے کے بعد اس کا مال اس سے چھین لے گا۔

۳......اس میں کوئی ایسی شیطانی خواہش اٹھے گی جو اس کا مال بہا کر لے جائے گی۔

۴...... یا اس کا مال کسی بے آباد جگہ کسی عمارت کے تعمیر کرنے میں برباد ہو جائے گا۔

۵......دنیا کی آفتوں میں سے کوئی آفت، جیسے غرق ہونا، جلنا، چوری ہو جانا ایسے ہی کوئی آفت آئے گی اور اس کا مال ضائع ہو جائے گا۔

۶......اسے کوئی ایسی بیماری لاحق ہو جائے گی جس کے علاج میں اس کا سارا مال چلا جائے گا۔

۷......اپنے مال کو حفاظت کے لئے کسی جگہ دبا کر بھول جائے گا اور پھر یہ مال اسے نہ ملے گا۔"
(بحوالہ منبہات ابن حجرؒ)

سات کے عدد کا فلسفہ اور ستائیسویں شب

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کے مجمع سے سوال کیا کہ شب قدر رمضان کی کونسی تاریخ میں ہے؟ سب نے جواب میں صرف اتنا کہا کہ "واللہ اعلم" کوئی تعیین بیان نہیں کی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ان سب میں چھوٹے تھے ان سے خطاب فرمایا کہ آپ کیا کہتے ہیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ امیر المومنین، اللہ تعالیٰ نے آسمان سات پیدا کئے، زمینیں سات پیدا کیں، انسان کی تخلیق سات درجات میں فرمائی، انسان کی غزا سات چیزیں بنائیں اس لئے میری سمجھ میں تو یہ آتا ہے کہ شب قدر ستائیسویں شب ہوگی، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ عجیب استدلال سن کر اکابر صحابہ سے فرمایا کہ آپ سے وہ بات نہ ہوسکی جو اس لڑکے نے کی جس کے سر کے بال بھی ابھی مکمل نہیں ہوئے یہ حدیث طویل ابن ابی شیبہ کے مسند میں ہے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے تخلیق انسانی کے سات درجات سے مراد وہی لیا ہے جو اس آیت میں ہے اور انسان کی غذا کی سات چیزیں سورۂ عبس کی آیت میں ہیں ﴿فانبتنافیھا جبا وعنبا وقضبا وزیتونا ونخلا وحدائق غلبا وفاکھۃ وابا﴾ اس آیت میں آٹھ چیزیں مذکور ہیں جن میں پہلی سات انسان کی غذا ہے، اور آخری یعنی ابا یہ جانوروں کی غذا ہے۔

(قرطبی) (معارف القرآن جلد ۶ ص ۳۰۲)

سات سطریں

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول "وکان تحتہ کنز لھما وکان ابوھما صالحا" کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ: "وہ خزانہ سونے سے بنی ہوئی ایک تختی تھی، جس پر سات سطریں لکھی ہوئی تھیں:

۱...... مجھے تعجب ہے اس شخص پر جسے موت کا پتہ ہے پھر بھی وہ ہنستا ہے۔

۲...... مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو دنیا کے فانی ہونے کو جانتا ہے پھر بھی اس کی رغبت رکھتا ہے۔

۳...... مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو جانتا ہے کہ تمام امور تقدیر سے ہوتے ہیں اور پھر کسی چیز کے کھو جانے پر غم کرتا ہے۔

۴...... مجھے تعجب ہے اس شخص پر جسے پتہ ہے کہ حساب دینا ہے اور پھر مال جمع کرتا ہے۔

۵...... مجھے تعجب ہے اس شخص پر جسے جہنم کا علم ہے اور گناہ کرتا ہے۔

۶...... مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو اللہ کو صدق دل سے مانتا ہے پھر اس کے غیر کا تذکرہ کرتا ہے۔

۷...... مجھے تعجب ہے اس شخص پر جسے جنت کا یقین ہے پھر دنیا سے راحت پاتا ہے۔

۸...... مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو شیطان کو دشمن سمجھتا ہے پھر اس کی بات مانتا ہے۔"

فائدہ...... یوں کہا: سات سطریں تھیں، یعنی ایک سطر میں ایک بات لکھی ہوئی تھی، جب گنیں تو آٹھ پائیں، تو یا تو کسی سطر میں دو باتیں لکھی ہوئی ہوں گی یا کاتب کی غلطی سے ایک بات زیادہ لکھی گئی، یا سات کا لفظ غلطی سے لکھا گیا اور اصل میں آٹھ کا لفظ ہوگا، تو اس صورت میں یہ اگلے باب میں مذکور ہونی چاہیئے تھی یہاں نہیں، لیکن بعض نسخوں میں آٹھویں نمبر کا تعجب اور بعض میں چھٹے نمبر کا تعجب مذکور نہیں ہے اس لحاظ سے یہ بات اسی باب میں مذکور ہونی صحیح ہے۔

(بحوالہ منبہات ابن حجرؒ)

سات ہلاک کردینے والی چیزوں سے بچو

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ﴿اجتنبوا السبع الموبقات﴾ سات ہلاک کردینے والی چیزوں سے بچو، قیل ماھن یا رسول اللہ عرض کیا گیا وہ کون سی چیزیں ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ﴿الشرک باللہ والسحر وقتل النفس التی حرم اللہ الا بالحق واکل الربوا واکل مال الیتیم وتولی یوم الزحف وقذف المحصنات الغافلات المومنات﴾ (صحیحین)

حضور ﷺ نے فرمایا، وہ سات چیزیں یہ ہیں۔

۱۔ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک کرنا۔

۲۔ جادو کرنا۔

۳۔ کسی بے گناہ کو قتل کرنا۔

۴۔ سود کھانا۔

۵۔ یتیم کا مال کھانا۔

۶۔ میدان جنگ سے بھاگ آنا۔

۷۔ پاک دامن، انجان ایماندار خواتین پر جھوٹی تہمت لگانا۔

حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ﴿قذف المحصنة یھدم عمل مائة سنة﴾ (طبرانی)

کسی پاک دامن عورت پر بہتان لگانا سو سال کی نیکیوں کو برباد کردیتا ہے۔

(تفسیر القرآن جلد ۳، ص ۳۰۶)

سات خطرناک گناہ

صحیحین کی روایت میں سات مہلک گناہوں کا ذکر آتا ہے، جو کبائر میں بھی بڑا

درجہ رکھتے ہیں اوران میں پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا بھی ہے جو ان دورکوعات کا موضوع ہے، حضور علیہ السلام کا ارشاد مبارک ہے کہ اجتنبوا سبع الموبقات یعنی سات شدید مہلک گناہوں سے بچو جو کہ یہ ہیں

(۱)......الشرک باللہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا مہلک ترین گناہ ہے جو انسانوں کی عاقبت کو تباہ کر کے رکھ دیتا ہے۔

(۲)......شهادة الزور یعنی جھوٹی گواہی۔

(۳)......قتل النفس التی حرم اللله الا بالحق کسی جان کا ناحق قتل۔

(۴)اکل الربوا سودخوری۔

(۵)......اکل المال الیتیم یتیم کا مال ناحق طور پر کھانا۔

(۶)......تولی یوم الزحف جہاد میں پشت پھیر کر بھاگنا جب تک دشمن اپنے سے دگنی تعداد سے زیادہ نہ ہو، اس کے مقابلے میں بھاگ جانا بھی مہلک گناہ ہے، اللہ نے سورۂ انفال میں اس پر جہنم کی وعید سنائی ہے اگر دشمن کی تعداد اپنی تعداد کے دوگنا سے زیادہ ہو تو پھر پیچھے ہٹ جانے کی اجازت ہے۔

(۷)قذف المحصنت یعنی پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا، حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان سات مہلک گناہوں سے بچنے کی کوشش کرو، یہ ایسا جرم ہے جس کی سزا ابتدائی آیات میں اسی درّے مقرر کی گئی ہے، امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اللہ نے اس جرم کے لیے دو سزائیں نازل فرمائی ہیں ایک سزا تو اسی درّے ہیں اور دوسری یہ کہ ایسا شخص ہمیشہ کے لیے مردود الشہادت ہو جاتا ہے، اگرچہ معافی کے بعد اخروی سزا سے بچ جاتا ہے مگر معاشرتی طور پر اس کی گواہی ہمیشہ کے لیے غیر معتبر ہو جاتی ہے۔

(معالم العرفان جلد ۱۳۔ص ۷۴۱)

سات تباہ کن اور ہلاکت خیز گناہوں سے بچو

ایک موقع پر آپ ﷺ نے بڑے بڑے گناہ اور ان میں بھی سب سے پہلے شرک کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ۔ ”سات تباہ کن اور ہلاکت خیز گناہوں سے بچو۔ صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ۔“

(۱)......اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔

(۲)......جادو کرنا۔

(۳)......جس جان کو اللہ نے حرام ٹھہرایا اسے ناحق قتل کرنا۔

(۴)......یتیم کا مال کھانا۔

(۵)......سود کھانا۔

(۶)......جنگ سے فرار ہونا۔

(۷)......اور پاک دامن سیدھی سادھی اور مومن خواتین پر زنا کا الزام لگانا“۔

(بحوالہ بخاری شریف)

ان بڑے بڑے اور تباہ کن گناہوں میں سب سے زیادہ خطرناک شرک ہے، جس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ ہے کہ ایک صحابیؓ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کبائر کون کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”وہ سات ہیں۔ اُن میں سب سے بڑا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے اور کسی جان کو ناحق قتل کرنا“۔ (بحوالہ سنن نسائی)

سات قسم کی منفرد توجیہ امت مسلمہ کے امت وسط ہونے پر

(۱)......یہ امت مسلمہ امت وسط ہے، یہ شہداء علی الناس ہے، یہ لوگوں میں عدل وانصاف قائم کرنے کے لئے برپا ہوئی ہے، یہ انسانیت کو فکری پیانے اور عملی

قدریں عطا کرنے آئی ہے، اسی کی رائے فیصلہ کن ہے، اسی کی قدریں انسانی قدریں ہیں، اسی کے تصورات صحیح تصورات ہیں، اور اسی کی روایات قابل قدر ہیں، یہی امت انسانیت کے معاملات میں فیصل ہے، یہی حق کو حق بتانے والی اور باطل کو باطل ٹھرانے والی ہے، اس کی زندگی کا کوئی پیمانہ انسانوں کا مقرر کردہ نہیں، اس کے سارے پیمانے اللہ سبحانہ کے متعین کردہ ہیں، اسکی خوبی یہ ہے کہ یہ انسانوں پر گواہ ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خود اس پر گواہ ہیں۔ وسط بمعنی حسن اور فضل، وسط بمعنی اعتدال اور قصد، وسط اپنے مادی اور حسی معنی میں ہے۔

(۲)......امت مسلمہ امت وسط ہے تصور واعتقاد میں۔ چنانچہ نہ تو روحانی تجرد میں غلو کرتی ہے اور نہ مادی زندگی میں سرتاپا غرق ہوتی ہے۔ بلکہ جسم و روح کے حقوق برابر اور فطری طور پر ادا کرتی ہے۔ روحانی ترقی کی لئے بھی کوشاں رہتی ہے اور مادی وجسمانی زندگی کا بھی تحفظ کرتی اور بغیر کسی افراط و تفریط کے نہایت اعتدال اور توازن کے ساتھ روحانیت اور مادیت میں ہم آہنگی برقرار رکھتی ہے۔

(۳)......امت مسلمہ امت وسط ہے فکر و شعور میں۔ یہ نہ علمی جمود کی قائل ہے نہ کورا تقلید کی حامل، بلکہ اپنے نظریات اور اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے فکر و تجربے میں لگی رہتی ہے۔ کیونکہ حکمت مومن کی گمشدہ پونجی ہے۔ جہاں سے اسے ملتی ہے لے لیتا ہے۔

(۴)......امت مسلمہ امت وسط ہے نظام زندگی میں، یہ زندگی کو نہ تو بالکلیہ افکار و خیالات کے حوالے کرتی ہے، اور نہ ہی پوری طرح قانون کی گرفت میں دیتی ہے۔ بلکہ لوگوں کے افکار و خیالات کو اچھے رنگ سے پروان چڑھاتی اور معاشرتی نظام کو قانون کی تحویل میں دیتی ہے۔ اس طرح فکر و قانون میں ہم آہنگی پیدا ہو جاتی ہے۔

(۵)......امت مسلمہ امت وسط ہے ارتباط اور تعلق میں، یہ فرد کو کچل کر اور اس

کی شخصیت کو ملیا میٹ کر کے اسے جماعت اور ریاست کے وجود میں ضم نہیں کرتی اور نہ ہی فرد کو اس قدر کھلی چھوٹ دیتی ہے کہ اسے اپنی ذات کے سوا کچھ سجھائی نہ دے! بلکہ فرد کی پوشیدہ قوتوں کو ابھار کر اسے شاہراہ ترقی پر لگاتی ہے۔ اور اس کے جداگانہ وجود اور تشخص کو تسلیم کرتے ہوئے اس پر چند ایسی قیود لگاتی ہے جس کے نتیجے میں وہ فردیت کے غلو میں نہ مبتلا ہو جائے۔ اور اس کے سامنے ایسے بلند مقاصد رکھتی ہیکہ وہ خود بخود خدمت جماعت میں لگا رہے۔ اس طرح فرد کو اس کے فرائض اور واجبات کے ذریعے معاشرے کا خادم اور معاشرے کو فرد کا محافظ وکفیل بنا دیتی ہے۔

(۶)......امت مسلمہ امت وسط ہے جغرافیائی حیثیت سے، چنانچہ جو علاقے آج تک مسلمانوں کے پاس رہے ہیں وہ دنیا کے وسط میں آتے ہیں۔ یہاں سے امت مسلمہ ساری انسانیت کا مشاہدہ کر رہی ہے اور اپنی ذہن کی پیداوار ساری دنیا کو فراہم کر رہی ہے۔

(۷)......امت مسلمہ امت وسط ہے زمانے کے لحاظ سے، کہ اس امت کے وجود میں آنے سے پہلے انسانیت کا دور طفولیت پورا ہو جاتا ہے اور اس کے بعد کا عقلی دور کا امت مسلمہ آغاز کرتی ہے اور انسانیت کو عہد طفولیت کے اوہام وخرافات سے نکال کر اسے روحانی اور عقلی غذا فراہم کرتی ہے۔ اور اس طرح ساری انسانیت کو صحیح اور سیدھے راستے پر گامزن کر دیتی ہے۔ (فی ظلال القرآن ص ۱۵۱ ج ۱)

سات چیزوں سے پہلے اپنی اصلاح کرلو

حضرت ابو ہریرہ ﷛ کی روایت ہے کہ سات چیزوں سے پہلے عمل کرلو جو تمہارے سامنے آئیں گی۔

(۱)......ایسا افلاس جو (خدا اور احکام خدا کو) فراموش کرا دے۔

(۲)......ایسی دولت جو سرکش بنا دے۔

(۳)......تباہ کن بیماری۔

(۴)......بے علم بنا دینے والا بڑھاپا۔

(۵)......(دنیا کو چھڑا دینے والی) موت۔

(۶)......دجال یہ ایسا شر ہے کہ جس کا (ہر پیغمبر کے زمانہ میں) انتظار کیا جاتا رہا ہے۔

(۷)......قیامت کی ساعت جو سب سے بڑی مصیبت اور تلخ ترین حقیقت ہے، ترمذی اور حاکم نے اس حدیث کو بیان کیا ہے اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے، احمد اور مسلم نے بروایت حضرت ابو ہریرہؓ مرفوعاً بیان کیا ہے کہ چھ چیزوں سے پہلے (اصلاح اعمال کرلو۔

(۱)......مغرب سے آفتاب کا طلوع۔

(۲)......دھواں

(۳)......دابۃ الارض۔

(۴)......دجال۔

(۵)......وہ چیز جو ہر شخص کیلئے مخصوص ہے، یعنی موت۔

(۶)......وہ امر جو عمومی ہوگا یعنی قیامت۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو امامہ کی روایت سے اسی طرح کی حدیث نقل کی ہے۔ (مظہری جلد ۱۲، ص ۱۷)

سات آنتوں میں کافر کھاتا ہے اور مومن ایک آنت میں کھاتا ہے

حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک سال قحط پڑا تو دیہاتی لوگ مدینہ منورہ آنے لگے۔ حضور اکرم ﷺ کے فرمانے پر ہر صحابی ان میں سے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر لے جاتا اور اسے اپنا مہمان بنالیتا۔ اور اسے رات کا کھانا کھلاتا۔

چنانچہ ایک رات ایک دیہاتی آیا (اسے حضور اکرم ﷺ اپنے ہاں لے آئے)

حضور اکرم ﷺ کے پاس تھوڑا سا کھانا اور کچھ دودھ تھا وہ دیہاتی یہ سب کچھ کھا پی گیا اور اس نے حضور اکرم ﷺ کیلئے کچھ نہ چھوڑا۔ حضور اکرم ﷺ ایک یا دو راتیں اور اس کو ساتھ لاتے رہے اور وہ ہر روز سب کچھ کھا جاتا، اس پر میں نے عرض کیا: اے اللہ! اس دیہاتی میں برکت نہ کر کیونکہ یہ حضور اکرم ﷺ کا سارا کھانا کھا جاتا ہے اور حضور اکرم ﷺ کے لئے کچھ نہیں چھوڑتا، پھر وہ مسلمان ہو گیا اور اسے حضور اکرم ﷺ ایک رات ساتھ لے کر آئے، اس رات اس نے تھوڑا سا کھانا کھایا۔ میں نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا یہ وہی آدمی ہے؟ (جو پہلے سارا کھانا کھا لیا کرتا تھا۔) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: (ہاں یہ وہی ہے لیکن پہلے کافر تھا اب مسلمان ہو گیا ہے) کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے اور مومن ایک آنت میں کھاتا ہے۔ (حیاۃ الصحابہ جلد ۲)

سات ثمرات ایمان پر استقامت کے

آیت مبارکہ "ان الذین قالو اربنا اللہ ثم استقامو ا" میں ایمان اور ایمان پر استقامت کے ذکر کے بعد اس پر مرتب ہونے والے عظیم ثمرات اور بہترین نتائج کا بیان ہے۔

پہلا ثمرہ: تتنزل علیھم الملائکۃ ہے کہ فرشتے ان پر اترتے ہیں اور فرشتوں کا ان اہل ایمان و اہل استقامت پر اترنا ان کا انتہائی اعزاز و اکرام ہے۔

دوسرا ثمرہ: پیغام بشارت ان لاتخافوا و لاتحزنوا ہر خوف اور غم کے دور ہو جانے کا۔

تیسرا ثمرہ: جنت اور جنت کی نعمتوں کی بشارت جو ابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون کے عنوان سے فرمائی گئی تا کہ اس بشارت کو سن کر ذہن ابتداء ہی سے ان بلند پایہ انعامات اور نعمتوں کی طرف متوجہ ہو جائے جن کی تفصیل نعماء جنت کے ذیل میں بیان کی جا چکی ہے۔

چوتھا ثمرہ: نحن اولیاء کم ہے کہ ہم تمہارے ولی، سرپرست اور دوست ہیں

دنیا اور آخرت میں اور ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ کی ولایت اور محبت دنیا میں اور آخرت میں ایک ایسا عظیم انعام ہے کہ دنیا و مافیہا کی ساری نعمتیں اس کے مقابلہ میں حقیر ہیں، بلکہ اخروی نعمتوں میں بھی یہ بہت ہی بلند پایہ نعمت ہے کیونکہ اللہ رب العزت کی رضا اور خوشنودی جنت کی ہر نعمت اور راحت سے زائد اور بلند ہے جیسے کہ حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ جنت میں اہل جنت کو تمام انعامات سے نوازنے کے بعد فرمائے گا اے میرے بندو! کیا تمہیں کچھ اور چیز مطلوب ہے، جنتی جواب دیں گے اے ہمارے رب اب ہمیں اور کیا چاہئے، ہم کو تو وہ نعمتیں دے دی گئیں ہیں جو جہاں والوں میں کسی کو نہیں دی گئیں، اس پر اعلان ہوگا رضائی لا اسخط علیکم بعدہ ابدا کہ میری رضامندی اور خوشنودی ہے تمہارے لیے، اب آئندہ میں تم پر کبھی ناراض نہیں ہوں گا ورضوان من اللہ اکبر ذلک ھو الفوز العظیم۔

پانچواں ثمرہ: ولکم فیھا ماتشتھی انفسکم کہ ہر خواہش کا پورا کرنا

چھٹا ثمرہ: ولکم فیھا ماتدعون کہ ہر طلب کی تکمیل کہ جو بھی چیز جنتی طلب کریں گے وہ حق تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہو جائے گی، اور ہر طلب کا پورا کرنا اور ہر مطلوب کامل جانا نہایت ہی عظیم انعام ہے۔

ساتواں انعام اور ثمرہ: نزلا من غفور رحیم اعزاز و اکرام ہے، جیسے مہمان کا اعزاز ہوتا ہے اور اس اعزاز و اکرام میں خدا کی شان غفوری و رحیمی ہر تقصیر سے درگزر کرتے ہوئے استحقاق سے بڑھ کر بے پایاں رحمتوں سے نوازنے والی ہوگی۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان اوصاف کاملہ اور بشارات فاضلہ کے سب سے اولین مصداق خلفاء راشدین پھر مہاجرین اولین تھے جن کے ایمان واستقامت کی عظمت و بلندی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا، اللہ کی ربوبیت ان کے اعتقاد کامل کی پوری تصویر اور ان کی عملی زندگی تھی، پھر اطاعت و فرمانبرداری کا وہ مقام تھا کہ دنیا کی کوئی مشقت و رکاوٹ ان کی راہ اطاعت میں حائل نہ ہو سکی تھی، ربنا اللہ عقیدہ توحید کی

ترجمانی ہے اوراس کے بعد استقامت طاعت و بندگی کا کمال ہے کیونکہ استقامت ہر مامور اور حکم کی تعمیل و پیروی اور ہر ممنوع اور خلاف شرع چیز سے پرہیز کرنے کا نام ہے جس میں اعمال کو قلوب اور افعال حسیہ وظاہرہ داخل ہیں اوراس عملی کیفیت کا نام ہے جو ایمان اسلام اوراحسان کے مقام کو جامع ہو، اسی وجہ سے حضرات عارفین کا قول ہے کہ استقامت ہزار ہا کرامتوں سے بڑھ کر ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ پر آیت **فاستقم کما امرت** سے زائد کوئی سخت آیت نہیں نازل ہوئی بعض صحابہ ﷺ نے ایک مرتبہ آپ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ پر تو بڑھاپا بہت جلد ہی آگیا، اچانک آپ پر آثار ضعف واقع ہوگئے تھے، اس پر آپ نے ارشاد فرمایا مجھے سورہ ہود نے بوڑھا کردیا، اور یہ آیت سورہ ہود ہی میں ہے۔

(معارف القرآن کاندھلوی ج ۷، ص ۲۰۵۔۲۰۴)

سات صفات کے مالک فردوس بریں کے وارث ہوں گے

اول صفت...... ان میں سے پہلی صفت یہ ہے جو اپنی نماز میں خشوع وخضوع اور عجز وزاری کرنے والے ہیں، یعنی ان کے دل میں اللہ کی عظمت اور ہیبت اوراس کا ادب ایسا ہے کہ جس کا اثر ظاہر پر نمایاں ہوتا ہے کہ جب نماز پڑھتے ہیں تو لرزاں اور ترساں ہوتے ہیں گویا کہ اپنے خدا کو دیکھ رہے ہیں۔

دوسری صفت...... اور دوسری صفت یہ ہے کہ یہ مسلمان اور اہل ایمان لغو یعنی بیکار باتوں سے اعراض کرنے والے اور منہ پھیرنے والے ہیں یعنی جس چیز کا خدا تعالیٰ سے تعلق نہ ہو اور آخرت میں کام نہ آئے اس سے اعراض کرنے والے ہیں۔

تیسری صفت...... اور تیسری صفت یہ ہے کہ وہ زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں یعنی مالی حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرتے اصل زکوٰۃ مکہ مکرمہ میں شروع ہو چکی تھی، البتہ زکوٰۃ کی مقدار اور نصاب کی تعیین مدینہ پہنچ کر ہوئی۔

چوتھی صفت......اور چوتھی صفت یہ ہے کہ جو اپنی شرمگاہوں کی ناجائز شہوت رانی سے حفاظت کرنے والے ہیں سوائے اپنی منکوحہ یا مملوکہ عورتوں کے کسی اور جگہ اپنی شرمگاہوں کو استعمال نہیں کرتے، سوایسوں پر بلاشبہ کوئی ملامت اور الزام نہیں سو جس نے ان کے سوا یعنی اپنی بیویوں اور باندیوں کے سوا اپنی شہوت پوری کرنے کے لیے کوئی اور راہ ڈھونڈی، سوایسے ہی لوگ حد سے گزر جانے والے ہیں اور عصمت اور عفت کے دائرہ سے باہر نکلنے والے ہیں کہ حلال کی حدود سے نکل کر حرام کی حدود میں داخل ہو گئے، ایسے لوگ بلاشبہ قابل ملامت ہیں شریعت نے جب تم کو بیوی اور باندی سے قضاء حاجت کی اجازت دے دی تو ضرورت پوری ہوگئی، اس کے بعد قضاء شہوت کے لیے کوئی راہ ڈھونڈنا جیسے زنا اور لواطت اور متعہ اور جلق اور وطی بہائم وغیرہ وغیرہ یہ سب حد سے گزرنا ہے۔

فائدہ......اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ متعہ حرام ہے کیونکہ زن متعہ نہ تو بیوی ہے اور نہ لونڈی ہے، بیوی تو اس لیے نہیں کہ مرد پر اس کا نان ونفقہ نہیں اور نہ اس کے لیے طلاق ہے اور نہ عدت ہے اور نہ میراث ہے، اور باندی اس لیے نہیں کہ اس کی بیع وشراء اور ہبہ اور عتق صحیح نہیں، اور جب زن متعہ نہ ازواج میں سے ہے اور نہ **ماملکت ایمانھم** سے ہے تو لامحالہ **فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ھم العدون** کسی عورت سے متعہ کرنا حدود شریعت سے تجاوز کرنا اور حلال کو چھوڑ کر حرام میں پڑنا ہوگا جن کی تفصیل پارہ پنجم کے شروع میں گزر چکی ہے، غرض یہ کہ متعہ والی عورت نہ بیوی ہے نہ باندی ہے اس لیے حسب آیتِ مذکورہ لامحالہ وہ حرام ہوگئی اور اسی پر تمام صحابہ وتابعین کا اجماع ہے کہ متعہ حرام ہے، اور اسی پر چاروں اماموں کا اتفاق ہے اگر حسب زعم شیعہ، متعہ کسی قسم کا نکاح ہوتا یا کوئی خیر. برکت کی چیز ہوتی تو نکاح کی طرح متعہ کے لیے بھی دعوتی خطوط، اور ولیمہ وغیرہ بھی ہونا چاہئے تھا، اور اعزاء اور اقارب اور احباب کو

نکاح متعہ کی شرکت کے لیے مدعو کیا جاتا اور ہر طرف سے مبارک باد کی آوازیں آتیں اور سننے والے اس پر آمین کہتے، متعہ کو چھپا کرنا اور اس کے اعلان کو باعث ندامت سمجھنا یہ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ متعہ شیعوں کے نزدیک بھی جرم ہے جس کو چھپایا جاتا ہے۔

پانچویں صفت......اور پانچویں صفت یہ ہے کہ جو اپنی امانتوں کی حفاظت کرنے والے ہیں وہ امانت خواہ اللہ کی ہو یا بندوں کی ہو۔

چھٹی صفت......اور چھٹی صفت یہ ہے کہ جو اپنے عہد و پیان کی پوری رعایت اور نگہبانی کرنے والے ہیں، امانت میں خیانت نہیں کرتے اور عہد کا پاس رکھتے ہیں، عہد و پیان کر کے اسے توڑتے نہیں بلکہ اس پر قائم رہتے ہیں۔

آنکھ اور کان اور اعضاء اور جوارح سب اللہ کی امانتیں ہیں ان کو خلاف حکم خداوندی استعمال کرنا امانت میں خیانت کرنا ہے اور شرمگاہ کو سوائے بیوی اور شرعی باندی کے دوسری جگہ استعمال کرنا یہ بھی امانت میں خیانت ہے ﴿وقال اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین امنوا لاتخونوا اللہ والرسول وتخونوا اماناتکم ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا، اوفوا بالعھد ان العھد کان مسئولا﴾

ساتویں صفت......اور ساتویں صفت یہ ہے کہ جو اپنی پنجگانہ نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں یعنی نمازوں سے غفلت نہیں کرتے بلکہ ان پر قائم اور ثابت قدم رہتے ہیں اور اپنے وقت پر ان کو ادا کرتے ہیں، شروع کلام میں نماز ذکر فرمایا تاکہ معلوم ہو جائے کہ فلاح کا زیادہ تر دارومدار نماز پر ہے، ایسے ہی اہل ایمان جن میں ایمان کے یہ شعبے اور یہ صفتیں جمع ہوں، فردوس بریں کے وارث ہوں گے، جو جنت میں سب سے اعلیٰ مقام ہے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، نہ مریں گے اور نہ وہاں سے نکالے جائیں گے اور یہی فلاح اور کامیابی کا بلند ترین مقام ہے۔ (معارف القرآن کاندھلوی ص ۳۴۹ تا ۳۵۱ جلد ۵)

سات جہنم کے دروازوں کے نام

حضرت علیؓ نے اپنے ایک خطبے میں فرمایا، جہنم کے دروازے اس طرح ہیں یعنی ایک پر ایک ، اور وہ سات ہیں ایک کے بعد ایک کر کے ساتوں دروازے پر ہو جائیں گے ، عکرمہؓ فرماتے ہیں سات طبقے ہیں، ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ سات دروازوں کے یہ نام بتلاتے ہیں، جہنم ،لظی ،حطمہ ،سعیر ،سقر ،جحیم ،ھاویہ۔ ابن عباسؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے، قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یہ باعتبار اعمال ان کی منزلیں ہیں۔

ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مثلاً ایک دروازہ ، یہود کا، ایک نصاری کا، ایک صابیوں کا ا، ایک مجوسیوں کا، ایک مشرکوں کافروں کا، ایک منافقوں کا ، ایک اہل توحید کا ، لیکن توحید والوں کو چھٹکارے کی امید ہے باقی سب ناامید ہو گئے ہیں، ترمذی میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جہنم کے سات دروازے ہیں جن میں سے ایک ان کے لئے ہے جو میری امت پر تلوار اٹھائے ، ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضور ﷺ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ بعض دوزخیوں کے ٹخنوں تک آگ ہوگی، بعض کی کمر تک، بعض کی گردن تک، غرض گناہوں کی مقدار کے حساب سے۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۹۰ ج ۳)

سات افراد جن پر اللہ نے لعنت بھیجی ہے

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے سات قسم کے لوگوں پر سات آسمانوں کے اوپر سے لعنت بھیجی ہے، اور ان سات میں سے ایک تین پر تین دفعہ لعنت بھیجی ہے، اور باقی پر ایک دفعہ ، فرمایا ملعون ہے وہ شخص جو قوم لوط والا عمل کرتا ہے، ملعون ہے وہ شخص جو قوم لوط والا عمل کرتا ہے، ملعون ہے وہ شخص جو قوم لوط والا عمل کرتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چار آدمی صبح

کے وقت اللہ جل شانہ کے غضب میں ہوتے ہیں اور شام کو بھی اللہ جل شانہ ان سے ناراض ہوتے ہیں، میں نے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ مرد جو عورتوں کی طرح بنتے ہیں اور وہ شخص جو چوپایہ کے ساتھ غیر فطری حرکت کرتا ہے ور وہ مرد جو مرد سے قضاء شہوت کرتا ہے۔

''حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کو تم قم لوط کی طرح غیر فطری حرکت کرتا ہوا دیکھو لو تو فاعل اور مفعول دونوں کو مار ڈالو۔

حافظ زکی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ترغیب وترہیب میں لکھا ہے کہ چار خلفاء حضرت ابوبکر ؓ، حضرت علی ؓ، حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ اور ہشام بن عبدالملک نے اپنے زمانوں میں غیر فطری حرکت کرنے والوں کو آگ میں جلا ڈالا تھا۔

(معارف القرآن جلد۲ ص ۳۳۸)

سات شرائط پاکیزہ کمائی کی

حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

سب سے زیادہ پاک کمائی تاجروں کی کمائی ہے بشرطیکہ وہ

(۱)......جب بات کریں تو جھوٹ نہ بولیں۔

(۲)......اور جب وعدہ کریں تو وعدہ خلافی نہ کریں۔

(۳)......اور جب ان کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت نہ کریں۔

(۴)......اور جب کوئی سامان (کسی سے) خریدیں تو (تاجروں کی عادت کے مطابق) اس سامان کو برا اور خراب نہ بتائیں۔

(۵)......اور جب اپنا سامان فروخت کریں تو (واقعہ کے خلاف) اس کی تعریف نہ کریں۔

(۶)......اور جب ان کے ذمہ کسی کا قرض ہو تو ٹلائیں نہیں۔

(۷)......اور جب ان کا قرض کسی کے ذمہ ہو تو اس کو تنگ نہ کریں۔

(معارف القرآن ج۲،ص۳۷۹)

سات مرتبہ صبح وشام پڑھنے کا خاص وظیفہ

﴿حسبی الله لااله الا هو عليه توكلت وهو رب العرش العظيم﴾

تفسیر روح المعانی میں ہے کہ ابوداؤد شریف کی حدیث میں ہے کہ جو شخص اس کو سات مرتبہ صبح اور سات مرتبہ شام پڑھ لیا کرے، اللہ تعالیٰ اس کو دنیا اور آخرت کے ہر غم اور فکر کے لیے کافی ہو جائے گا، مشہور مفسر علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ یہ ورد اس فقیر کا بھی ہے۔

(تفسیر روح المعانی ج۱۱)

سات قسمیں کفر کی

۱۔کفر جحود:......قرآن پاک میں کفر کی جس پہلی قسم کا ذکر آتا ہے وہ کفر جحود ہے، جحد کا معنی انکار ہی ہوتا ہے جیسا کہ وجحدوا بها سے ظاہر ہے، کفر جحود کی تعریف یہ ہے کہ آدمی دل سے پہچانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ بات سچی ہے مگر وہ اس کا زبان سے اقرار نہیں کرتا جیسا کہ فرعونیوں کے متعلق فرمایا وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم ظلما وعلوا دل میں سمجھتے تھے کہ موسیٰ کا دین سچا ہے مگر وہ اس کا انکار کرتے تھے، یہ انکار ظلم اور تعدی کی بناء پر تھا، اس کو کفر جحود کہا جاتا ہے، ابلیس کا کفر یہی ہے کیونکہ دل میں وہ حق بات کو سمجھتا ہے مگر اقرار کے بجائے انکار کرتا ہے۔

۲۔کفر عناد:......کفر کی دوسری قسم کفر عناد ہے: اس کا معنی یہ ہے کہ دل سے پہچانتا بھی ہے زبان سے اقرار بھی کرتا ہے کہ یہ دین درست ہے مگر قبول نہیں کرتا، اسکی مثال ابو طالب کا کفر ہے، وہ حضرت علیؓ کے والد اور حضور ﷺ کے چچا تھے، وہ مانتا تھا کہ میرا بھتیجا سچا ہے، صادق اور امین ہے، جو کہتا ہے سچ ہے، مگر اس نے ایمان اور توحید کو قبول نہیں کیا، اس کا خاتمہ کفر پر ہی ہوا، وہ عجیب قسم کے وہم کا شکار تھا محض اس ڈر سے اسلام قبول نہیں کیا کہ

عورتیں ملامت کریں گی کہ موت کے ڈر سے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا یہ کفر عناد ہے۔

۳۔کفر نفاق:......کفر کی تیسری قسم کفر نفاق ہے، اس کا ذکر اگلی آیتوں میں آرہا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان زبان سے اسلام کی سچائی کا اقرار کرتا ہے کلمہ بھی پڑھتا ہے نمازیں بھی ادا کرتا ہے زکوۃ دیتا ہے بسا اوقات جہاد میں بھی شریک ہوتا ہے مگر دل سے تکذیب کرتا ہے، یہ کفر نفاق ہے اور پھر نفاق بھی دو قسم سے ہے یعنی اعتقادی نفاق اور عملی نفاق، یہاں پر جس نفاق کا ذکر ہوا ہے یہ اعتقادی نفاق ہے کہ اعتقاداً دل سے تسلیم نہیں کرتا عملی نفاق کا ذکر بعد میں آئے گا وہ اور چیز ہے۔

۴۔کفر شک:......محدثین کرامؒ فرماتے ہیں کہ یہاں چاروں کفر خطرناک ہیں ان میں سے کسی میں بھی مبتلا ہو گیا وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کبھی نجات نہیں پا سکتا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عذاب میں مبتلا ہوگا یہ قطعی بات ہے، اس کے علاوہ بھی کفر کی کئی قسمیں ہیں منجملہ ان کے کفر شک ہے، قرآن پاک میں بعض منافقوں کے بارے میں آتا ہے فھم فی ریبھم یترددون دوسری جگہ فرمایا فل ھم فی شک یلعبون یعنی ایسے لوگ شک میں کھیل رہے ہیں یہ کفر شک کہلاتا ہے۔

۵۔کفر جہالت:......اس طرح کفر کی ایک اور قسم کفر جہالت ہے، علم حاصل کرنے کی کوشش ہی نہیں کرتے ساری عمر جہالت میں گزر جاتی ہے نہ علم ہوتا ہے اور نہ راہ راست پر آتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی جگہ جگہ پر مذمت بیان فرمائی ہے، اکثرھم لایعلمون ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے، یعنی علم نہیں رکھتے دوسری جگہ فرمایا ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون کیا عالم اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں۔مطلب یہ ہے کہ برابر نہیں ہوتے اس قسم کا کفر کفر جہالت ہے جس میں اکثر لوگ مبتلا ہوتے ہیں۔

۶۔کفر تاویل/الحاد اور زندقہ:......کفر تاویل کو الحاد اور زندقہ بھی کہتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی شئے کو غلط مطلب پہنا دیا جائے اصل مقصد کچھ اور ہو مگر تاویل کے

ذریعے کچھ سے کچھ بنادیا جائے، مثلاً غلام احمد پرویز قرآن کریم کی آیت اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کا مطلب مرکز ملت یا سنٹرل گورنمنٹ مراد لیتا ہے کہ مرکزی حکومت کا حکم ماننا لازمی ہے، اسی طرح حج کا معنی اس نے عالمی کانفرنس کیا ہے حالانکہ حج ایک عبادت کا نام ہے اس کے ارکان ہیں جن کو پورا کرنا ضروری ہے اس لئے محض عالمی کانگریس یا عالمی کانفرنس کا نام دینا بالکل غلط ہے، پرویز نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ خدا کے محکوم ہونے کا مطلب اپنی فطرت کا محکوم ہونا ہے یہ بھی کفر والا معنی ہے اس نے ترجمۃ القرآن میں لکھا ہے کہ اللہ کے معنی قانون ہے جہاں بھی اللہ کا لفظ آیا ہے اس سے مراد قانون ہے گویا خدا تعالیٰ کی ذات یا ہستی نہیں ہے اسی طرح اس نے حور عین کا معنی پاکیزہ فکر کیا ہے گویا جنتیوں سے مراد پاکیزہ فکر والے لوگ ہیں حالانکہ حور عین کی اصطلاح کو تمام مسلمان سمجھتے ہیں کہ وہ عورتوں کی پاکیزہ مخلوق ہے۔

الغرض کفر تاویل سے مراد یہ ہے کہ کوئی ایسا معنی کرنا جو نہ حضور ﷺ سے منقول ہو، نہ صحابہؓ سے اور نہ سلف صالحین سے ثابت ہو وہ کفر تاویل، زندقہ یا الحاد میں شمار ہوگا۔

سرسید احمد خاں نے بہشت کا معنی مسرت اور خوشی کیا ہے دوزخ کو غم اور پریشانی سے تعبیر کیا ہے خوشی اور مسرت اچھے اعمال کا صلہ ہوتی ہے اور رنج وغم برے اعمال کا نتیجہ ہوتے ہیں، ان کے نزدیک جنت اور دوزخ کسی خاص جگہ کا نام نہیں یہ بھی کفریہ معنی ہے۔

۷ عملی کفر:...... کفر کی ایک قسم عملی کفر ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی نعمت کی قدردانی کے بجائے اس کی ناشکری کی جائے، کسی نے حضور ﷺ سے پوچھا حضور! کفر سے کیا مراد ہے؟ فرمایا ناشکری اور ناقدری، اکثر عورتیں اس قسم کے کفر میں مبتلا ہوتی ہیں، عورتوں کے متعلق حدیث شریف میں آتا ہے تکفرون العشیر یعنی تم خاوند کا کفر کرتی ہو، ناشکری کرتی ہو، یہی عملی کفر ہے، فرمایا خاوند زمانہ بھر راحت وآرام مہیا کرتا ہے اگر ایک مرتبہ بھی تمہاری مرضی کے خلاف کوئی بات ہو جاتی ہے تو کہتی ہو تیرے گھر آکر مجھے کبھی سکھ نصیب نہیں ہوا، کفران نعمت اکثر عورتوں کے مزاج میں داخل ہے یہ اعتقادی کفر نہیں بلکہ عملی

کفر ہے۔

محدثین اور فقہاء کرام عملی کفر کی دو قسمیں بتاتے ہیں بعض عملی کفر ایمان کے بالکل منافی ہوتے ہیں اگر کوئی شخص ایسے کفر کا ارتکاب کرے تو ایمان سے خارج ہو جاتا ہے، مثلاً کوئی بت کے سامنے سجدہ ریز ہو جائے یا قرآن کریم کی توہین کا مرتکب ہو، اسے گندی جگہ پر پھینک دے یا مثلاً کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کو گالی دے یا کسی نبی کو قتل کرے تو ایسا آدمی ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔

عملی کفر کی دوسری قسم وہ ہے جس کی وجہ سے انسان اسلام سے خارج نہیں ہوتا، مثلاً کوئی شخص نماز کا تارک ہو، شراب پی لے، کسی کو قتل کر ڈالے، زنا کا مرتکب ہو یا کسی سے ناحق لڑائی، کی یہ سب کفر ہی کی قسم سے ہیں، مگر یہ ایمان کے منافی نہیں، حضور ﷺ نے فرمایا میرے بعد کفار کی طرح نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو ان امور سے انسان اسلام سے تو باہر نہیں نکلتا مگر کام کافروں والے ہیں مومن کی شان نہیں کہ یہ کام کرے قتالہ کفر مومن سے مقاتلہ کفر ہے مومن کو گالی دے، فسق کی بات کرے، ناحق لڑائی یہ سب کفر کی باتیں ہیں کیونکہ کافر مسلمان کی جان کا دشمن ہوتا ہے جبکہ مومن مومن کی جان کا محافظ ہوتا ہے، فرمایا شراب پینے والا ایسا ہے جیسا بت پرستی کرنے والے، گویا شرابی کو بت پرست کے ساتھ تشبیہ دی ہے، نسائی شریف میں آتا ہے جو کاہن یا عرّاف کے پاس غیب کی باتیں پوچھنے کے لئے گیا اس نے کفر کیا، اس کی مزید تفصیل آتی ہے کہ اگر نجومی کی بات کو بالکل سچا سمجھ رہا ہے تو اسلام سے خارج ہو گیا اور اگر سچا تو نہیں سمجھتا ویسے ہی اس کی رائے لینا چاہتا ہے تو یہ عملی کفر ہے اسلام سے خارج تو نہیں ہوتا مگر سخت گناہگار ہوتا ہے۔

(آسان تفسیر القرآن ص ۶۶ تا ۶۹ ج اول)

سات مختلف صورتیں قرب خداوندی کی

شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ تفسیر رفیعی مین فانی قریب کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قرب خداوندی کی کئی ایک صورتیں ہیں (۱) مثلاً خدا تعالیٰ باعتبار ذات

قریب ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ تمام موجودات میں کوئی ایک ذرہ بھی ایسا نہیں جس کا قیام اور بقا خدا تعالیٰ کے وجود کے بغیر حاصل ہو، (۲) خدا تعالیٰ کی صفت قیومیت کی وجہ سے ہر چیز کو وجود حاصل ہوتا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ وجود اور ذات کے اعتبار سے قریب ہے۔ (۳) علم اور قدرت کے لحاظ سے بھی خدا تعالیٰ قریب ہے، کیونکہ اس کے علم، ارادے اور تاثیر کے بغیر کوئی چیز حاصل نہیں ہو سکتی۔

(۴) اسی طرح اللہ تعالیٰ محبت اور حمایت کے اعتبار سے بھی قریب ہے (۵) اللہ تعالیٰ تجلی کے اعتبار سے بھی قریب ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کو اپنے دل میں یاد کرتا ہے، تو ادھر سے تجلی پڑتی ہے (۶) اسی طرح عبدیت کے رابطہ کے اعتبار سے بھی خداوند تعالیٰ قریب ہے (۷) انبیاء علیہم السلام کو بارگاہ خداوندی کے ساتھ براہ راست رابطہ حاصل ہوتا ہے، یہ رابطہ وحی کی صورت میں ہوتا ہے، اولیاء اللہ کو انبیائے کرام کے بتلانے سے قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے، اور عام لوگوں کو رابطہ بندگی کے ذریعہ اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ ہم لوگ بندگی کے ذریعے اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اس کی عبدیت کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم تیرے محتاج بندے ہیں، تو ان کو بھی قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے، یہ قرب کی مختلف صورتیں ہیں۔ (معالم العرفان از تفسیر رفیعی جلد ۳ ص ۲۰۰)

سات اندھیروں میں منافقین ہیں

سب سے پہلا اندھیرا کفر کا ہے، یہ لوگ صرف زبان سے ایمان کا کلمہ ادا کرتے تھے، مگر ان کے باطن میں کفر کا اندھیرا ابھرا ہوا تھا، قرآن پاک میں جگہ جگہ موجود ہے، اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمت الی النور یعنی اللہ تعالیٰ ایمانداروں کا ولی اور کارساز ہے وہ انہیں اندھیروں سے نکال کر ایمان اور ہدایت کی روشنی کی طرف لاتا ہے، جس کی وجہ سے دل میں روشنی اور بصیرت پیدا ہوتی ہے، اور یہ روشنی آگے چل کر حقیقی روشنی میں تبدیل ہو جائے گی۔

فرمایا دوسرا اندھیرا جو منافقین میں پایا جاتا ہے، وہ مکر وفریب کا اندھیرا ہے

یخدعون اللہ والذین امنوا یہ وہی دھوکے اور فریب کا اندھیرا ہے، جو وہ اہل ایمان کے ساتھ روا رکھتے ہیں۔

اسی طرح تیسرا اندھیرا دروغ گوئی افتراء کا ہے جیسا کہ فرمایا بما کانوا یکذبون یہ کہتے ہیں ہم مومن ہیں، حالانکہ یہ صریح جھوٹ بول رہے ہیں، یہ لوگ ہرگز مومن نہیں، ان کے دل میں کفر رچا ہوا ہے، لہذا یہ ایمان کے دعوے میں جھوٹے ہیں۔

منافقین کا چوتھا اندھیرا طعن و تشنیع کا اندھیرا ہے، یہ لوگ اہل ایمان کو احمق اور بیوقوف کہتے تھے، حالانکہ ایمان والے آخرت کے طلبگار ہیں، انہوں نے دنیا کو چھوڑ کر آخرت کو اختیار کیا ہے، مگر منافق ان کو بیوقوفی کا طعنہ دیتے ہیں، یہ ان کا چوتھا اندھیرا ہے۔

جہالت دو قسم کی ہے، جہل بسیط اور جہل مرکب، کوئی شخص کسی چیز سے ناواقف ہو یہ جہل بسیط ہے جب بھی ایسا شخص متعلقہ چیز سے واقفیت حاصل کرے گا، وہ اس جہل سے نکل جائے گا، دوسری قسم کا جہل، جہل مرکب ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان غلط بات کو صحیح سمجھنے لگے برے عقیدے کو اچھا خیال کرے، یہ بہت خطرناک جہالت ہے کیونکہ اس سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں ہے، ایسا شخص نہ غلط کو غلط سمجھے گا اور نہ وہ اس جہالت سے نکلے گا۔

منافقین کا پانچواں اندھیرا یہی جہل مرکب ہے وہ اپنے دھوکے اور فریب کو بڑا اچھا سمجھ رہے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کو دھوکا دے رہے ہیں، حالانکہ وہ پانچویں قسم کے اس اندھرے میں مبتلا ہیں، چھٹا اندھیرا معاصی اور شہوات کا اندھیرا ہے، اطاعت روشنی ہے اور معاصی اندھیرے ہیں جن خواہشات کی تکمیل میں یہ لوگ سرگردان ہیں، وہ اندھیرا ہی اندھیرا ہیں۔

شاہ عبدالعزیزی محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ساتواں اندھیرا قبر کا اندھیرا ہے، مسلم شریف کی روایت میں حضور ﷺ کا ارشاد گرامی۔ ہے ان ھذہ القبور مملوۃ ظلمۃ علی اھلھا یہ قبریں اپنے مکینوں کے لیے اندھیروں سے بھری پڑی ہیں ،ہاں جو شخص اپنے دل میں نور ایمان رکھتا ہوگا، اس کو وہاں بھی روشنی میسر ہوگی، جس نے دنیا

میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر نماز پڑھی اس کی قبر میں روشنی ہوگی، ایمان والوں کے دل سے روشنی کی لاٹ نکلے گی، نیز ان کے اعمال صالحہ کی روشنی انہیں حاصل ہوگی۔

بخاری شریف کی روایت میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے الظلم ظلمات یوم القیمۃ اس دنیا میں کسی پر کیا گیا ظلم قیامت کے دن اندھیروں کی شکل میں سامنے آئے گا، یہ قبر میں جا کر پتہ چلے گا، کہ ظلم کا اندھیرا کس قدر شدید ہے، پل صراط سے گزرتے وقت حشر کے میدان میں اور پھر دوزخ کی گہرائیوں میں اندھیروں کا احساس ہوگا، الغرض! یہ تمام اندھیرے ہیں جو منافقین پر وارد ہوں گے، اور یہ لوگ غضب الٰہی کا شکار ہوں گے۔

(معالم العرفان جلد ۲ ص ۹۲۔۹۳)

سات زریں اصول

مسند احمد اور بیہقی میں حضرت ابوذر غفاری ؓ سے روایت ہے جسے امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے۔ حضرت ابوذر غفاری ؓ فرماتے ہیں امرنی خلیلی میرے پیارے دوست اور پیارے رسول اللہ ﷺ نے مجھے سات چیزوں کا حکم دیا۔ پہلا حکم یہ تھا بحب المساکین وزلفامنھم یعنی میں مساکین کے ساتھ محبت کروں اور ان کے قریب رہوں، حضور ﷺ کو خود بھی غربا و مساکین کے ساتھ بڑی محبت تھی اور آپ کو ان کی رفاقت محبوب تھی، چنانچہ دعا میں فرمایا کرتے تھے اللھم ارزقنی حب المساکین اے اللہ مجھے مساکین کی محبت عطا فرما، ان سے نفرت نہ ہو، آپ یہ بھی فرماتے تھے واحشرنی فی زمرۃ المنساکین مولا کریم! میرا حشر بھی مساکین کے ساتھ ہی کرنا، آپ دنیا میں بھی غربا و مساکین کے پاس بیٹھتے اور وہ اس بات پر فخر کرتے تھے کہ سرور دو عالم ﷺ ہمارے پاس بیٹھتے ہیں اور ہم سے محبت کرتے ہیں۔

صحابی رسول ؓ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا نے مجھے دوسری نصیحت یہ فرمائی:

ان انظر علی مادونی ولا انظر من ھو فوقی یعنی میں اپنے سے نیچے والے کی طرف دیکھوں اور اوپر والے کی طرف نہ دیکھوں، ترمذی شریف کی ایک روایت میں آتا

ہے کہ جو شخص اس نصیحت پر عمل کرے گا، وہ خدا تعالیٰ کی کسی نعمت کو حقیر نہیں جانے گا، ظاہر ہے کہ جو شخص اپنے سے امیر آدمی کو دیکھے گا، وہ اپنے آپ کو غریب سمجھ کر ناشکری کا مرتکب ہوگا اور جو شخص اپنے سے کمزور آدمی کی طرف دیکھے گا، وہ خود کو بہتر پا کر اللہ کا شکر ادا کرے گا اور اللہ کی عطا کردہ نعمت کو حقیر نہیں سمجھے گا۔

تیسری چیز فرمایا ان اصل الرحم وان ادبرت یہ کہ میں صلہ رحمی کروں چاہے میرے قرابتدار مجھ سے دوری اختیار کریں۔ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے چوتھی بات یہ فرمائی ان لااسئل احدا یہ کہ میں کسی سے سوال نہ کروں و اذا سئلت فاسئل اللہ اور جب بھی سوال کروں تو خدا تعالیٰ سے کروں، چونکہ ہر چیز کا داتا وہی ہے، سب کچھ اسی کے اختیار میں ہے لہٰذا سوال بھی اسی سے کرنا چاہئے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے پانچواں حکم یہ دیا ان اقول الحق وان کان مرا یہ کہ میں سچی بات کہوں اگرچہ یہ تلخ ہی کیوں نہ ہو، حضرت عمرؓ کا بھی یہ خاص وصف تھا کہ وہ بالکل سچی بات کرتے تھے اگرچہ لوگ گھبرا جاتے تھے، فرمایا چھٹی بات یہ ہے الا اخاف فی اللہ لومۃ لائم یعنی میں اللہ اور اس کے دین کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف نہ کھاؤں، اور اپنی بات پر قائم رہوں، حضور ﷺ نے ساتویں اور آخری بات یہ فرمائی کہ میں کثرت سے لاحول ولاقوۃ الا باللہ کا ورد کرتا رہوں، یہ توحید کا حکم ہے اور نیکی بجالانے اور برائی سے بچنے کی توفیق کو اللہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے، یہ کلمات اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں، حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا انھن کنز من کنز تحت العرش یہ کلمات عرش کے خزانوں سے ایک خزانہ ہے، اگر یہ عقیدہ راسخ ہو جائے تو بہت بڑی بات ہے، ایسا شخص کامل الایمان بن جاتا ہے۔ (معالم العرفان جلد ۶ ص ۲۸۰۔۲۸۱)

سات بدنصیب آدمی

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”سات آدمی ایسے ہیں جنہیں خالق قیامت کے دن نہ تو نظرِ رحمت سے دیکھیں گے نہ انہیں پاک کریں گے اور انہیں جہنم میں داخل کریں

گے:

۱۔ بدفعلی کرنے والا اور کروانے والا۔

۲۔ مشت زنی کرنے والا۔

۳۔ چوپائے سے برا فعل کرنے والا۔

۴۔ عورت سے پچھلی جانب سے جماع کرنے والا۔

۵۔ پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے والا۔

۶۔ نکاح میں ماں اور بیٹی کو جمع کرنے والا۔

۷۔ اپنے پڑوسی کو اس قدر تکلیف دینے والا کہ وہ لعنت ملامت پر مجبور ہو جائے۔"

(بحوالہ تنبیہ الغافلین)

سات اسباب مکہ مکرمہ میں جہاد کی عدم فرضیت کے

ہم مکہ مکرمہ میں جہاد عدم فرضیت کے چند اسباب بیان کرتے ہیں، یہ اسباب احتمالی اور اجتہادی ہیں، نہ کہ یقینی اور حتمی، اس لیے کہ ان کے بارے میں قرآن وسنت میں کوئی واضح امر موجود نہیں ہے۔

(۱) مکہ کا دور تربیت کا دور اور تیاری کا زمانہ تھا اور اس قسم کے ماحول میں تربیت اور تیاری کا تقاضا یہ ہے کہ نفس کو صبر کی مشق کرائی جائے تا کہ وہ ناگوار اور تکلیف دہ امور کو برداشت کر سکے۔ اپنی ذات اور اپنے متعلقین کی ذات سے ہٹ کر پوری اجتماعیت کو مدنظر رکھ سکے، ہر مسئلہ میں قیادت کی جانب رجوع کر سکے اور اپنی مرضی اور منشاء سے محض اپنے مالوفات کے مطابق قدم نہ اٹھائے۔

بالخصوص عربوں کے لیے اس طرح کی تربیت بہت زیادہ ضروری تھی، تا کہ ایک مسلم معاشرہ کے لیے ایک صحیح معنیٰ میں مطیع اور منقاد فرد تیار ہو سکے، اور اس سے ذاتی اور قبائلی ترجیحات ختم ہو جائیں۔

(۲) قریش جیسے شرف وعزت والے اور عزت کی جان کھپا دینے والے معاشرے میں اسی طرح کی پرامن تحریک زیادہ موثر اور مفید ہوسکتی تھی تاکہ وہ تحریک کے اس عرصہ میں قتال وجنگ اور انتقام میں نہ الجھ جائیں، جیسا کہ ان کے یہاں واحس غبراء، اور بسوس کی جنگیں سالہا سال تک چلتی رہی تھیں اور وہ یادیں بھی ابھی تازہ تھیں، چنانچہ یہ کسی طرح مناسب نہ ہوتا، کہ اسلام سے بھی ایسی ہی یادیں وابستہ ہوجائیں اور اسلام بھی ایک دعوت اور تحریک کے بجائے ایک انتقامی عمل میں تبدیل ہوجائے۔

(۳) مسلمانوں کی تعذیب کا سلسلہ کسی حکومتی یا انتظامی ادارے کے ہاتھ میں نہیں تھا، بلکہ ہر اسلام لانے والے شخص کے اعزہ اور اقارب اس مذموم فریضہ کو انجام دیتے تھے، اگر اسلام قوت کا جواب قوت سے دینے کی اجازت دیتا تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ ہر گھر میں لڑائی ہوتی اور ہر گھرانہ محاذ جنگ بن جاتا، جس کی بناء پر قریش یہ کہنے لگتے کہ یہی تمہارا اسلام ہے، بلکہ اس امن وسلامتی اور صبر کے ساتھ تمام ایذائیں سہنے کے باوجود حج کے موسم میں قریش ہی کہتے تھے کہ محمد (ﷺ) نے باپ اور بیٹے میں جدائی ڈالی ہے، اور ایک خاندان کے افراد کو باہم مدمقابل بنادیا ہے۔

(۴) امن وصبر کا حکم اس لیے بھی ہوا کہ آغاز میں جو دشمنان اسلام تھے وہی بعد میں اسلام کے حامی وناصر بن گئے جیسا کہ حضرت عمر بن الخطابؓ۔

(۵) عربوں کے قبائلی ماحول میں مظلوم کی ہمدردی اور اس کی مدد ایک اخلاقی فضیلت متصور ہوتی تھی، بالخصوص جبکہ ظلم وزیادتی کا شکار ہونے والے کریم النفس اور شریف لوگ ہوں، چنانچہ جب حضرت ابوبکرؓ ہجرت کے ارادے سے مکہ سے نکلے تو ابن الدغنہ انہیں واپس لے آیا اور اس نے حضرت ابوبکرؓ جیسے شخص کے یوں چلے جانے کو سارے عربوں کے لیے باعث عار متصور کیا، اسی طرح قریش نے بنی ہاشم کے شعب ابی طالب میں قید وظلم کے معاہدہ کو چاک کر ڈالا، نیز یہ کہ عرب جیسے قدیم معاشرے میں تکلیف اور اذیت پر صبر بھی ظلم کرنے والوں کے ساتھ مذاق اور استہزاء متصور ہوا کرتا ہے۔

(۶) مسلمانوں کی افرادی قوت بہت کم تھی، وہ مکہ میں محصور تھے، اور مکہ سے باہر دعوت غیر منظم طریقے پر پہنچی تھی، قبائل عرب منتظر تھے کہ اس تحریک کا خود قریش میں کیا انجام ہوتا ہے، ان خیالات میں ممکن تھا کہ مقابلے کی صورت میں مسلمانوں کی یہ قلیل سی تعداد ختم ہوجاتی، اسلامی جماعت مٹ جاتی اور شرک بدستور باقی رہتا، حالانکہ دین اسلام ایک نظام زندگی قائم کرنے اور اس کو ایک واقعی عملی منہاج زندگی کی صورت میں برپا کرنے آیا تھا۔

(۷) مقابلہ اور جنگ کی ناگزیر ضرورت بھی موجود تھی، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ برملا دعوت حق دے رہے تھے، اور آپ کو بنی ہاشم کی حمایت حاصل تھی، اگر عرب قبائل کا ہاتھ آپ کی جانب بڑھتا تو بنی ہاشم اس ہاتھ کو کاٹ ڈالتے کیونکہ ہر قبیلہ قبائلی نظام میں جکڑا ہوا تھا، اور ڈرتا تھا کہ بنو ہاشم سے جنگ میں نہ الجھ جائے، اس نظام نے آپ کو اس امر کا موقع فراہم کیا کہ آپ بنو ہاشم کی حفاظت میں فرائض دعوت انجام دیں، اور دعوت حق قریش کی مجالس میں ان کے عام اجتماعات میں اور کوہ صفا پر ہر مقام پر پہچادیں کہ ان کے آباواجداد کے دین کو باطل ٹھہرادیں اور ان کی روایات وطریقہ عبادت کو غلط بتائیں۔

غرض دعوت اسلام کے لیے موقعہ فراہم تھا کہ قریش اور بنو ہاشم کی تلواریں داعی حق محمد رسول ﷺ کی حفاظت کررہی تھیں۔

یہ تھا وہ ماحول جس کا تقاضا یہ تھا کہ مسلمان اپنے آپ کو جہاد سے روکے رکھیں، اقامت صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کے زریعے اپنے آپ کو آمدہ واقعات کے لیے تیار کرتے رہیں اور خالصتاللہ احکام الہٰی کی تعمیل کرتے رہیں۔

(تفسیر فی ظلال القرآن جلد ۲ ص ۳۳۹ تا ۳۴۱)

سات شہید اور بھی ہیں

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کے راستے میں شہید ہونے والے کے علاوہ سات شہید اور بھی ہیں۔

۱...... پیٹ کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے۔

۲......ڈوب کر مرنے والا۔

۳......نمونیے سے مرنے والا۔

۴......طاعون میں مرنے والا۔

۵......جل کر مرنے والا۔

۶......کسی چیز کے نیچے دب کر مرنے والا۔

۷...... وہ عورت جو بچہ جنتے ہوئے مرجائے۔" (بحوالہ منبہات ابن حجرؒ)

سات چیزوں کو سات چیزوں پر ترجیح دو

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: "عقلمند آدمی کو چاہیئے کہ سات چیزوں کو سات چیزوں پر ترجیح دے۔

۱......فقر کو مال و دولت پر۔

۲......اللہ کے لئے ذلت کو ظاہری و عارضی عزت پر۔

۳......تواضع کو تکبر پر۔

۴......بھوک کو پیٹ بھرنے پر۔

۵......غم کو خوشی پر۔

۶......پستی کو بڑا اور اونچا بننے پر۔

۷......موت کو زندگی پر۔" (بحوالہ منبہات ابن حجرؒ)

آٹھ کا عدد

آٹھ بدنصیب افراد

ابن سعد کا بیان ہے کہ آٹھ عرنی مردوں نے اسلام قبول کیا اور مدینے میں سکونت اختیار کرلی۔ لیکن انہیں اس شہر کی ہوا راس نہ آئی اور بیمار رہنے لگے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے انہیں مدینے سے چھ میل دور قباء کے نواح میں بمقام ذی الجدر بھیج دیا، جہاں آنحضرت ﷺ کی اونٹنیاں چرتی تھیں۔ کچھ عرصہ وہاں رہنے کے بعد جب وہ صحت یاب ہو کر موٹے تازے ہو گئے تو ان کی نیت میں فرق آ گیا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے غلام چرواہے یسار رضی اللہ عنہ کو نہایت بے دردی سے قتل کر دیا اور آپ ﷺ کی اونٹنیاں ہانک کر لے گئے، ان ظالموں نے حضرت یسار رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے اور ان کی زبان اور آنکھوں میں کانٹے چبھوئے، حتیٰ کہ آپ وفات پا گئے۔ جب یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ نے بن جابر فہری کی امامت میں دس آدمیوں کا ایک دستہ ان کے تعاقب میں بھیجا جو انہیں گرفتار کر کے مدینے لے آیا۔ اس وقت آپ ﷺ مدینے سے باہر الغابہ میں زغابہ کے مقام پر تشریف رکھے ہوئے تھے، اس لئے ان کو وہیں لے جایا گیا۔ وہاں آپ ﷺ کے حکم پر ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دی گئیں، جیسے کہ انہوں نے آپ ﷺ کے چرواہے کو قتل کیا تھا۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ یہ ۶ھ کا واقعہ ہے۔ (طبقات جلد۲، ص۹۳)

سہیلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عرنیین کا مثلہ چرواہوں کے قصاص میں کیا تھا کہ انہوں نے آپ ﷺ کی اونٹنیوں کے چرواہوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ

دیئے تھے اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دی تھیں اور مزید اس پر یہ کہ اس وقت تک تحریم مثلہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ (روض الانف حصہ دوم، ص ۱۴۱)

آٹھ چیزوں سے دنیا قائم ہے

دنیا آٹھ چیزوں سے قائم ہے۔

۱. خدائے رحیم کی رحمت سے۔

۲. رسول کریم ﷺ کی رسالت سے۔

۳. حکماء کی عقل وحکمت سے۔

۴. عابدوں کی عبادت سے۔

۵. عالموں کی پند وموعظت سے۔

۶. بادشاہوں کی سیاست وعدالت سے۔

۷. بہادروں کی شجاعت وشہادت سے۔

۸. کریموں کی سخاوت سے۔

آٹھ وجوہات دعائیں قبول نہ ہونے کی

لوگوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا "کیا سبب ہے اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں قبول نہیں فرماتے؟"

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

۱. تم اللہ تعالیٰ کو مانتے ہو، مگر اس کی اطاعت نہیں کرتے۔

۲. رسول اللہ کو جانتے ہو مگر ان کی متابعت نہیں کرتے۔

۳. قرآن کریم پڑھتے ہو مگر اس پر عمل نہیں کرتے۔

۴. اللہ تعالیٰ کی نعمت کھاتے ہو مگر اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔

۵. جانتے ہو کہ دوزخ گنہگاروں کے لئے ہے مگر اس سے ذرا نہیں ڈرتے۔

۶. شیطان کو دشمن سمجھتے ہو مگر اس سے بچتے نہیں۔

۷. موت کو برحق سمجھتے ہو مگر آخرت کا کوئی سامان نہیں کرتے۔

۸. خویش و اقارب کو اپنے ہاتھوں زمین میں دفن کرتے ہو مگر عبرت نہیں پکڑتے، تمہاری دعا کیونکر قبول ہو سکتی ہے؟ (بحوالہ از منبہات ابن حجرؒ)

آٹھ قیمتی باتیں

بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول ہے کہ جو شخص آٹھ باتوں سے عاجز آجائے تو وہ دوسری آٹھ باتیں اختیار کرلے تا کہ اس کی فضیلت پالے۔

پہلی یہ کہ جو کوئی یہ چاہتا ہے کہ سوئے سوئے ہی نماز تہجد کا ثواب پالے، وہ دن کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے۔

دوسری یہ کہ جو آدمی چاہتا ہے کہ روزہ رکھے بغیر نفل روزہ کا ثواب حاصل کرے وہ اپنی زبان کی حفاظت کرے۔

تیسری یہ کہ جو شخص چاہتا ہے کہ علماء کا درجہ حاصل کرے وہ تفکّر اختیار کرے۔

چوتھی یہ کہ جو کوئی گھر بیٹھے ہی نمازیوں اور مجاہدوں کا ثواب چاہتا ہے وہ شیطان سے جہاد کرے۔

پانچویں جو ناداری کے باوجود صدقہ کا اجر لینا چاہتا ہے وہ اپنا سیکھا ہوا علم لوگوں کو سکھائے۔

چھٹی یہ کہ جو کوئی حج سے عاجز آنے کے باوجود اس کی فضیلت چاہتا ہے وہ جمعہ کی حاضری کا پابندی سے اہتمام والتزام رکھے۔

ساتویں یہ کہ جو عبادت گزاروں کا درجہ لینا چاہتا ہے، وہ لوگوں کی باہم مُصالحت کرائے اور ان میں عداوت اور بغض پیدا نہ کرے۔

آٹھویں یہ کہ جو ابدال کا درجہ چاہتا ہے وہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھے اور اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند ہو۔ (بحوالہ از منبہات ابن حجرؒ)

آٹھ اچھی باتیں

۱. جب تم نماز میں ہو تو اپنے دل کی حفاظت کرو۔
۲. جب تم دسترخوان پر بیٹھو تو اپنے حلق کی حفاظت کرو۔
۳. جب تم لوگوں کے درمیان بیٹھو تو اپنی زبان کی حفاظت کرو۔
۴. جب تم کسی کے گھر جاؤ تو اپنی نظروں کی حفاظت کرو۔
۵. موت کو ہمیشہ یاد رکھو۔
۶. اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ یاد رکھو۔
۷. احسان کر کے اپنے احسان کو بھول جاؤ۔
۸. کسی نے بدسلوکی کی ہے تو اس کی بدسلوکی کو ہمیشہ کیلئے بھول جاؤ۔

(اصلاحی بیانات، مفتی عبدالرؤف سکھروی)

آٹھ آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب جنت کو پیدا کیا تو اسے فرمایا کہ کوئی بات کرو وہ کہنے لگی کہ وہ شخص سعادت مند ہوگا جو میرے اندر داخل ہوگا۔ حضرت جبّار جَلَّ وَ اَعلیٰ نے فرمایا میری عزت و جلال کی قسم آٹھ آدمی تجھ میں نہیں آئیں گے۔

۱. ہمیشہ شراب پینے والا یعنی شراب کا عادی
۲. زنا پر اصرار رکھنے والا شخص
۳. چغل خور

۴. دیوث

۵. سپاہی

۶. مخنث (ہجڑا) (سپاہی اور مخنث جیسا کہ عرف عام میں پائے جاتے ہیں وہ مراد ہیں ورنہ بعض مخنث اور سپاہی نیک دل اور خدا پرست ہوتے ہیں۔)

۷. قرابت توڑنے والا

۸. وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے نام پر کوئی عہد کرے اور ایفا نہ کرے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص تیرے پاس کسی کی بات نقل کرتا ہے یقین کرلے کہ وہ تیری بات کسی اور کے پاس نقل کرے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن عبدالعزیز کی خدمت میں ایک آدمی آیا اور کسی شخص کی بات کی آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو ہم تیرے متعلق تحقیق کرلیں تو جھوٹا ہوا تو ان جآء کم فاسق بنبا فتبینوا (۶/۴۹)

''اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کرلیا کرو۔''

کے مصداق میں داخل ہوگا۔ اور تو سچا ہوا تو ھماز مشاء بنمیم (۱۱/۶۸)

''طعنے دینے والا، چغلیاں لگانے والا۔''

میں داخل ہوگا اور اگر تو چاہے تو معاف کردیں۔ وہ شخص بولا امیر المومنین میں معافی چاہتا ہوں آئندہ ایسا نہ کروں گا۔ (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

آٹھ آفتیں قہقہہ مار کر ہنسنے کی

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قہقہہ مار کر ہنسنے سے بہت ہی بچو کہ اس میں آٹھ آفتیں ہیں۔

۱. علم وعمل والے تیری مذمت کریں گے۔

۲. بے وقوف اور جاہل لوگ تجھ پر دلیر ہو جائیں گے۔

۳. اگر تو جاہل ہے تو اس سے تیری جہالت اور بڑھے گی، اگر عالم ہے تو علم میں کمی آئے گی کیونکہ روایت میں ہے کہ عالم جب ہنستا ہے تو اس کے علم کا ایک حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔

۴. اس سے پرانے گناہ بھول جاتے ہیں۔

۵. اس سے آئندہ گناہوں پر جرأت ہوتی ہے کیونکہ ہنسی سے دل سخت ہو جاتا ہے۔

۶. اس سے موت اور اس کے بعد والے حلات سے غفلت اور نسیان پیدا ہوتا ہے۔

۷. تجھے دیکھ کر جو ہنسے گا اس کا بوجھ بھی تجھ پر ہوگا۔

۸. اس ہنسی کی وجہ سے آخرت میں بہت زیادہ رونا پڑے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا جزاء بما کانوا یکسبون. (۸۲/۹)

"سو تھوڑے دنوں ہنس لیں اور بہت دنوں روتے رہیں ان کاموں کے بدلہ میں جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔" (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

آٹھ قسم کے لوگوں کی صحبت کا نتیجہ

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جو شخص آٹھ قسم کے لوگوں کے پاس بیٹھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس میں آٹھ چیزوں کا اضافہ فرماتے ہیں۔

۱. جو اغنیاء کے پاس بیٹھتا ہے اس میں دنیا کی محبت اور حرص بڑھا دیتے ہیں۔

۲. جو فقراء کے پاس بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں شکر اور اپنی تقسیم پر رضامندی کا اضافہ فرماتے ہیں۔

۳. جو سلطان کے پاس بیٹھتا ہے اس میں تکبر اور سنگدلی بڑھتی ہے۔

۴. جو عورتوں کے پاس بیٹھتا ہے اس میں جہالت، شہوت اور عورتوں کی عقل کی طرف میلان ہوتا ہے۔

۵. اور جو نابالغ لڑکوں کے پاس بیٹھتا ہے اس میں غفلت اور مزاح بڑھتا ہے۔

۶. اور جو فاسق لوگوں کے پاس بیٹھتا ہے اس میں گناہوں پر دلیری و جرأت اور توبہ کرنے میں سستی زیادہ ہوتی ہے۔

۷. اور جو صلحاء کے پاس بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں طاعات کی رغبت اور حرام سے پرہیز بڑھاتے ہیں۔

۸. اور جو علماء کے پاس بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں علم اور تقویٰ کا اضافہ فرماتے ہیں۔ (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

آٹھ سوالات حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے جنتیوں کی دھوم دھام کے متعلق اور آنحضرت ﷺ کے جوابات

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

سوال ۱۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ حور عین کی خبر مجھے دیجئے۔

جواب آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ گورے رنگ کی ہیں بڑی بڑی آنکھوں والی۔ سخت سیاہ اور بڑے بڑے بالوں والی ہیں، جیسے کہ گدھ...... کا پر۔''

سوال ۲۔ میں نے کہا یا رسول اللہ لؤلؤ مکنون کی بابت خبر دیجئے۔

جواب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ان کی صفائی اور جوت (چمک) مثل اس موتی کے ہے جو سیپ سے ابھی نکلا ہو جسے کسی کا ہاتھ بھی نہ لگا ہو۔''

سوال ۳۔ میں نے کہا خیرات حسان کیا تفسیر ہے۔

جواب فرمایا: ''خوش خلق و خوبصورت''

سوال ۴۔ میں نے کہا بیض مکنون سے کیا مراد ہے۔

جواب فرمایا: ''ان کی نزاکت اور نرمی انڈے کی اس جھلی کی مانند ہوگی جو اندر

ہوتی ہے۔“

سوال۵۔ میں نے عربا اترابا کے معنی دریافت کئے

جواب فرمایا: اس سے مراد دنیا کی مسلمان جنتی عورتیں ہیں جو بالکل بڑھیا پھونس تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نئے سرے پیدا کیا اور کنواریاں اور خاوندوں کی چہیتیاں اور خاندوں سے عشق رکھنے والیاں اور ہم عمر بنادیں۔“

سوال۶۔ میں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا حورعین۔

جواب: فرمایا” دنیا کی عورتیں حورعین سے افضل ہیں ۔ جسے استرا سے ابرا بہتر ہوتا ہے۔

سوال۷۔ میں نے کہا اس کی افضلیت کی کیا وجہ ہے۔

جواب فرمایا:” نمازیں روزے اور اللہ تعالیٰ کی عبادتیں، اللہ تعالیٰ نے انکے چہرے نور سے ان کے جسم ریشم سے سنوار دیئے ہیں۔ سفید ریشم اور زرد سنہرے ریشم اور زرد سنہرے زیور، کنگھیاں سونے کی، یہ کہتی رہیں گی۔“

نحن الحالدات فلا نموت ابدا ونحن الناعمات فلا نباس ابدا

ونحن المیقات فلا نطعن ابدا ونحن الرضیات فلا نسخط ابدا

طوبی لمن کان لنا وکنا له

یعنی ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں کبھی نہیں مریں گی۔

ہم ناز اور نعمت والیاں ہیں کہ کبھی مفلس اور بے نعمت نہ ہوں گی۔

ہم اقامت کرنے والی ہیں کہ کبھی سفر میں نہیں جائیں گی۔

ہم اپنے خاوندوں سے خوش رہنے والیاں ہیں کہ کبھی روٹھیں گی نہیں

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کیلئے ہم ہیں اور ہم ان کے لئے ہیں۔

سوال۸۔ میں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! بعض عورتوں کے دو دو، تین تین، چار

چار خاوند ہوتے ہیں، اس کے بعد موت آتی ہے مرنے کے بعد اگر یہ جنت میں گئی اور اس کے سب خاوند بھی گئے تو یہ کسے ملی گی۔

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اختیار دیا جائے گا کہ جس کے ساتھ چاہے رہے چنانچہ یہ اسے پسند کرے گی جو اس کے ساتھ بہترین برتاؤ کرتا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے کہے گی کہ پروردگار! یہ مجھ سے بہت اچھی بود و باش رکھتا تھا اسی کے ساتھ نکاح میں مجھے دے۔ (بحوالہ از الکنز المدفون ص ۲۳۴)

آٹھ کنجیاں

۱ جنت کی کنجی "لا الہ الا اللہ" کی شہادت دینا ہے۔
۲ نماز کی کنجی طہارت ہے۔
۳ نیکی کی کنجی سچ ہے۔
۴ علم کی کنجی حسن سوال ہے۔
۵ نصرت و کامیابی کی کنجی صبر ہے۔
۶ مزید نعمت کی کنجی شکر ہے۔
۷ ولایت کی کنجی اللہ تعالیٰ کی محبت اور ذکر ہے۔
۸ فلاح کی کنجی تقویٰ ہے۔ (بحوالہ کشکول معرفت)

آٹھ مسائل کا حصول تینتیس برس میں

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کو جب اپنے مرشد حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہتے ہوئے ۳۳ برس گزر گئے تو ایک دن حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے پوچھا حاتم تمہیں میرے پاس رہتے ہوئے کتنا عرصہ ہوگیا عرض کیا ۳۳ برس حضرت شفیق رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ ان ۳۳ برسوں میں کیا سیکھا فرمایا آٹھ مسئلے حضرت شیخ بلخیؒ نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون اتنی طویل مدت اور صرف آٹھ مسئلے، معلوم

ہوتا ہے کہ تمہاری عمر رایگاں گئی۔ حضرت حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی کہ اے استاد محترم میں جھوٹ بولنے سے طبعاً نفرت کرتا ہوں فی الواقع میں صرف آٹھ مسائل ہی حاصل کر سکا حضرت شفیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اچھا تو وہ کون سے آٹھ مسائل ہیں ذرا میں بھی سنوں۔

حضرت حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی:

پہلا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ایک شخص کسی خاص شے کو محبوب رکھتا ہے جو تا دم مرگ اس کے ساتھ رہتی ہے جب اس کا رشتہ حیات منقطع ہو جاتا ہے تو وہ اپنی محبوب شے سے جدا ہوتا ہے لیکن میں نے حسنات کو اپنا محبوب بنالیا ہے جو مرنے کے بعد بھی میرے ساتھ رہیں گی۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے اس آیت واما من خاف مقامَ ربّہٖ ونھی النّفسَ عنِ الھویٰ. فانّ الجنۃَ ھیَ الماْوٰی پر غور کیا اور اپنے نفس کی خواہشات پر قابو پانے کی عادت ڈالی یہاں تک کہ وہ حق تعالیٰ کی اطاعت میں راسخ ہو گیا۔

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ ایک دوسرے کی حالت دیکھ کر حسد کرتے ہیں چنانچہ میں نے اس بارے میں حق تعالیٰ سے رہنمائی چاہی تو اس کے کلام میں یہ پایا۔

نحنُ قسَمنا بینَھُم معیشتَھُم فی الحیوٰۃِ الدُّنیا

(ہم نے تقسیم کیا ہے لوگوں میں ان کی ضروریات معاش کو) اس حکم الٰہی کو میں نے ذہن نشین کر لیا اور حسد سے یکسر کنارہ کش ہو گیا جب قسمت اللہ کے یہاں سے ہے تو پھر خلق سے عداوت کیسی؟

چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے ہر شخص کو دیکھا کہ وہ کسی نہ کسی چیز پر بھروسہ کرتا ہے کوئی مال پر بھروسہ کرتا ہے کوئی زمین پر کوئی تجارت پر کوئی ہنر پر کوئی صحت بدنی پر لیکن جب میں نے اللہ کا کلام دیکھا تو اس میں یہ پایا۔ ومن یتوکّل علی اللہ فھو

حسبہٗ (جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہے)

پانچواں مسئلہ یہ ہے کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے حسب ونسب مال ومنال اور جاہ ومنصب پر نازاں ہیں میں نے ان چیزوں پر غور کیا تو بے کار محض معلوم ہوئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اِنّ اکرَمکُم عِندَاللہ اَتقاکُم

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

چنانچہ میں نے تقویٰ اختیار کیا کہ حق تعالیٰ کے نزدیک بہتر قرار پاؤں۔

چھٹا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ہر شخص روٹی کے ایک ٹکڑے کے لئے اپنے نفس کو ذلیل کرتا ہے اور ایسے ایسے کام کر گزرتا ہے جو ناجائز ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے۔

وما من دآبۃٍ فی الارض الا علی اللہ رِزقُھا

(کوئی جاندار نہیں جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو) میں نے یہ یقین کر کے کہ میں بھی اس مخلوق میں شامل ہوں جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے حصول رزق کے لئے ادھر ادھر دوڑنا بھاگنا ترک کر دیا اور حق تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔

ساتواں مسئلہ یہ ہے کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ جس شخص کے پاس کوئی قیمتی چیز ہے وہ اس کو سنبھال کر رکھتا ہے اور مقدور بھر اس کی حفاظت کرتا ہے لیکن جب میں نے کلام اللہ کو دیکھا تو اس میں یہ پایا۔

"ماعندکُم ینفدُ وما عنداللہ باق"

(تمہارے پاس جو کچھ ہے وہ سب ختم ہو جائے گا اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ باقی رہے گا پس اپنی دانست میں جس چیز کو میں نے قیمتی پایا اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف پھیر دیا تاکہ اس کے پاس موجود رہے۔

آٹھواں مسئلہ یہ ہے کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ زمین پر فساد برپا کرتے ہیں اور ایک دوسرے کا گلا کاٹتے ہیں میں نے کلام الٰہی کی طرف رجوع کیا تو اس میں یہ پایا۔

انّ الشیطانَ لکُم عدُوّفا تّخِذُ وہُ عدُوّا ، انّما یدعُوا حِزبَہٗ لیکُونُوا مِن أصحابِ السّعیر .

(شیطان تمہارا دشمن ہے اس کو دشمن سمجھو وہ اپنے گروہ کو اس کی طرف بلاتا ہے تاکہ دوزخی ہو جائے) چنانچہ میں نے صرف شیطان کو اپنا دشمن سمجھ لیا اور باقی سب مخلوق کی عداوت ترک کر دی۔

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر فرمایا اے حاتمؒ اللہ تجھ پر فضل کرے میں نے تمام کتب سماوی پر غور کیا تو ان سب کی اصل یہی آٹھ مسئلے پائے ہیں دوسرے سب مسائل انہی آٹھ مسلوں کی شاخیں ہیں۔ (بحوالہ حکایات صوفیہ از طالب ہاشمی)

آٹھ چیزیں آٹھ چیزوں سے سیر نہیں ہوتی

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”آٹھ چیزیں آٹھ چیزوں سے سیر نہیں ہوتی:

۱۔ آنکھ دیکھنے سے۔
۲۔ زمین بارش سے۔
۳۔ مؤنث مذکر سے۔
۴۔ عالم علم سے۔
۵۔ مانگنے والا سوال کرنے سے۔
۶۔ لالچی مال جمع کرنے سے۔
۷۔ سمندر پانی سے۔
۸۔ آگ لکڑی سے۔“

(بحوالہ منبہات ابن حجرؒ)

آٹھ حدیثوں میں بیس۲۰ اہم نصیحتیں

(۱)...... مسند احمد میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں تین قسم کے لوگ ہیں جن سے نہ تو اللہ جل شانہ کلام کرے گا اور نہ ان کی طرف قیامت کے دن نظر رحمت سے دیکھے

گا، اور نہ انہیں پاک وصاف کرے گا، حضرت ابوذرؓ نے یہ سن کر کہا یہ کون لوگ ہیں؟ یا رسول اللہ یہ تو بڑے گھاٹے اور نقصان میں پڑے، حضور ﷺ نے تین مرتبہ یہ فرمایا پھر جواب دیا کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا، جھوٹی قسم سے اپنا سودا بیچنے والا، دیکر احسان جتلانے والے، مسلم وغیرہ میں بھی یہ حدیث ہے۔

(۲)......مسند احمد میں ہے ابوالحمس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ملا اوران سے ذکر کیا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث روایت کرتے ہیں، تو فرمایا سنو! میں رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ تو بول نہیں سکتا جبکہ میں نے حضور ﷺ سے سن لیا ہو، آپ کہیے وہ حدیث کیا ہے؟ جواب دیا کہ تین قسم کے لوگوں کو اللہ ذوالکرم دوست رکھتا ہے، اور تین قسم کے لوگوں کو دشمن، تو فرمانے لگے ہاں یہ حدیث میں نے بیان کی ہے اور میں نے حضور ﷺ سے سنی بھی ہے، میں نے پوچھا کس کس کو دوست رکھتا ہے، فرمایا ایک تو وہ جو مردانگی سے اللہ سبحانہ کے دشمنان مقابلے میں میدان جہاد میں کھڑا ہو جائے یا تو اپنا سینہ چھلنی کروالے یا فتح کر کے لوٹے، دوسرا وہ شخص جو کسی قافلے کے ساتھ سفر میں ہے، بہت رات گئے تک قافلہ چلتا رہا جب تھک کر چور چور ہو گئے تو پڑاؤ ڈالا تو سب سو گئے اور یہ جاگتا رہا اور نماز میں مشغول رہا حتی کہ کوچ کے وقت سب کو جگا دیا، تیسرا وہ شخص جس کا پڑوسی اسے ایذاء پہنچاتا ہے اور وہ اس پر صبر وضبط کرے یہاں تک کہ موت یا سفران دونوں میں جدائی کرے، میں نے کہا اور وہ تین کون ہیں جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہے فرمایا بہت قسمیں کھانے والا تاجر اور تکبر کرنے والا فقیر اور وہ بخیل جس سے کبھی احسان ہو گیا تو جتانے بیٹھے یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔

(۳)......مسند احمد میں کندہ قبیلے کے ایک شخص امرؤالقیس بن عامر کا ایک حضرمی شخص سے زمین کے بارے میں جھگڑا ہو گیا جو حضور ﷺ کے سامنے پیش ہوا تھا تو آپ نے فرمایا کہ حضرمی اپنا ثبوت پیش کرے اس کے پاس کوئی ثبوت نہ تھا، تو آپ نے فرمایا اب کندی قسم کھالے تو حضرمی کہنے لگا یا رسول اللہ جب اس کی قسم پر ہی فیصلہ ٹھہرا تو رب کعبہ کی

قسم پر میری زمین لے جائے گا آپ نے فرمایا جو شخص جھوٹی قسم سے کسی کا مال اپنا کر لے گا تو جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملے گا تو وہ اس سے ناخوش ہوگا پھر آنحضرت ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی تو امرؤالقیس نے کہا یا رسول اللہ اگر کوئی چھوڑ دے تو اسے اجر کیا ملے گا؟ آپ نے فرمایا کہ جنت، تو کہنے لگے یا رسول اللہ گواہ رہیے کہ میں نے وہ ساری زمین اس کے نام چھوڑ دی، یہ حدیث نسائی میں بھی ہے۔

(۴)......مسند احمد میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو شخص جھوٹی قسم کھائے تا کہ اس سے کسی مسلمان کا مال چھین لے تو اللہ جل جلالہ سے جب ملے گا تو اللہ عز وجل اس پر سخت غضب ناک ہوگا، حضرت اشعث ؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم میرے ہی بارے میں یہ ہے۔ ایک یہودی اور میری شرکت میں ایک زمین تھی اس نے میرے حصہ کی زمین کا انکار کر دیا، میں اسے خدمت نبوی میں لایا حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا تیرے پاس کچھ ثبوت ہے؟ میں نے کہا نہیں، آپ نے یہودی سے فرمایا تو قسم کھالے، ں نے کہا حضور ﷺ یہ تو قسم کھالے گا اور میرا مال لے جائے گا، پس اللہ عز وجل نے یہ آیت نازل فرمائی، یہ حدیث بخاری مسلم میں بھی ہے۔

(۵)......مسند احمد میں ہے حضرت ابن مسعود ؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مسلم مرد کا مال بغیر حق کے لے لے وہ اللہ ذوالجلال سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا، وہیں حضرت اشعث بن قیس ؓ آگے آئے اور فرمانے لگے ابو عبدالرحمٰن آپ کون سی حدیث بیان کرتے ہیں، ہم نے دہرائی تو فرمایا یہ حدیث میرے ہی بارے میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمائی ہے، میرا اپنے چچا کے لڑکے سے ایک کنوئیں کے بارے میں جھگڑا تھا جو اس کے قبضے میں تھا حضور ﷺ کے پاس جب ہم اپنا مقدمہ لے گئے تو آپ نے فرمایا تو اپنی دلیل اور ثبوت لا کہ یہ کنواں تیرا ہے ورنہ اس کی قسم پر فیصلہ ہوگا، میں نے کہا حضرت میرے پاس تو کوئی دلیل نہیں اور اگر اس قسم پر معاملہ رہا تو میرا کنواں لے جائے گا میرا مقابل تو فاجر شخص ہے، اس وقت حضور ﷺ نے یہ حدیث بھی بیان فرمائی

اور اس آیت کی بھی تلاوت کی۔

(۶)......مسند احمد میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہ کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا، پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) وہ کون ہیں؟ فرمایا اپنے ماں باپ سے بیزار ہونے والے اور ان سے بے رغبتی کرنے والی لڑکی اور اپنی اولاد سے بیزار اور الگ ہونے والا باپ اور وہ شخص کہ جس پر کسی قوم کا احسان ہے وہ اس سے انکار کر جائے اور آنکھیں پھیر لے اور ان سے یکسوئی کرے۔

(۷)......ابن ابی حاتم میں ہے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنا سودا بازار میں رکھا اور قسم کھائی کہ اس کو اتنا بھاؤ دیا جاتا تھا تا کہ کوئی مسلمان اس میں پھنس جائے، پس یہ آیت نازل ہوئی، صحیح بخاری میں بھی یہ روایت مروی ہے۔

(۸)......مسند احمد میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں تین شخصوں سے اللہ رب العزت قیامت والے دن بات نہ کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا نہ انہیں پاک کرے گا، اور ان کے لئے دکھ درد کے عذاب ہیں ایک وہ جس کے بچا ہوا پانی ہے پھر وہ کسی مسافر کو نہیں دیتا، دوسرا وہ جو عصر کے بعد جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال فروخت کرتا ہے، تیسرا وہ بادشاہ مسلمان سے بیعت کرتا ہے اس کے بعد اگر وہ اسے مال دے تو بری کرتا ہے اگر نہیں دیتا تو نہیں کرتا ہے، یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی میں بھی ہے اور امام ترمذی اسے حسن صحیح کہتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۳۹۴۔۳۹۳ ج ۱)

آٹھ دال

دنیا کا مدار آٹھ دال پر ہے۔

۱۔دولت ۲۔دین ۳۔دنیا

۴۔درہم ۵۔دینار ۶۔دابتہ

آٹھ چیزیں آٹھ چیزوں کے لئے زینت کا باعث ہیں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''آٹھ چیزیں آٹھ چیزوں کے لئے زینت کا باعث ہیں:

۱۔ پاکدامنی فقر کے لئے زینت کا سبب ہے۔

۲۔ شکر کرنا نعمت کی زینت ہے۔

۳۔ صبر، آزمائش کی زینت ہے۔

۴۔ حِلم، علم کی زینت ہے۔

۵۔ عاجزی طالب علم کیلئے زینت ہے۔

۶۔ زیادہ رونا ڈرنے کی زینت ہے۔

۷۔ احسان نہ جتلانا، احسان کی زینت ہے۔

۸۔ خشوع، نماز کی زینت ہے۔'' (بحوالہ منبہات ابن حجرؒ)

آٹھ تاریخی خطبات مختلف طبقات سے امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے

امام شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے امت کے مختلف طبقات سے خصوصی خطاب کئے ہیں، جن میں امام موصوف نے سلاطین اسلام، امراء وارکان دولت، فوجی سپاہیوں، مشائخ کی اولاد اور غلط کار علماء، اور واعظوں کی دکھتی رگوں پر انگلی رکھی ہے۔ چند خطبات کے اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ تاریخ کے طالب علم اور ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے انسان کے لیے مشعل راہ ہے، طوالت ضرور ہے مگر...... اپنا چہرہ آئینہ میں دیکھنا بھی ضروری ہے۔ (از مؤلف)

سلاطین اسلام سے خطاب

اے بادشاہو! ملأ اعلیٰ کی مرضی اس زمانہ میں اس امر پر مستقر ہو چکی ہے کہ تم

نہ ہو جائیں ،اور اہل کفر وفسق کے سرکش لیڈر کمزوروں کے گروہ میں جا کر شامل نہ ہو جائیں،اور یہ کہ ان کے قابو میں پھر کوئی ایسی بات نہ رہ جائے جس کی بدولت وہ آئندہ سر اُٹھا سکیں "وقاتلوهم حتیٰ لا تكون فتنة ويكون الدين كله لله" (یعنی ان سے جنگ کرتے رہو تا آنکہ فتنہ فرو ہو جائے اور دین صرف اللہ کے لیے مخصوص ہو جائے۔) پھر جب کفر واسلام کے درمیان ایسا کھلا نمایاں امتیاز پیدا ہو جائے، تب تمہیں چاہیے کہ ہر تین دن یا چار دن کے سفر کی منزلوں پر اپنا ایک حاکم مقرر کرو، ایسا حاکم جو عدل وانصاف کا مجسمہ ہو، قوی ہو، جو ظالم سے مظلوم کا حق وصول کر سکتا ہو اور خدا کے حدود کو قائم کر سکتا ہو اور اس میں سرگرم ہو کہ پھر لوگوں میں بغاوت وسرکشی کے جذبات پیدا نہ ہوں، نہ وہ جنگ پر آمادہ ہوں اور نہ دین سے مرتد ہونے کی کسی میں جرأت باقی رہے۔ نہ کسی گناہ کبیرہ کے ارتکاب کی کسی کو مجال ہو، اسلام کا کھلے بندوں اعلان ہو اور اس کے شعائر کا علانیہ اظہار کیا جائے ، ہر شخص اپنے متعلقہ فرائض کو صحیح طور پر ادا کرے، چاہئے کہ ہر شہر کا حاکم اپنے پاس اتنی قوت رکھے جس کے ذریعے سے اپنی متعلقہ آبادی کی اصلاح کر سکتا ہو۔

مگر اسی کے ساتھ اس کو اتنی قوت فراہم کرنے کا موقع نہ دیا جائے جس کے بل بوتے پر وہ خود ان سے نفع گیر ہونے کی تدبیریں سوچنے لگے، اور حکومت کے مقابلہ پر آمادہ ہو جائے۔ چاہیے کہ اپنے متعلقہ مقبوضات کے بڑے علاقہ اور اقلیم پر ایسے امیر مقرر کیے جائیں جو جنگی مہمات کا بھی اختیار رکھتے ہوں۔ ایسے امیر کے ساتھ بارہ ہزار کی جمعیت رکھی جائے، مگر جمعیت ایسے آدمیوں سے بھرتی ہو جن کے دل میں جہاد کا ولولہ ہو اور خدا کی راہ میں کسی کی ملامت سے خوف زدہ نہ ہوں، ہر سرکش اور متمرد سے جنگ اور مقابلہ کی ان میں صلاحیت ہو۔ اے بادشاہو! جب تم یہ کر لو گے تو اس کے بعد ملأ اعلیٰ کی رضا مندی یہ چاہے گی کہ تم، لوگوں کی منزلی اور عائلی زندگی کی طرف توجہ کرو، ان کے باہمی معاملات کو سلجھاؤ، اور ایسا کر دو کہ پھر کوئی معاملہ ایسا نہ ہونے پائے جو شرعی قوانین کے مطابق نہ ہو، اسی کے بعد لوگ امن وامان کی صحیح مسرت سے فائز المرام ہو سکتے ہیں۔

امراء وارکان دولت سے خطاب

اے امیرو! دیکھو کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے، دنیا کی فانی لذتوں میں تم ڈوبے جا رہے ہو، اور جن لوگوں کی نگرانی تمہارے سپرد ہوئی ہے ان کو تم نے چھوڑ دیا ہے، تاکہ ان میں بعض بعض کو کھاتے اور نگلتے رہیں۔ کیا تم اعلانیہ شرابیں نہیں پیتے؟ اور پھر اپنے اس فعل کو بُرا بھی نہیں سمجھتے، تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ بہت سے لوگوں نے اونچے اونچے محل اس لیے کھڑے کئے ہیں کہ ان میں زناکاری کی جائے، اور شرابیں ڈھالی جائیں، جُوا کھیلا جائے لیکن تم اس میں دخل نہیں دیتے، اور اس حال کو نہیں بدلتے، کیا حال ہے ان بڑے بڑے شہروں کا جن میں چھ سو سال سے کسی پر حد شرعی نہیں جاری ہوئی، جب کوئی کمزور مل جاتا ہے تو اسے پکڑ لیتے ہیں، اور جب قوی ہوتا ہے تو چھوڑ دیتے ہو، تمہاری ساری ذہنی قوتیں اس پر صرف ہو رہی ہیں کہ لذیذ کھانوں کی قسمیں پکواتے رہو، اور نرم گداز جسم والی عورتوں سے لطف اٹھاتے رہو، اچھے کپڑوں اور اونچے مکانات کے سوا تمہاری توجہ اور کسی طرف منعطف نہیں ہوتی۔ کیا تم نے اپنے سر کبھی اللہ کے سامنے جھکائے؟ خدا کا نام تمہارے پاس صرف اس لیے رہ گیا ہے کہ اپنے تذکروں اور قصے کہانیوں میں اس نام کو استعمال کرو، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے لفظ سے تمہاری مراد زمانہ کا انقلاب ہے، کیونکہ تم اکثر بولتے ہو خدا قادر ہے کہ ایسا کردے، یعنی زمانہ کے انقلاب کی یہ تعبیر ہے۔

فوجی سپاہیوں کو خطاب

اے فوجیو! اور عسکریو! تمہیں خدا نے جہاد کے لیے پیدا فرمایا تھا، مقصد یہ تھا کہ اللہ کی بات اونچی ہوگی، اور خدا کا کلمہ بلند ہوگا، اور شرک اور اس کی جڑوں کو تم دنیا سے نکال پھینکو گے، لیکن جس کام کے لیے تم پیدا کئے گئے تھے اسے تم چھوڑ بیٹھے، اب جو تم گھوڑے پالتے ہو، ہتھیار جمع کرتے ہو، اس کا مقصد صرف یہ رہ گیا ہے کہ محض اس سے اپنی دولت میں اضافہ کرو۔ اس سلسلہ میں جہاد کی نیت سے تم بالکل خالی الذہن رہتے ہو۔ تم شرابیں [illegible] داڑھیاں منڈواتے ہو، اور مونچھیں بڑھاتے

ہو، عام لوگوں پر زیادتیاں اور ظلم کرتے ہو حالانکہ جو کچھ ان کا لے کر کھاتے ہو اس کی قیمت ان تک نہیں پہنچتی۔ خدا کی قسم تم عنقریب اللہ کی طرف واپس جاؤ گے، پھر تمہیں وہ بتائے گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے، تمہارے ساتھ خدا کی یہ مرضی ہے کہ اچھے پارسا صالحین غازیوں کا لباس اور ان کی وضع اختیار کرو، چاہیے کہ اپنی ڈاڑھیاں بڑھاؤ، مونچھیں کٹواؤ، پنج وقتہ نماز ادا کیا کرو، اور عام لوگوں کے مال سے بچتے رہو، جنگ اور مقابلے کے میدان میں ڈٹے رہو، تمہیں چاہئے کہ سفر اور جنگ وغیرہ کے موقع پر نماز میں جو آسانیاں اور رخصتیں رکھی گئی ہیں انہیں سیکھ لو، مثلاً قصر کرنا، جمع کرنا، سنتوں کے ترک کرنے کی اجازت ہے، اس سے واقف ہونا، تیمم کی اجازت سے مطلع ہونا، پھر اس کے بعد نماز کو خوب زور سے پکڑلو اور اپنی نیتوں کو درست کرلو، اللہ تعالیٰ تمہارے جاہ ومنصب میں برکت دے گا اور دشمنوں پر تمہیں فتح عطا فرمائے گا۔

اہل صنعت وحرفت سے خطاب

ارباب پیشہ! دیکھو امانت کا جذبہ تم سے مفقود ہوگیا ہے، تم اپنے رب کی عبادت سے بالکل خالی الذہن ہو چکے ہو، اور تم اپنے فرضی بنائے ہوئے معبودوں پر قربانیاں چڑھاتے ہو، تم مدر اور سالار کا حج کرتے ہو، تم میں بعض لوگوں نے فال بازی اور ٹوٹکا اور گنڈے وغیرہ کا پیشہ اختیار کر رکھا ہے، یہی ان کی دولت ہے، اور یہی ان کا ہنر ہے، یہ لوگ خاص قسم کا لباس اور جامہ اختیار کرتے ہیں، خاص طرح سے کھانے کھاتے ہیں ان میں جن کی آمدنی کم ہوتی ہے وہ اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کے حقوق کی پروانہیں کرتے۔ تم میں بعض صرف شراب خوری کو پیشہ بنائے ہوئے ہیں، اور تم ہی میں کچھ لوگ عورتوں کو کرایہ پر چلا کر پیٹ پالتے ہیں، یہ کیسا بد بخت آدمی ہے، اپنی دنیا اور آخرت دونوں برباد کر رہا ہے، حالانکہ حق تعالیٰ نے تمہارے لیے مختلف قسم کے پیشے اور کمانے کھانے کے دروازے کھول رکھے ہیں جو تمہاری اور تمہارے متعلقین کی ضرورتوں کے لیے کافی ہو سکتے ہیں بشرطیکہ تم اعتدال

جو تمہیں بآسانی اخروی زندگی کے نتائج تک پہنچا دے، لیکن تم نے خدا کی ناشکری کی، اور غلط راہ حصول رزق کی اختیار کی، کیا تم جہنم کے عذاب سے نہیں ڈرتے؟ جو بڑا بُرا بچھونا ہے۔

دیکھو! اپنی صبح وشام کو تم خدا کی یاد میں بسر کیا کرو، اور دن کے بڑے حصے کو اپنے پیشہ میں صرف کرو، اور رات کو اپنی عورتوں کے ساتھ گزارو، اپنے خرچ کو اپنی آمدنی سے ہمیشہ کم رکھا کرو، پھر جو بچ جایا کرے اس سے مسافروں کی مسکینوں کی مدد کیا کرو، اور کچھ اپنے اتفاقی مصائب اور ضرورتوں کے لیے پسماندہ بھی کیا کرو۔ تم نے اگر اس راہ کو اختیار نہ کیا تو تم غلط راہ پر جا رہے ہو اور تمہاری تدبیر درست نہیں ہے۔ پھر اسی طرح مشائخ کی اولاد اس زمانہ کے طلبۂ علم اور واعظوں زاہدوں کو بھی آپ نے خصوصیت کے ساتھ پکارا ہے مثلاً مشائخ کی اولاد کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

مشائخ کی اولاد یعنی پیرزادوں سے خطاب

اے وہ لوگو! جو اپنے آبا واجداد کے رسوم کو بغیر کسی حق کے پکڑے ہوئے ہو، یعنی گزشتہ بزرگان دین کی اولاد میں ہو، میرا آپ سے سوال ہے کہ آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ ٹکڑیوں ٹکڑیوں، ٹولیوں ٹولیوں میں آپ بنٹ گئے ہیں، ہر ایک اپنے اپنے راگ اپنی اپنی منڈلی میں الاپ رہا ہے، اور جس طریقہ کو اللہ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے نازل فرمایا تھا، اور محض اپنے لطف وکرم سے جس راہ کی طرف راہنمائی فرمائی تھی، اسے چھوڑ کر ہر ایک تم میں ایک مستقل پیشوا بنا ہوا ہے، اور لوگوں کو اسی کی طرف بلا رہا ہے، اپنی جگہ اپنے کو راہ یافتہ اور راہ نما ٹھہرائے ہوئے ہے، حالانکہ دراصل وہ خود گم کردۂ راہ اور دوسروں کو بھٹکانے والا ہے، ہم ایسے لوگوں کو قطعاً پسند نہیں کرتے جو محض لوگوں کو اس لیے مرید کرتے ہیں تاکہ ان سے ٹکے وصول کریں، ایک علم شریف کو سیکھ کر دنیا بٹورتے ہیں، کیونکہ جب تک اہل دین کی شکل وشباہت اور طرز وانداز وہ نہ اختیار کریں گے، دنیا

حاصل نہ ہو سکے

اور نہ میں ان لوگوں سے راضی ہوں جو سوائے اللہ اور رسول کے خود اپنی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں اور اپنی مرضی کی پابندی کا لوگوں کو حکم دیتے ہیں، یہ لوگ بٹ مار اور راہ گیر ہیں، ان کا شمار دجالوں، کذابوں، فتانوں اور ان لوگوں میں ہے جو خود فتنہ اور آزمائش کے شکار ہیں۔

خبردار! خبردار! ہرگز اس کی پیروی نہ کرنا جو اللہ کی کتاب اور رسول کی سنت کی طرف دعوت نہ دیتا ہو، اور اپنی طرف بلاتا ہو، اور چاہیے کہ زبانی جمع خرچ صوفیائے کرام کے اشاروں کے متعلق عام مجلسوں میں نہ کیا جائے کیونکہ مقصد تو (تصوف) سے صرف یہ ہے کہ آدمی کو احسان کا مقام حاصل ہو جائے۔لوگو، دیکھو! کیا تمہارے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس ارشاد میں کوئی عبرت نہیں ہے۔

وان ھٰذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السّبُل فتفرّق بکم عن سبیلہٖ

(الانعام ۱۵۳)

"یہ میری راہ ہے سیدھی، تو اس پر چل پڑو اور مختلف راہوں کے پیچھے نہ پڑو، وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بچھڑا دیں گے"۔

پھر اس زمانہ کے طلبۂ علم کو خطاب کر کے فرماتے ہیں۔

غلط کار علماء سے خطاب

ارے بدعقلو! جنھوں نے اپنا نام علماء رکھ چھوڑا ہے، تم یونانیوں کے علوم میں ڈوبے ہوئے ہو، اور صرف ونحو ومعانی میں غرق ہو، اور سمجھتے ہو کہ یہی علم ہے، یاد رکھو! علم یا تو قرآن کی کسی آیت محکم کا نام ہے، یا سنت ثابتہ قائمہ کا۔چاہیے کہ قرآن سیکھو، پہلے اس کے غریب لغات کو حل کرو، پھر سبب نزول کا پتہ چلاؤ، اور اس کے مشکلات کو حل کرو، اسی طرح جو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح ثابت ہو چکی ہے اسے محفوظ کرو، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کس طرح پڑھتے تھے، وضوء کرنے کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا طریقہ تھا، اپنی ضرورت کے لیے کس طرح جاتے تھے، اور حج کیونکر ادا فرماتے تھے، جہاد کا آپ

کے ہاں کیا قاعدہ تھا، گفتگو کا کیا انداز تھا، اپنی زبان کی حفاظت کس طرح فرماتے تھے
۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیا تھے، چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری روش کی
پیروی کرو، اور آپ کی سنت پر عمل کرو، مگر اس میں بھی اس کا خیال رہے کہ جو سنت ہے اسے
سنت ہی سمجھو، نہ کہ اسے فرض کا درجہ عطا کرو، اسی طرح چاہیے کہ جو تم پر فرائض ہیں انہیں
سیکھو، مثلاً وضو کے ارکان کیا ہیں، نماز کے ارکان کیا ہیں، زکوٰۃ کا نصاب کیا ہے؟ قدر
واجب کیا ہے، میت کے حصوں کی مقدار کیا ہے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عام سیرت کا
مطالعہ کرو، جس سے آخرت کی رغبت پیدا ہو، صحابہ اور تابعین کے حالات پڑھو اور یہ چیزیں
فرائض سے فاضل اور زیادہ ہیں لیکن ان دنوں تم جن چیزوں میں الجھے ہوئے ہو اور جس
میں سرکھپا رہے ہو، اس کو آخرت کے علم سے کیا واسطہ، یہ دنیا کے علوم ہیں۔

پھر ان ہی طلباء کو فرماتے ہیں!

''جن علوم کی حیثیت صرف ذرائع اور آلات کی ہے (مثلاً صرف ونحو وغیرہ) تو ان
کی حیثیت آلہ اور ذریعہ ہی کی رہنے دو، نہ کہ خود انہی کو مستقل علم بنا بیٹھو، علم کا پڑھنا تو اس
لیے واجب ہے کہ اس کو سیکھ کر مسلمانوں کی بستیوں میں اسلامی شعائر کو رواج دو لیکن تم نے
دینی شعائر اور اس کے احکام کو تو پھیلایا نہیں اور لوگوں کو زائد از ضرورت باتوں کا مشورہ
دے رہے ہو۔تم نے اپنے حالات سے عام مسلمانوں کو یہ باور کرادیا ہے کہ علماء کی بڑی
کثرت ہو چکی ہے، حالانکہ ابھی کتنے بڑے بڑے علاقے ہیں جو علماء سے خالی ہیں، اور
جہاں علماء پائے بھی جاتے ہیں وہاں بھی دینی شعاروں کو غلبہ حاصل نہیں ہے''۔

پھر آپ نے ان لوگوں کو بھی مخاطب کیا ہے جنہوں نے اپنے وسوسوں کا نام دین رکھ
چھوڑا ہے، اور جو ان کے وسواسی معیار پر پورا نہیں اترتا گویا دین سے خارج ہے۔اس گروہ
میں زیادہ تر زہاد، عباد، اور وعاظ ہی اس زمانہ میں مبتلا تھے، اس لیے عنوان کا آغاز انہیں
سے کیا گیا ہے فرماتے ہیں۔

دین میں تنگی پیدا کرنے والے واعظوں اور کج نشین زاہدوں سے خطاب

دین میں خشکی اور سختی کی راہ اختیار کرنے والوں سے میں پوچھتا ہوں، اور واعظوں اور عابدوں اور ان کج نشینوں سے سوال ہے جو خانقاہوں میں بیٹھے ہیں، کہ یہ جبرا اپنے اوپر دین کو عائد کرنے والو! تمہارا کیا حال ہے، ہر بُری بھلی بات، ہر رطب ویابس پر تمہارا ایمان ہے، لوگوں کو تم جعلی اور گڑھی ہوئی حدیثوں کا وعظ سناتے ہو، اللہ کی مخلوق پر تم نے زندگی تنگ کر چھوڑی ہے، حالانکہ تم تو (اے امت محمدیہ) اس لیے پیدا ہوئے تھے کہ لوگوں کو آسانیاں بہم پہنچاؤ گے، نہ کہ ان کو دشواریوں میں مبتلا کردو گے، تم ایسے لوگوں کی باتیں دلیل میں پیش کرتے ہو جو بیچارے مغلوب الحال تھے اور عشق ومحبت الٰہی میں عقل وحواس کھو بیٹھے تھے، حالانکہ اہل عشق کی باتیں وہیں کی وہیں لپیٹ کر رکھدی جاتی ہیں، نہ کہ ان کا چرچا کیا جاتا ہے، تم نے وسواس کو اپنے لیے گوارا کرلیا ہے، اور اس کا نام احتیاط رکھ چھوڑا ہے، حالانکہ تمہیں صرف یہ چاہئے تھا کہ اعتقاداً وعملاً احسان کے مقام کے لیے جن امور کی ضرورت ہے بس اس کو سیکھ لیتے، لیکن جو بیچارے اپنے اپنے خاص حال میں مغلوب تھے، خواہ مخواہ ان کی باتوں کو احسانی، خالص امور میں گڈمڈ کرنے کی حاجت نہ تھی، اور نہ ارباب کشف کی چیزوں کو ان میں مخلوط کرنے کی ضرورت تھی، چاہئے کہ مقام احسان کی طرف لوگوں کو بلاؤ، پہلے اسے خود سیکھ لو پھر دوسروں کو دعوت دو۔ کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ سب سے بڑی رحمت اور سب سے بڑا اکرم اللہ کا وہ ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنچایا ہے۔ وہی صرف ہدایت ہے جو آپ کی ہدایت ہے پھر تم کیا بتا سکتے ہو؟ کہ تم جن افعال کو کرتے ہو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام ﷺ کیا کرتے تھے۔

آخر میں ایک عام خطاب عام مسلمانوں کے نام ہے جس میں کسی خاص طبقہ کی تخصیص نہیں ہے فرماتے ہیں۔

عام امت مسلمہ سے جامع خطاب امراض کی تشخیص اور علاج کی تجویز

میں مسلمانوں کی عام جماعت کی طرف اب مخاطب ہوں اور کہتا ہوں، اے آدم

کے بچو! دیکھو تمہارے اخلاق سو چکے ہیں، تم پر بیجا حرص و آز کا ہو، سوار ہو گیا ہے، تم پر شیطان نے قابو پالیا ہے، عورتیں مردوں کے سر چڑھ گئیں ہیں، اور مرد عورتوں کے حقوق برباد کر رہے ہیں، حرام کو تم نے اپنے لیے خوشگوار بنالیا ہے، اور حلال تمہارے لیے بد مزہ ہو چکا ہے، پھر قسم ہے اللہ کی، اللہ نے ہرگز کسی کو اس کے بس سے زیادہ تکلیف نہیں دی ہے۔ چاہئے کہ تم اپنی شہوانی خواہشوں کو نکاح کے ذریعہ پوری کرو، خواہ تمہیں ایک سے زیادہ نکاح ہی کیوں نہ کرنا پڑے، اور اپنے مصارف وضع قطع میں تکلف سے کام نہ لیا کرو، اسی قدر خرچ کرو جس کی تم میں سکت ہو، یاد رکھو! ایک کا بوجھ دوسرا نہیں اٹھاتا، اور اپنے اوپر خواہ مخواہ تنگی سے کام نہ لو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہارے نفوس بالآخر فسق کے حدود تک پہونچ جائیں گے، اللہ تعالیٰ اس کو پسند فرماتا ہے کہ اس کے بندے اس کی آسانیوں سے نفع اٹھائیں، جیسا کہ یہ بھی اسی کو پسند ہے کہ جو چاہیں وہ اعلیٰ مدارج پر احکام کی پابندی بھی کر سکتے ہیں، اپنے شکم کی خواہشوں کی تکمیل چاہئے کہ کھانوں سے کرو، اور اتنا کمانے کی کوشش کرو جس سے تمہاری ضرورتیں پوری ہوں، دوسروں کے سینوں کے بوجھ بننے کی کوشش نہ کرو کہ ان سے مانگ مانگ کر کھایا کرو، تم ان سے مانگو اور وہ نہ دیں، اسی طرح بیچارے بادشاہوں اور حکام کے اوپر بوجھ نہ بن جاؤ، تمہارے لئے یہی پسندیدہ ہے کہ تم خود کما کر کھایا کرو، اگر تم ایسا کرو گے تو خدا تمہیں معاش کی بھی راہ سمجھائے گا، جو تمہارے لئے کافی ہوگی۔

اے آدم کے بچو! جسے خدا نے ایک جائے سکونت دے رکھی ہو، جس میں وہ آرام کرے، اتنا پانی جس سے وہ سیراب ہو، اتنا کھانا جس سے بسر ہو جائے، اتنا کپڑا جس سے تن ڈھک جائے، ایسی بیوی جو اس کی شرمگاہ کی حفاظت کر سکتی ہو، اور اس کو رہن سہن کی جدوجہد میں مدد دے سکتی ہو، تو یاد رکھو کہ دنیا کامل طور سے اس شخص کو مل چکی ہے چاہئے کہ اس پر خدا کا شکر کرے۔ (الھم لک الحمد و لک الشکر).

(از مؤلف)

بہر حال کوئی نہ کوئی کمائی کی راہ آدمی ضرور اختیار کرے، اور اسی کے ساتھ قناعت کو اپنا دستور زندگی بنائے، اور رہنے سہنے میں اعتدال کا جادہ اختیار کرے، اور اللہ کی یاد کے لئے جو فرصت ہم دست ہوا سے غنیمت شمار کرے، کم از کم تین وقتوں صبح شام اور پچھلی رات کے ذکر کا خاص طور پر خیال رکھے، حق تعالیٰ کی یاد اس کی تسبیح وتہلیل اور قرآن کی تلاوت کے ذریعہ سے کیا کرے، اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث اور ذکر کے حلقوں میں حاضر ہوا کرے۔

اے آدم کے بچو! تم نے ایسے بگڑے ہوے رسوم اختیار کر لئے ہیں، جن سے دین کی اصلی صورت بگڑ گئی ہے، تم عاشوراء کے دن جھوٹی باتوں پر اکٹھے ہوتے ہو، اسی طرح شب برات میں کھیل کود کرتے ہو، اور مردوں کے لئے کھانے پکا پکا کر کھلانے کو اچھا خیال کرتے ہو، اگر تم سچے ہو تو اس کی دلیل پیش کرو۔

اسی طرح اور بھی بری بری رسمیں تم میں جاری ہیں، جس نے تم پر تمہاری زندگی تنگ کردی ہے، مثلاً تقریبات کی دعوتوں میں تم نے حد سے زیادہ تکلف برتنا شروع کردیا ہے، اسی طرح ایک بری رسم یہ بھی ہے کہ کچھ بھی ہوجائے لیکن طلاق کو گویا تم نے ناجائز ٹھہرالیا ہے، یونہی بیوہ عورتوں کو نکاح سے روکے رہتے ہو، ان رسموں میں تم اپنی دولت ضائع کرتے ہو، وقت برباد کرتے ہو اور جو صحت بخش روش تھی اسے چھوڑ بیٹھے ہو۔

تم نے اپنی نمازیں برباد کر رکھی ہیں، تم میں کچھ لوگ ہیں جو دنیا کمانے میں اور اپنے دھندوں میں اتنے پھنس گئے ہیں کہ نماز کا انہیں وقت ہی نہیں ملتا، کچھ لوگ ہیں جو قصہ کہانی سننے میں وقت گنواتے ہیں، خیر پھر بھی اگر ایسی مجلسیں لوگ ایسے مقامات پر قائم کرتے جو مسجدوں سے قریب ہوں تو شاید ان کی نمازیں ضائع نہ ہوتیں۔ تم نے زکوٰۃ کو بھی چھوڑ دیا ہے، حالانکہ کوئی ایسا دولت مند نہیں ہے جس کے اقربا واعزہ میں حاجت مند لوگ نہیں ہوتے۔ اگر ان لوگوں کی وہ مدد کیا کریں اور ان کو کھلایا پلایا کریں، اور زکوٰۃ کی نیت کرلیا کریں، تو یہ بھی ان کے لئے کافی ہوسکتی ہے۔

تم میں بعضوں نے روزے چھوڑ رکھے ہیں، خصوصاً جو فوجی ملازم ہیں۔ کہتے ہیں کہ

وہ روزہ رکھنے پر قادر نہیں ہیں یعنی جو محنت انہیں برداشت کرنی پڑتی ہے، اس کے ساتھ روزے نہیں رکھ سکتے، تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ تم نے راہ غلط کر دی ہے، اور تم حکومت کے سینہ پر بوجھ بن گئے ہو، بادشاہ جب اپنے خزانہ میں اتنی گنجائش نہیں پاتا جس سے تمہاری تنخواہ ادا کرے، تب رعایا پر زندگی کو دشوار کرتا ہے، سپاہیو! یہ تمہاری کیسی بری عادت ہے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو روزے رکھتے ہیں، لیکن سحری نہیں کرتے، اور رمضان میں ان سخت کاموں کو نہیں چھوڑتے، جن کی وجہ سے روزے ان پر گراں ہو جاتے ہیں۔"

آخر میں فرماتے ہیں:

"ملاأعلیٰ کی طرف سے اصلاحی مطالبات کا اس زمانہ میں جن جن امور سے متعلق تقاضا ہو رہا ہے، اس کا ایک طویل باب ہے، لیکن کھڑکی سے آدمی بڑی نیکیوں کو جھانک سکتا ہے، اور ڈھیر کے لئے اس کا نمونہ کافی ہے۔

(تاریخ دعوت وعزیمت ج:۵ ص:۳۲۶ تا ۳۳۹)

آٹھ اہم باتیں حکمت وہدایت ومسائل کی

۱...... جو شخص اللہ اور رسول اللہ کے احکام کو رد کر دے وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

۲...... کتاب وسنت کی عدالت چھوڑ کر کسی دوسری عدالت میں اپنے مقدمات لے جانا حرام ہے۔

۳...... ہر وہ فتویٰ اور فیصلہ رد کر دینا واجب ہے جو قرآن اور حدیث سے ٹکراتا ہو، اور جو حکم صراحۃً کتاب وسنت میں مذکور نہ ہو اس میں ائمہ مجتہدین کی رائے پر عمل کیا جائے گا۔

۴...... "طاغوت" جس شکل میں بھی ہو اس کا کفر (انکار) واجب ہے۔

۵...... لوگوں کو کتاب وسنت کے احکام ماننے کی دعوت دینا واجب ہے۔

۶...... کتاب وسنت سے اعراض کرنا منافق ہونے کی علامت ہے۔

۷......جھوٹی قسمیں کھانا اور بات کہہ کر مکر جانا منافقوں کی عادت ہے۔

۸......منافقوں اور جاہلوں کی اصلاح کے لیے تین طریقے اختیار کئے جاسکتے ہیں:

(ا)......ان سے اعراض اور ان کی معذرت کی قبولیت۔

(ب)......انہیں وعظ ونصیحت۔

(ج)......خفیہ اور اعلانیہ موثر انداز میں زجر وتوبیخ۔

(تسہیل البیان جلد۲،ص۹۲)

آٹھ شرائط اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دینے کی

اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی ترغیب ایک نئے انداز سے دی جارہی ہے ،فرمایا اللہ کی راہ میں جو مال تم خرچ کرو گے اس کی حیثیت قرض کی ہوگی، جسے قرض دیا جاتا ہے،اس پر لازم ہوتا ہے کہ وہ اس کو واپس ادا کرے،اسی طرح راہ خدا میں جو تم خرچ کرو گے وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ قرض ہوگا، وہ اسے ضرور لوٹا دے گا، یہاں ایک نکتہ غور طلب ہے ،اللہ تعالیٰ کو مطلق قرض دینے کی ترغیب نہیں دلائی گئی بلکہ قرضہ حسنہ دینے کی ترغیب دلائی گئی ہے،اور قرضہ حسنہ تب ہوگا جب اس میں بقول علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ مندرجہ ذیل شرائط پائی جائیں۔

(۱)......حلال مال ہو۔

(۲)......اعلیٰ درجہ کی چیز ہو۔

(۳)......خود بھی اس کی اشد ضرورت ہو۔

(۴)......پوشیدہ طور پر دے۔

(۵)......احسان نہ جتائے۔

(٦)......اذیت نہ پہنچائے۔

(۷)......مقصد رضائے الٰہی ہو۔

(۸)......جتنا بھی خرچ کرے اسے تھوڑا خیال کرے۔

ان آیات کو سن کر صحابہ کرامؓ پر کیا اثر ہوتا تھا اس کا اندازہ آپ اس ایک واقعہ سے لگا سکتے ہیں:

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوالدحداح ﷺ حاضر خدمت ہوئے، عرض کیا یارسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ ہم سے قرض مانگتا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا ہاں وہ بولے اپنا دست مبارک مجھے دکھایئے، انہوں نے حضور ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور گزارش کی میں نے اپنا یہ باغ اللہ کو قرض دیا، اس باغ میں کھجور کے چھ سو درخت تھے، ان کی بیوی اور بچے اس میں رہائش پذیر تھے، حضرت ابوالدحداح ﷺ یہ کرنے کے بعد اپنے باغ کی طرف آئے اور باہر کھڑے ہو کر اپنی بیوی کو آواز دی اے دحداح کی ماں! اس نے جواب دیا لبیک فرمایا اخرجی قد اقرضته رب عزوجل، اس باغ سے بال بچہ لے کر نکل آؤ، میں نے یہ باغ اپنے رب کو قرض دے دیا ہے، اس نیک بخت بیوی نے جب یہ سنا تو پکار اٹھیں ربح بیعک یا ابا الدحداح، اے دحداح کے باپ تم نے بڑا نفع والا سودا کیا ہے، خود بھی باہر نکل آئیں، اپنے بچے اور ساز و سامان کو بھی وہاں سے نکال دیا، مکتب عشق وایثار کے یہی وہ طلبہ تھے جن پر ان کے استاد کو بھی ناز تھا اور ان کے خالق کو بھی ناز تھا، ان کے کارناموں کے باعث انسانیت کا سر آج بھی اونچا ہے۔ (تفسیر القرآن جلد ۵، ص ۱۱۵)

آٹھ نام سورۃ اخلاص کے

اس سورۂ مبارکہ کے بہت سے نام ہیں جو اس کی عظمت شان اور مقام رفیع پر دلالت کرتے ہیں ان میں سے چند آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

(۱)......سورۂ توحید: کیونکہ اس میں عقیدہ توحید کو بڑی جامعیت اور دلکش انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

(۲)......سورۂ نجات: اس کے ذریعہ انسان کو کفر وشرک کی آلودگیوں سے نجات حاصل ہوتی ہے، نیز عذاب جہنم سے بھی رستگاری کا ذریعہ ہے۔

(۳)......سورۂ مقشقشہ: قشقشہ کہتے ہیں بیماری سے شفایات ہوجانا، اس سورت

کے ذریعہ کیونکہ کفر وشرک کے مرض سے شفا نصیب ہوتی ہے، اسی لیے اسے مقشقشہ کہا گیا۔

(۴)......سورۃ الاساس: کیونکہ ایمان وعمل کا قصر رفیع توحید کی بنیادوں پر تعمیر ہوتا ہے، اس کے بغیر اعلیٰ سے اعلیٰ عمل بھی بے معنی اور بے سود ہے۔

(۵)......سورۃ المانعہ: یہ اپنے قاری کو عذاب دوزخ سے بچالیتی ہے۔

(۶)......سورہ النور: اس کی ضیاء پاشیوں سے مومن کے دونوں جہاں روشن ہوجاتے ہیں، اس کی ذہن اور اس کے دل دونوں میں اجالا ہوجاتا ہے۔

(۷)......سورۃ الامان: اس سوت پر ایمان رکھنے والے کو خداوند ذوالجلال کے قہر وغضب سے امان مل جاتی ہے۔

(۸)......سورۃ الاخلاص: اس سورت کے متعدد ناموں میں سے یہ اس کا مشہور ترین نام ہے کیونکہ توحید خالص کا مضمون پوری فصاحت سے اس میں مذکور ہے گویا یہ نام اس سورت کے لیے بطور علامت مستعمل نہیں ہوا بلکہ اس کے مضامین ومطالب کا ایک جامع عنوان ہے۔ (حوالہ بالا)

آٹھ طبقات جنت کے

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ استوی بلندی سے کنایہ ہے۔ اس مسئلہ کو امام شاہ ولی اللہؒ اپنے فلسفہ میں اس طرح سمجھاتے ہیں کہ جنت کے کل آٹھ طبقات ہیں جن میں سے بلند ترین طبقہ جنت الفردوس ہے اور جس کا ذکر سورۃ الکہف میں بھی گزر چکا ہے، کانت لھم جنت الفردوس نزلا آیت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جنت کے نچلے حصے سے اوپر والے حصے تک پچاس ہزار سال کی مسافت کی بلندی ہے، جنت کا سلسلہ ساتوں آسمانوں کے شروع ہوتا ہے، حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ جنت کے بلند ترین حصے یعنی جنت الفردوس کے اوپر عرش الٰہی ہے اس عرش پر اللہ تعالیٰ کی تجلی پڑتی ہے، جسے تجلی اعظم کہا جاتا ہے اس تجلی کی وجہ سے پہلے عرش رنگین ہوتا ہے، اور پھر ساری کائنات رنگین ہوتی ہے، یہ تجلیات کب سے پڑرہی ہیں اور کب تک پڑتی رہیں گی اس کو کوئی شخص اپنی عقل سے نہیں

جان سکتا، شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ عرش سے لے کر ساری کائنات کا مجموعہ بمع عرش اور جنت شخص اکبر ہے، اور خدا کی ذات اس سے بالکل جدا اور وراء الوراء ہے، اللہ تعالیٰ خود تو غیب الغیب میں ہے، البتہ اس کی تجلی عرش پر اور پھر ساری کائنات پر پڑتی ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے کی کیفیت کو کوئی نہیں جان سکتا، ہمارے لیے اس پر ایمان لانا ہی کافی ہے، شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ انسانی ذہن صرف اس درجہ پہنچ سکتا ہے کہ لفظ اللہ یا رحمان خدا تعالیٰ کا نام یا صفت ہے یہ کوئی مادی جسم نہیں ہے، جو عرش پر بیٹھا ہو، بلکہ استویٰ علی العرش کا مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تجلیات ہمہ وقت عرش پر پڑ رہی ہیں۔

(معالم العرفان جلد ۱۳، ص ۴۹)

آٹھ اقوال موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں جادوگروں کی تعداد پر

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ یہ ۷۰ یا ۷۲ تھے۔ (۲) محمد بن کعب فرماتے ہیں کہ (۸۰۰۰۰) اسی ہزار تھے۔ (۳) قاسم بن ابی برہ کے نزدیک (۷۰۰۰۰) ستر ہزار تھے۔ (۴) سدی فرماتے ہیں (۳۰۰۰۰) تیس ہزار سے کچھ زیادہ تھے (۵) ابو ثمامہ کہتے ہیں ۱۹۰۰۰) انیس ہزار تھے (۶) بقول محمد بن اسحاق (۱۵۰۰۰) پندرہ ہزار تھے (۷) اور حضرت کعب احبار کہتے ہیں (۱۲۰۰۰) بارہ ہزار تھے، (۸) ایک اور قول کے مطابق (۲۴۰۰۰۰) دو لکھ چالیس ہزار تھے، کیونکہ شمعون سب جادوگروں کا رئیس و سر گروہ تھا، اس کے ۱۲ نقیب تھے اور ہر نقیب کے ساتھ ۲۰ عریف تھے، ۲۰×۱۲ کل ۲۴۰ دو سو چالیس بن گئے، پھر ہر عریف کے ساتھ ایک ہزار ساحر تھے ۱۰۰۰×۲۴۰ کل ۲۴۰۰۰۰ دو لاکھ چالیس ہزار ہو گئے، بہر حال تعداد جتنی بھی ہو، لیکن مقام حیرت ہے کہ صبح کے وقت یہ لوگ جو دوگرو ساحر تھے، اور شام کو شہادت کے اعلیٰ وارفع منصب پر فائز ہو گئے، فذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ واسروا النجوی ۔ آپس میں ساحروں نے مشورہ کیا تھا کہ اگر واقعی حضرت موسیٰ کے پاس جادو ہے تو ہم غالب آجائیں گے اور اگر من عند اللہ کوئی اور معاملہ ہے تو پھر موسیٰ علیہ السلام غالب آجائیں گے اور اگر یہ غالب آگئے تو پھر ہم ان کی

اتباع کریں گے۔

(تفسیر محمود جلد۲۔ص۴۱۱)

آٹھ فرشتے عرش اٹھانے والے اور ان کی شکلیں

﴿فوقهم يومئذ ثمنية﴾

اپنے اوپر یا فرشتوں کے اوپر جو آسمان کے کناروں پر ہوں گے آٹھ ملائکہ (یعنی قیامت کے دن آٹھ فرشتے اپنے اوپر یا اطراف آسمان پر مقیم ملائکہ کے اوپر اللہ کے عرش کو اٹھائے ہوں گے۔

ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت عباس ﷺ بن عبدالمطلب کا قول نقل کیا ہے، عباسؓ نے بیان کیا کہ میں بطحا میں ایک گروہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے ایک بادل گزرنے لگا، لوگوں نے اس کی طرف دیکھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس کو کیا کہتے ہو، لوگوں نے جواب دیا سحاب (ابر) فرمایا اور مزن (بھی) لوگوں نے کہا مزن بھی (کہتے ہیں) فرمایا اور عنان بھی کہتے ہو، لوگوں نے کہا عنان بھی (کہتے ہیں) فرمایا کیا تم کو معلوم ہے کہ آسمان وزمین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے، لوگوں نے کہا نہیں فرمایا دونوں کے درمیان فاصلہ اکہتر یا بہتر یا تہتر سال (کی راہ کا) ہے اور نچلے آسمان سے اوپر والا آسمان بھی ایسا ہی (یعنی اتنی ہی دور) ہے یہاں تک کہ آپ نے سات آسمان شمار کئے (اور فرمایا) پھر ساتویں آسمان کے اوپر ایک سمندر ہے جس کے زیریں اور بالائی (سطح) کا فاصلہ اتنا ہی ہے جتنا ایک آسمان کا دوسرے آسمان سے ہے، پھر سمندر کے اوپر آٹھ پہاڑی بکرے ہیں جن کے کھروں اور کولہوں (سرینوں) کا فاصلہ دو آسمانوں کی درمیانی مسافت کے برابر ہے اس کے اوپر اللہ ہے، بغوی نے بھی یہ حدیث اسی طرح نقل کی ہے، مگر زمین وآسمان کے درمیان فاصلہ کی مقدار اسی طرح ہر دو آسمانوں کے درمیانی فاصلہ کی مقدار پانچ سو برس کی راہ بتائی ہے، سمندر کے اعلیٰ واسفل فاصلہ اور پہاڑی بکروں کے کھروں اور سرینوں کا درمیانی فاصلہ بھی اتنا ہی نقل کیا ہے، مسافت کا یہ اختلاف (شاید) چلنے والوں کے اختلاف کے لحاظ سے ہو۔ واللہ اعلم

بغوی نے بیان کیا ہے کہ حدیث میں آیا ہے عرش کو اٹھانے والے ملائکہ اب تو چار ہیں، قیامت کے دن ان کی مدد کے لئے اللہ چار اور مقرر فرمادے گا، ان کی شکل بکروں جیسی ہے، حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ ایک کی صورت مرد کی دوسرے کی شیر کی تیسرے کی بیل کی اور چوتھے کی گدھ کی۔

حضرت ابن عباس ﷺ نے اس آیت مذکورہ کی تفسیر میں فرمایا قیامت کے دن عرش الٰہی کو ملائکہ کی آٹھ جماعتیں اٹھائے ہوں گی جن کی گنتی سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔

(تفسیر مظہری جلد ۱۲، ص ۵۱)

آٹھ تقاضے معاشرے کے ہر انسان سے

۱...... ہر انسان معاشرہ کا فرد بنتے ہی اس کے امن بقائے باہمی احترام باہمی اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونے کا عملی طور پر پابند ہو۔

۲...... ہر انسان معاشرتی اقدار کا پابند رہے۔

۳...... ہر انسان دوسرے انسان کے حقوق کے پورے کرنے کے لئے اپنی ذمہ داری کو پوری دیانتداری اور دل جمعی کے ساتھ پورا کرے۔

۴...... ہر انسان دوسرے انسان کی دل آزاری یا دل شکنی کے امور سے اجتناب کرے۔

۵...... ہر انسان معاشرے کے کمزور، محتاج، معذور اور دست نگر طبقات کو حقارت سے نہ دیکھے بلکہ انہیں اپنا بھائی تصور کرتے ہوئے انکی مدد کرے۔

۶...... ہر انسان معاشرے کے ماحول، اخلاق اور تہذیبی اقدار کی حفاظت کے لئے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرے۔

۷...... انسان مدنی الطبع ہے اس لئے انسان دوسرے انسان کے قریب سے قریب رہ جانے کے خواہش کرتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ وہ اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے اس کے تقاضوں کو پورا کرے اور دوسرے انسان بھائی کے لئے وہی کچھ پسند کرے

جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

۸......معاشرتی ذمہ داریاں انسان پر ایک جیسی ہیں اس لئے ہر انسان اگر اپنی ذمہ داری دیانتداری سے پوری کرتا رہے تو ہر انسان کے حقوق خود بخود پورے ہوجاتے ہیں۔

(بحوالہ اصلاح معاشرہ کے رہنما اصول ص ۴۰۰)

آٹھ درد بھرے اشعار غمگین باپ کے (اولاد سے متعلق)

قرطبی نے اپنی اسناد متصل کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کی کہ میرے باپ نے میرا مال لے لیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے والد کو بلا کر لاؤ اسی وقت جبرئیل امین تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ جب اس کا باپ آجائے تو آپ اس سے پوچھیں کہ وہ کلمات کیا ہیں جو اس نے دل میں کہے ہیں، خود اس کے کانوں نے بھی ان کو نہیں سنا، جب یہ شخص اپنے والد کو لیکر پہونچا تو آپ ﷺ نے والد سے کہا کہ کیا بات ہے اآپ کا بیٹا آپ کی شکایت کرتا ہے کیا آپ چاہتے ہیں کہ اس کا مال چھین لیں، والد نے عرض کیا کہ آپ اسی سے یہ سوال فرمائیں کہ میں اس کی پھوپھی خالہ یا اپنے نفس کے سوا کہاں خرچ کرتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایـــہ (جس کا مطلب یہ تھا کہ بس حقیقت معلوم ہوگئی اب اور کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں) اس کے بعد اس کے والد سے دریافت کیا کہ وہ کلمات کیا ہیں جن کو ابھی تک خود تمہارے کانوں نے بھی نہیں سنا، اس شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہمیں ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ آپ پر ہمارا ایمان اور یقین بڑھادیتے ہیں (جو بات کسی نے نہیں سنی اس کی آپ کو اطلاع ہوگئی جو ایک معجزہ ہے) پھر اس نے عرض کیا کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ میں نے چند اشعار دل میں کہے تھے جن کو میرے کانوں نے بھی نہیں سنا، آپ نے فرمایا کہ وہ ہمیں سناؤ اس وقت اس نے یہ اشعار ذیل سنائے:

غذوتک مولودا ومنک یافعا   تعل بما اجنی علیک وتنهل

میں نے تجھے بچپن میں غذا دی اور جوان ہونے کے بعد بھی تمہاری ذمہ داری اٹھائی

تمہارا سب کھانا پینا میری ہی کمائی سے تھا۔

اذا لیلة ضافتک بالسقم لم ابت　　لسقمک الا ساهرا اتململ

جب کسی رات میں تمہیں کوئی بیماری پیش آ گئی تو میں نے تمام رات تمہاری بیماری کے سبب بیداری اور بیقراری میں گزاری۔

کانی انا المطرق دونک بالذی　　طرقت به دونی فعینی تهمل

گویا کہ تمہاری بیماری مجھے ہی لگی ہے تمہیں نہیں جس کی وجہ سے میں تمام شب روتا رہا۔

تخاف الردیٰ نفسی علیک وانها　　لتعلم ان الموت وقت موجل

میرا دل تمہاری ہلاکت سے ڈرتا رہا حالانکہ میں جانتا تھا کہ موت کا ایک دن مقرر ہے پہلے پیچھے نہیں ہو سکتی۔

فلما بلغت السن والغایة التی　　الیها مدی ما کنت فیک اؤمل

پھر جب تم اس عمر اور اس حد تک پہنچ گئے جس کی میں تمنا کیا کرتا تھا۔

جعلت جزائی غلظة وفظاظة　　کانک انت المنعم المتفضل

تو تم نے میرا بدلہ سختی اور سخت کلامی بنا دیا گویا کہ تمہی مجھ پر احسان وانعام کر رہے ہو۔

فلیتک اذلم ترع حق ابوتی　　فعلت کما الجار المصاقب یفعل

کاش اگر تم سے میرے باپ ہونے کا حق ادا نہیں ہو سکتا تو کم از کم ایسا ہی کر لیتے جیسا ایک شریف پڑوسی کیا کرتا ہے۔

فاولیتنی حق الجوار ولم یکن　　علی بمال دون مالک تبخل

تو کم از کم مجھے پڑوسی کا حق تو دیا ہوتا اور خود میرے ہی مال میں میرے حق میں بخل سے کام نہ لیا ہوتا۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ اشعار سننے کے بعد بیٹے کا گریبان پکڑ لیا اور فرمایا، انـــــ ت

ومالک لابیک یعنی جاتو بھی اور تیرا مال بھی سب باپ کا ہے۔

(بحوالہ معارف القرآن ج ۵)

آٹھ صفات ارباب عقل کی

جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور میثاق کو نہیں توڑتے (سورۃ الرعد آیت: ۲۰)

دراصل اولوالالباب کی ساری صفات جو یہاں آئی ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ عہد اللہ کا ایفاء اور اسے نہ توڑنا۔

۲۔ جن چیزوں کو ملانے کا حکم ہے انہیں ملانا۔

۳۔ اپنے رب کی مشیت۔

۴۔ حساب کی برائی سے خوف کھانا۔

۵۔ اللہ کی رضا کے لیے صبر کرنا۔

۶۔ اقامت صلوٰۃ۔

۷۔ رزق خداوندی میں سے پوشیدہ اور علی الاعلان خرچ کرنا۔

۸۔ برائی کا جواب نیکی سے دینا۔

ان تمام صفات سے آیت: ۲۰ میں صرف پہلی صفت کا بیان ہے۔

(تفسیر فی ظلال القرآن ج ۵، ص ۱۲۶)

آٹھوں دروازے جنت کے کھل جاتے ہیں وضو کے بعد کی دعا پڑھنے سے

مسند، سنن اور صحیح مسلم میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم باری باری اونٹوں کو چرایا کرتے تھے، میں اپنی باری والی رات عشاء کے وقت چلا تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے لوگوں سے کچھ فرما رہے ہیں، میں بھی پہنچ گیا اس وقت میں

نے آپ سے یہ سنا کہ جو مسلمان اچھی طرح وضو کرکے دلی توجہ کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرے اس کے لئے جنت واجب ہے، میں نے کہا واہ واہ یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے، میری یہ بات سن کر ایک صاحب نے جو میرے آگے ہی بیٹھے تھے فرمایا اس سے پہلے جو بات حضور ﷺ نے فرمائی ہے وہ اس سے بھی زیادہ بہتر ہے، میں نے جو غور سے دیکھا تو وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے، آپ مجھ سے فرمانے لگے تم ابھی آئے ہو، تمہارے آنے سے پہلے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص عمدگی اور اچھائی سے وضو کرے پھر کہے ﴿اشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان محمدا عبدہ ورسولہ﴾ اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں، جس میں سے چاہے داخل ہو، ایک اور روایت میں ہے کہ جب ایمان اور اسلام والا وضو کرنے بیٹھتا ہے اس کے منہ دھوتے ہوئے اس کی آنکھوں کی تمام خطائیں پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ جھڑ جاتی ہیں، اسی طرح ہاتھوں کے دھونے کے وقت ہاتھوں کی تمام خطائیں اور اسی طرح پیروں کے دھونے کے وقت پیروں کی تمام خطائیں دھل جاتی ہیں، وہ گناہوں سے بالکل پاک صاف ہو جاتا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ص ۶۶۳، ج ۱)

آٹھ راجاؤں پر محمود غزنوی رحمہ اللہ کی بآسانی فتح

سلطان محمود غزنویؒ نے ۳۹۹ھ میں انند پال کو مقام پشاور میں شکست دی اور ۴۰۰ھ کے شروع میں نگرکوٹ فتح کیا۔ اس کے بعد آٹھ راجاؤں کو بآسانی شکست دی۔

(از مؤلف)

(۱) انند پال اس شکست کے بعد پھر سلطان غزنی کا باجگذار بن چکا تھا، لیکن سلطان کو معلوم ہوا کہ اس کو بار بار بغاوت پر آمادہ کرنے والے، راجہ تھانیسر، راجہ قنوج و مہابن و دہلی ہیں، اور تھانیسر کا مندر "سوم جگ یا جگ سوم" ان کی سازش کا مرکز بنا ہوا ہے۔ اس لیے سلطان نے اب ان پر حملہ کا قصد کرکے انند پال کو اپنے ارادہ سے مطلع کیا۔ اب انند پال کے سر سے سلطان کی مخالفت کا سودا نکل چکا تھا۔ اس نے فوراً دو ہزار سواروں کا لشکر اپنے

بھائی کی سرداری میں پشاور کے مقام پر بھیج دیا کہ سلطان محمود کے ہمراہ اس سفر میں رہے۔
راجہ تھانیسر نے سلطان کے حملہ کی خبر پا کر اپنی مدد کے لئے میرٹھ، مہابن، برن (بلند شہر) اور قنوج کے راجاؤں کو بلایا لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے سلطان محمود وہاں پہنچ گئے۔ راجہ تھانیسر شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ سلطان محمود نے مندر کو توڑ ڈالا اور سازشی گروہ کو گرفتار کیا۔
اس مندر میں جو سب سے بڑا بت مانا جاتا تھا اس کو بعض روایات کے موافق توڑ دیا گیا اور بعض کے موافق غزنی بھیج دیا گیا۔

(۲) ۴۰۹ھ میں سلطان محمود نے ارادہ کیا کہ پنجاب کی ریاستیں جو بار بار بغاوت کرتی رہتی ہیں اور ایک دوسرے کو پناہ دیتی ہیں، ان کا مکمل انتظام کیا جاوے، اس لئے اول کشمیر پر حملہ کیا۔

''راجہ کشمیر نے اطاعت و فرمانبرداری کی درخواست بھیج کر امان طلب کی اور اپنی خدمت گزاری اور خراج گزاری کا وعدہ کر کے سلطان کے غصہ کو فرو کیا۔ سلطان نے کشمیر کے راجہ کی درخواست منظور کر کے اس کے ملک کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچایا۔ اور اس کو حکم دیا کہ تم اپنی مناسب فوج لے کر بطور مقدمۃ الجیش ہمارے لشکر کے آگے چلو۔

(آئینہ ص ۱۹۰)

(۳) سلطان محمود نے راجہ کشمیر کو بطور مقدمۃ الجیش اس لئے ساتھ لیا تھا کہ وہ پہاڑی راستوں سے لشکر سلطانی کو قنوج پر پہنچا دے اور راجہ قنوج اس فوج کشی پر قبل از وقت مطلع نہ ہو۔ چنانچہ اس کشمیری ہراول کی رہبری سے لشکر سلطانی برف پوش پہاڑی دروں اور ندی نالوں کو چیرتا پھاڑتا ہوا رام گنگا کے دہانے پر پہنچ گیا۔ قنوج جو وادی گنگا میں واقع ہے، اس پر حملہ کی تیاری ہوئی۔ قنوج کا راجہ کنور رائے اگرچہ قدیم سے مسلمانوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھتا تھا۔ اسی نے خلیفہ ہارون الرشید کے پاس اپنا طبیب بھیجا تھا۔ مگر جے پال اور انند پال کی سازشوں سے یہ بھی سلطان محمود کے خلاف میدانِ جلال آباد و پشاور کی جنگ میں سلطان سے برسر پیکار ہو گیا تھا۔ تاہم اس کو مسلمانوں کے اخلاق وصفت خطا بخشی کا

پورا علم تھا، اس کو معلوم تھا کہ مسلمانوں کا یہ امتیازی نشان ہے کہ وہ ہر معافی مانگنے والے کو ضرور معاف کر دیتے ہیں، اور پھر جو عہد کر لیتے ہیں اس کو ضرور پورا کرتے ہیں، اس لئے اس نے یہی مناسب سمجھا کہ۔

''اپنے گلے میں دوپٹہ ڈال کر اور اپنے ہاتھ رومال سے بندھوا کر مع اپنے بیٹوں اور قریبی رشتہ داروں کے سلطان محمود کے سامنے آکھڑا ہوا۔ سلطان محمود نے یہ دیکھ کر فوراً اس کے ہاتھ کھولے، گلے سے لگایا اور اپنے برابر تخت پر بٹھایا اور ہر طرح تسلی وتشفی دے کر رخصت کیا۔ راجہ کنور رائے والی قنوج نے سلطان محمود اور ان کے لشکر کی ضیافت کی۔ سلطان مع لشکر کے تین روز یا آٹھ روز تک راجہ کا مہمان رہا۔ اور جس ملک کے لئے اتنا بڑا عظیم الشان سفر اور اس کی بے حد صعوبتیں برداشت کی تھیں وہ اسی راجہ کے سپرد کر کے بدون کسی قسم کا مالی وجانی نقصان پہنچائے ہوئے یہاں سے رخصت ہوا۔

ایک ہندو مؤرخ لالہ اجودھیا پرشاد اپنی تاریخ ''مختصر سیر گلشن'' میں لکھتا ہے۔

''محمود اس مرتبہ اپنا لشکر اچانک سامنے قنوج کے لے آیا۔ مہاراجہ قنوج سے کچھ نہ ہو سکا۔ فوراً مع عیال واطفال کے دربار سلطانی میں حاضر ہوا اور اطاعت بادشاہ کی قبول کر لی۔ محمود نے راجہ قنوج کی بڑی عزت وتوقیر کی اور تین روز تک قنوج میں مقیم رہ کر راجہ قنوج کا مہمان رہا۔ وقت رخصت کے راجہ سے بادشاہ نے اقرار کیا کہ اگر تم اور تمہارے وارث ہم سے سرکش نہ ہوں گے تو جب تم یا تمہارے وارث مدد سلطانی چاہیں گے فوراً غزنی سے ملے گی۔'' (آئینہ ص ۱۹۳)

(۴) تاریخ فرشتہ کی روایت کے موافق سلطان محمود قنوج سے رخصت ہو کر اول میرٹھ پھر مہابن اور اس کے بعد متھرا گئے۔ اور طبقات اکبری میں قنوج سے برن (بلند شہر) وہاں سے مہابن اور متھرا جانا ذکر کیا ہے۔ بہر حال قنوج کی طرف سے مطمئن ہو کر سلطان محمود نے قریب قریب کے تمام سرکشوں کو ٹھیک بنایا اور مرعوب کرنا ضروری سمجھا۔

(۵) میرٹھ کے راجہ ہردت پر حملہ آور ہوئے تو وہ اپنے سرداروں کو مع فوج کے قلعہ میں

چھوڑ کر خود فرار ہو گیا اور جنگل میں جا چھپا۔ ہردت کے سرداروں نے تیس ہاتھی اور بہت سا روپیہ بطور نذرانہ سلطان کی خدمت میں پیش کر کے امان طلب کی۔ سلطان نے نذرانہ قبول کیا اور ان کو اقرار اطاعت و خراج گزاری لے کر امان دی۔

(۶) سلطان نے میرٹھ سے مہابن کی طرف رخ کیا۔ یہاں کے راجہ کلچندر نے اول مقابلہ کیا، پھر شکست کھا کر بھاگا۔ سلطانی لشکر نے اس کو گرفتار کر لیا۔ یہ اسی حالت میں خود کشی کر کے مر گیا۔ (آئینہ ص ۱۹۳)

(۷) مہابن کے بعد متھرا پر حملہ کیا۔ یہاں جو بت خانے، سازش خانے بنے ہوئے تھے ان کو توڑا۔ سازشی گروہ کو گرفتار کیا۔ اور فتح کے بعد چند روز یہاں قیام کیا۔

(۸) متھرا سے اسونی (فتح پور) کی طرف چلے، اس کے راجہ چنڈیل بھور یا چندر پال نے طاقت مقابلہ نہ دیکھ کر راہ فرار اختیار کی اور جنگلوں میں جا چھپا، لیکن سلطان کے پاس تحف و ہدایا اور اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار نامہ بھیج دیا۔

(آئینہ ص ۱۹۴)

یہ سات آٹھ راجا جن پر اس سفر میں سلطان نے حملہ کیا اور فتح پائی، وہی تھے جو جے پال اور انند پال کے ساتھ میدان جلال آباد و پشاور میں سلطان کے سامنے برسر پیکار آ چکے تھے۔ مگر سلطان کا معاملہ ان سب کے ساتھ یہی رہا کہ ان کے اقرار اطاعت و خراج گزاری پر ان کی خطائیں معاف کر دی گئیں اور کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس عظیم الشان سفر اور بڑے بڑے متمول رجواڑوں کی فتح کے باوجود غزنی واپس ہو کر یہاں کے غنائم اور نذرانوں کی کل مقدار جو شمار کی گئی وہ ہندو مورخ سبحان رائے کے الفاظ میں یہ ہے۔

"چوں بغزنی رسید و غنائم سفر قنوج بشمار درآمد پنج لک و بست ہزار درم وسی صد و پنجا، فیل بقلم درآمد۔"

(آئینہ حقیقت نما ص ۱۹۴ بحوالہ فتوح الہند)

نو کا عدد

نو اسباب نصرت الٰہی میں تاخیر کے

کبھی کبھی بعض اسباب کے بناء پر مظلوموں اور اپنے گھروں سے نکالے ہوؤں پر اللہ کی نصرت آنے میں دیر ہو جاتی ہے، اس میں خدائی حکمت ہوتی ہے۔

اس کا ایک سبب تو یہ ہے کہ امت کا جسم ابھی تک پوری طرح پختہ نہیں ہوا تھا، اور وہ ابھی پوری طرح مدد کا مستحق نہیں ہوا تھا۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ ابھی اس کی سب طاقتیں اکھٹی نہیں ہوئی ہوتیں، اور مخفی قوتیں ابھی معلوم نہیں ہوتیں کہ کہاں کہاں ہیں اور کتنی ہیں، پس اگر اس وقت اس کی نصرت کی جائے تو وہ اس کو سنبھال نہ سکے گی، اور زیادہ دیر تک اس کے صحیح استعمال کی قدرت نہ رکھے گی،

تیسرا سبب یہ ہے کہ بعض دفعہ مدد کے آنے میں تاخیر اس لیے ہوتی ہے تاکہ امت مسلمہ اپنی پوری طاقت صرف کر لے، اور قربانی کی وہ مقدار دے ڈالے جو اس کی وسعت میں ہے، اور جو نصرت کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں ضروری اور مقدر ہے۔

چوتھا سبب یہ ہے کہ بعض دفعہ افراد امت میں اپنی قوت پر بھروسہ کے آثار پائے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ اپنی ہر طاقت صرف کر کے دیکھ لے کہ اس کے باوجود نصرت الٰہی نہیں آئی، اور اس پر ثابت ہو جائے کہ مدد اللہ کی طرف سے نازل ہوتی ہے جبکہ فرمایا جماعت اپنی وسعت بھر زور لگائے اور فیصلہ اللہ پر چھوڑ دے، عزمت فتوکل علی اللہ.

پانچواں سبب یہ ہے کہ بعض دفعہ نصرت الٰہی میں تاخیر اس لیے ہوتی ہے کہ امت مسلمہ کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ زیادہ ہو جائے، وہ مشکلات اور الم واذیت برداشت کرے، اور پختہ یقین کر لے کہ سہارا صرف اللہ وحدہ کا ہے، اور یہی صلہ اور تعلق اس بات کی ضمانت ہے کہ جب مدد آئے گی تو یہ لوگ سیدھی راہ پر مستقیم رہیں گے، ڈگمگائیں گے نہیں، غرور اور تکبر اور انحراف کا شکار نہ ہوں گے۔

چھٹا سبب یہ ہے کہ قتال فی سبیل اللہ تو صرف اللہ کی خاطر ہوتا ہے، ذات، برادری، یا قوم یا وطن یا کسی اور دنیوی مقصد کے لیے نہیں، اور اپنے آپ کو نصرت کی مستحق جاننے والی مسلم جماعت میں اگر بعض لوگ ان دنیوی مقاصد کے لیے لڑیں گے تو یہ جہاد وقتال فی سبیل اللہ نہ ہوگا، رسول اللہ ﷺ نے صاف طور پر فرمایا تھا کہ ''اس کا جہاد وقتال فی سبیل اللہ ہے جو صرف اس لئے لڑے کہ اللہ کی بات اونچی ہو جائے۔

ساتواں سبب یہ ہے کہ وہ شر جس کو امت مسلمہ مٹانا چاہتی ہے، اس میں بھلائی کا بھی کوئی عنصر موجود ہو، اللہ تعالیٰ چاہے کہ اس شر کو خیر سے بالکل چھانٹ دیا جائے تاکہ ہلاک ہو تو شر ہو، اس کے ساتھ ساتھ خیر کا کوئی حصہ نہ مٹ جائے۔

آٹھواں سبب یہ ہے کہ وہ باطل جس کے ساتھ امت مسلمہ جنگ کر رہی ہو، اس کا کھوٹا پن پورا پورا لوگوں پر واضح نہیں ہوا، اگر مومنوں کا غلبہ ہو جائے تو وہ اس باطل کو باطل ہی جانیں گے، مگر جن لوگوں کو دھوکا لگا ہوگا، وہ اسے خیر سمجھیں گے، اور فساد برپا ہو جائے گا لہٰذا اللہ تعالیٰ یہ چاہے گا کہ باطل پوری طرح نکھر کر سامنے آجائے تاکہ کسی کو اس کے بارے میں غلط فہمی نہ رہے۔

نواں سبب یہ ہے کہ معاشرہ ابھی حق وخیر اور عدل کا استقبال کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو، اگر مومن جماعت کامیاب ہو جائے تو اس کا مقابلہ ان غلط فہمی کے شکار لوگوں سے ہوگا، پس باطل کے خلاف جنگ اس وقت قائم رکھنی ضروری ہے جب تک معاشرہ حق کا پورا استقبال بخوشی کرنے کے لئے تیار نہ ہو جائے، خانہ جنگی اور اندرونی فتنہ اسی طرح مٹ سکے

گا۔

یہ اسباب جو ہم نے گنوائے ہیں ان کے لیے اور بعض اور اسباب کے باعث حق کی فتح اور اللہ کی نصرت میں تاخیر ہو سکتی ہے، جب ایسا ہو گا تو قربانیاں زیادہ دینی پڑیں گی، آلام کئی گناہ مزید برداشت کرنا پڑیں گے، آخر کار نصرت الٰہی ضرور آئے گی، اور حق کی فتح ہو گی اور یہ بات تو بالکل غیر متنازعہ فیہ ہے کہ نصرت الٰہی کے لیے کچھ احکام اور ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ (تفسیر فی ظلال القرآن ص ۲۹۱۔۲۹۲ جلد ۶)

نو اہم نصیحتیں

۱۔ پڑھیں انتخاب کے ساتھ
۲۔ غور کریں گہرائی کے سات
۳۔ خدمت کریں لگن کے ساتھ
۴۔ بحث کریں دلیل کے ساتھ
۵۔ بولیں اختصار کے ساتھ
۶۔ مقابلہ کریں جرات کے ساتھ
۷۔ عبادت کریں محبت کے ساتھ
۸۔ بات سنیں توجہ کے ساتھ
۹۔ زندگی طے کریں اعتدال کے ساتھ (بحوالہ از حکمت کی باتیں ص ۷۶)

نو فوائد حاصل ہوتے ہیں نکاح سے

نکاح سے نو فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

1. اولاد ہونا کہ بقائے نسل کا سبب ہے اور خدا تعالیٰ کو محبوب ہے۔
2. اتباع سنت اور امتِ محمدیہ (ﷺ) کا بڑھنا ہے۔
3. اولاد کا مابعد مرنے کے دعائے خیر سے یاد کرنا ہے۔

۴. اولاد کا سامنے مرجانا اور صبر کرنے سے درجات کا ملنا۔
۵. خوردسال بچوں کا روبرو مرجانا اور صبر پر ان کا شفیع بننا ہے۔
۶. آدمی کا دین حصار میں ہوتا ہے۔
۷. زندگی و دنیا کی راحت ہے۔
۸. عورت دین کی مددگار ہے اور دوزخ کے مقابل آڑ بنتی ہے اور فواحش سے روکتی ہے۔
۹. اہل وعیال کے لئے معاش پیدا کرنا عبادت میں داخل ہوتا ہے۔

(بحوالہ از لطائف ونوادر)

نوحقوق ہوتے ہیں پڑوسی کے

کسی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا، پڑوسی کے پڑوسی پر کیا حقوق ہیں؟ فرمایا:

۱. اگر وہ قرضہ مانگے تو تُو اس کو قرضہ دے دے۔
۲. اگر وہ تیری دعوت کرے تو اس کو قبول کر۔
۳. اگر وہ مریض ہو جائے تو اس کی عیادت کر۔
۴. اگر وہ مدد چاہے تو اس کی مدد کرے۔
۵. مصیبت میں اس کی تعزیت کر۔
۶. خوشی میں مبارکباد پیش کر۔
۷. اس کے جنازے میں شریک ہو۔
۸. اس کی عدم موجودگی میں اس کے مکان اور اہل وعیال کی حفاظت کر۔
۹. اس کی مرضی کے بغیر اونچا مکان نہ بنا۔ (بحوالہ از حقوق العباد کی فکر کیجئے)

نو باتوں کا حکم

ایک حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے میرے رب نے نو باتوں کا حکم فرمایا ہے۔

۱......حق تعالیٰ شانہ کا خوف ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی (یعنی دل سے اور ظاہر سے یا خلوت میں اور جلوت میں)۔

۲......انصاف کی بات خوشی میں بھی غصہ میں بھی (آدمی جب کسی سے خوش ہوا کرتا ہے تو عیوب چھپا کر تعریفوں کے پل باندھا کرتا ہے، جب خفا ہوتا ہے تو جھوٹے الزامات تراشا کرتا ہے۔ مجھے حکم ہے کہ ہر حالت میں انصاف کی بات کہوں)۔

۳......میانہ روی فکر کی حالت میں بھی اور وسعت کی حالت میں بھی (نہ تنگی میں کنجوسی کروں نہ وسعت میں اسراف کروں یا نہ غربت میں جزع فزع کروں، نہ غنا میں عجب اور فخر کروں)۔

۴......نیز یہ کہ جو شخص مجھ سے قطع تعلق کرے میں اس کے ساتھ بھی تعلقات وابستہ کروں۔

۵......اور جو شخص مجھے اپنے عطا سے محروم کرنے میں اس کے ساتھ حسن سلوک کروں۔

۶......جو شخص مجھ پر ظلم کرے اس کو معاف کر دوں (انتقام لینے کی فکر میں نہ پڑوں)

۷......یہ کہ میرا سکوت (آخرت کا یا اللہ تعالیٰ کی آیات کا) فکر ہو۔

۸......میری گویائی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو (تسبیح وغیرہ یا اللہ کے احکام کا بیان)۔

۹......میری نظر عبرت ہو (یعنی جس چیز کو دیکھوں عبرت کی نگاہ سے دیکھوں)۔

۱۰......اور میں نیک کام کا حکم کرتا رہوں۔ (مشکوٰۃ شریف)

ف...... شروع میں نوں چیزیں فرمائیں تھیں تفصیل میں دس ہو گئیں مگر یہ دسویں چیز

شمار ہو سکتے ہیں جیسا کہ شروع میں ظاہر باطن ایک شمار ہوئے، خوشی اور غصہ ایک شمار ہوئے۔ (بحوالہ از منبہات ابن حجرؒ)

نو کبیرہ گناہ ہیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کبیرہ گناہوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ نو (۹) ہیں۔

۱. اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔
۲. مومن کو عمداً قتل کرنا۔
۳. میدانِ جہاد سے بھاگنا۔
۴. پاکدامن عورت کو زنا کی تہمت لگانا۔
۵. یتیم کا مال کھانا۔
۶. سُود کھانا۔
۷. والدین کی نافرمانی کرنا۔
۸. جادو کرنا۔
۹. حرام کو حلال جاننا۔ (بحوالہ از ذخیرہ معلومات)

نو معجزات موسیٰ علیہ السلام کے اور دیگر سات نشانیاں

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"ولقد اٰتینا موسیٰ تسع ایٰت بینٰت"

اور البتہ تحقیق ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو واضح نشانیاں عطا فرمائیں، موسیٰ علیہ السلام کے تمام معجزات کی تعداد تو بہت زیادہ ہے تاہم نو وہ بڑے بڑے معجزات ہیں جن کا ذکر سورۂ اعراف میں موجود ہے، ان معجزات میں۔

(۱) ید بیضا

(۲) عصا

(۳) قحط سالی

(۴) پھلوں میں کمی

(۵) طوفان

(۶) ٹڈی دل

(۷) جوئیں

(۸) مینڈک

(۹) خون شامل ہیں۔

ان میں سے ید بیضا اور عصا وہ معجزات ہیں جو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو دے کر فرعون کے پاس بھیجا۔

(۱)......اس کے علاوہ موسیٰ علیہ السلام کی لکنت کا معجزہ بھی قرآن کریم میں مذکور ہے سورۂ طٰہٰ میں ہے کہ انہوں نے عرض کیا ﴿واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی﴾ میری زبان کی گرہ کھول دے تا کہ لوگ میری بات سمجھنے لگیں، چنانچہ اللہ نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی۔

(۲)......سورہ یونس میں موسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا بھی مذکور ہے ﴿ربنا اطمس علیٰ اموالھم﴾ اے اللہ فرعونیوں کے مال کو مسخ کر دے یا بالکل مٹا دے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا بھی قبول فرمالی، امام رازیؒ نے اپنی تفسیر میں یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے تابعین میں سے محمد ابن کعبؒ مفسر قرآن نے موسیٰ علیہ السلام کی نو نشانیوں کے متعلق پوچھا تو انہوں نے ان میں سے زبان کی لکنت اور طمس مال کا ذکر بھی کیا۔

(۳)......پھر آپ نے خادم سے ایک تھیلا لانے کو کہا، اس کے تھیلے میں کچھ انڈے اور اخروٹ تھے جو دو ٹکڑے ہو چکے تھے، مگر پتھر بن چکے تھے، اس کے علاوہ تھیلے میں سے کچھ لوبیا، چنے اور مسور برآمد ہوئے یہ سب چیزیں سنگریزوں میں تبدیل ہو چکی تھیں

،انہوں نے کہا موسیٰ علیہ السلام کی بددعا کا یہ ایک نمونہ ہے، جو خاندانی طور پر ان کے پاس پہنچا ہے، گویا اللہ تعالیٰ نے فرعونیوں کے اموال کو اس طرح مسخ کردیا یا مٹادیا کہ کھانے پینے کی چیزیں استعمال کے قابل نہ رہیں۔

(۴)......موسیٰ علیہ السلام کی بعض دیگر نشانیوں میں ارتفاع طور بھی ہے سورۃ البقرہ میں موجود ہے اللہ نے فرمایا ﴿ورفعنا فوقکم الطور﴾ ہم نے پہاڑ کو ان کے سروں پر معلق کردیا اور کہا کہ توبہ کرو ورنہ یہ پہاڑ تمہیں پیس ڈالے گا۔

(۵)......اسی طرح بادلوں کے سائے کی نشانی بھی قرآن میں مذکور ہے ﴿وظللنا علیکم الغمام وانزلنا علیکم المن والسلوی﴾ میدان تیہ کی چالیس سالہ نظر بندی کے دوران جب بنی اسرائیل کے خیمے پھٹ گئے تو اللہ نے ان پر بادلوں کا سایہ کردیا اور انہیں من وسلویٰ جیسی بلا مشقت اور تروتازہ غذا بہم پہنچائی۔

(۶)......تفسیری روایات میں آتا ہے کہ اللہ نے ان کے لیے روشنی کا انتظام بھی فرمادیا ہے، رات کو روشنی کا ایک مینارہ چمکتا تھا، جس کی رشنی بنی اسرائیل کے تمام خیموں تک پہنچتی تھی۔

(۷)...... جب بنی اسرائیل نے پانی کی درخواست کی تو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ پتھر پر لاٹھی مارو ﴿فانفجرت منه اثنتا عشرة عینا﴾ تو اس میں سے بارہ چشمے جاری ہوگئے اور پھر بنی اسرائیل کے لیے سمندر میں راستے بنادیے ﴿فانجینکم واغرقنا ال فرعون﴾ فرمایا اس طرح ہم نے تمہیں نجات دی اور فرعونیوں کو غرق کردیا، غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر بہت سی نشانیاں ظاہر فرمائیں جن میں نو بڑی بڑی تھیں، اللہ نے اس آیت میں انہی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

(معالم العرفان جلد ۱۲، ص ۲۹۰_۲۸۹)

نو خصلتیں

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تورات میں حضرت موسیٰ بن عمران

علیہ السلام کی جانب وحی کی کہ:"خطاؤں کی جڑ یہ تین باتیں ہیں:

۱......کبر ۲......حسد ۳......حرص (لالچ)

پھر اس سے چھ خصلتیں پیدا ہوتی ہیں، تو یہ نو بن جاتی ہیں وہ چھ عادتیں یہ ہیں:

۱۔ پیٹ بھرنا ۲۔ سوتے رہنا ۳۔ آرام طلبی

۴۔ مال کی محبت ۵۔ اپنی تعریف کے انتظار میں رہنا

۶۔ سرداری و عہدہ کی چاہت۔" (بحوالہ منبہات ابن حجر" ص ۸۰)

نو مطلب قیامت کے دن اماموں کے ساتھ اٹھائے جانے کے

۱......امام سے مراد نامہ ہائے اعمال ہیں کیونکہ امام کتاب کو بھی کہا جاتا ہے ،اور آیت کے اگلے حصے ﴿فمن اوتی کتبه بیمینه﴾ سے اس تفسیر کی تائید ہوتی ہے۔

۲......یا امام سے مراد کتاب خداوندی ہے جو لوگوں کو ہدایت کے واسطے ملی تھی، لہٰذا زبور والوں کو زبور کے ساتھ، تورات والوں کو تورات کے ساتھ، انجیل والوں کو انجیل کیساتھ، اور قرآن والوں کو قرآن کے ساتھ پکارا جائے گا۔

۳......یا امام سے مراد نبی ہے، یعنی ہر امت کو ان کے نبی کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا، جن لوگوں نے انبیاء کو دوست بنایا ہوگا وہ انبیاء کے ساتھ اٹھائے جائیں گے اور جن لوگوں نے شیطان کو دوست بنایا ہوگا وہ شیطان کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔

۴......یا امام سے مراد پیشوا ہے کہ لوگوں کو اپنے اپنے پیشواؤں کے ساتھ بلایا جائے گا، جنہوں نے بتوں کو پیشوا بنایا ہوگا ان کو بتوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

۵......حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے منقول ہے کہ یوم ندعو کل انسان یا بامام عصر یعنی تمام لوگوں کو ان کے زمانہ کے اماموں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

(تفسیر مظہری جلد ۵۔ص ۴۶۰)

۶......بعض نے کہا کہ اپنے قائدین کے ساتھ لوگوں کو بلایا جائے گا جیسے بعض لوگوں نے کسی بڑے محدث اور مجتہد کو امام وقائد بنایا ہوا ہے، بعض لوگوں نے رئیس الفلاسفہ کو قائد بنایا ہوا ہے، بعض لوگوں نے شیطان کو قائد تسلیم کیا ہوا ہے، مختصر یہ کہ لوگوں کو اپنے قائدین کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

۷......بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ احناف کو امام ابو حنیفہؒ کے ساتھ، شوافع کو امام شافعیؒ کے ساتھ، حنابلہ کو امام احمد بن حنبلؒ کے ساتھ اور مالکہ کو امام مالکؒ کے ساتھ بلایا جائے گا۔

۸......یا عقائد کے باب میں جو مشہور ائمہ ہیں وہ مراد ہیں، جیسے امام ابو منصور ماتریدیؒ اور امام ابوالحسن اشعریؒ وغیرہ، یعنی خوارج کو اپنے قائد کے ساتھ اٹھایا جائے گا، اور معتزلہ کو اپنے قائد کے ساتھ، قادیانیوں کو مرزا کے ساتھ، پرویزیوں کو غلام احمد پرویز کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

۹......یا سیاسی امام بھی مراد ہو سکتے ہیں، مسلم لیگ کو مسٹر جناح کے ساتھ جمعیت علماء اسلام کو مولانا حسین احمد مدنی کے ساتھ اور پیپلز پارٹی والوں کو ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھ بلایا جائے گا اور جو غیر مقلد ہیں ان کا ہر آدمی امام ہے، اگرچہ بظاہر اب یہ ایک فرقہ بن گیا ہے، اور ان کے عبادات اور مسائل ایک طرح کے ہیں، ان سب میں لازماً کوئی رابطہ اور قدر مشترک ضرور ہے، یہ لوگ اسی قدر مشترک کے ساتھ وابستہ ہیں، بظاہر یہ لوگ قرآن وسنت پر عمل کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ ان میں سے اکثر عربی بالکل نہیں جانتے، ان کے لیے براہ راست قرآن وسنت سے مسائل کا استنباط کرنا اور احکام اخذ کرنا ناممکن ہے، لامحالہ یہ کسی سے پوچھ کر عمل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی مسائل بتاتے ہیں ان میں قدر مشترک کیا ہے؟ خواہ مسجد کا عام مولوی ہو یا بڑا عالم۔ یہ سب بڑے مقلد ہیں، لیکن مانتے نہیں ہیں کیا انوکھا فلسفہ ہے کہ تراویح سب آٹھ رکعتیں پڑھتے ہیں اگر سب کے سب براہ راست حدیث سے فیض حاصل کرتے اور کسی کے مقلد نہ ہوتے تو کچھ نہ کچھ دیگر روایات اور اجماع صحابہ

سے مستفید ہوتے، بعض بیس رکعتیں پڑھتے، بعض آٹھ پڑھتے مگر ایسا نہیں ہے، سب کا ایک سا عمل ہے، درحقیقت یہ لوگ اپنے مولویوں کے مقلد ہیں، جبکہ ہم لوگ ایک جلیل القدر تابعی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں، جنہیں فقہ کا عام طالب علم ہو یا بڑا فقیہ ہو امام اعظم تسلیم کرنے پر مجبور ہے۔ (تفسیر محمود جلد ۲۔ص ۳۵۲۔۳۵۱)

نو باتوں کا حکم

حضور ﷺ نے فرمایا میرے رب نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا ہے:

(۱)...... کھلے اور چھپے ہر حال میں خدا سے ڈرتا رہوں۔

(۲)...... غصے میں ہوں یا خوشی میں ہر حال میں انصاف کی بات کروں

(۳)...... محتاجی اور امیری دونوں حالتوں میں اعتدال پر قائم رہوں۔

(۴)...... جو مجھ سے کٹے میں اس سے جڑوں۔

(۵)...... جو مجھے محروم کرے میں اسے دوں۔

(۶)...... جو مجھ پر ظلم کرے میں اسے معاف کروں۔

(۷)...... میری خاموشی غور و فکر کی خاموشی ہو۔

(۸)...... میرا بولنا یاد الٰہی کا بولنا ہو۔

(۹)...... میرا دیکھنا عبرت کا دیکھنا ہو۔

دین و دنیا کی بھلائی گر تجھے منظور ہے　　اس کا دامن تھام لے جس کا نام محمد ہے

(بحوالہ تاریخ اسلام ص ۹۰)

نو قسمیں شفاعت کی

جن لوگوں نے اس دنیا میں کبیرہ اور صغیرہ گناہ کئے ہوں گے ان کے حق میں جنابِ رسولِ اکرم ﷺ کی شفاعت کا قبول ہونا، اور اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ واضح رہے کہ "شفاعت" کی مختلف نوعیتیں ہوں گی۔ اور وہ تمام نوعیتیں جنابِ رسولِ اکرم ﷺ کی ذات

کے لئے ثابت ہیں۔

چنانچہ ان میں سے بعض تو ایسی ہیں جو صرف رسولِ اکرم ﷺ کی ذات سے مخصوص ہوں، گی اور بعض ایسی ہیں جن میں دوسروں کے ساتھ مشارکت ہوگی لیکن شفاعت کا دروازہ چونکہ سب سے پہلے حضور ﷺ ہی کھولیں کے اس لئے حقیقت میں تمام شفاعتیں لوٹ کر حضور ﷺ ہی کی طرف منسوب ہوں گی اور علی الاطلاق تمام شفاعتوں کے والی حضور ﷺ ہی ہیں۔

شفاعت کی پہلی قسم...... ''شفاعت'' کی سب سے پہلی قسم ''شفاعت عظمیٰ'' ہے اور یہ وہ شفاعت ہے جو تمام مخلوق میں ہوگی، اور یہ ''شفاعت'' کرنے کا شرف صرف ہمارے رسولِ اکرم ﷺ کو حاصل ہوگا۔ انبیاء کرام صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین سے کسی کو اس ''شفاعت'' کی مجال و جرأت نہیں ہوگی۔ اور اس ''شفاعت عظمیٰ'' سے مراد ہے تمام میدان حشر کے لوگوں کو راحت دینے، وقوف کی طوالت و شدت کو ختم کرنے، حساب کتاب اور پروردگار کے آخری فیصلے کو ظاہر کرنے اور تمام لوگوں کو محشر کی ہولناکیوں، شدتوں اور سختیوں سے چھٹکارا دینے کی سفارش کرنا اس کی تفصیل احادیث سے معلوم ہوگی۔

شفاعت کی دوسری قسم...... ''شفاعت'' کی دوسری قسم وہ ہے جس کے ذریعہ ایک طبقہ کو حساب کتاب کے بغیر جنت میں پہچانا مقصود ہوگا۔ رسولِ اکرم ﷺ کی ذات کے لئے اس شفاعت کا ثواب بھی منقول ہے، بلکہ بعض حضرات کے نزدیک یہ شفاعت بھی جنابِ رسولِ اکرم ﷺ ہی کی ذات کے لئے مخصوص ہے۔

شفاعت کی تیسری قسم...... ''شفاعت'' کی تیسری قسم وہ ہے جس کی مدد سے ان لوگوں کو جنت میں پہنچانا مقصود ہوگا جن کے نامہ اعمال میں ثواب اور گناہ مساوی طور پر ہوں گے۔

شفاعت کی چوتھی قسم...... ''شفاعت'' کی چوتھی قسم وہ ہے جس کے ذریعہ ان لوگوں کو جنت میں پہنچانا مقصود ہوگا، جو اپنے گناہ اور جرائم کی سزا بھگتنے کے لئے دوزخ کے

مستوجب قرار پائیں گے۔ چنانچہ جناب رسولِ اکرم ﷺ ان لوگوں کے حق میں "شفاعت" کریں گے، اوران کو جنت میں داخل کرائیں گے۔

شفاعت کی پانچویں قسم...... "شفاعت" کی پانچویں قسم وہ ہے جس کے ذریعہ کچھ لوگوں کے درجات ومراتب اوران کے اعزاز واکرام میں ترقی اوراضافہ کرنا مقصود ہوگا۔

شفاعت کی چھٹی قسم...... "شفاعت" کی چھٹی قسم وہ ہے جوان گناہ گاروں کے حق میں ہوگی، جنہیں دوزخ میں ڈالا جائے گا، اوروہ اس "شفاعت" کے بعد وہاں سے نکال کر جنت میں پہنچائے جائیں گے۔ اس شفاعت کا حق مشترکہ ہوگا یعنی رسولِ اکرم ﷺ کے علاوہ دوسرے انبیاء، ملائکہ، علماء اور شہدا بھی اپنے اپنے طور پراوراپنے اپنے لوگوں کے لئے یہ شفاعت کریں گے۔

شفاعت کی ساتویں قسم...... "شفاعت" کی ساتویں قسم وہ ہے جس کے ذریعے ان لوگوں کے عذاب میں تخفیف کرنا مقصود ہوگا، جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عذاب دوزخ کے مستوجب قرار دئے جاچکے ہوں گے۔

شفاعت کی آٹھویں قسم...... "شفاعت" کی آٹھویں قسم وہ ہے جوصرف اہل مدینہ کے حق میں ہوگی۔

شفاعت کی نویں قسم...... "شفاعت" کی نویں قسم وہ ہے جوامتیاز واختصاص کے طور پرصرف ان لوگوں کے حق میں کی جائے گی۔ جنہوں نے جنابِ رسولِ اکرم ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہوگا۔ (بحوالہ خصوصیاتِ مصطفیٰ ج ۳)

نو دن تک مجاہد صحابی رضی اللہ عنہ کی لاش کشتی میں جوں کی توں رہی

﴿انفروا خفافا وثقالا﴾

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی یہی تفسیر کی اوراس حکم کی تعمیل میں سرزمین شام میں چلے گئے اورنصرانیوں سے جہاد کرتے رہے، یہاں تک کہ جان بخشنے والے اللہ کو اپنی جان سپرد کردی، رضی اللہ عنہ وارضاہ، اورروایت میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ قرآن کریم کی

تلاوت کرتے ہوئے اس آیت پر آئے تو فرمانے لگے ہمارے رب نے تو میرے خیال سے بوڑھے جوان سب کو جہاد کے لئے چلنے کی دعوت دی ہے، میرے پیارے بچو! میرا سامان کرو، میں ملک شام کے جہاد میں شرکت کے لئے ضرور جاہوں گا، بچوں نے کہا ابا جی حضور ﷺ کی حیات تک آپ نے حضور ﷺ کی ماتحتی میں جہاد کیا، خلافت صدیقی میں آپ مجاہدین کے ساتھ رہے، خلافت فاروقی کے آپ مجاہد مشہور ہیں، اب آپ کی عمر جہاد کی نہیں رہی آپ گھر پر آرام کیجئے ہم لوگ آپ کی طرف سے میدان جہاد میں نکلتے ہیں اور اپنی تلوار کے جوہر دکھاتے ہیں۔ لیکن آپ نہ مانے اور اسی وقت گھر سے روانہ ہو گئے سمندر پار جانے کے لئے کشتی لی اور چلے، ہنوز منزل مقصود سے کئی دن کی راہ پر تھے، جو سمندر کے عین درمیان روح پروردگار کو سونپ دی، نو دن تک کشتی چلتی رہی لیکن کوئی جزیرہ یا ٹاپو نظر نہ آیا کہ وہاں آپ کو دفنایا جاتا، نو دن کے بعد خشکی پر اترے اور آپ کو سپرد لحد کیا، اب تک نعش مبارک جوں کی توں تھی رضی اللہ تعالیٰ ورضاہ، اور بھی بہت سے بزرگوں سے خفافا و ثقالا کی تفسیر جوان اور بوڑھے سے مروی ہے، الغرض جوان ہوں، بوڑھے ہوں، امیر ہوں، فقیر ہوں، فارغ ہوں، مشغول ہوں، خوش حال ہوں یا تنگ دل ہوں، بھاری ہوں یا ہلکے ہوں، حاجت مند ہوں یا کاری گر ہوں، آسانی والے ہوں یا سختی والے ہوں پیشہ ور ہوں یا تجارتی ہوں، قوی ہوں یا کمزور جس حالت میں بھی ہوں بلا عذر کھڑے ہو جائیں اور راہ حق کے جہاد کے لئے چل پڑیں۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۳۱۵ ج ۲)

نو اسباب زنا کے جن سے قرآن روکتا ہے

زنا کے کئی اسباب ہیں:

۱...... بلا ضرورت شرعیہ اختلاط مرد و زن، اسلام نے حتی الامکان اس کے مواقع کو بہت ہی کم بلکہ نابود کر دیا ہے۔

۲...... خلوت میں نامحرموں کی ملاقات پر بھی پابندی لگا دی گئی ہے، آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دو نامحرم اگر تنہا ہوں گے تو تیسرا وہاں پر شیطان ہوگا، یعنی وہ انہیں برائی پر

آمادہ کرے گا۔

۳......عورتوں کی زینت و آرائش پر اور تبرج پر پابندی لگائی گئی ہے، وہ گھروں کے اندر محرموں یا خاوندوں کے سامنے زینت کا اظہار کر سکتی ہیں باہر نہیں۔

۴......حسب استطاعت نکاح کی ترغیب، نکاح کے ساتھ اسباب زنا کم ہو جاتے ہیں، جو لوگ نکاح کی استطاعت نہ رکھیں انہیں آنحضور ﷺ نے روزے رکھنے کا حکم دیا ہے تا کہ ان کی طبیعت کا شہوانی جوش حدود شرع سے متجاوز نہ ہونے پائے۔

۵......نکاح کی رکاوٹوں کی ممانعت، مثلاً زیادہ حق مہر رکھنے کو برا سمجھا گیا ہے اور اس کی صریح نہی وارد ہے، اسی طرح بچوں کے جوان ہو جانے پر جلدی ان کے نکاح کی فکر کا حکم دیا ہے مناسب بر مل جانے پر نکاح میں تاخیر کی حرمت بیان فرمائی ہے۔

۶......نکاح اور عیال داری کی صورت میں مفلسی کے خوف کی ممانعت فرمائی ہے، جس سے کئی قباحتیں، مثلاً قتل اولاد، وجود میں آتی ہیں۔

۷......نکاح کے خواہشمند لوگوں کی مالی اور اخلاقی مدد کے احکام دیئے گئے ہیں، اس ضمن میں سورۂ نور کی سراحتیں بہت واضح ہیں۔

۸......زنا کے وقوع پر اس کی نہایت شدید سزائیں تا کہ معاشرہ پاک رہے اور لوگوں کو عبرت حاصل ہو۔

۹......بے دلیل پاکباز عورتوں کو بدنام کرنے کی ممانعت اور اس پر حد قذف (اسی دروں) کی سزا۔ (تفسیر فی ظلال القرآن ص ۴۳۵ ج ۵)

نو انعام جو شخص پانچوں نمازوں کو ان کے وقت پر پڑھنے کا اہتمام کرے

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص پانچوں نمازوں کو ان کے وقت پر پڑھنے کا اہتمام کرے اور اس پر ہمیشگی کرے، تو اللہ تعالیٰ اسے نو انعام دیتے ہیں:

۱۔ اللہ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔

۲۔ اس کو جسمانی صحت عطا فرماتے ہیں۔

۳۔ فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

۴۔ اس کے گھر میں برکت اترتی ہے۔

۵۔ اس کے چہرے پر صلحاء کی نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں۔

۶۔ اللہ اس کے دل کو نرم کر دیتے ہیں۔

۷۔ پل صراط سے چمکتی بجلی کی طرح گزر جائے گا۔

۸۔ اللہ اسے آگ سے بچالیں گے۔

۹۔ اللہ اسے ان لوگوں کے پڑوس میں جگہ دیں گے جن پر نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔" (بحوالہ مکاشفۃ القلوب ص ۲۳۰)

دس کا عدد

دس اسباب دعا نہ قبول ہونے کے

علماء کرام کا قول ہے کہ دعا قبول نہ ہونے کے دس اسباب ہیں۔

۱۔ حقوق اللہ ادا نہ کرنا۔

۲۔ سنت رسول ﷺ کو چھوڑنا

۳۔ قرآن پاک کی تلاوت نہ کرنا۔ اس پر عمل نہ کرنا۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا نہ کرنا۔

۵۔ اوامر ونواہی میں ابلیس کی موافقت کرنا۔

۶۔ جو چیز جنت میں داخلے کا ذریعہ ہو، اس پر عمل نہ کرنا۔

۷۔ جو چیز دوزخ میں داخلے کا ذریعہ ہو، اس پر عمل کرنا۔

۸۔ موت کی تیاری نہ کرنا۔

۹۔ لوگوں کی غیبت وعیبوں میں مشغول رہنا۔

۱۰۔ موت سے عبرت حاصل نہ کرنا۔ (از کتاب القلیوبی)

دس خالص خوبیاں ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں روایت ہے کہ وہ فرماتی تھیں:

خالص خوبیاں دس ہیں، اللہ تعالیٰ جسے چاہے عطا کر دے۔

۱...... صدق کلام

۲...... سچی قوت

۳......سائل کو نواز دینا

۴......اچھے کارناموں پر انعام دینا

۵......صلہ رحمی کرنا

۶......امانت کی حفاظت کرنا

۷......پڑوسی کو پناہ دینا

۸......دوست کو پناہ دینا

۹......مہمان کا اکرام کرنا

۱۰......اور ان میں سرفہرست ہے شرو حیا۔ (بحوالہ از المنتقی ۲۳)

دس چیزیں دس چیزوں کو کھا جاتی ہیں

دس چیزیں دس چیزوں کو کھا جاتی ہیں۔ ۱. نیکی بدی کو ۲. تکبر علم کو ۳. توبہ گناہ کو ۴. جھوٹ رزق کو ۵. عدل ظلم کو ۶. غم عمر کو ۷. صدقہ بلا کو ۸. غصہ عقل کو ۹. پشیمانی سخاوت کو ۱۰. غیبت نیک اعمال کو۔ (بحوالہ حاصل تصوف ص ۵۵)

دس خصلتیں دس شخصیتوں سے اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں

دس خصلتیں دس شخصیتوں سے اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔ ۱. بخل مالداروں سے ۲. تکبر فقیروں سے ۳. طمع عالموں سے ۴. بے شرعی عورتوں سے ۵. حب دنیا بوڑھوں سے ۶. سستی جوانوں سے ۷. ظلم بادشاہوں سے ۸. نامردی غازیوں سے ۹. خود پسندی زاہدوں سے ۱۰. ریاکاری عابدوں سے۔

(بحوالہ حاصل تصوف ص ۵۶)

دس چیزیں خوش خوئی کی علامت ہیں

حکماء کہتے ہیں کہ دس چیزیں خوش خوئی کی علامت ہیں۔

اول لوگوں کے اچھے کام کی مخالفت نہ کرنا۔

دوم عدل کرنا۔

سوم کسی کی عیب جوئی نہ کرنا۔

چہارم کوئی مذمت کرے اس کی نیک تاویل کرنا۔

پنجم گنہگار کی معذرت پر اس کو معاف کر دینا۔

ششم محتاجوں کی حاجت روائی کرنا۔

ہفتم اپنے عیب پر نظر رکھنا۔

ہشتم لوگوں کا غم کھانا۔

نہم لوگوں کے ساتھ تازہ روئی سے پیش آنا۔

دہم اچھی باتیں کرنا۔ (بحوالہ از الکنز المدفون)

دس باتوں کی وصیت

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی:

۱...... اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اگرچہ تم کو قتل کر دیا جائے اور جلا ڈالا جائے۔

۲...... اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو، اگرچہ وہ تم کو حکم دیں کہ اپنے اہل وعیال اور مال ومنال چھوڑ کر نکل جاؤ۔

۳...... کبھی ایک فرض نماز بھی قصداً نہ چھوڑو، کیونکہ جس نے ایک فرض نماز بھی قصداً چھوڑ دی اس کے لئے اللہ کا عہد اور ذمہ نہیں رہا۔

۴...... ہرگز کبھی شراب نہ پیو، کیونکہ شراب نوشی سارے فواحش کی جڑ ہے۔

۵...... ہر گناہ سے بچو، کیونکہ گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غصہ نازل ہوتا ہے۔

۶...... جہاد کے معرکے سے پیٹھ پھیر کر نہ بھاگو، اگرچہ کشتوں کے پشتے لگ رہے

ہوں۔

۷......جب تم کسی جگہ پر لوگوں کے ساتھ رہتے ہو اور وہاں (وبائی مرض کی وجہ سے) موت کا بازار گرم ہو جائے تو تم وہیں جمے رہو۔

۸......اپنے اہل وعیال پر اپنی استطاعت اور حیثیت کے مطابق خرچ کرو۔

۹......ان پر ادب سکھانے کے لئے سختی بھی کیا کرو۔

۱۰......اور ان کو اللہ سے ڈرایا بھی کرو۔ (بحوالہ از منبہات ابن حجرؒ)

دس سورتیں دس چیزوں سے بچاتی ہیں

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۱۱ھ) تحریر فرماتے ہیں:

''دس چیزیں (سورتیں) دس چیزوں سے بچاتی ہیں۔

۱. سورۂ فاتحہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچاتی ہے
۲. سورۂ یٰسین قیامت کے دن پیاسے رہنے کے لئے مانع ہے
۳. سورۂ دخان قیامت کے ہولناکیوں سے بچاتی ہے
۴. سورۂ واقعہ فقر وفاقہ سے بچاتی ہے
۵. سورۂ ملک عذابِ قبر سے بچاتی ہے
۶. سورۂ الکوثر دشمنوں سے بچاتی ہے
۷. سورۂ کافرون موت کے وقت کفر سے بچاتی ہے
۸. سورۂ اخلاص منافقت سے بچاتی ہے
۹. سورۂ فلق حاسدوں سے بچاتی ہے
۱۰. سورۃ الناس وسوسوں سے بچاتی ہے۔'' (الکنز المدفون، ص ۹۸)

دس خصائل سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ابو رمثہ تمیمی سے روایت کی ہے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ محصور تھے، فرمایا ''میرے دس خصائل میرا رب ہی جانتا ہے۔''

۱. میں اسلام قبول کرنے میں چوتھا ہوں۔

۲. رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی میرے نکاح میں دی۔

۳. وہ وفات پا گئیں تو آپ ﷺ نے اپنی دوسری صاحبزادی میرے نکاح میں دے دی۔

۴. نہ میں نے کبھی گانا سنا۔

۵. اور نہ ہی لہو ولعب کی کبھی تمنا کی۔

۶. جب حضور ﷺ کی بیعت دائیں ہاتھ سے کی پھر اس ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو کبھی مس نہیں کیا۔

۷. جب سے اسلام لایا، کوئی جمعہ ایسا نہیں گزرا کہ میں نے غلام آزاد نہ کیا ہو، اگر کسی جمعہ ایسا نہ کر سکا تو اس کے بعد آزاد کر دیا۔

۸. عہدِ جاہلیت میں اور عہدِ اسلام میں کبھی زنا نہیں کیا۔

۹. نہ ہی کبھی چوری کی۔

۱۰. اور میں نے عہدِ رسالت میں قرآن پورا حفظ کر لیا تھا۔

(ماہنامہ قومی ڈائجسٹ۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نمبر، مارچ ۱۹۸۴ء)

دس آدمی ظالم ہیں

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دس آدمی ظالم شمار کیے جاتے ہیں۔

۱......وہ شخص جو اپنے لئے دعا کرے والدین اور دوسرے مسلمانوں کو بھول جائے۔
۲......وہ شخص جو قرآن پاک کی کم از کم سو آیتیں روزانہ تلاوت نہ کرے۔
۳......وہ شخص جو مسجد میں جائے اور دو رکعت پڑھے بغیر نکل آئے۔
۴......وہ شخص جو قبرستان سے گذرے اور مردوں کو سلام اور ان کے لئے دعا نہ کرے۔
۵......وہ شخص جو جمعہ کے روز شہر میں آئے اور جمعہ کی نماز پڑھے بغیر چلا جائے۔
۶......وہ مرد و عورت کہ جن کے محلہ میں کوئی عالم آئے اور محلہ کا کوئی شخص بھی اس عالم کے پاس دین کی بات حاصل کرنے کے لئے نہ جائے۔
۷......وہ دو شخص جو آپس میں اللہ کے لئے محبت رکھتے ہوں لیکن ایک دوسرے کا نام معلوم نہ کریں۔
۸......وہ شخص جس کو کوئی کھانے پر بلائے اور وہ نہ جائے (بشرطیکہ اس دعوت میں شرعی قباحت نہ ہو)
۹......وہ نوجوان جو فارغ البال ہو اور دین کا علم وادب حاصل نہ کرے۔
۱۰......وہ شخص جو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔

(اقوال زریں کا انسائیکلوپیڈیا صفحہ نمبر ۹۶)

دس باتوں کا مجاہد کو خیال رکھنا چاہیے

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص پورے طور پر غازی اور سنت کے موافق مجاہد فی سبیل اللہ بننا چاہتا ہے اسے دس چیزوں کا خیال رکھنا لازم ہے۔

ایک یہ کہ والدین کی رضامندی کے بغیر نہ جائے۔

دوسری یہ اس کے ذمہ اللہ تعالیٰ کے جو حقوق ہیں نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور کفارہ وغیرہ کے ہیں انہیں ادا کرے اور ایسے ہی لوگوں کے حقوق ظلم، غیبت اور جھوٹ وغیرہ کے

جو ذمہ ہوں ان سے فارغ ہو جائے۔

تیسری بات یہ کہ اہل وعیال کے لئے بقدر ضرورت واپسی تک کے لئے اخراجات چھوڑ کر جائے۔

چوتھی یہ کہ اس کی کمائی حلال کی ہو، کہ اللہ تعالیٰ حلال وطیب کو ہی قبول کرتا ہے۔

پانچویں یہ کہ حاکم وقت کی اطاعت وفرمانبرداری کرے گو وہ حبشی غلام ہی ہو۔

چھٹی یہ کہ اپنے ساتھی کا حق ادا کرے جب بھی ملے خندہ پیشانی سے ملے اور اس سے بڑھ کر اخراجات کرے اس کی بیمار پرسی کرے ضروریات میں اس کا ہاتھ بٹائے۔

ساتویں یہ کہ اپنے راستے میں کسی مسلمان یا ذمی کو ایذا نہ پہنچائے۔

آٹھویں یہ کہ میدانِ جہاد سے نہ بھاگے۔

نویں یہ کہ مالِ غنیمت سے کچھ نہ چرائے۔ قرآن پاک میں ہے ومن یغلل یات بما غل یوم القیامة (۱۶۱/۲) "جو شخص خیانت کرے گا وہ اپنی خیانت والی چیز کو حاضر کرے گا۔"

اور دسویں چیز یہ ہے کہ اپنے غزوہ اور جہاد سے دین کے غلبہ اور اہلِ ایمان کی نصرت کا ارادہ رکھے۔ (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

دس باتوں کا لڑائی کے وقت خیال رکھنا چاہیے

کہتے ہیں کہ غازی کو لڑائی کے وقت دس چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

۱...... پہلی یہ کہ دل شیر ہو بزدل نہ ہو۔

۲...... تکبر میں چیتے جیسا ہو دشمن کے سامنے تواضع نہ دکھائے۔

۳...... شجاعت میں ریچھ کی طرح ہو جو تمام اعضاء سے لڑتا ہے۔

۴...... دشمن کے حملے کے وقت خنزیر کی طرح ہو جو پشت نہیں پھیرتا۔

۵...... خود حملہ کرنے میں بھیڑیئے کی طرح ہو کہ ایک طرف سے مایوس ہوتا ہے تو

دوسری جانب سے جا پڑتا ہے۔

۶......بوجھ اٹھانے میں چیونٹی کی صفت ہو جو اپنے وزن سے بھی کئی گنا زیادہ بوجھ اٹھالیتی ہے۔

۷......ثابت قدمی میں پتھر کی چٹان ہو کہ کبھی نہ ہلے تیروں کے پھل اور تلواروں کی ضربیں کھا کر برداشت کرے اور گدھے جیسا صبر دکھائے۔

۸......وفاداری کتے جیسی ہو کہ آگر آقا آگ میں گھس گیا تو یہ بھی اس کے پیچھے آگ میں جا گھسے۔

۹......اپنے مطلوب کی تلاش میں مرغ جیسا ہو۔

۱۰......شکست کے موقع پر لومڑی جیسا۔ (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

دس لازم چیزیں

کہتے ہیں کہ ہر روز ابن آدم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس چیزیں لازم ہوتی ہیں۔
اول یہ کہ اٹھتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وسبح بحمد ربک حین تقوم (۴۸/۵۲)

''اٹھتے وقت اپنے رب کی تسبیح اور حمد کیا کیجئے۔'' نیز ارشاد ہے:

یاایھاالذین اٰمنوا اذکروا اللّٰہ ذکرا کثیرا وسبحوہ بکرۃ واصیلا.

''اے ایمان والو تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کرو اور صبح اور شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔''

دوسری چیز پردہ کے بدن کو چھپانا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یبنی اٰدم خذوا زینتکم عند کل مسجد (۳۱/۶)

''اے اولاد آدم تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔'' اور زینت کا ادنیٰ درجہ ستر عورت ہے۔

تیسری چیز اپنے وقت پر اچھی طرح سے وضو کرنا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

یٰایھا الذین اٰمنوا اذا قمتم الی الصلٰوۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برء وسکم وارجلکم الی الکعبین۔ (۶/۵)

''اے ایمان والو جب تم نماز پڑھنے کا قصد کیا کرو تو منہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھولیا کرو اور سر کا مسح کرلیا کرو۔ اور ٹخنوں تک پاؤں (دھولیا کرو)۔''

چوتھی بات اپنے وقت پر نماز اچھی طرح سے ادا کرنا، قرآن مجید میں ہے:

ان الصلٰوۃ کانت علی المؤمنین کتٰبا موقوتا. (۱۰۳/۴)

''یقیناً نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور وقت کے ساتھ محدود ہے۔'' یعنی خاص خاص اوقات میں مقرر کردہ فریضہ ہے۔

پانچویں یہ کہ رزق کے وعدہ میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ومامن دابۃ فی الارض الا علی اللّٰہ رزقھا (۶/۱۱)

''اور کوئی جاندار روئے زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ اس کی روزی اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو۔''

چھٹی چیز یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عطا پر قناعت کرے اور اس پر راضی رہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیٰوۃ الدنیا. (۳۲/۴۳)

''دنیوی زندگی میں ان کی روزی ہم نے تقسیم کر رکھی ہے۔''

ساتویں یہ کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وتوکل علی الحی الذی لایموت (۵۸/۲۵)

''اور اس زندہ پر توکل رکھیئے جو کبھی نہیں مرے گا۔''

وعلی اللّٰہ فتوکلوا ان کنتم مؤمنین ٥ (۲۳/۵)

''اور اللہ تعالیٰ پر نظر رکھو اگر تم ایمان رکھتے ہو۔''

آٹھویں اللہ تعالیٰ کے فیصلہ اور حکم پر صبر کرنا، قرآنِ مجید میں ہے:

واصبر لحکم ربک (۴۸/۵۲)

''اور اپنے رب کی تجویز پر صبر کریں۔''

یاایھاالذین امنوا اصبروا وصابروا (۳/۲۰۰)

''اے ایمان والو خود صبر کرو اور مقابلہ میں صبر کرو۔''

نویں یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر کیا کرو، حکمِ خداوندی ہے:

واشکروا نعمت اللہ علیکم ان کنتم ایاہ تعبدون۝ (۲/۱۷۲)

''اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔'' اور اولین نعمت صحتِ جسمانی ہے اور سب سے بڑی نعمت دین اسلام کی نعمت ہے، گو نعمتیں بے حد اور بے شمار ہیں جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وان تعدوا نعمة اللہ لا تحصوھا (۱۴/۳۴)

''اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننے لگو تو نہ گن سکو۔''

دسویں چیز اکل حلال ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

کلوا من طیبٰت مارزقنکم ''ہم نے جو نفیس چیزیں تم کو دی ہیں ان کو کھاؤ۔''

اس سے مراد رزقِ حلال ہے۔ (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

دس خصلتیں ابدال کی

کہتے ہیں کہ ابدال میں دس خصلتیں ہوتی ہیں۔

۱. سینے کا پاک صاف ہونا۔
۲. ہاتھ کا سخی ہونا۔
۳. زبان کا سچا ہونا۔
۴. نفس کی تواضع۔
۵. مصائب میں صبر۔
۶. تنہائیوں میں رونا۔
۷. مخلوق سے ہمدردی۔
۸. اہلِ ایمان پر مہربان ہونا۔

۹. فناء کے دھیان میں رہنا۔ ۱۰. ہر چیز سے عبرت حاصل کرنا۔

(بحوالہ از نایاب تحفہ ص ۱۶۷)

دس راستے شیطان کے آدمی تک پہنچنے کے

ایک دانا کا قول ہے کہ میں نے بہت کچھ غور وفکر کیا کہ شیطان کا انسان تک پہنچنے کا کون سا راستہ ہے تو مجھے دس راستے معلوم ہوئے۔

اول یہ کہ وہ حرص اور بدظنی کی راہ سے آتا ہے۔ تو میں نے اس کا توکل وقناعت سے مقابلہ کیا اور اس مقصد کی تائید مجھے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے مل گئی: **وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقھا** (۱۱/۶)

''اور کوئی جاندار روئے زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ اس کی روزی اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو۔'' میں نے اس طرح اسے شکست دے دی۔

دوسرا یہ کہ وہ حیات اور لمبی امیدوں کے راستے سے آتا ہے تو میں نے اس کا مقابلہ موت کے اچانک آجانے کے خوف سے کیا اور اس کی تائید مجھے اس آیت سے ملی:

وماتدری نفس بای ارض تموت ۔ (۳۱/۳۴)

''اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔''

یہاں بھی میں نے شیطان کو شکست دے دی۔

تیسرا یہ کہ وہ آرام طلبی اور تنعم پرستی کی راہ سے آتا ہے جس کا مقابلہ میں نے زوالِ نعمت اور سخت ترین حساب کے تصور سے کیا اور اللہ تعالیٰ کے قول سے اس کی تائید حاصل کی: **ذرھم یاکلوا ویتمتعوا** (۱۵/۳)

انہیں چھوڑیئے ذرا کھا پی لیں اور مزے اڑا لیں۔'' اور اس آیت سے **افرء یت ان متعنھم**. جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر ہم برسہا برس تک بھی انہیں ناز ونعمت کے ساتھ ڈھیل دیئے رکھیں تو انہیں کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا۔ اس راستہ پر بھی اسے شکست ہوئی۔

چوتھا یہ کہ وہ عُجب اور خود پسندی کی راہ سے حملہ کرتا ہے جس کا مقابلہ میں نے اللہ تعالیٰ کے احسان وتوفیق اور انجام بد کے خوف سے کیا اور قرآن مجید کی اس آیت سے تائید حاصل کی: ''فمنهم شقی و سعید'' (۱۰۵/۱۱)

''بعض بد بخت اور بعض نیک بخت ہوں گے۔'' اور کچھ پتا نہیں میں کس فریق سے ہوؤں گا؟ اس مقام پر بھی میں نے اسے شکست دے دی۔

پانچواں یہ کہ وہ ساتھیوں سے بے اعتنائی اور کم حرمتی کے ذریعہ حملہ کرتا ہے۔ اس کا مقابلہ میں نے ان کے احترام وتعظیم اور حقِ ادائیگی سے کیا اور قرآن پاک کی اس آیت سے مجھے تائید ملی: وللّٰه العزة ولرسوله وللمؤمنين. (۸/۶۳)

''اور اللہ ہی کی ہے عزت اور اس کے رسول کی اور مسلمانوں کی۔'' اس سے بھی اسے شکست ہوئی۔

چھٹا یہ کہ وہ حسد کے دروازے سے آتا ہے، اس کا مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی تقسیم وعدل کے ساتھ کیا اور اس آیت سے تائید ملی: نحن قسمنا بينهم معيشتهم فی الحيوٰة الدنيا (۳۲/۴۳)

''دنیا کی زندگی میں ان کی روزی ہم نے تقسیم کر رکھی ہے۔'' یہاں بھی اسے شکست ہوئی۔

ساتواں یہ کہ وہ ریا اور لوگوں کی مدح سرائی کی راہ سے آتا ہے میں نے اس کا مقابلہ اخلاص کے ساتھ کیا اور اس آیت سے تائید حاصل ہوئی: فمن كان يرجوا لقاء ربه فليعمل عملاصالحاولايشرك بعبادة ربه احداo (۱۸/۱۱۰)

''سو جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھے تو نیک کام کرتا رہے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔''

آٹھواں یہ کہ وہ بُخل کی راہ سے آتا ہے، میں نے اس کا مقابلہ مخلوق کے تمام مال و

متاع کی فنا اور اللہ تعالیٰ کے خزانوں کی بقا کے تصوّر سے کیا اور اس آیت سے تائید حاصل کی: ماعند کم ینفد وماعنداللہ باق ۔ (۹۶/۲۶)

''جو کچھ بھی تمہارے پاس ہے سب فنا ہونے والا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔''

نواں یہ کہ وہ کبر کی راہ سے حملہ کرتا ہے جس کا مقابلہ میں نے تواضع کے ساتھ کیا اور اس آیت سے تائید حاصل کی: یٰایھا الناس اناخلقنکم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عنداللہ اتقکم ۔ (۱۳/۴۹)

''اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا تا کہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو، اللہ کے نزدیک آپ میں بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔'' یہاں پر بھی شیطان کو شکست ملی۔

دسواں دروازہ طمع کا ہے جہاں سے وہ حملہ آور ہوتا ہے، اس کا مقابلہ میں نے لوگوں کے ہاں سے مایوسی اور اللہ تعالیٰ کے خزانوں پر اعتماد کے ساتھ اور اس آیت کو تائید میں پایا:

ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاویرزقہ من حیث لایحتسب ۔ (۶/۲۱۵)

''اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے نجات کی شکل نکال دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔'' (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

دس خصوصیتیں اہلِ زُہد کی

بعض علماء کا قول ہے کہ اہلِ زُہد کی دس خصوصیتیں ہیں۔

پہلی یہ کہ شیطان سے عداوت رکھنا اپنے حق میں واجب سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ان الشیطٰن لکم عدو فاتخذوہ عدوا۔ (۶/۳۵)

''بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے لہٰذا اس کو دشمن سمجھو۔''

دوسری یہ کہ کوئی عمل بلا دلیل نہیں کرتے یعنی وہی عمل اختیار کرتے ہیں جس کی دلیل

قیامت کو پیش کرسکیں، ارشادِ ربانی ہے کہ: قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین٥
''اپنی دلیل پیش کرو اگر تم سچے ہو۔''

تیسری یہ کہ وہ ہر وقت موت کے لئے تیار رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
کل نفس ذائقة الموت ۔ (۱۸۶/۳) ''ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔''

چوتھی یہ کہ ان کی دوستی یا دشمنی محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہوتی ہے، قرآن مجید میں ہے: لاتجد قوما یؤمنون باللّٰہ والیوم الاٰخر یوادون من حاداللّٰہ ورسولہ ولو کانوا اٰباء ھم او ابناء ھم او اخوانھم او عشیرتھم اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان. (۲۲/۵۸)

مطلب یہ کہ مومن کی دوستی ایسے شخص سے کبھی نہیں ہوتی جو احکامِ خداوندی کا باغی اور مخالف ہے خواہ وہ اس کا باپ ہو یا بیٹا، بھائی ہو یا اور کوئی رشتہ دار۔

پانچویں یہ کہ وہ لوگ اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں، فرمانِ خداوندی ہے: وأمر بالمعروف وانہ عن المنکر واصبر علیٰ ما اصابک ان ذٰلک من عزم الامو٥ (۱۷/۳۱)

''اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور بُرے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو مصیبت واقع ہو اس پر صبر کیا کر یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔''

چھٹی یہ کہ وہ کائنات میں فکر و تدبر کرتے اور اسے نگاہِ عبرت سے دیکھتے رہتے ہیں، آیتِ قرآنی ہے: ویتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض. (۱۹۱/۳)

''اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں۔'' اور دوسری آیت ہے کہ: فاعتبروا یاولی الابصار٥ (۲/۵۹)

''اے دانش مندوں عبرت حاصل کرو۔''

ساتویں یہ کہ وہ اپنے دل پر کڑی نظر رکھتے ہیں کہ مبادا ایسی فکر میں لگ جائے جو اللہ

تعالیٰ کی رضا سے خالی ہو، قرآن پاک میں ہے:

ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا (۳۶/۱۶)

''بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب کی ہر شخص سے پوچھ ہوگی۔''

آٹھواں یہ کہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف نہیں ہوتے، قرآن پاک میں ہے:

فلا یامن مکر اللّٰہ الا القوم الخٰسرون٥ (۹۹/۶)

''سو خدا تعالیٰ کی تدبیر سے بجز ان کے جن کی شامت ہی آ گئی ہو اور کوئی بے فکر نہیں ہوتا۔''

نویں یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید کبھی نہیں ہوتے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لا تقنطوا من رحمۃ اللّٰہ ، ان اللّٰہ یغفر الذنوب جمیعا ، انہ هو الغفور الرحیم٥ (۵۳/۳۹)

''تم خدا کی رحمت سے ناامید مت ہو، بالیقین خدا تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا واقعی وہ بڑا بخشنے والا بڑی رحمت والا ہے۔''

اور دسویں خصوصیت یہ ہے کہ متاع دنیا سے جو کچھ میسر آ جائے اس پر اتراتے نہیں اور کچھ جاتا رہے تو غمگین نہیں ہوتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: لکیلا تاسوا علی مافاتکم ولا تفرحوا بما اتٰکم. (۲۳/۵۷)

''تاکہ جو چیز تم سے جاتی رہے تم اس پر رنج نہ کرو اور جو چیز تم کو عطا فرمائی ہے اس میں اتراؤ نہیں۔''

حاصل یہ کہ بندے کو جب یہ علم ہی نہیں کہ میرا فائدہ حاصل ہونے والی چیز میں ہے یا اس کے چلے جانے میں، تو اسے ہر حال میں یکساں رہنا چاہیے۔ (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

دس دنیوی فوائد مسواک کے

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ مسواک کا ضرور استعمال کرو اس میں دس باتیں

ہیں (یعنی دس فوائد ہیں)

۱......منہ کو صاف کرتی ہے۔

۲......اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے۔

۳......ملائکہ کی خوشی کا ذریعہ ہے۔

۴......آنکھوں کو جلا بخشتی ہے۔

۵......دانتوں کو سفید کرتی ہے۔

۶......مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے اور اس کی بیماری کو ہٹاتی ہے۔

۷......کھانے کو ہضم کرنے میں مدد دیتی ہے۔

۸......بلغم کو ختم کرتی ہے۔

۹......نمازوں کا اجر اس سے بڑھ جاتا ہے۔

۱۰......منہ میں خوشبو پیدا کرتی ہے جو کہ قرآن کریم کے نکلنے کا راستہ ہے۔

حضرت حسان بن عطیہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ! وضو ایمان کا حصہ ہے اور مسواک وضو کا حصہ ہے، اگر میں اپنی امت کے لئے اس میں مشقت نہ پاتا تو انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا، مسواک کر کے پڑھی ہوئی دو رکعتیں ایسی ستر رکعتوں سے افضل ہیں جن میں مسواک نہ کی گئی ہو۔ (بحوالہ از خزینۃ الاسرار)

دس نقصانات فیشن پرستی کے

۱......فیشن پرستی سے ہیجان انگیز جذبات پیدا ہوتے ہیں فکری اور ذہنی کشمکش ہمیشہ برپا رہتی ہے۔ چین کی نگری اور سکون کی بستی سے فاصلہ بہت دور کا ہو جاتا ہے۔

۲......حرص وہوس کی آگ ہمیشہ سلگتی رہتی ہے کسی مقام پر بھی پہنچ کر انسان کی خواہش دم نہیں توڑتی۔ قناعت جو سب سے بڑی دولت ہے اس سے محرومی رہتی ہے۔

۳......اسراف اور فضول خرچی کی عادت ہوتی ہے اور یہ عادت انسان کو ...

غربت اور قرض کی چوکھٹ تک لے آتی ہے اور مختلف مالی جرائم کا ارتکاب بھی کراتی ہے ۔اس کی تازہ مثال وہ واقعہ ہے جس میں حقیقی ماموں نے اپنے چھ ماہ کے بھانجے کو اغوا کرایا تھا تا کہ اسے ایک وقت معین پر چالیس ہزار روپے یا اسکے مساوی آسٹریلیائی ڈالر حاصل ہوسکیں بصورت دیگر بچے کو ہلاک کرنے کی دھمکی دی گئی تھی۔ پولیس نے سراغ لگا کر بچہ صحیح سالم برآمد کرلیا اس سلسلہ میں پولیس نے جو رپورٹ دی ہے اس کا ایک حصہ یہ ہے کہ اغوا کنندہ ٹولی چونکہ عالیشان ہوٹلوں میں بیٹھنے، کیبرے ڈانس دیکھنے اور خوش لباسی کی شوق ہے اور رنگ رلیوں پر بے دریغ روپے اڑاتی ہے، اغوا میں بھی یہی جذبہ کارفرما تھا کہ موج اڑائی جائے اور اسٹریلیا کے سیر سپاٹے کئے جائیں۔

۴......فخر وغرور ریا ونمود اور تصنع وتکلف کا جذبہ پروان چڑھتا ہے اور جھوٹی نمائش کی لعنت گلے پڑ جاتی ہے۔

۵......واقعی اور حقیقی ضرورتوں پر زیبائش اور آرائش کے حسین ونازک سامانوں کو ترجیح دیا جانے لگتا ہے، اس صورت میں اگر آمدنی کم ہوئی تو انسان قرض در قرض کے چکر میں گرفتار اور معاشی پریشانی کا شکار بن جاتا ہے آپ اپنی کھلی آنکھوں سے اپنے محلہ پڑوس بلکہ خود اپنے گھر میں اس کا مشاہدہ کرسکتے ہیں۔

۶...... ہر وہ چیز جو اپنے اندر عارضی چمک دمک رکھتی ہے اور نظر کو خیرہ کرتی ہے وہ مرکز توجہ بن جاتی ہے۔ جوہری خصوصیات، اعلیٰ مقاصد اور دائمی طور پر نفع رساں چیزوں سے نظر ہٹ جاتی ہے۔ دنیا سے تعلق اور آخرت سے بے تعلقی بڑھ جاتی ہے۔

۷......وقت جو انسان کے پاس سب سے بڑا سرمایا ہے وہ بے دردی کے ساتھ ضائع ہوتا رہتا ہے۔ اور دانا انسان کی اس دانائی پر کہا جاسکتا ہے کہ وہ اشرفیاں لٹاتا ہے اور کوئلوں پر مہر کرتا ہے، جواہرات دیتا ہے اور سنگریزے خریدتا ہے، پھولوں کو پھینکتا ہے اور کانٹوں کو چنتا ہے۔

۸......مردانگی، شجاعت، محنت اور جفاکشی کا جوہر انسان کی زندگی سے نکل جاتا ہے، نازو انداز اور عیش وعشرت کی زندگی اپنی بندگی پر انسان کو مجبور کرتی ہے۔

۹......مرد اور عورت کا مخصوص حلیہ بگڑ جاتا ہے، دونوں کا جو امتیازی شان ہے وہ ختم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے لئے گھر اور باہر کے اعتبار سے الگ الگ جو فرائض متعین کیئے ہیں، اس کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں نت نئی برائیاں معاشرے میں گھس آتی ہیں۔ بے حیائی، عریانی، فحاشی، زنا کاری آخر کس کس کا ذکر کیا جائے۔

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

۱۰......ملی تشخص و امتیاز نظر سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ دیگر قوموں کی وضع قطع، رہن سہن، زبان اور بیان اور تہذیب و معاشرت کو شعوری یا غیر شعوری طور پر اپنا لیا جاتا ہے۔

(بحوالہ از فیشن پرستی کے نقصانات)

دس پسندیدہ خصلتیں کتے کی

ایک دفعہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے وعظ میں فرمایا کہ کتے میں دس خصلتیں ایسی ہیں جو بہت کم انسانوں میں پائی جاتی ہیں ایسا انسان جو ان خصلتوں سے بکسر عادی ہے اس سے کتا ہزار درجہ بہتر ہے کتے کی۔

پہلی خصلت یہ ہے کہ وہ بھوکا رہتا ہے یہ آداب صالحین کی علامت ہے۔

دوسری خصلت یہ ہے کہ اسکا ذاتی مکان کوئی نہیں ہوتا یہ متوکلین کی علامت ہے۔

تیسری خصلت یہ ہے کہ وہ رات کو بہت کم سوتا ہے یہ علامت شب زندہ دار لوگوں اور محبین کی ہے۔

چوتھی خصلت یہ ہے کہ کتے کی کوئی جائیداد نہیں ہوتی اور وہ کوئی میراث نہیں

چھوڑتا یہ صفت زاہدین کی ہے۔

پانچویں خصلت یہ ہے کہ وہ اپنے مالک سے کبھی بے وفائی نہیں کرتا خواہ وہ کتنا ہی رنجیدہ کیوں نہ ہو اور مالک اس کو کتنا ہی کیوں نہ مارے یہ علامت صادقین کی ہے۔

چھٹی خصلت یہ ہے کہ وہ سب سے ادنیٰ جگہ پر بیٹھتا ہے یہ علامت متواضعین کی ہے۔

ساتویں خصلت یہ ہے کہ جب اس کی سونے کی جگہ چھن جاتی ہے تو وہ چپکے سے دوسری جگہ چلا جاتا ہے یہ علامت راضئین کی ہے۔

آٹھویں خصلت یہ ہے کہ اسکو مارنے یا جھڑکنے کے بعد پیار کریں یا اس کے سامنے روٹی کا ٹکڑا ڈالیں تو سب کچھ بھلا کر دم ہلاتا چلا جاتا ہے یہ نشانی خاشعین کی ہے۔

نویں خصلت یہ ہے کہ جب اس کا مالک کھانا کھا رہا ہوتا ہے تو وہ دور بیٹھ کر دیکھتا رہتا ہے یہ علامت سالکین کی ہے۔

دسویں خصلت یہ ہے کہ جب کسی جگہ کو چھوڑ دیتا ہے تو پھر کبھی اس جگہ کا خیال بھی نہیں کرتا یہ نشانی مجردین کی ہے۔

(بحوالہ از خزینۃ الاسرار)

دس دس مرتبہ تہجد کے وقت مندرجہ ذیل کلمات پڑھیں

الله اکبرُ	دس بار
الحمدالله	دس بار
سبحان الله وبحمدهٖ	دس بار
سبحان الملک القدوس	دس بار
استغفرالله	دس بار
لااله الا اللهُ	دس بار

الھم انی اعوذبک من ضیق الدنیا وضیق یوم القیامۃ دس بار

(بحوالہ: ابوداؤد شریف: جلد ۲ صفحہ ۶۹۴)

دس پسندیدہ باتیں ہیں صدقہ میں

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صدقہ ضرور کرنا چاہیے کم ہو یا زیادہ کیونکہ اس میں دس پسندیدہ باتیں پائی جاتی ہیں، پانچ دنیا میں اور پانچ آخرت میں۔ دنیا والی پانچ یہ ہیں۔

۱. مال پاک ہوتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ بیع میں لغو باتیں جھوٹ اور قسم وغیرہ مل جاتی ہیں۔ لہٰذا صدقہ کے ذریعہ اسے پاک کرلیا کرو۔

۲. دوسری یہ کہ بدن گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا. (۹/۱۰۳)

"آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک صاف کردیں گے۔"

۳. تیسری یہ کہ اس سے بیماریاں اور آفتیں دُور ہوتی ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے، اپنے بیماروں کا صدقہ کے ذریعہ علاج کرو۔

۴. چوتھی یہ کہ اس سے مساکین خوش ہوتے ہیں اور اہل ایمان کو خوش کرنا بہترین عمل ہے۔

۵. اور پانچویں بات یہ ہے کہ اس سے مال میں برکت اور رزق کی فراخی حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وما انفقتم من شیء فھو یخلفہ. (۳۴/۳۹)

"اور جو چیز تم خرچ کرو گے سو وہ اس کا عوض دے گا۔"

اور آخرت والی پانچ باتوں میں سے:

پہلی یہ ہے کہ صدقہ سخت گرمی کے وقت آدمی کے لئے سایہ بنے گا۔

دوسری یہ کہ اس سے حساب میں تخفیف ہوگی۔

تیسری کہ میزان عمل کا وزن بڑھ جاتا ہے۔

چوتھی یہ کہ پُل صراط کا گزرنا آسان ہوتا ہے۔

پانچویں یہ کہ جنت کے درجات میں اضافہ ہوتا ہے۔

اگر صدقہ میں مساکین کی دعاؤں کے سوا کچھ بھی فضیلت نہ ہوتی تو بھی ایک عقل مند انسان کے لئے ضروری تھا کہ وہ اس کی کوشش کرتا۔ اور اب تو پوچھنا ہی کیا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا بھی ہے۔ اور شیطان کی توہین وتحقیر بھی۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک صدقہ کرنے سے ستر شیطانوں کے منہ پھوٹتے ہیں۔ اور اس میں نیک لوگوں کی پیروی بھی ہے کہ وہ ہر وقت صدقہ کرنے کی فکر ہی میں رہتے ہیں۔ (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

دس عیوب گناہ کے اندر ہوتے ہیں

گناہ میں دس عیب ہوتے ہیں:

پہلا یہ کہ بندہ جب برائی کرتا ہے تو اپنے خالق کو ناراض کر لیتا ہے جو کہ ہر وقت اس پر قادر ہے۔

دوسرے یہ کہ وہ اس سے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے دشمن ابلیس کو خوش کرتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کو نہایت ناپسند اور مبغوض ہے۔

تیسرا یہ کہ برائی بندے کو بہترین جگہ یعنی جنت سے دُور کرتی ہے۔

چوتھا یہ کہ بدترین جگہ یعنی جہنم کے قریب کرتی ہے۔

پانچویں یہ کہ اس نے سب سے زیادہ محبوب چیز یعنی اپنے نفس پر جفا کی ہے۔

چھٹا یہ کہ اس کا نفس برائی سے نجس ہو جاتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسے پاک اور طاہر پیدا کیا تھا۔

ساتویں یہ کہ اس سے انسان اپنے ان ساتھیوں یعنی محافظ فرشتوں کو ایذا دیتا ہے جو اسے ایذا نہیں پہنچاتے۔

آٹھویں یہ کہ وہ حضور ﷺ کو قبر شریف میں غمگین کرتا ہے۔

نوواں یہ کہ رات اور دن کو اپنے اوپر گواہ بناتا ہے اور انہیں ایذا پہنچاتا اور غمگین کرتا ہے۔

دسواں یہ کہ برائی کر کے آدمی نے انسانوں سے اور ان کے ماسوا تمام مخلوق سے خیانت کی ہے۔ آدمیوں سے خیانت تو یہ ہے کہ اگر کسی کی شہادت اس کے پاس تھی تو اب یہ شہادت کے قابل نہ رہا گویا اس کے گناہ کے باعث ایک ساتھی کا حق باطل ہو گیا۔ باقی مخلوق سے خیانت یہ ہے کہ گناہ کرتا ہے تو بارش بند ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے تمام مخلوق سے خیانت ہوئی۔ لہٰذا گناہ سے بہت بچنا چاہیے جس میں اس قدر عیوب ہیں اور اپنے نفس پر ظلم بھی ہے۔ (بحوالہ از منبہات ابن حجرؒ)

دس نیکیوں کا قرآن مجید کے ہر حرف پر ثواب ملتا ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا خوانِ نعمت ہے، جہاں تک ہو سکے اس کے علوم حاصل کرو۔ یہ قرآن لَا رَیْب اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے۔ ایک کھلا نور ہے، نفع بخش صحت و شفا ہے اس سے وابستہ ہونے والے کے لئے حفاظت کا سامان ہے اپنی پیروی کرنے والے کا نجات دہندہ ہے۔ اس میں کوئی کجی نہیں جسے سیدھا کیا جائے کوئی ٹیڑھا پن نہیں جس کی درستی کی جائے۔ اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوتے بار بار کی کثرت تلاوت سے اس کی تازگی متاثر نہیں ہوتی۔ اس کی خوب تلاوت کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر حرف پر دس نیکیوں کا اجر مرحمت فرماتے ہیں سنو! کہ میں الٓمٓ کی دس نیکیاں شمار نہیں کرتا، بلکہ دس نیکیاں الف کی ہیں اور دس لام کی اور دس نیکیاں میم کی۔

(بحوالہ از منبہات ابن حجرؒ)

دس اوصاف عالم کے

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ عالم میں دس چیزیں ہونی چاہیں۔ اخلاص وخشیت، ہمدردی، شفقت، تحمل، صبر، تواضع، لوگوں کے مال سے بے رُخی، مطالعہ کُتب پر دوام، دربان وغیرہ کا نہ ہونا اور یہ کہ اس کا دروازہ ہر بڑے چھوٹے کے لئے کھلا ہو۔ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا امتحان ان کے پہرہ پر سختی کرنے کی وجہ سے ہوا تھا۔ (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

دس لاکھ نیکیاں

حضرت عمر بن الخطاب ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(مَنْ دخلَ السُّوقَ فقالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لا شَرِيْکَ لَهُ، لَهُ الْمُلْکُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَيُمِيتُ، وَهُوَ حَيٌّ لا يمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيرُ، وهُوَ علىٰ كُلِّ شئٍ قديرٌ، كتبَ اللهُ لهُ ألفَ ألفِ حَسَنَةٍ، وَمَحى عَنْهُ اَلْفَ اَلْفِ سَيِّئةٍ، وبَنٰى لهُ بيتاً فى الجَنَّةِ)

”جو آدمی بازار میں داخل ہوتے ہی یہ دعا پڑھے: ”لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لا شَرِيْکَ لَهُ، لَهُ الْمُلْکُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَيُمِيتُ، وَهُوَ حَيٌّ لا يمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيرُ، وهُوَ علىٰ كُلِّ شئٍ قديرٌ“ اللہ تعالیٰ اس کے حساب میں دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔ اور دس لاکھ گناہ دھو دیتے ہیں اور جنت میں اس کے لئے گھر بنا دیتے ہیں۔“

ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ کون سے مجاہد کا بڑا اجر ہے، آپ ﷺ نے فرمایا جو ان میں سے خدا تعالیٰ کو بہت یاد کرتا ہو، پھر ان صاحب نے دریافت کیا کہ صالحین میں کس کا بڑا اجر ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ان میں سے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو بہت یاد کرتا ہو، پھر ان صاحب نے نمازیوں اور زکوٰۃ دینے والوں، حاجیوں اور صدقہ دینے والوں کے

متعلق بھی یہی سوال کیا اور آپ نے یہی جواب دیا۔ یہ سوال و جواب سن کر حضرت ابو بکر صدیق ﷺ نے حضرت عمر ﷺ کو خطاب کر کے فرمایا اے ابو حفص ذکر کرنے والے ہر بھلائی لے اُڑے اس پر رسول خدا ﷺ نے فرمایا جی ہاں۔

(بحوالہ الترغیب والترہیب)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ کا بیان ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اس وقت تک بندہ کے ساتھ رہتا ہوں جب تک وہ مجھ کو یاد کرتا ہے اور میری یاد سے اس کے ہونٹ ہلتے رہتے ہیں۔ (بحوالہ بخاری شریف)

دس ناپسند چیزیں

ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دس چیزیں دس قسم کے لوگوں میں قبیح اور ناپسند ہیں۔

۱. تیزی بادشاہ میں۔
۲. بخل غنی میں۔
۳. طمع علماء میں۔
۴. حرص فقراء میں۔
۵. حیا کی کمی شرفاء میں۔
۶. جوانی کے طور طریق بوڑھوں میں۔
۷. مردوں کا عورتوں کی مشابہت کرنا۔
۸. عورتوں کا مردوں کی مشابہت کرنا۔
۹. زاہد لوگوں کا اہلِ دنیا کے دروازوں پر آنا۔
۱۰. عبادت میں جہالت کا ہونا۔

(بحوالہ از قندیل ص ۱۲۳)

دس چیزوں کو اپنے اوپر لازم سمجھو

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پرہیزگاری کی علامت یہ ہے کہ دس چیزوں کو اپنے اوپر لازم سمجھے۔

پہلی یہ کہ زبان کی حفاظت غیبت سے کرے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "ولا یغتب بعضکم بعضا" (۱۲/۴۹) "ایک دوسرے کی غیبت مت کرو۔"

دوسرے یہ کہ بدظنی سے بچے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ: اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم. (۱۲/۴۹) "زیادہ گمان کرنے سے بچتے رہو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔" اور حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ بدگمانی سے بہت بچتے رہو کہ یہ بڑی جھوٹی بات ہے۔

تیسرے یہ کہ مذاق کرنے سے بچتا رہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیرا منهم. (۱۱/۴۹)

"کوئی جماعت دوسری جماعت سے مذاق نہ کرے کیا عجب ہے وہ لوگ ان مذاق اُڑانے والوں سے بہتر ہوں۔"

چوتھی یہ کہ نگاہ کو حرام جگہ اور موقع سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: قل للمؤمنین یغضوا من ابصارهم. (۳۰/۲۴) "آپ مسلمان مردوں سے فرمادیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں۔"

پانچویں یہ کہ زبان میں صداقت ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"واذا قلتم فاعدلوا" (۱۵۲/۶) "اور جب تم کوئی بات کہو تو انصاف کی کہو۔"

چھٹی یہ کہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے احسانات کا استحضار رکھے، تا کہ عُجب میں مبتلا نہ ہو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: بل اللّٰه یمن علیکم ان هدٰکم للایمان ان کنتم صٰدقین۝ (۱۷/۴۹)

"بلکہ اللہ تعالیٰ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے ایمان کی جانب تمہاری رہنمائی فرمائی ہے (اگر تم سچے ہو)۔

ساتویں یہ کہ اپنا مال صحیح مصرف پر لگائے ناجائز جگہ پر نہ لگائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان ذٰلک قواماo (۲۵/۶۷)

"اور جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں (یعنی معصیت میں خرچ نہیں کرتے اور طاعت میں لگانے سے دریغ نہیں کرتے۔) اور ان کا خرچ کرنا اعتدال پر ہوتا ہے۔"

آٹھویں یہ کہ اپنے لئے تکبر اور بڑائی کو پسند نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

تلک الدار الأخرة نجعلها للذین لا یریدون علوا فی الارض فسادا.

(۲۸/۸۳)

"یہ عالم آخرت ہم انہی لوگوں کے لئے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد کرنا۔"

نویں یہ کہ پنجوقتہ نماز رکوع سجود کی پوری رعایت کے ساتھ بروقت ادا کرے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: حافظوا علی الصلوٰة والصلوٰة الوسطٰی وقوموا للّٰہ قٰنتینo

"محافظت کرو سب نمازوں کی اور درمیان والی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے سامنے عاجزی کرتے ہوئے۔"

دسویں چیز یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت کے طریق پر مضبوطی سے گامزن ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وان هٰذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله، ذٰلکم وصّٰکم به لعلکم تتقونo (۶/۱۵۳)

"اور یہ کہ یہ دین میرا سیدھا راستہ ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو

کہ وہ تم کو اس کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کا تاکیدی حکم دیا ہے تا کہ تم احتیاط رکھو۔" (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

دس چیزیں ہلاک کرنے والی

(۱)......البخل.........بخل کرنا

(۲)......الکبر.........تکبر کرنا

(۳)......العجب.........خود پسندی

(۴)......حب المال.........مال کی محبت

(۵)......الحسد.........حسد کرنا

(۶)......شدۃ الغضب.......غصہ کی زیادتی

(۷)......شراھتہ الی الطعام.....کھانے کی حرص

(۸)......شرہ الوقاع.....جماع کی کثرت

(۹)......الریا.....دکھلاوے کے لئے کرنا

(۱۰)......حب الجاہ.....عہدہ طلبی اور مرتبہ کی محبت۔

(بحوالہ: احیاء العلوم الدین جلد ۴، صفحہ ۴۵۸)

دس خصلتیں نجات دینے والی

(۱)......الندم علی الذنوب.....گناہوں پر نادم ہونا۔

(۲)......الصبر ..... مصیبت پر صبر ہونا۔

(۳)......الرضاء بالقضاء.....خدائی فیصلہ پر راضی رہنا۔

(۴)......الشکر علی النعاء.....نعمت خداوندی کا شکر ادا کرنا۔

(۵)......اعتدال الخوف والرجاء.....خوف ورجاء میں اعتدال کا رہنا۔

(۶)......الزھد فی الدنیا.....دنیا سے بے رغبت ہونا۔

(۷)......الاخلاص فی الاعمال.....اعمال میں اخلاص پیدا کرنا۔

(۸)......حسن الخلق مع الخلق.....مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔

(۹)......حب اللہ تعالیٰ.....اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا۔

(۱۰)......الخشوع للہ تعالیٰ.....اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کرنا۔

(بحوالہ احیاء علوم الدین جلد۴، صفحہ نمبر ۴۵۸)

دس حقوق والدین کے

کہتے ہیں کہ بیٹے پر والدین کے دس حقوق ہیں۔

۱. ان کو کھانے کی ضرورت ہو تو کھانا کھلائے۔

۲. کپڑے کی ضرورت ہو تو کپڑا پہنائے جب کہ اسے ان باتوں کی قدرت ہو۔ حضور ﷺ سے بھی "وصاحبھما فی الدنیا معروفا" (۱۵/۳۱) "اور دنیا میں ان کے ساتھ خوبی سے بسر کرنا۔" کی تفسیر میں یہی منقول ہے، فرماتے ہیں کہ معروف طریقے کی مصاحبت یہ ہے کہ وہ بھوکے ہوں تو انہیں کھانا کھلائے، ننگے ہوں تو کپڑا پہنائے۔

۳. جب ان میں سے کسی ایک کو خدمت کی ضرورت ہو تو خدمت کرے۔

۴. جب وہ بلائیں تو حاضر خدمت ہو اور جواب دے۔

۵. جب اسے کسی بات کا حکم دین تو اطاعت کرے جب کہ حکم کسی معصیت یا غیبت وغیرہ کا نہ ہو۔

۶. ان کے ساتھ نرم گفتگو کرے اور سخت کلامی اختیار نہ کرے۔

۷. ان کو نام لے کر نہ پکارے۔

۸. ان کے پیچھے پیچھے چلا کرے۔

۹. ان کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہو، ان کے لئے وہی ناپسند

سمجھے جو اپنے لئے ناپسند ہو۔

۱۰. جب اپنے لئے دعا کرے تو ان کے لئے بھی مغفرت کی دعا کرے۔ اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام کی حکایت میں فرماتے ہیں "رب اغفرلی ولوالدی" (۲۸/۱۷)

"اے میرے رب میری مغفرت کر دیجئے اور میرے ماں باپ کی بھی۔"

اور ایسے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منقول ہے۔

ربنااغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب (۴۱/۱۵)

"اے ہمارے رب میری مغفرت کر دیجئے اور میرے ماں باپ کی اور کل مومنین کی حساب قائم ہونے کے دن۔" (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

دس چیزیں صلہ رحمی میں پسندیدہ پائی جاتی ہیں

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صلہ رحمی میں دس چیزیں پسندیدہ پائی جاتی ہیں۔

۱. اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہے کیونکہ یہ اسی کا دیا ہوا حکم ہے۔

۲. قرابت والوں کو مسرت ہوگی اور حدیث شریف میں ہے کہ بہترین عمل اہلِ ایمان کو خوش کرنا ہے۔

۳. اس سے ملائکہ خوش ہوتے ہیں۔

۴. اس میں مسلمانوں کی طرف سے اسے تحسین وتعریف حاصل ہوگی۔

۵. اس سے ابلیس ملعون غمگین ہوتا ہے۔

۶. اس سے عمر میں زیادتی ہوتی ہے۔

۷. رزق میں برکت ہوتی ہے۔

۸. مرنے والے آباؤ اجداد صلہ رحمی سے خوش ہوتے ہیں۔

۹. باہمی محبت بڑھتی ہے کیونکہ ایک دوسرے کی شادی غمی میں شریک ہونے اور تعاون کرنے سے محبت بڑھتی ہے۔

۱۰. مرجانے کے بعد اجر بڑھتا رہتا ہے اس لئے کہ رشتہ دار جب اس کے احسانات اور حسن سلوک کو یاد کریں گے تو اس کو دعائیں دیں گے۔ (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

دس آدمیوں پر لعنت برستی ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شراب کے سلسلہ میں دس آدمیوں پر لعنت برستی ہے۔

۱. بنانے والے پر۔
۲. جس کے لئے بنائی گئی۔
۳. اس کے پینے والے پر۔
۴. پلانے والے پر۔
۵. اسے کو اٹھانے والے پر۔
۶. جس کے پاس اٹھا کر لے جائی گئی۔
۷. اس کی تجارت کرنے والے پر۔
۸. تجارت کروانے والے پر۔
۹. بیچنے والے پر۔
۱۰. خریدنے والے پر۔ (بحوالہ از لطائف ونوادر)

دس مکارمِ اخلاق

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت مروی ہے کہ مکارم اخلاق دس ہیں۔

(۱) سچ بولنا
(۲) سچ کا معاملہ کرنا

(۳) سائل کو عطا کرنا

(۴) احسان کا بدلہ دینا

(۵) صلہ رحمی کرنا

(۶) امانت کی حفاظت کرنا

(۷) پڑوسی کا حق ادا کرنا

(۸) ساتھی کا حق ادا کرنا

(۹) مہمان کا حق ادا کرنا

(۱۰) ان سب کی جڑ اور اصل اصول حیاء ہے۔ (تصوف وسلوک)

دس مذموم خصلتیں شراب کی

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شراب سے بہت بچو، اس میں دس مذموم خصلتیں ہیں۔

پہلی یہ کہ شراب پی کر آدمی دیوانے کی طرح ہو جاتا ہے اور بچوں کے لئے ہنسی مذاق کا سامان بنتا ہے اور عقلمندوں کے نزدیک لائقِ مذمت ہوتا ہے جیسا کہ ابن ابی الدنیا نقل کرتے ہیں کہ میں نے ایک مدہوش آدمی کو بغداد کی بعض گلیوں میں دیکھا کہ پیشاب کر رہا ہے اور اپنے بدن پر ملتا جا رہا ہے اور ساتھ ساتھ یہ کلمات بھی پڑھتا جا رہا ہے۔ اللّٰھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین. ''اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں میں سے بنا۔''

کہتے ہیں کہ ایک نشہ والے آدمی نے راستہ میں قے کی، ایک کتا آیا جو اس کے منہ اور داڑھی کو چاٹنے لگا اور وہ مستی میں کہتا ہے جا رہا تھا یا سیدی یا سیدی (میرے آقا میرے آقا) رومال خراب نہ کرو۔

دوسرے یہ کہ مال کو تلف کرتی ہے اور عقل کو غارت کرتی ہے، جیسا کہ حضرت عمر رضی

اللہ عنہ نے دربارِ نبوت میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمیں شراب کے متعلق اپنی رائے عالی سے مطلع فرمایئے کہ یہ مال کو تلف کرنے والی اور عقل کو غارت کرنے والی ہے۔

تیسری یہ کہ اس کا پینا ہمسایوں میں اور احباب میں عداوت پیدا کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **انما یرید الشیطٰن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر.** (۵/۹۱) ''شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہارے آپس میں بغض اور عداوت واقع کردے۔''

چوتھی یہ کہ اس کا پینا ذکر اللہ سے اور نماز سے روکتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **ویصدکم عن ذکر اللّٰہ وعن الصلٰوۃ فھل انتم منتھون** ○ (۵/۹۱)

''اور اللہ کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے، سو اب بھی باز نہ آؤ گے؟''

مراد ہے کہ باز آجاؤ، یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ اے ہمارے پروردگار ہم باز آگئے۔

پانچویں یہ کہ اس کا پینا زنا میں مبتلا کردیتا ہے، کیونکہ شرابی آدمی بے شعوری میں بیوی کو طلاق دے دیتا ہے۔

چھٹی یہ کہ یہ ہر برائی کو جنم دیتی ہے کیونکہ شراب پی لینے کے بعد ہر برائی آسان ہو جاتی ہے۔

ساتویں یہ کہ ایسا شخص محافظ فرشتوں کو ایذا پہنچاتا ہے کہ ان کو فسق کی مجلس میں لے جاتا ہے اور اپنی بدبو سے بھی ایذا دیتا ہے مناسب نہ تھا کہ یہ ان فرشتوں کو ایذا دیتا جو اسے ایذا نہیں دیتے۔

آٹھویں یہ کہ اس شخص نے اپنے اوپر اسّی کوڑوں کی سزا لازم کرلی، دنیا میں نہ بھی لگے تو آخرت میں آگ کے کوڑے سرِعام لگائے جائیں گے۔ عام طور لوگوں کے ساتھ ساتھ آباؤاجداد اور احباب بھی اس منظر کو دیکھیں گے۔

نویں یہ کہ اس شخص نے اپنے لئے آسمان کا دروازہ بند کرلیا ہے کہ چالیس روز تک نہ اس کی کوئی دعا قبول ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی نیکی اوپر جاتی ہے۔

دسویں یہ کہ اس شخص نے اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال دیا ہے، ڈر ہے کہ کہیں نزع کے وقت ایمان ہی سلب نہ ہو جائے۔

یہ وہ دس قباحتیں ہیں جو آخرت کی سزا سے پہلے دنیا ہی میں شرابی کو دیکھنی پڑتی ہیں باقی آخرت کی سزاؤں کا کیا شمار، کھولتا ہوا پانی، تھوہر کا درخت کھانے پینے کو اور ثواب سے محرومی وغیرہ۔ سب امور پیش آنے والے ہیں، عقل مند کو ہرگز لائق نہیں کہ فانی لذت کی خاطر ابدی لذت کو چھوڑنے لگے۔ (بحوالہ از تنبیہ الغافلین)

دس اعمال

یعنی وہ دس اعمال جن کا انسان کے ظاہری اعضاء سے تعلق ہے ان کا اہتمام کرنے سے دوسرے حکموں پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

۱. نماز
۲. زکوٰۃ و خیرات
۳. روزہ
۴. حج
۵. تلاوتِ قرآن پاک
۶. کثرتِ ذکر
۷. طلبِ حلال
۸۔ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت
۹. اتباعِ سنت
۱۰۔ اچھی بات کہنا اور بری باتوں سے روکنا۔

(بحوالہ از نایاب تحفہ)

دس اعمال جن کا تعلق انسان کے قلب سے ہے

یعنی وہ دس اعمال جن کا تعلق انسان کے قلب سے ہے۔ ان کا اہتمام کرنے سے دل کے دوسرے احکام پر عمل کرنا سہل ہو جاتا ہے۔

۱.	توبہ	۲.	خوف
۳.	زہد	۴.	صبر
۵.	شکر	۶.	اخلاص وصدق
۷.	توکل	۸.	اللہ کی محبت
۹.	رضا بر قضا	۱۰.	سفر وطن کی اصلی تیاری۔

(بحوالہ از نایاب تحفہ)

دس نصیحتیں حضرت محمد ﷺ کی

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو حضرت محمد ﷺ نے دس نصیحتیں فرمائیں۔

(۱)......اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، گو قتل کر دیا جائے، یا جلا دیا جائے۔

(۲)......والدین کی نافرمانی نہ کرنا۔

(۳)......فرض نماز جان کر نہ چھوڑنا، جو شخص فرض نماز جان کر چھوڑ دیتا ہے، اللہ اس سے بری ہے۔

(۴)......شراب نہ پینا، اس لیے کہ یہ ہر بُرائی کی جڑ ہے۔

(۵)......اللہ کی نافرمانی نہ کرنا اس لیے کہ اللہ کا قہر وغضب نازل ہوگا۔

(۶)......لڑائی میں مت بھاگنا، خواہ سارے ساتھی مر جائیں۔

(۷)......کسی جگہ وبا پھیل جائے تو وہاں سے بھاگنا مت۔

(۸)......اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا۔

(۹)......تنبیہ کے لیے ان کے اُوپر سے لکڑی نہ ہٹانا۔

(۱۰)......اللہ تعالیٰ سے ان کو ڈراتے رہنا۔ (بحوالہ مسند احمد)

حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کی ایک نماز بھی فوت ہوگی وہ ایسا ہے گویا کے اس کے گھر کے لوگ، مال و دولت سب چھین لیا گیا۔ (بحوالہ مسند احمد)

اسی طرح حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص دو نمازوں کو بلا کسی عذر کے ایک وقت میں پڑھے وہ کبیرہ گناہوں کے دروازہ میں سے ایک دروازہ پر پہنچ گیا۔

(بحوالہ حاکم)

دس احکام جن پر عمل کرنا ضروری ہے

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک موقع پر یہودیوں نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ آپ ہمیں موسیٰ علیہ السلام کی نو واضح نشانیوں کے متعلق بتائیں تو آپ ﷺ نے اِن نشانیوں کے بجائے دس احکام کا ذکر فرمایا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ اِن میں سے نو احکام ہمارے اور بنی اسرائیلیوں کے درمیان مشترکہ ہیں جب کہ دسواں حکم صرف اُن کے لئے تھا، فرمایا دس احکام یہ ہیں:

۱. شرک نہ کرو، ۲. چوری نہ کرو، ۳. زنا نہ کرو، ۴. ناحق خون نہ کرو،
۵. جادو نہ کرو، ۶. سُود نہ کھاؤ، ۷. بے گناہ کو حاکم سے سزا نہ دلواؤ،
۸. پاک دامن عورتوں پر تہمت نہ لگاؤ، ۹. جہاد سے بھاگنے کی کوشش نہ کرو،
۱۰. ہفتے کے دِن کی تعظیم کرو۔

بنی اسرائیل کو ہفتے کے دِن صرف عبادت کرنے کا حکم تھا، اُس دن تجارت، ملازمت، کھیتی باڑی اور محنت مزدوری وغیرہ کرنے کی ممانعت تھی۔ بعض محدثین نے اس حدیث کو مجروح قرار دیا ہے، تاہم صحیح بات یہ ہے کہ یہ حدیث قابلِ اعتماد ہے، جسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دوسرے محدثین نے بھی نقل کیا ہے۔

یہاں پر اشکال پیدا ہوتا ہے کہ یہودیوں نے تو نو (۹) نشانیوں کے متعلق پوچھا تھا مگر حضور ﷺ نے جواب میں دس (۱۰) احکام کا ذکر فرمایا۔ محدثین فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا یہ جواب اعلیٰ طریق اسلوب الحکیم تھا یعنی مخاطب کو حکمت کے طریقے پر بات سمجھائی گئی تھی حضور ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ تم نو (۹) نشانیوں کو معلوم کر کے کیا کرو گے، ان کے بجائے یہ دس (۱۰) احکام سیکھو جن پر عمل کرنا ضروری ہے اور جن کی وجہ سے انسان کو نجات

نصیب ہوسکتی ہے۔ (معالم العرفان ص ۲۹۱ ج ۱۲)

دس صفات اور اس کے فوائد

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جس شخص کو دس صفات عطا فرمادے تو ایک تو وہ آفاتِ دنیوی اور کھیتیوں کی بربادی سے محفوظ ہوجائے گا، دوسرے یہ کہ وہ مقربین و متقین کے درجے حاصل کرلے گا، وہ دس صفات یہ ہیں:

۱۔ سچائی پر قائم رہے اور اس کے ساتھ قناعت بھی ہو۔

۲۔ کامل صبر کے ساتھ ساتھ ہمیشہ شکر بھی کرے۔

۳۔ فقروفاقے کے ساتھ ہمیشہ زہدوتقویٰ کو تھامے رکھے۔

۴۔ بھوکے پیٹ کے ساتھ غوروفکر کرتا رہے۔

۵۔ اپنے کیے اعمال پر غم کے ساتھ خوفِ خدا بھی ہو۔

۶۔ متواضع بدن کے ساتھ مسلسل جہد کرتا رہے۔

۷۔ رحم دلی کے ساتھ نرم دلی بھی ہو۔

۸۔ محبت کے ساتھ حیا بھی ہو۔

۹۔ علم نافع کے ساتھ تحمل مزاج ہو۔

۱۰۔ بقاءِ ایمان کے ساتھ عقلِ سلیم بھی ہو۔'' (بحوالہ اصلاح معاشرہ اور اسلام ص ۱۲۶)

دس صفات اہل عقل کی

کیونکہ عقل تو دل کے اندر چھپی ہوئی ہے اس کا اندازہ صفات ہی سے ہوسکتا ہے کہ اندر عقل ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کس درجہ کی ہے۔

(وصف اول)...... ''اولوالالباب'' وہ لوگ ہیں جو اللہ کے عہد ربوبیت کو پورا کرتے ہیں جو انہوں نے روز میثاق اللہ سے باندھا تھا۔

(وصف دوم)...... اور عہد کو توڑتے نہیں یعنی نافرمانی سے باز رہتے ہیں۔

(وصف سوم)......اور جن علاقوں کا اللہ نے ملانے کا حکم دیا ہے ان کو ملاتے اور جوڑتے ہیں یعنی صلہ رحمی کرتے ہیں اور اپنے عزیز واقارب اور رشتہ داروں کے ساتھ احسان اور نیک سلوک کرتے ہیں۔

(وصف چہارم)......اور اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں کہ کوئی فعل ہم سے خلاف عہد سرزد نہ ہو جائے۔

(وصف پنجم)......اور ڈرتے ہیں حساب کی سختی سے یعنی سخت محاسبہ سے ڈرتے ہیں اس لیے کہ جس سے حساب میں مناقشہ اور چھان بین ہوئی وہ ہلاک ہوا۔

(وصف ششم)......اور جن لوگوں نے محض اپنے پروردگار کی خوشنودی طلب کرنے کے لیے جادۂ طاعت پر قائم رہنے میں صبر کیا یعنی شرائع عبودیت کی پابندی کی اور بوجہ مخالفت نفس جو مشقت پیش آئی اس کا تحمل کیا۔

(وصف ہفتم)......اور ٹھیک وقت اور ٹھیک آداب کے ساتھ نماز کو ادا کیا۔

(وصف ہشتم و نہم)......اور جو مال ومنال اور علم اور فضل وکمال ہم نے ان کو دیا اس میں سے کبھی پوشیدہ اور کبھی ظاہر جیسا موقع ہوا خرچ کیا۔

(وصف دہم)......اور وہ بدی کو نیکی سے دفع کرتے ہیں یعنی برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتے ہیں اور سیئہ کی ظلمت کو حسنہ کے نور سے زائل کردیتے ہیں، دیکھو عقلمند ایسے ہوتے ہیں۔ (معارف القرآن کاندھلوی ج ۴ ص ۲۱۲)

دس چیزوں کی اصلاح

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''دس چیزوں کی اصلاح دس چیزوں کے بغیر نہیں ہوا کرتی، مطلب یہ ہے کہ دس نعمتیں ایسی ہیں کہ ان کے ساتھ جب تک دس اور نعمتیں نہ مل جائیں اس وقت تک ان کا فائدہ صحیح طور سے حاصل نہیں ہوتا وہ دس چیزیں یہ ہیں:

۱۔ عقل بغیر تقویٰ کے۔

۲۔ بزرگی بغیر علم کے۔

۳۔ کامیابی بغیر خوف خدا کے۔

۴۔ بادشاہت بغیر عدل وانصاف کے۔

۵۔ حسب نسب بغیر ادب کے۔

۶۔ خوشحالی بغیر امن وامان کے۔

۷۔ مالداری بغیر سخاوت کے۔

۸۔ فقر بغیر قناعت کے۔

۹۔ سربلندی بغیر عاجزی کے۔

۱۰۔ جہاد بغیر توفیقِ خداوندی کے۔" (بحوالہ اصلاح معاشرہ اوراسلام ص ۲۰۰)

دس باتیں جو پہلی امتوں اور امت محمدیہ ﷺ میں مشترک ہیں

توریت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیا احکام دیئے تھے؟ اس بارے میں اللہ رب العزت کا ارشاد مبارک ہے:

"اے محمد ﷺ ان سے کہو کہ آؤ میں تمہیں سناؤں تمہارے رب نے تمہارے اوپر کیا پابندیاں عائد کی ہیں۔"

۱۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

۲۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

۳۔ اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور انہیں بھی دیں گے۔

۴۔ اور بے شرمی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ، خواہ وہ کھلی ہو یا چھپی ہوئی۔

۵۔ کسی جان کو جسے اللہ نے محترم ٹھہرایا ہے، ہلاک نہ کرو مگر حق کے ساتھ (عدالتی چارہ جوئی کے بعد) یہ باتیں ہیں جس کی ہدایت اس نے تمہیں کی ہے شاید کہ

تم سمجھ بوجھ سے کام لو۔

۶۔ اور تم یتیم کے مال کے نزدیک نہ جاؤ مگر اس طرح کے بہتر ہو یہاں تک کہ وہ اپنے سن شعور کو پہنچ جائے۔

۷۔ اور ناپ تول میں پورا انصاف کرو، ہم ہر شخص پر ذمہ داری کا اتنا ہی بار رکھتے ہیں جتنا کہ اس کے امکان میں ہے۔

۸۔ اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو، خواہ معاملہ اپنے رشتہ داری ہی کا کیوں نہ ہو۔

۹۔ اللہ کے عہد کو پورا کرو، اللہ نے تمہیں ان باتوں کی ہدایت کی ہے شاید کہ تم نصیحت قبول کرو۔

۱۰۔ یہی میرا سیدھا راستہ ہے، لہذا تم اسی پہ چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ اس کے راستے سے ہٹا کر تمہیں منتشر کر دیں گے۔ یہ ہے وہ ہدایت جو تمہارے رب نے تمہیں کی ہے شاید کہ تم تقویٰ اختیار کر سکو۔ (تفسیر انوار البیان جلد اول ص ۱۷۶)

دس اصول فقہ کے

بعض اہل علم نے فقہ کے دس اصول قرار دیئے جو درج ذیل ہیں۔

۱......قرآن مجید

۲......سنت

۳......خلفائے راشدین کا تعامل

۴......اجماع

۵......قیاس

۶......قرآن وسنت کے عدم مخالف نظام جو مختلف ادوار میں حکمرانوں نے رواج دیئے۔

۷...... ثالثوں کے فیصلے جو قرآن وسنت کے خلاف نہ ہوں۔

۸...... ہدایات رسول کریم ﷺ وصحابہ کرم وتابعین دعظام وغیرہ، یا فقہائے کرام کے مشورے سے اس دور کے حکمرانوں نے جاری کیں۔

۹...... بین الاقوامی تعلقات کے حوالے سے قانون سازی (غیر ملکیوں سے سلوک) جو قرآن وسنت کے خلاف نہ ہو۔

۱۰...... عرف یا عادت یا رواج جو روایات جن سے قرآن وسنت کی نفی نہ ہو۔

(بحوالہ اسلامی تعلیمات ص ۱۲۶)

دس صفات داعی کی

(۱)...... فلذالک فادع: سو آپ اس طرف (ان کو برابر) بلاتے رہیئے۔

(۲)...... واستقم کما امرت: اور جس طرح آپ کو حکم ہوا ہے (اس پر) مستقیم رہیئے۔

(۳)...... ولاتتبع اھوائھم: اور ان کی (فاسد) خواہشوں پر نہ چلیئے۔

(۴)...... وقل آمنت بما انزل الله من کتاب: اور آپ کہہ دیجئے کہ اللہ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں سب پر ایمان لاتا ہوں۔

(۵)...... وامرت لاعدل بینکم: اور مجھ کو یہ (بھی) حکم ہوا ہے کہ (اپنے اور) تمہارے درمیان میں عدل رکھوں۔

(۶)...... الله ربنا وربکم: اللہ ہمارا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی مالک ہے۔

(۷)...... لنا اعمالنا ولکم اعمالکم: ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے۔

(۸)...... لاحجة بیننا وبینکم: ہماری تمہاری کچھ بحث نہیں۔

(۹)...... الله یجمع بیننا: اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمع کرے گا۔

(۱۰)......والیہ المصیر :اور(اس میں شک ہی نہیں کہ)اسی کے پاس جانا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ آیت دس مستقل جملوں پر مشتمل ہے اور ہر جملہ خاص احکام پر مشتمل ہے گویا اس ایک میں احکام کی دس فصلیں مذکور ہیں، اس کی نظیر پورے قرآن میں ایک آیت الکرسی کے سوا کوئی نہیں، آیت الکرسی میں بھی دس احکام کی دس فصلیں آئی ہیں۔ (معارف القرآن جلد ۷ص ۶۸۰)

دس چیزوں کا ضیائع

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''دس چیزیں بری طرح ضائع ہوجاتی ہیں:

۱......وہ عالم جس سے مسائل نہ پوچھے جائیں۔

۲......وہ علم جس پر عمل نہ کیا جائے۔

۳......وہ صحیح مشورہ جو قبول نہ کیا جائے۔

۴......وہ ہتھیار جو استعمال نہ کیا جائے۔

۵......وہ مسجد جہاں نماز نہ پڑھی جائے۔

۶......قرآن کا وہ نسخہ جس سے تلاوت نہ کی جائے۔

۷......وہ مال جسے خرچ نہ کیا جائے۔

۸......وہ گھوڑا جس پر سواری نہ کی جائے۔

۹......زہد کا وہ علم جو کسی طالب دنیا کے پاس ہو۔

۱۰......وہ طویل عمر جس میں سفرِ آخرت کی تیاری نہ کی جائے۔''

(بحوالہ منبہات ابن حجرؒ ص ۷۹)

دس مناظر اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کے

حضرت ابوذر غفاری ﷜ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

(۱)......اے میرے بندوں میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کرلیا ہے اور تمہارے درمیان بھی حرام قرار دیا ہے تو اب تم آپس میں ظلم نہ کرو۔

(۲)......اے میرے بندوں تم گمراہ ہو سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں تو تم مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا۔

(۳)......اے میرے بندوں تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے جسے میں کھلاؤں تو تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھلاؤں گا۔

(۴)......اے میرے بندوں تم برہنہ ہو سوائے اس کے جسے میں پہناؤں تو تم مجھ سے لباس طلب کرو میں تمہیں لباس پہناؤں گا۔

(۵)......اے میرے بندوں تم شب و روز خطائیں کرتے ہو میں تمام گناہوں کو معاف کرنے والا ہوں تم مجھ سے مغفرت طلب کرو میں تمہیں بخش دوں گا۔

(۶)......اے میرے بندوں تم میں قدرت نہیں ہے کہ مجھے کوئی نقصان پہنچا سکو اور تم میں قدرت نہیں ہے کہ مجھے کوئی نفع پہنچا سکو۔

(۷)......اے میرے بندوں اگر تمہارے اگلے پچھلے جن وانس سب تمہارے ایک پرہیزگار ترین انسان کی طرح ہو جائیں تو میرے ملک میں اس سے کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔

(۸)......اے میرے بندوں اگر تمہارے اگلے پچھلے جن اور انس تم میں سے ایک بدترین انسان کی طرح ہو جائیں تو میرے ملک میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

(۹)......اے میرے بندوں اگر تمہارے اگلے پچھلے جن اور انس ایک جگہ کھڑے ہو کر مجھ سے مانگنا شروع کردیں اور ہر ایک جو مانگے میں دیتا جاؤں تو میرے

پاس جو کچھ ہے اس میں کبھی بھی کمی نہ آئے جتنی سوئی سمندر بھگونے سے آتی ہے۔

(۱۰)......اے میرے بندو! یہ تو تمہارے اعمال ہیں جو میں تمہارے لیے شمار کرتا ہوں اور تمہیں اس کی پوری جزا دیتا ہوں پس جسے کوئی خیر نصیب ہو وہ الحمد لله کہے اور جسے اس کے علاوہ کچھ پہنچے تو وہ کسی کو برا نہ کہے ماسوا اپنے نفس کے۔"

(تفسیر فی ظلال القرآن ص ۱۷۵ ج ۲)

دس باتیں دس قسم کے آدمیوں کی جانب سے ناپسندیدہ

کسی صاحب حکمت وبصیرت نے کہا ہے: "اللہ تعالیٰ کے ہاں دس باتیں دس قسم کے آدمیوں کی جانب سے بہت ناپسندیدہ ہیں:

۱۔ مالداروں سے بخل۔

۲۔ فقراء سے تکبر کرنا۔

۳۔ علماء سے لالچ وطمع۔

۴۔ عورتوں سے حیا کی کمی۔

۵۔ بوڑھوں سے دنیاوی محبت۔

۶۔ جوانوں سے سستی۔

۷۔ بادشاہ سے ظلم۔

۸۔ غازیوں سے بزدلی۔

۹۔ زاہد سے خود پسندی۔

۱۰۔ عبادت گزاروں سے ریا۔" (بحوالہ منبہات ابن حجرؒ ص ۷۹)

دس صورتیں ہیں عافیت کی

رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "عافیت کی دس صورتیں ہیں، پانچ دنیا میں مل جاتی ہیں اور پانچ آخرت میں مل سکتی ہیں، جو دنیا میں عافیت ملتی ہے اس کی صورتیں یہ ہیں:

۱۔ علم میں مشغولیت۔

۲۔ عبادت کی توفیق۔

۳۔ حلال رزق۔

۴۔ مصیبت پر صبر کرنا۔

۵۔ نعمت پر شکر کرنا۔

اور پانچ قسم کی عافیت جو آخرت میں ملتی ہے ان کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ موت کا فرشتہ رحمت وشفقت سے پیش آئے گا۔

۲۔ منکر نکیر قبر میں نہ ڈرائیں گے۔

۳۔ قیامت کے دن امن وامان سے رہے گا۔

۴۔ نیکیاں قبول اور برائیاں مٹا دی جائیں گی۔

۵۔ پل صراط سے تیز چمکتی بجلی کی طرح گزر کر سلامتی سے جنت میں داخل ہو جائے گا۔"

(بحوالہ جواہرات علیہ ص ۷۹)

دس نام اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کو دیئے ہیں

ابوالفضل رحمہ اللہ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کو دس نام دیئے ہیں:

۱۔ قرآن ۲۔ فرقان ۳۔ کتاب ۴۔ تنزیل ۵۔ ہدایت
۶۔ نور ۷۔ رحمت ۸۔ شفاء ۹۔ روح ۱۰۔ ذکر"

دس اعمال کرو

حضرت لقمان رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: "اے میرے بیٹے! حکمت یہ ہے کہ تو دس اعمال کر:

۱۔ اپنے مردہ دل کو زندہ کر۔

۲۔ مسکین کے پاس بیٹھ۔

۳۔ بادشاہوں کی مجلس سے بچ۔

۴۔ بے سہارا کا سہارا بن۔

۵۔ غلاموں کو آزاد کر۔

۶۔ غریب، بے یارو مددگار کو ٹھکانہ دے۔

۷۔ فقیر کو مال دے۔

۸۔ شرافت والوں کی شرافت کو بڑھاؤ۔

۹۔ اور سرداروں کی سرداری میں زیادتی کرو، یعنی ان کی تعظیم کرو۔

۱۰۔ یہ اعمال اس کے لئے مال سے بہتر ہیں اور خوف سے بچت ہے، اور لڑائی میں سامانِ حرب ہے، اور قیمتی سرمایہ ہے جس سے نفع اٹھایا جا سکتا ہے، اور یہ اعمال اس کے لئے شفاعت کریں گے جب گھبراہٹ اس پر طاری ہوگی اور یہ اعمال اس وقت رہنمائی کریں گے جبکہ موت کا وقت ہوگا اور یہ اعمال اس وقت اس دن پردہ پوشی کا کام دیں گے جس دن کپڑے سے پردہ پوشی ممکن نہ ہوگی۔" (بحوالہ منبہات ابن حجرؒ ص ۹۰)

دس کام کرے توبہ کرنے والا

کسی صاحبِ حکمت نے کہا ہے: "عقلمند جب توبہ کرے تو اسے چاہیئے کہ دس کام کرے:

۱۔ زبان سے استغفار۔

۲۔ دل سے ندامت۔

۳۔ جسم سے گناہ بالکل چھوڑ دے۔

۴۔ یہ عزم کہ دوبارہ نافرمانی نہ کرے گا۔

۵۔ آخرت کی محبت۔

۶۔ دنیا کا بغض۔

۷۔ تھوڑا بولنا۔

۸+۹۔ کم کھانا پینا، حتیٰ کہ علم وعبادت کے لئے فارغ ہو جائے۔

۱۰۔ اور کم سونا۔" اللہ تعالیٰ نے کہا ہے: "کہ وہ راتوں کو تھوڑا سویا کرتے ہیں، اور صبح کو استغفار کیا کرتے ہیں۔" (بحوالہ خطبات فقیر ج۸)

دس باتیں زمین ہر روز کہتی ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "زمین ہر روز دس باتیں کہتی ہے:

۱۔ کہتی ہے کہ اے ابن آدم! تو میری پشت پر چلتا ہے، مگر تیرا ٹھکانہ میرے اندر ہے۔

۲۔ میری پشت پر تو گناہ کرتا ہے، میرے اندر تجھے عذاب ہوگا۔

۳۔ میری پشت پر تو ہنستا ہے میرے اندر آکر روئے گا۔

۴۔ میری پشت پر تو خوشیاں مناتا ہے، میرے اندر آکر غمگین ہوگا۔

۵۔ میری پشت پر تو مال جمع کرتا ہے، میرے اندر آکر تو نادم ہوگا۔

۶۔ میری پشت پر تو حرام کھاتا ہے، میرے اندر تجھے کیڑے کھائیں گے۔

۷۔ میری پشت پر تو اکڑتا ہے، میرے اندر تو ذلیل ہوگا۔

۸۔ میری پشت پر تو خوشی خوشی پھرتا ہے، میرے اندر تو پریشان ہوگا۔

۹۔ میری پشت پر تو روشنی میں چل پھر لیتا ہے، میرے اندر اندھیروں میں رہے گا۔

۱۰۔ میری پشت پر لوگوں کے مجمع میں رہتا ہے، میرے اندر تو اکیلا رہے گا۔"

(بحوالہ جواہرات علمیہ ص ۹۰)

دس سزائیں اس کو ملتی ہیں جو زیادہ ہنستا ہے

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "جو بہت زیادہ ہنستا ہے اس کو دس سزائیں ملتی

ہیں:

۱۔ اس کا دل مر جاتا ہے۔

۲۔ اس کے چہرے کی شادابی ختم ہو جاتی ہے۔

۳و۴۔ شیطان اس کی حالت پر خوش، اور رحمٰن غصے ہوتا ہے۔

۵۔ اللہ اس کے جرم قیامت کے دن ثابت کر کے مناقشہ کریں گے۔

۶۔ رسولِ اکرم ﷺ بروزِ قیامت اس سے اعراض کریں گے۔

۷۔ فرشتے اس پر لعنت کریں گے۔

۸۔ زمین و آسمان والے اس سے بغض رکھتے ہیں۔

۹۔ یہ حافظہ کی خرابی سے سب کچھ بھول جاتا ہے۔

۱۰۔ قیامت کے دن رسوا ہوگا۔" (بحوالہ حکمت کے موتی ص۷۹)

دس کلمے حکمت کے

حکایت ہے کہ: "کسی بادشاہ نے پانچ علماء و حکماء کو بلایا اور حکم دیا کہ ہر ایک حکمت کا کلمہ کہے"، تو ان میں سے ہر ایک نے دو دو بول بولے تو یہ دس ہو گئے:

۱...... پہلے نے کہا: "خالق کا ڈر، امن دیتا ہے اور اس سے بے نیازی کفر ہے اور مخلوق سے بے خوف رہنا آزادی ہے اور اس سے ڈرتے رہنا غلامی ہے۔"

۲...... دوسرے نے کہا: "اللہ سے امید لگانا ایسی غنا ہے، جس کا فقر کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور اللہ سے ناامید ہونا ایسا فقر ہے جس کے ہوتے ہوئے غنا حاصل نہیں ہو سکتا۔"

۳...... تیسرے نے کہا: "دل کا غنٰی ہو تو تھیلی کا خالی ہونا نقصان دہ نہیں، اور دل کے فقر کے ہوتے ہوئے تھیلی کا بھرنا نفع نہیں دیتا۔"

۴...... چوتھے نے کہا: "سخاوت اگر دل کے غنٰی سے ہو تو اس سے غنا میں زیادتی ہی ہوتی ہے، اور خزانہ بھرا ہونے کے باوجود دل میں فقر ہے تو فقر ہی بڑھے گا ختم نہ ہوگا۔"

۵...... پانچویں نے کہا: ''تھوڑی نیکی کر لینا، زیادہ بُرائی چھوڑنے سے بہتر ہے اور تھوڑی بھلائی حاصل کرنے سے بہتر ہے کہ ساری بُرائی چھوڑ دے۔''

(بحوالہ حکمت کے موتی ص ۸۰)

دس قسم کے لوگ جنت میں توبہ کے بغیر نہ جائیں گے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دس قسم کے لوگ ہیں جو میری امت میں سے جنت میں توبہ کے بغیر نہ جائیں گے:

۱۔ قلاع ۲۔ جیوف ۳۔ قتات ۴۔ دبوب ۵۔ دیوث
۶۔ عرطبہ ۷۔ کوبہ ۸۔ عتل ۹۔ زنیم ۱۰۔ عاق الوالدین

پوچھا گیا: یارسول اللہ ﷺ!

قلاع کیا ہے؟ فرمایا: جو بے دین امراء کے ساتھ رہتا ہے۔

پوچھا گیا: جیوف کون ہے؟ فرمایا: کفن چور۔

پوچھا گیا: قتات کون ہے؟ فرمایا: چغلخور۔

پوچھا گیا: دبوب کون ہے؟ فرمایا: جس نے برائی زنا کا اڈا کھول رکھا ہو۔

پوچھا گیا: دیوث کون ہے؟ فرمایا: وہ بے غیرت آدمی جسے اپنی بیوی کے دوسروں کے پاس جانے پر غیرت نہ آئے۔

پوچھا گیا: صاحب عرطبہ کون ہے؟ فرمایا: وہ شخص جو ڈھول بجاتا ہو۔

پوچھا گیا: صاحب کوبہ کون ہے؟ فرمایا: وہ شخص ہے جو طنبور بجاتا ہو۔

پوچھا گیا: عتل کون ہے؟ فرمایا: جو غلطی معاف نہ کرے، عذر قبول نہ کرے۔

پوچھا گیا: زنیم کون ہے؟ فرمایا: وہ ولد الزّنا، جو سرِ عام راہوں پر غیبت کرتا ہو۔

اور عاق مشہور ہے (والدین کا نافرمان)۔'' (بحوالہ خطبات فقیر ج ۸)

دس آدمیوں کی نماز کو اللہ قبول نہیں کرتے

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''دس آدمیوں کی نماز کو اللہ قبول نہیں کرتے:

۱۔ وہ جو اکیلا بغیر قرأت کے پڑھ لے۔

۲۔ جو زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو۔

۳۔ وہ جو لوگوں کی امامت کرائے جبکہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں (کسی معقول وجہ سے)۔

۴۔ بھاگا ہوا غلام۔

۵۔ شراب کا عادی۔

۶۔ وہ عورت جو رات اس حال میں گزارے کہ اس کا خاوند اس پر ناراض ہو۔

۷۔ آزاد عورت جو بغیر اوڑھنی کے نماز پڑھے۔

۸۔ سود کھانے والا۔

۹۔ ظالم بادشاہ۔

۱۰۔ وہ شخص جس کی نماز اسے فحاشی و برائی سے نہ روکے، بلکہ اللہ سے دوری ہی پیدا کرے۔''

(بحوالہ خطبات فقیر ج ۸)

دس کام مسجد میں داخل ہونے والے کو کرنے ضروری ہیں

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''مسجد میں داخل ہونے والے کو دس کام کرنے ضروری ہیں:

۱۔ پاؤں اور موزے کو دیکھ لے (کہ اس پر کوئی گندگی تو نہیں)۔

۲۔ دایاں پاؤں پہلے داخل کرے، اور جب داخل ہو تو یہ دعا پڑھے: ''بسم اللہ وسلام علی رسول اللہ وعلی ملائکۃ اللہ، اللھم افتح لنا أبواب رحمتک،

انک أنت الوھاب."

۳۔ مسجد والوں کو سلام کہے۔

۴۔ اگر کوئی نہ ہو تو یہ کہے:"السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین وأشھد أن لا الہ الا اللہ وأشھد أن محمدا رسول اللہ."

۵۔ نمازی کے آگے سے نہ گزرے۔

۶۔ دنیا کا کوئی کام نہ کرے۔

۷۔ دنیا کی باتیں نہ کرے۔

۸۔ مسجد سے بغیر دو رکعت پڑھے باہر نہ نکلے۔

۹۔ باوضو داخل ہو۔

۱۰۔ جب کھڑا ہو تو جاتے وقت یہ دعا پڑھے: "سبحانک اللھم وبحمدک أشھد أن لا الہ الا أنت أستغفرک وأتوب الیک."

(بحوالہ منبہات ابن حجر" ص۹۰)

دس فائدے ہیں نماز میں

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:
""نماز دین کا ستون ہے اور اس میں دس فائدے ہیں:

۱۔ چہرے کی زینت۔

۲۔ دل کا نور ہے۔

۳۔ بدن کی راحت ہے۔

۴۔ قبر کی انیس (غمخوار) ہے۔

۵۔ رحمت کے نزول کا ذریعہ ہے۔

۶۔ آسمان کی چابی ہے۔

۷۔ میزان میں بوجھ کا ذریعہ ہے۔

۸۔ رب کی رضا کا سبب ہے۔

۹۔ جنت کی قیمت ہے۔

۱۰۔ آگ سے حجاب ہے۔" (بحوالہ منبہات ابن حجرؒ ص۹۱)

دس حفاظتی فرشتے ہر انسان کے ساتھ ہوتے ہیں

امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اور امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کنانہ عددی کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان ؓ نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ ہر انسان کی حفاظت کے لیے کتنے فرشتے مقرر ہیں آپ نے فرمایا کہ دو فرشتے تو دائیں بائیں اعمال کی نگرانی کے لیے مقرر ہیں اور دو آگے پیچھے حفاظت کے لئے ہیں، دو فرشتے ہر انسان کی آنکھوں پر مقرر ہیں، اور دو ہونٹوں پر، ایک فرشتہ منہ پر مقرر ہے، کہ کوئی خطرناک چیز منہ میں نہ چلی جائے اور ایک فرشتہ پیشانی پر مقرر ہے اس طرح ہر انسان کے ساتھ کل دس فرشتے بنتے ہیں، لیکن امام ابن جریرؒ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر انسان کے ساتھ جو فرشتے اس کے اعمال اور اس کے جسم کی حفاظت کے لیے مقرر ہیں، ان کی کل تعداد تین سو ساٹھ ہیں، واللہ اعلم۔

(معالم العرفان جلد ۱۱، ص ۵۶)

دس مخصوص مصارف انفاق مال کے

۱۔ قرابت دار...... جن لوگوں سے خونی رشتہ ہو وہ انسان کے حسن سلوک کے سب سے زیادہ حق دار ہیں، ان پر خرچ کرنے کا دوہرا اجر ملتا ہے، صلہ رحمی کا اجر الگ اور صدقہ کا اجر الگ۔

۲۔ یتامیٰ...... وہ نابالغ بچے جو باپ کے سائے سے محروم ہو گئے ہیں اور حالات کے تھپیڑوں کا سامنا کرنے کے لئے وہ دوسرے مسلمانوں کے تعاون کے محتاج ہیں۔

۳۔مساکین......وہ محتاج اور بے سہارا لوگ جو کسب معاش پر قادر نہیں یا عارضی حالات نے انہیں دوسروں کے تعاون کا محتاج بنا دیا ہے۔

۴۔ابن السبیل ......وہ مسافر جس کا زاد راہ ختم ہو گیا ہے اور اسے اپنی سفری ضروریات کی تکمیل اور وطن تک پہنچنے کے لئے مدد کی ضرورت ہے۔

۵۔سائلین......ایسے لوگ جو مجبور ہو کر دست سوال دراز کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

۶۔الرقاب......غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے یا دشمنان اسلام کی جیلوں میں بند مجبور اور مظلوم مسلمانوں کو آزاد کروانا اور چھڑانا یہ بھی اور اہم مصرف ہے جس پر اصحاب ثروت مسلمانوں کو اپنا مال خرچ کرنا چاہئے (بالخصوص آج کے حالات میں جبکہ محض اسلام سے مخلصانہ وابستگی کے جرم میں امریکہ سے انڈیا تک قید خانوں میں بے سہارا قیدی سسک سسک کر زندگی گزار رہے ہیں)

۷۔اقامت صلوٰۃ......نیکی کے مظاہر میں سے ساتواں مظہر ''اقامت صلوٰۃ'' ہے

نماز ایک ایسی عبادت ہے جو رجوع الی اللہ، تسلیم و رضا اور عجز و انکسار جیسے اعلیٰ اوصاف کی تخلیق کا ذریعہ بنتی ہے اور اگر آداب و شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے پابندی سے ادا کی جائے تو یقیناً انسان کو فواحش و منکرات سے بچا لیتی ہے، یہ صرف تجربہ ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی ہے سورۃ العنکبوت میں ہے

﴿ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر﴾ بے شک نماز بے حیائی اور ناشائستہ کاموں سے روکتی ہے۔

۸۔ایتاء زکوٰۃ......مخصوص شرائط کے حامل شخص پر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایتاء مال کا ذکر الگ کیا ہے اور ایتاء زکوٰۃ کا ذکر الگ کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک مسلمان پر جو مالی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں وہ صرف زکوٰۃ ادا

کرنے سے پوری نہیں ہوتیں، بہت سارے مصارف ایسے ہیں جہاں مال خرچ کرنا واجب ہوتا ہے لیکن وہاں زکوۃ خرچ نہیں کی جاسکتی، مثلاً مساجد ومدارس کی تعمیر اور ہسپتالوں اور رفاہی اداروں کا قیام...... اگر ہمارے سامنے بیمار اور فاقہ زدہ مسلمان تڑپ تڑپ کر جان دے رہے ہوں اور ہمیں ان پر خرچ کرنے کی توفیق نہ ہو تو ہم قیامت کے دن اللہ کے سامنے یہ ہرگز نہیں کہہ سکیں گے کہ ہم نے اس لئے ان کی مدد نہ کی کیونکہ ہم فرض زکوۃ ادا کر چکے تھے یا کسی بستی میں مسجد یا مدرسہ کی ضرورت ہو تو بھی ہم صرف زکوۃ ادا کر کے بری الذمہ نہیں ہو سکتے بلکہ حالات کے تقاضے کے مطابق زکوۃ کے علاوہ بھی خرچ کرنا مسلمان کی ذمہ داری ہے۔

۹۔ایفائے عہد...... ہر جائز عہد کا پورا کرنا مسلمان پر لازم ہے، خواہ وہ عہد اللہ کے ساتھ ہو یا اللہ کے بندوں کے ساتھ ہو، یہ ایک صفت تمام معاملات کی درستگی کی ضامن ہے، یہ مختصر سا لفظ انسان کے بہت سے عقلی، شرعی، قانونی اخلاقی اور معاشرتی فضائل کا مجموعہ ہے، ایفاء عہد ایمان کی علامت ہے، اور عہد شکنی نفاق کی نشانی ہے،

۱۰۔صبر...... نیکی کی بنیادی اقدار میں آخری قدر صبر ہے۔

صبر بے بسی، بزدلی، کمزوری اور شکستگی کا نام نہیں ہے بلکہ سب سے بڑی اخلاقی جرأت کا نام صبر ہے، تمام باطنی اعمال کی اصل روح صبر ہے، اسی کے ذریعہ اخلاق فاضلہ حاصل کئے جاسکتے ہیں اور اسی کے ذریعہ اخلاق رذیلہ سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔

صبر کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان نہ تو عزیزوں اور جگر گوشوں کی جدائی پر غمزدہ ہو اور نہ ہی غربت اور مصیبت اور بیماری میں پریشان ہو کیونکہ جو فطری اور طبعی جذبات ہوتے ہیں ان پر انسان کا اختیار نہیں ہوتا، صبر کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ اپنے کو قابو میں حد کے اندر رکھا جائے، فقر وفاقہ اور بیماری میں ایسا بے قرار نہ ہو جائے کہ اس کے طرز عمل سے مایوسی ظاہر ہونے لگے بلکہ اسے اللہ کا حکم اور حکمت سمجھ کر برداشت کرے اور تنگی کے بعد آسانی اور بیماری کے بعد صحت کی امید رکھے اور اس کے حصول کی کوشش بھی کرتا رہے۔

یونہی میدان جنگ میں بہادرانہ استقامت پامردی اور دل کی مضبوطی کا نام بھی صبر ہے، حقیقت میں قرابت داروں کی جدائی پر جذبات کو قابو میں رکھنا آسان ہے، لیکن گولیوں کی بوچھاڑ میں ثابت قدم رہنا انہیں لوگوں کا کام ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے صبر کے اعلیٰ درجہ سے نوازا ہو۔

جن سعادت مندوں کو رحیم وکریم رب نے نیکی کے ان دس عناصر سے نواز رکھا ہو یہی وہ لوگ ہیں جو نیکی اور ایمان کے دعوے میں سچے بھی ہیں اور متقی بھی ہیں اور جو لوگ صرف ظاہری رسوم کی پابندی کی بناء پر نیکی کے واحد ٹھیکدار بنتے ہیں وہ نہ تو سچے ہیں اور نہ ہی تقویٰ کی صفت سے متصف ہیں۔ (تسہیل البیان جلد ا۔ص ۲۰۳ تا ۲۰۵)

دس انگوٹھیاں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ جنتیوں کو جنت میں داخل کرنا چاہیں گے تو ایک فرشتے کو ہدیہ کپڑے اور پوشاکیں دے کر ان کی طرف بھیجیں گے، جب وہ جنت میں داخل ہونا چاہیں گے تو فرشتہ ان سے کہے گا کہ: ''ٹھہرو ٹھہرو'' میرے پاس (تمہارے لئے) رب العالمین کا ہدیہ ہے، وہ پوچھیں گے: ''کیا ہدیہ اور تحفہ ہے؟'' تو فرشتہ کہے گا: ''یہ دس انگوٹھیاں ہیں'':

ایک پر یہ لکھا ہے: ''سلام علیکم طبتم فادخلوھا خلدین''

دوسری پر یہ لکھا ہے: ''رفعت عنکم الأحزان والھموم''

تیسری پر یہ لکھا ہے: ''تلک الجنة التی أورثتموھا بما کنتم تعملون''

چوتھی پر یہ لکھا ہے: ''ألبسناکم الحلی والحلل''

پانچویں پر یہ لکھا ہے: ''وزوجناھم بحور عین انی جزیتھم الیوم بما صبروا، انھم ھم الفائزون''

چھٹی پر یہ لکھا ہے: ''صرتم شبابا لاتھرمون أبدا''

آٹھویں پر یہ لکھا ہے: "صرتم آمنین ولا تخافون أبدا"

نویں پر یہ لکھا ہے: "رافقتم الأنبیاء والصدیقین والشهداء والصالحین"

دسویں پر یہ لکھا ہے: "سکنتم فی جوار الرحمان ذی العرش الکریم"،
پھر فرشتہ ان سے کہے گا: "سلامتی اور امن کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائیے"، چنانچہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے اور کہیں گے: "تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم سے رنج وغم کو دور کیا، بلاشبہ ہمارا رب بہت مغفرت کرنے والا، قدر دان ہے، تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنا کیا ہوا وعدہ ہمارے ساتھ پورا کر دیا۔ اور ہمیں جنت کی ایسی زمین کا وارث بنادیا ہم جہاں چاہیں ٹھکانہ پکڑتے ہیں، اعمال کرنے والوں کو کتنا اچھا بدلہ ملا ہے۔"

اور جب اللہ جہنم والوں کو جہنم میں بھیجنا چاہیں گے تو ان کی طرف بھی ایک فرشتہ بھیجیں گے، اس کے پاس دس انگوٹھیاں ہوں گی۔

پہلی پر لکھا ہوگا: "أدخلوها لا تموتون فیها أبدا، ولا تحیون ولا تخرجون"

دوسری پر یہ لکھا ہوگا: "خوضوا فی العذاب، لا راحة لکم"

تیسری پر یہ لکھا ہوگا: "یئسوا من رحمتی"

چوتھی پر یہ لکھا ہوگا: "أدخلوها فی الهم والغم والحزن أبدا"

پانچویں پر یہ لکھا ہوگا: "لباسکم النار وغواشیکم النار"

چھٹی پر یہ لکھا ہوگا: "هذا جزآؤکم الیوم بمافعلتم من معصیتی"

ساتویں پر یہ لکھا ہوگا: "سخطی علیکم فی النار أبدا"

آٹھویں پر یہ لکھا ہوگا: "علیکم اللعنة بما تعمدتم من الذنوب الکبائر ولم تتوبوا ولم تندموا"

نویں پر یہ لکھا ہوگا: "قرناؤکم الشیاطین فی النار أبدا"

دسویں پر یہ لکھا ہوگا: "اتبعتم الشیطان وأردتم الدنیا وترکتم الآخرة، فهذا جزآؤکم."

(بحوالہ ازمراق العارفین ج ۳)

دس نبیوں کی تاریخ ولادت/ وفات

انبیاء علیہم السلام کی تعداد بہت زیادہ ہے اور مسلمان ان سب پر اجمالی ایمان رکھتے ہیں قرآن کریم میں صرف پچیس انبیاء کے نام آئے ہیں جن میں سے دس کے نام یہاں مذکور ہیں، علامہ ابن عاشورؒ نے اہل کتاب کے حوالے سے ان کی درج ذیل تاریخیں نقل کی ہیں،...... یہ تاریخیں ہجرت نبویہ کے اعتبار سے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کی ولادت ہجرت نبویہ سے ۳۹۷۴ سال پہلے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات ۲۷۱۹، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی وفات ۲۶۸۶، حضرت اسحٰق علیہ السلام کی وفات ۲۶۱۳، حضرت یعقوب علیہ السلام کی وفات ۲۵۸۶، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ۶۲۲ اور رفع آسمانی ہجرت سے ۵۸۹ سال پہلے، حضرت ایوب علیہ السلام پندرھویں صدی قبل مسیح میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہوئے ہیں، حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات ۱۹۷۲، حضرت داؤد علیہ السلام کی وفات ۱۶۲۶، اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات ہجرت نبویہ سے ۱۵۹۷ سال پہلے ہوئی۔

(تسہیل البیان جلد ۲، ص ۲۰۲)

دس اصناف کا حشر دس گروہوں کی صورت میں ہوگا

خطیب نے (السراج المنیر میں) ان الفاظ کے ساتھ حدیث کو نقل کیا ہے میری امت کی دس اصناف کا حشر دس گروہوں کی صورت میں ہوگا۔

(۱)...... بعض کی صورت بندروں کی ہوں گی یہ چغل خور ہوں گے،

(۲)...... بعض سوروں کی شکل پر ہوں گے یہ حرام خور ہوں گے۔

(۳)......بعض سرنگوں ہوں گے ٹانگیں اوپر چہرے اور آنکھیں نیچے ان کو اسی طرح گھسیٹا جائے گا یہ سود خور ہوں گے۔

(۴)......کچھ لوگ نابینا ہوں گے ادھر ادھر سرگرداں ہوں گے یہ وہ لوگ ہوں گے جو فیصلہ میں ظلم کرتے تھے۔

(۵)......بعض گونگے بہرے اور بے عقل ہوں گے یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنے اعمال پر مغرور تھے۔

(۶)......بعض لوگوں کی زبانیں سینہ پر لٹکتی ہوں گی اور ان کے منہ سے لہو پیپ بہتا ہوگا جس سے مجمع میں تعفن پیدا ہوگا یہ وہ علماء اور واعظ ہوں گے جن کا کردار گفتار کے خلاف تھا۔

(۷)......بعض لوگوں کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوں گے یہ پڑوسیوں کو دکھ دینے والے لوگ ہوں گے۔

(۸)......بعض لوگوں کو آتشی تختوں پر صلیب دی گئی ہوگی یہ وہ لوگ ہوں گے جو حاکم سے جا کر لوگوں کی چغلیاں کھاتے تھے۔

(۹)......بعض لوگوں کی بدبو مردار سے زیادہ سڑی ہوئی ہوگی، یہ وہ لوگ ہوں گے جو نفسانی خواہشات اور لذات میں مزے اڑاتے تھے اور اللہ کے مالی حق کو اپنے مالوں کے ساتھ روکے رکھتے تھے (زکوٰۃ عشر وغیرہ ادا نہیں کرتے تھے۔

(۱۰)......بعض لوگوں کو تارکول کی لمبی چادریں پہنائی جائیں گی یہ رعونت فخر اور غرور کرنے والے ہوں گے، حضرت براء بن عاذبؓ نے بھی بروایت حضرت معاذؓ ایسی ہی حدیث بیان کی جس کو ثعلبیؒ نے نقل کیا ہے۔ (مظہری جلد ۱۲، ص ۱۷۸)

دس اقوال الکوثر جنت کی نہر کے بارے میں

علمائے تفسیر نے الکوثر کی تفسیر میں متعدد اقوال ذکر کیے ہیں، چند آپ بھی ملاحظہ فرمایئے:

۱.....کوثر سے مراد جنت کی وہ نہر ہے، جس سے جنت کی ساری نہریں نکلتی ہیں جواللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کوعطا فرمادی ہیں، ﴿عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الكوثر نهر في الجنة حافتاه من ذهب ومجراه على الدر والياقوت تربته اطيب من المسك وماءه احلىٰ من العسل وابيض من الثلج﴾

ترجمہ: یعنی حضور ﷺ نے فرمایا کہ کوثر جنت کی ایک نہر ہے جس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں موتیوں اور یاقوت کا فرش بچھا ہوا ہے، اس کی مٹی کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے، اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ شفاف ہے۔

۲......اس حوض کا نام ہے جو میدان حشر میں ہوگا جس سے حضور ﷺ اپنی امت کے پیاسوں کو سیراب فرمائیں گے، جس کے کناروں پر پیالے، آبخورے اتنی کثرت سے رکھے ہوں گے جتنے آسمان پر ستارے ہیں تاکہ در حبیب پر آکر کسی پیاسے کو انتظار کی زحمت نہ اٹھانی پڑے اس حوض کے بارے میں احادیث متواترہ مذکور ہیں، اور علماء نے یہ بھی لکھا ہے ﴿وان على اركانها الاربعة خلفاء الاربعة﴾ اس کے چاروں کونوں پر خلفائے اربعہ تشریف فرما ہوں گے۔ جو شخص ان میں سے کسی کے ساتھ بغض کرے گا اسے حوض کوثر سے ایک گھونٹ بھی نہیں ملے گا۔

(۳)......النبوۃ: انبیاء تو حضور سے پہلے بھی تشریف لائے لیکن نبوت محمدیہ کے فیوض وبرکات کی کثرت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔ نبوت کا دامن ساری نوع انسانیت کو سمیٹے ہوئے ہے، بلکہ آپ ساری کائنات کے نبی ہیں، آپ کا بحر رسالت زماں ومکاں کی حدود سے آشنا نہیں۔

۴......کوثر سے مراد قرآن کریم ہے، انبیاء سابقین بھی صحائف اور کتابیں لے کر آئے لیکن جو جامعیت اور ہدایت اس کی تعلیمات میں ہے اس کی نظیر کہاں، علوم ومعارف کے جو خزینے اس صحیفہ رشد وہدایت میں مستور ہیں وہ کسی اور کو نصیب

نہیں، انسانی زندگی کے ان گنت شعبوں پر جس طرح اس کتاب مبین کا نور ضیا پاشیاں کررہا ہے وہ کسی بصیرت والے سے مخفی نہیں۔

۵......اس سے مراد دین اسلام ہے۔

۶......اس سے مراد صحابہ کرامؓ کی کثرت ہے، جتنے صحابہ حضور ﷺ کے تھے، کسی دوسرے نبی یا رسول کے اتنے صحابہ میسر نہیں آئے۔

۷......اس سے مراد رفع ذکر ہے، ساری کائنات کی بلندیوں اور پستیوں میں جس طرح اس نبی رحمت ﷺ کے ذکر مبارک کا ڈنکا بج رہا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔

۸......**قال جعفر الصادق علیه وعلٰی ابائه الکرام السلام ،نور قلبه الذی دله علی الله تعالیٰ وقطعه عما سواه** ۔یعنی امام جعفر صاق کے نزدیک کوثر سے مراد حضور ﷺ کے دل کا نور ہے جس نے آپ کی اللہ تعالیٰ تک رہنمائی کی اور ماسوا سے ہر قسم کا رشتہ منقطع کردیا۔

۹......مقام محمود، در روز محشر جب شفیع المذنبین شفاعت عامہ فرمائیں گے۔

۱۰......حضرت ابن عباسؓ نے الکوثر کی تفسیر بیان کی ہے الخیر الکثیر، یعنی خیر کثیر۔

حضرت سعید بن جبیر نے عرض کیا کہ لوگ تو کہتے ہیں کہ کوثر جنت کی ایک نہر کا نام ہے، تو آپ نے فرمایا وہ بھی اس خیر کثیر میں سے ایک ہے۔ھو من الخیر الکثیر۔ (تفسیر القرآن جلد ۵)

دس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ لیجئے گناہوں سے محفوظ رہو گے

حضرت علی ﷺ نے فرمایا کہ جو صبح کی نماز کے بعد دس مرتبہ قل ھو اللہ احد (یعنی سورۂ اخلاص) پڑھے گا وہ سارا دن گناہوں سے محفوظ رہے گا۔ چاہے شیطان کتنا ہی زور لگائے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: صبح اور شام تین مرتبہ قل ھو اللہ احد (یعنی سورۂ اخلاص)

اور معوذتین (سورۂ فلق اور سورۂ والناس) پڑھا کرو، ان کا پڑھنا ہر چیز سے کفایت کرے گا۔

(حیاۃ الصحابہ جلد۔۳)

دس مراتب عورتوں کے مردوں کے ساتھ

حضرت اسماء بنت عمیسؓ جب اپنے شوہر جعفر بن ابی طالب ؓ کے ساتھ حبشہ سے واپس آئیں تو ازواج نبی کریم ﷺ سے مل کر انہوں نے دریافت کیا کہ کیا عورتوں کے باب میں بھی کوئی آیات نازل ہوئی ہے؟ انہوں نے فرمایا نہیں تو اسماءؓ نے حضور سید عالم ﷺ سے عرض کیا کہ حضور عورتیں بڑے ٹوٹے میں ہیں، فرمایا کیوں عرض کیا کہ ان کا ذکر خیر کے ساتھ ہوتا ہی نہیں جیسا کہ مردوں کا ہوتا ہے، اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی اور ان کے دس مراتب مردوں کے ساتھ ذکر کئے گئے اور ان کے ساتھ ان کی مدح فرمائی گئی۔

پہلا مرتبہ اسلام ہے جو خدا اور رسول کی فرمانبرداری ہے۔

دوسرا مرتبہ ایمان ہے کہ وہ اعتقاد صحیح اور ظاہر و باطن کا موقف ہوتا ہے۔

تیسرا مرتبہ قنوت یعنی طاعت ہے۔

اس میں چوتھے مرتبہ کا بیان ہے کہ وہ صدق بیات وصدق اقوال وافعال ہے۔

اس کے بعد پانچویں مرتبہ صبر کا بیان ہے کہ طاعتوں کی پابندی کرنا اور ممنوعات سے احتراز رکھنا خواہ نفس پر کتنا ہی شاق اور گراں رضائے الٰہی کے لیے اختیار کیا جائے۔

اس کے بعد چھٹا مرتبہ خشوع کا بیان ہے جو طاعتوں اور عبادتوں میں قلوب وجوارح کے ساتھ متواضع ہونا ہے۔

اس کے بعد ساتویں مرتبہ صدقہ کا بیان ہے جو اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے مال میں سے اس کی راہ میں بطریق مفرض ونفل دینا ہے۔

پھر آٹھویں مرتبہ صوم کا بیان ہے یہ بھی فرض ونفل دونوں کو شامل ہے، منقول ہے

کہ جس نے ہر ہفتہ ایک درہم صدقہ کیا وہ متصدقین میں اور جس نے ہر مہینہ ایام بیض کے تین روزے رکھے وہ صائمین میں شمار کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد نویں مرتبہ عفت کا بیان ہے، اور وہ یہ ہے اپنی پارسائی کو محفوظ رکھے اور جو حلال نہیں ہے اس سے بچے۔

سب سے آخر میں دسویں مرتبہ کثرت ذکر کا بیان ہے، ذکر میں تسبیح، تحمید، تہلیل، تکبیر، قرأت، علم دین کا پڑھنا پڑھانا، نماز، وعظ و نصیحت، وغیرہ سب داخل ہیں، کہا گیا ہے کہ بندہ ذاکرین میں جب شمار ہوتا ہے، جبکہ وہ کھڑے بیٹھے لیٹے ہر حال میں اللہ کا ذکر کرے۔ (بحوالہ سیر الاولیاء ص ۲۱۰)

دس سورتیں دس چیزوں سے بچاتی ہیں

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۱۱ھ) تحریر فرماتے ہیں۔

دس چیزیں (سورتیں) دس چیزوں سے بچاتی ہیں۔

۱...... سورۂ فاتحہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچاتی ہے۔

۲...... سورۂ یٰسین قیامت کے دن پیاسے رہنے کے لئے مانع ہے۔

۳...... سورۂ دخان قیامت کی ہولناکیوں سے بچاتی ہے۔

۴...... سورۂ واقعہ فقر و فاقہ سے بچاتی ہے۔

۵...... سورۂ ملک عذاب قبر سے بچاتی ہے۔

۶...... سورۂ الکوثر دشمنوں سے بچاتی ہے۔

۷...... سورۂ اخلاص منافقت سے بچاتی ہے۔

۸...... سورۂ کافرون موت کے وقت کفر سے بچاتی ہے۔

۹...... سورۂ فلق حاسدوں سے بچاتی ہے۔

۱۰...... سورۂ الناس وسوسوں سے بچاتی ہے۔ (الکنز المدفون)

دس مسائل دریافت کئے حضرت علی المرتضیٰؓ نے

سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں جب اغنیا نے عرض ومعروض کا سلسلہ دراز کیا اورنوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ فقراء کواپنی عرض پیش کرنے کا موقع کم ملنے لگا تو عرض پیش کرنے والوں کوعرض پیش کرنے سے پہلے صدقہ پیش کرنے کا حکم دیا گیا اوراس حکم پر حضرت علیؓ نے عمل کیا، ایک دینار صدقہ کر کے دس مسائل دریافت کیے، عرض کی یارسول اللہ ﷺ۔

(۱) وفا کیا ہے؟ فرمایا توحید اور توحید کی شہادت دینا
(۲) عرض کیا فساد کیا ہے؟ فرمایا کفروشرک۔
(۳) عرض کیا حق کیا ہے؟ فرمایا اسلام، قرآن اورولایت جب تجھے ملے۔
(۴) عرض کیا حیلہ (یعنی تدبیر کیا ہے) فرمایا ترک حیلہ۔
(۵) عرض کیا مجھ پر کیا لازم ہے؟ فرمایا اللہ اوراس کے رسول کی اطاعت۔
(۶) عرض کیا اللہ تعالیٰ سے کیسے مانگوں؟ فرمایا صدق اور یقین کے ساتھ۔
(۷) عرض کیا کیا مانگوں؟ فرمایا عافیت، ایک روایت میں عاقبت کا لفظ ہے۔
(۸) عرض کیا اپنی نجات کے لیے کیا کروں؟ فرمایا حلال کھا اور سچ بول۔
(۹) عرض کیا سرور کیا ہے؟ فرمایا جنت۔
(۱۰) عرض کیا راحت کیا ہے؟ فرمایا اللہ کا دیدار۔

جب حضرت علی مرتضی ﷺ ان سوالوں سے فارغ ہوگئے تو یہ حکم منسوخ ہوگیا، اوررخصت نازل ہوئی اور سوائے حضرت علی مرتضیٰؓ کے اور کسی کو اس پر عمل کرنے کا وقت نہیں ملا۔ (تفسیر القرآن جلد ۵، ص ۱۴۸)

دس علامتیں قیامت کی

صحیح مسلم ص ۳۹۳ ج ۲ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ

قیامت اس وقت تک واقع نہ ہوگی، جب تک کہ دس علامات کا ظہور نہ ہو جائے۔

(۱)......مشرق میں لوگوں کے زمین میں دھنس جانے کا واقعہ پیش آنا۔

(۲)......اسی طرح مغرب میں زمین میں دھنس جانے کا واقعہ پیش آنا۔

(۳)......جزیرہ عرب میں دھنس جانے کا واقعہ پیش آنا۔

(۴)......دھواں ظاہر ہونا۔

(۵)......دجال کا نکلنا۔

(۶)......دابۃ الارض کا ظاہر ہونا۔ (یہ خاص قسم کا چوپایہ ہوگا جو زمین سے نکلے گا جس کا ذکر سورہ نمل میں ہے)

(۷)......یاجوج ماجوج کا نکلنا۔

(۸)......پچھم کی جانب سے سورج کا نکلنا۔

(۹)......عدن کے درمیان سے ایک آگ نکلنا (جو لوگوں کو ان کے محشر کی طرف جمع کرے گی)

(۱۰)......عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا۔ (تفسیر انوار البیان ص ۴۷۶، ج ۳)

دس احادیث سورہ بقرہ کی آخری دو آیات کی فضیلت میں

ان دونوں آیتوں کی فضیلت کی احادیث ملاحظہ فرمایئے۔

۱......صحیح بخاری میں ہے جو شخص ان دونوں آیتوں کو رات کو پڑھ لے اسے یہ دونوں کافی ہیں۔

۲......مسند احمد میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سورہ بقرہ کی آخری آیتیں عرش کے نیچے کے خزانے سے دی گئی ہیں، مجھ سے پہلے کسی نبی کو یہ نہیں دی گئیں۔

مسلم شریف میں ہے کہ جب حضور ﷺ کو معراج کرائی گئی، اور آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے جو ساتویں آسمان میں ہے جو چیز آسمان کی طرف چڑھتی ہے وہ یہیں تک ہی پہنچتی ہے اور یہاں سے ہی لے جائی جاتی ہیں اور جو چیز اوپر سے نازل ہوتی ہے وہ بھی

یہیں تک پہنچتی ہے پھر یہاں سے آگے لے لی جاتی ہے اور اسے سونے کی ٹڈیاں ڈھکے ہوئے تھیں، وہاں حضور ﷺ کو تین چیزیں عطا فرمائی گئیں، پانچ وقت کی نمازیں، سورہ بقرہ کی آخری آیتیں، توحید والوں کے تمام گناہوں کی بخشش۔

۳...... مسند میں ہے کہ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا سورہ بقرہ کی ان دونوں آخری آیتوں کو پڑھتے رہا کرو مجھے یہ عرش کے نیچے خزانے سے دی گئی ہیں۔

۴...... ابن مردویہ میں ہے کہ ہمیں لوگوں پر تین فضیلتیں دی گئیں، مجھے سورہ بقرہ کی یہ آخری آیتیں عرش کے نیچے کے خزانے سے دی گئی ہیں جو نہ میرے پہلے کسی کو دی گئیں نہ میرے بعد کسی کو دی جائیں گی۔

۵...... ابن مردویہ میں ہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں نہیں جانتا کہ اسلام کے جاننے والوں میں سے کوئی شخص آیت الکرسی اور سورہ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھے بغیر سو جائے یہ وہ خزانہ ہے جو تمہارے نبی ﷺ کو عرش تلے کے خزانہ سے دیئے گئے ہیں۔

۶...... اور حدیث ترمذی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کے پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے ایک کتاب لکھی جس میں سے دو آیتیں اتار کر سورہ بقرہ ختم کی جس گھر میں یہ تین راتوں تک پڑھی جائیں اس گھر کے قریب ہرگز شیطان نہیں جا سکتا۔

۷...... امام ترمذی اسے غریب بتاتے ہیں لیکن حاکم اپنی مستدرک میں اسے صحیح کہتے ہیں۔

۸...... ابن مردویہ میں ہے کہ جب حضور ﷺ سورہ بقرہ کا خاتمہ اور آیت الکرسی پڑھتے تو ہنس دیتے اور فرماتے یہ دونوں رحمٰن کے عرش تلے کا خزانہ ہیں اور جب آیت ﴿**من یعمل سوء ا یجزله** اور آیت ﴿**و ان لیس للانسان الا ما سعی و ان سعیه سوف یری ثم یجزہ الجزاء الاوفی**﴾ پڑھتے تو زبان سے انا للہ نکل جاتا اور سست ہو جاتے۔

۹......ابن مردویہ میں ہے کہ مجھے سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی آخری آیتیں عرش کے نیچے سے دی گئی ہیں اور مزید مفصلات والی سورتیں بھی وہاں سے ہی دی گئی ہیں۔

۱۰......ایک اور حدیث میں ہے کہ ہم حضور ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جہاں حضرت جبرئیلؑ بھی تھے کہ اچانک ایک دہشت ناک بہت بڑے دھماکے کی آواز کے ساتھ آسمان کا دروازہ کھلا جو آج تک کبھی نہیں کھلا تھا اس سے ایک فرشتہ اترا اس نے آنحضرت ﷺ سے کہا آپ کو مبارک ہو، آپ کو وہ دو نور دیئے جاتے ہیں جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی آخری آیتیں، ان کے ایک ایک حرف پر آپ کو نور دیا جائے گا۔ (مسلم)

پس یہ دس حدیثیں ان مبارک آیتوں کی فضیلت ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۳۵۲ ج ۱)

دس صفات عباد مقربین کی

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس اللہ سرہ ازالۃ الخفاء میں فرماتے ہیں، تمام قرآن میں حق جل شانہ کی یہ سنت جاری ہے کہ اللہ تعالیٰ جا بجا اہل ہدایت اور اہل ضلالت کو میزان عدل پر رکھ کر تولتے ہیں اور ان کے اوصاف بیان کرتے ہیں ایک فریق کو عذاب کا وعدہ دیتے ہیں اور ایک فریق کو نعمائے جنت کی بشارت سناتے ہیں اور دونوں فریق کے ان اوصاف کا ذکر کرتے ہیں جن کے ساتھ وہ معروف ومشہور ہوں پس اسی قاعدہ کے مطابق سورہ فرقان میں بھی اللہ تعالیٰ نے کفار کے شبہات تو اعتراضات اور ان کے جاہلانہ خصائل وعادات کا ذکر کر کے ان کی پاداش کا ذکر کیا بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے اپنے عباد مقربین اور ان کی صفات ثابتہ ومشہورہ کا بیان کیا اور وہ صفات یہ ہیں۔

(۱) حلم اور تواضع۔

(۲) مداومت بر نماز تہجد۔

(۳) خوف از عذاب آخرت۔

(۴) اعتدال واقتصاد۔

(۵) توحید اور اخلاص فی العبادت۔

(۶) ترک کشت وخون یعنی فتنہ وفساد سے دور رہنا۔

(۷) اجتناب از زنا۔

(۸) احتراز از مجالس کذب ودروغ۔

(۹) تذکر بوقت اسماع وعظ۔

(۱۰) بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے رہنا۔ (معارف القرآن کاندھلوی ص ۵۲۲، ج ۵)

دس باتوں کی وجہ سے دل مردہ

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سے لوگوں نے پوچھا کہ: ہم دعائیں کرتے ہیں تو قبول نہیں ہوتی، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "ادعونی استجب لکم" یعنی مجھ سے مانگو میں دعا قبول کروں گا۔ تو فرمایا کہ: "دس باتوں کی وجہ سے تمہارے دل مر چکے ہیں۔

۱۔ تم اللہ پر ایمان تو لائے ہو مگر اس کا حق ادا نہیں کرتے۔

۲۔ قرآن پڑھتے تو ہو، مگر اس پر عمل نہیں کرتے۔

۳۔ دعویٰ شیطان کی دشمنی کا کرتے ہو، مگر اسے دوست بنائے پھرتے ہو۔

۴۔ حضور اکرم ﷺ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو، مگر ان کی سنتیں چھوڑے بیٹھے ہو۔

۵۔ دعویٰ جنت کی محبت کا کرتے ہو، اور عمل اس کے لئے نہیں کرتے۔

۶۔ جہنم کے ڈر کا دعویٰ کرتے ہو، مگر گناہ نہیں چھوڑتے۔

۷۔ یہ تسلیم کرتے ہو کہ موت حق ہے، مگر اس کی تیاری نہیں کرتے۔

۸۔ اوروں کے عیب ڈھونڈنے میں مصروف ہو، اور اپنے عیبوں پر نظر کرنا تم نے چھوڑ ہی دیا ہے۔

۹۔ اللہ کا رزق کھاتے ہو اور اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔

۱۰۔ اپنے مُردوں کو دفن کرتے ہو، مگر اس سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔"

(بحوالہ منبہات ابن حجرؒ ص ۹۰)

دس تاریخی خواب اور انکی تعبیر

پہلا واقعہ...... اسماعیل بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو مسجد نبی کریم ﷺ کے قبلے میں چار مرتبہ پیشاب کرتے ہوئے خواب میں دیکھا۔ میں نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے بیان کیا، تو انہوں نے کہا، اگر تم نے اپنا خواب سچ بیان کیا ہے تو عبدالملک کی پشت سے چار خلیفہ مسجد نبوی کے قبلے میں کھڑے ہوں گے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سعید بن مسیب سب سے زیادہ تعبیر خواب جاننے والے تھے انہوں نے یہ علم اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے حاصل کیا، اور اسماءؓ نے اپنے والد ابوبکر صدیق ﷺ سے حاصل کیا۔

دوسرا واقعہ...... شریک بن ابی نمرہ سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے دانت ٹوٹ کر میرے ہاتھ پر گر پڑے۔ پھر میں نے انہیں دفن کر دیا، سعید بن مسیب نے کہا کہ اگر تم نے اپنا خواب صحیح بیان کیا ہے تو تم نے اپنے خاندان کے ہم سن لوگوں کو دفن کر ڈالا۔

تیسرا واقعہ...... مسلم الخیاط سے مروی ہے کہ ایک شخص نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں اپنے ہاتھ پر پیشاب کر رہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ سے ڈرو کیونکہ تمہارے نکاح میں کوئی محرم ہے۔ اس شخص نے غور کیا تو اتفاق سے اس کی بیوی کے اور اس کے درمیان رضاع کا تعلق تھا (یعنی جس عورت نے اسے دودھ پلایا تھا اسی عورت نے اس کی بیوی کو دودھ پلایا تھا۔)

چوتھا واقعہ...... ان کے پاس ایک دوسرا شخص آیا اور کہا کہ اے ابوسعید میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا زیتون کی جڑ میں پیشاب کر رہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ غور کرو

کہ تمہارے نکاح میں کون ہے، معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے نکاح میں کوئی محرم ہے، اس نے غور کیا تو اتفاق سے وہ عورت تھی جس سے اس کا نکاح جائز نہ تھا۔

پانچواں واقعہ...... ابن المسیب سے مروی ہے کہ ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک کبوتری منارہ مسجد پر گر پڑی، انہوں نے کہا کہ حجاج عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کی بیٹی سے نکاح کرلے گا۔

چھٹا واقعہ...... مسلم الخیاط سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن میتب رحمہ اللہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بکرا ثنیہ سے دوڑتا ہوا آیا اور اس نے کہا کہ ذبح کرو، اس شخص نے کہا کہ میں نے ذبح کیا، سعید نے کہا کہ ابن ام صلاء مرگیا، وہ ہٹا بھی نہ تھا کہ اس کے پاس خبر آگئی کہ وہ مرگیا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ابن ام صلاء اہل مدینہ کے موالی میں سے تھا جو لوگوں کی چغلخوری کرتا تھا۔

ساتواں واقعہ...... عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن السائب سے جو خاندان قارہ سے تھا مروی ہے کہ قبیلہ افہم کے ایک شخص نے ابن المسیب سے کہا کہ اس نے خواب میں دیکھا ہے کہ وہ آگ میں گھسا ہے، انہوں نے کہا کہ اگر تم نے اپنا خواب سچ بیان کیا ہے تو تمہیں اس وقت تک موت نہ آئے گی جب تک کہ تم سمندری سفر نہ کرلو اور تمہیں قتل کے ذریعہ سے موت آئے گی۔ اس نے سمندری سفر کیا اور ہلاکت کے قریب ہوگیا۔ جنگ قدید میں تلوار سے قتل کیا گیا۔

آٹھواں واقعہ...... حصین بن عبیداللہ سے مروی ہے کہ مجھے اولاد کی طلب تھی، مگر میرے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی، ابن المسیب رحمہ اللہ سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میری گود میں انڈا اڈال دیا گیا ہے، انہوں نے کہا کہ مرغی عجمی ہے لہٰذا تم عجم میں رشتہ تلاش کرو۔ پھر میں نے ایک باندی لی تو اس سے ایک لڑکا ہوا حالانکہ میرے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔

سعید بن میتب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب کوئی شخص خواب دیکھتا اور ان سے

بیان کرتا تو وہ کہتے تھے کہ تم نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے۔

نواں واقعہ...... ابن المسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ خواب (میں) خشک کھجور (دیکھنے سے) سے ہر حال میں رزق مراد ہے اور تر کھجور سے اس کے موسم میں رزق مراد ہے۔ ابن المسیب سے مروی ہے کہ خواب کا آخر چالیس سال سے ہے (یعنی اس کی تعبیر میں، مطلب یہ ہے کہ چالیس سال کی عمر میں جو خواب دیکھیں اس کی تعبیر اکثر درست ہوتی ہے۔)

دسواں واقعہ...... ابن المسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ خواب میں بیڑی دیکھنا ثبات دین کی علامت ہے، ایک شخص نے کہا کہ اے ابو محمد میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سائے میں بیٹھا ہوں، پھر اٹھ کر دھوپ میں چلا گیا۔ ابن المسیب رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ کی قسم اگر تم نے اپنا خواب درست بیان کیا ہے تو ضرور ضرور اسلام سے نکل جاؤ گے۔ اس نے کہا کہ اے ابو محمد میں نے خواب دیکھا کہ میں سایہ سے نکالا گیا اور دھوپ میں داخل کیا گیا، پھر مجھے بے کار کر دیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ تمہیں کفر پر مجبور کر دیا جائے گا۔ اس نے عبدالملک بن مروان کے زمانے میں بغاوت کی۔ اسے گرفتار کر کے مجبور کیا گیا، وہ باز آیا، وہ مدینہ میں آیا، وہی یہ واقعہ بیان کرتا تھا۔ (طبقات ابن سعد ج:۳ ص:۱۵۲ تا ۱۵۴)

دس مرتبہ شہید دنیا میں لوٹنے کی تمنا کرے گا

شہداء کی ارواح سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں۔ جہاں ان کا جی چاہتا ہے جنت میں سیر کرتے رہتے ہیں اور عرش الٰہی کے نیچے لٹکے ہوئے قندیلوں پر آجاتے ہیں۔ تمہارا رب انہیں جھانک کر پوچھتا ہے، تمہیں کیا چاہیے؟ یہ کہتے ہیں پروردگار ہمیں اور کیا چاہیے، ہمیں تو آپ نے وہ کچھ عطا فرمایا ہے جو آپ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا پھر اللہ تعالیٰ دوبارہ پوچھتے ہیں۔ اور جب وہ دیکھتے ہیں کہ انہیں پوچھے بغیر نہیں چھوڑا جائے گا تو وہ کہتے ہیں، ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں دنیا میں دوبارہ واپس بھیج دیں۔ جہاں ہم آپ کے راستے مین جہاد کریں اور آپ کے راستے میں دوبارہ قتل ہو جائیں۔ (یہ بات وہ شہادت

کے عظیم الشان ثواب کو دیکھ کر کہتے ہیں) اس پر اللہ سبحانہ فرماتے ہیں میں نے لکھ دیا ہے کہ اب (انسان) دنیا میں دوبارہ واپس نہ جائیں گے (صحیح مسلم)

حضرت انس ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا--- جنت میں جانے والوں میں سے کوئی بھی دنیا میں واپس آنے کی تمنا نہیں کرے گا، کیونکہ دنیا میں اس کے لیئے کچھ نہ ہوگا۔ سوائے شہید کے، شہید تمنا کرے گا کہ وہ دس مرتبہ دنیا میں بھیجا جائے اور دس مرتبہ (راہ خدا میں) قتل کیا جائے۔ یہ تمنا اس اعزاز کی بنا پر ہوتی ہے جو جنت میں اسے شہادت کے صلے ملتا ہے (مالک، بخاری، مسلم،) (بحوالہ تفسیر فی ظلال القرآن)

دس خصلتیں

حکیم فرزانہ بزرجمہر سے کسی نے پوچھا: ''منصب وزارت کس کو ملے؟ اور کون اس رتبے کا لائق ہے؟''

جواب دیا: ''جس شخص میں دس خصلتیں پائیں جائیں وہ اس منصب کا اہل ہے ورنہ اسے ذلیل و برباد کرے گا پوچھا: ''وہ دس خصائل کون کون سی ہیں، تفصیل سے بیان کر''۔ کہنے لگا:

پہلی خصلت ہوشیاری ہے یعنی یہ خیال رکھے کہ اس مرتبے پر فائز ہوکر مغرور اور سرکش نہ ہو جائے اور راہ احتیاط سے قدم نہ ڈگمگائے۔

دوسری خصلت بردباری ہے جس کے سبب کچھ دشواری اس پر آنے نہ پائے۔

تیسری خصلت دلیری کہ کتنا ہی بڑا اور دشوار مرحلہ سامنے ہو، مطلق نہ گھبرائے اور اسے طے کرے۔

چوتھی خصلت جوان مردی کے وقت پڑنے پر بادل کی طرح زوردار برسادے۔

پانچویں خصلت حسن سلوک اگر کوئی دوست اچھی خدمت بجالائے، تو فوراً اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔

چھٹی خصلت قوت فیصلہ کہ جو شخص جائز اور صحیح حکم کی خلاف ورزی کرے، کسی

رو رعایت کے بغیر اسے سزا دے۔

ساتویں خصلت دور اندیشی کے سامان اسباب میں ہر چیز کا ذخیرہ رکھے تاکہ حادثے کے وقت کام آئے۔

آٹھویں خصلت صبر و استقلال کہ ہر کام کرنے سے پہلے خوب غور کر کے اس کے انجام و حاصل کا پتہ لگالے اور ادنیٰ اعلیٰ پر یکساں حکم رکھے۔

نویں خصلت یہ ہے کہ اپنی اوقات کار میں ضبط رکھے۔ آج کا کام کل پر نہ ٹالے۔

دسویں خصلت یہ کہ بے وجہ ضد نہ کرے اور کسی کام میں کوئی ادنیٰ شخص بھی اعلیٰ مسودہ دے تو اسے فوراً قبول کر لے۔ اپنی رائے پر اصرار نہ کرے۔ (بحوالہ اسلامک انسائیکلو پیڈیا ص ۹۰)

دس خصوصیات محبت الٰہی کی

سچے عاشق اور محب کے اندر دس خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

(۱)......قليل الا اختلاط. (لوگوں سے میل جول کم ہونا)

(۲)...... كثرة الخلوة. (کثرت کے ساتھ خلوت میں رہنا)

(۳)......دائم الفكر. (ہر وقت خدا کے فکر میں رہنا)

(۴)......ظاهر الصمت. (ظاہری عادت میں اچھا ہونا)

(۵)......لا يبصر اذا نظر. (اس کو خدا کے علاوہ کوئی چیز نہ آئے)

(۶)......لا يسمع اذا نودى. (جب اس کو پکارا جائے تو سنائی نہ دے) یعنی اس خدا اور رسول ﷺ کے سوا دوسرے کی باتوں پر توجہ نہیں ہوتی۔

(۷)......لا يفهم اذا كلم. (اس کے شغل و فکر کی وجہ سے جب کوئی بات کرتا ہے تو اس کی بات سمجھ میں نہیں آتی)۔

(۸)......لا يحزن اذا أصيب بمصيبة. (جب کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے تو رنجیدہ نہیں ہوتا ہے)۔

(۹)......اذا أصيب بجوع فلا يدرى. (جب بھوک کی حالت میں ہوتا تو اس کو

بھوک کا احساس نہیں ہوتا)۔

(۱۰)......لا یشعر ویشتم ویخشی. لوگ اس کو گالی دیدیں تو اس کو اس کا پتہ نہیں چلتا۔اور نہ ہی اس سے کوئی ڈر ہوتا ہے خلوت میں اللہ سے ڈرتا ہے۔(بحوالہ مکاشفۃ القلوب)

دس فضائل جمعہ کے

(۱)......حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص غسل کر کے جمعہ کی نماز کو چلے تو ایک قدم پر ۲۰/ بیس نیکیاں ملتی ہیں اور جب واپس ہوتا ہے تو اس کو دو سو سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔

(۲)......ایک روایت میں ہے کہ ایک ایک قدم پر ایک سال کے قیام اور ایک سال کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔ (ترغیب)

(۳)......مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا تمام دنوں سے افضل دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے، کیونکہ اس دن حضرت آدمؑ کی تخلیق ہوئی تھی ،اسی دن وہ جنت میں داخل کیے گئے تھے اور اسی دن جنت سے باہر کیے گئے اور قیامت بھی اسی دن قائم ہوگی۔

(۴)......مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم سب سے آخر میں آنے والے ہیں اور جنت میں داخل ہوتے وقت سب سے پہلے ہوں گے، البتہ اتنی بات ہے کہ تمام امتوں کو ہم سے پہلے کتابیں دی گئیں اور ہم کو کتاب سب سے بعد میں ملی ہے اور جمعہ کے دن میں یہود کل ہمارے پیروکار ہوں گے اور نصاریٰ پرسوں، چونکہ حضور ﷺ نے یہ ارشاد جمعہ کے دن فرمایا تو مقصد یہ ہوا کہ ہم آج جمعہ کو عبادت کا اہتمام کر رہے ہیں، یہودی آئندہ کل بروز ہفتہ اہتمام کریں گے اور نصاریٰ پرسوں بروز اتوار اہتمام کریں گے۔

مسلم ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن کے انتخاب سے یہود و نصاریٰ کو غافل کیے رکھا، پس یہود نے عبادت کے لیے

ہفتے کا اور نصاریٰ نے اتوار کا دن منتخب کیا، لیکن ہمیں اللہ تعالیٰ نے جمعہ کو منتخب کرنے کی ہدایت وتوفیق نصیب فرمائی، اس معاملہ میں یہود ونصاریٰ ہمارے تابع ہیں۔

(۶)......ایک روایت میں ہے کہ فرشتے جمعہ کے دن رجسٹر لے کر مسجد کے دروازوں پر کھڑے ہوجاتے ہیں ہر آنے والے کے نام واوقات لکھتے رہتے ہیں پہلی گھڑی میں آنے والا ایسا ہے کہ جیسا کہ گویا کوئی اونٹ قربان کرے اور دوسری گھڑی میں آنے والا ایسا ہے وہ گائے قربان کررہا ہے اور اس کے بعد آنے والا گویا مینڈھے کی قربانی کررہا ہے اور اس کے بعد آنے والا گویا مرغی کو قربان کررہا ہے اور اس کے بعد آنے والا گویا انڈا قربان کررہا ہے اور جب امام منبر پر خطبہ کے لیے آتا ہے تو فرشتے رجسٹر بند کردیتے ہیں۔

(۷)......ایک روایت میں ہے کہ جمعہ میں ایک ایسی گھڑی ہے جس میں اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگی جائے تو قبول ہوجاتی ہے۔

(۸)......جب کوئی شخص جمعہ کی نماز میں یوں شریک ہو کہ وضو کرکے آیا ہو، پھر خاموشی سے خطبہ سنا ہو تو دونوں جمعوں کے درمیان کے اس کے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔

(۹)......حضور ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود شریف بھیجا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

(۱۰)......ایک روایت میں ہے کہ اگر کوئی شخص جمعہ میں تاخیر سے آتا ہے تو فرشتے ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ فلاں شخص کو کس چیز نے روکا؟ پھر دعاء کرتے ہیں، اے اللہ اگر یہ شخص گمراہ ہے تو اسے ہدایت نصیب فرما اور اگر بیمار ہے تو اسے صحت وتندرستی کی نعمت سے مالا مال فرما اور اگر غریب ہے تو اسے غنی ومالدار فرما (صحیح ابن خزیمہ) یہ تمام روایتیں تفسیر ابن کثیر اور الترغیب والترہیب سے نقل کی گئی ہیں۔

(تفسیر محمود جلد ۳۔ص ۳۵۶،۳۵۵)

دس پسندیدہ چیزیں پائی جاتی ہیں صلہ رحمی میں

فقیہ ابولیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صلۂ رحمی میں دس چیزیں پسندیدہ پائی جاتی ہیں۔

(۱)......اس میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے کیونکہ یہ اسی کا دیا ہوا حکم ہے۔

(۲)......قرابت والوں کو مسرت ہوگی اور حدیث شریف میں ہے کہ بہترین عمل اہل ایمان کو خوش کرنا ہے۔

(۳)......اس سے ملائکہ خوش ہوتے ہیں۔

(۴)......اس میں مسلمانوں کی طرف سے اسے تحسین وتعریف حاصل ہوگی۔

(۵)......اس سے ابلیس ملعون غمگین ہوتا ہے۔

(۶)......اس سے عمر میں زیادتی ہوتی ہے۔

(۷)......رزق میں برکت ہوتی ہے۔

(۸)......مرنے والے آباؤ اجداد صلۂ رحمی سے خوش ہوتے ہیں۔

(۹)......باہمی محبت بڑھتی ہیں کیونکہ ایک دوسرے کی شادی غمی میں شریک ہونے اور تعاون کرنے سے محبت بڑھتی ہے۔

(۱۰)......مرجانے کے بعد اجر بڑھتا رہتا ہے اس لئے رشتہ دار جب اس کے احسانات اور حسن سلوک کو یاد کریں گے تو اس کو دعائیں دیں گے۔

(بحوالہ منبہات ابن حجرؒ ص ۹۵)